روح کے صحرا

WWW.PAKSOCIETY.COM

روح کے صحرا

ایم اے راحت

مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
ندیم

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

ندیم

مافیا کے ان ارکان سے کافی دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ وہ اپنی ذمے داریاں میری ہدایت کے مطابق پوری کر رہے تھے اور چونکہ ابھی تک کوئی بہت اہم کام نہیں سرانجام دیا گیا تھا سوائے اس کے کہ انہوں نے آئس فیلڈ میں مارشل لارا پر حملہ کرکے میرے اس تک پہنچنے کا بندوبست کر دیا تھا اور اب اگر انہوں نے میرے بارے میں معلومات حاصل بھی کی ہوں گی تو انہیں اس بات کا علم ہو گا کہ میں مارشل لارا سے منسلک ہو چکا ہوں۔ ویسے اس بات کے امکانات نہیں تھے کیونکہ انہیں مکمل طور سے میری تحویل میں دے دیا گیا تھا اور انہیں صرف وہی کرنا تھا جس کی ہدایت مجھ سے حاصل ہوں۔ نیا آنے والا شخص بھی اپنے طور پر انہی کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا تھا اور وہ باکس میرے حوالے کر دیا گیا تھا جو اپنی نوعیت کا بے حد عجیب باکس تھا۔ چنانچہ اسے اپنی تحویل میں لینے کے بعد میں وہاں سے واپس نکل آیا اور کچھ دیر کے بعد اسلام احمد کی رہائش گاہ پہنچ گیا۔

اسلام احمد اس وقت موجود نہیں تھا۔ شازیہ نے بڑی محبت سے میرا استقبال کیا۔ پھر میرے لیے کافی بنائی اور کافی لے کر میرے سامنے بیٹھ گئی۔

"فیصل عورت ہوں کسی بھی حالت میں اپنے عورت پن سے دور نہیں ہو سکتی۔ بڑے لوگ مذہب سے دلچسپی نہیں رکھتے اور نہ ہی ان میں وطن پرستی کا جذبہ ہوتا ہے۔ یہ تو مختلف ہی لوگوں کا کام ہے جو وطن کے نام پر اپنی اصل حیثیت کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اس وقت تنہائی ملی ہے تو میں تم سے یہ سوال کر رہی ہوں کہ مافیا کے جال میں کیسے پھنس گئے اور اس کے ساتھ کام کرنے پر کیوں آمادہ ہو گئے۔ یہ تو بہت خطرناک بات

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے۔ جب کہ تم مجھے ان راہوں کے راہی نہیں معلوم ہوتے۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "بس شازیہ کچھ عوامل ہوتے ہیں جو انسان کو اس کے مزاج کے خلاف کام کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ میرا مسئلہ بھی کچھ یونہی سا سمجھ لو۔"

"لیکن میرے بھائی اس طرح تمہاری زندگی کو جو خطرہ لاحق ہے اسے کیسے نظر انداز کر سکتے ہو۔ بہرحال برے کاموں کا برا ہی انجام ہوتا ہے تم فطری طور پر برے انسان نہیں ہو۔ ان برائیوں کو زندگی کی آخری سانس تک نبھا سکو گے۔"

"پھر کیا کر سکتا ہوں؟"

"چھوڑ کیوں نہیں دیتے یہ سب کچھ' زندگی بے حد قیمتی چیز ہے۔ ایک بار ملتی ہے انسان کو بار بار نہیں۔"

"ہاں زندگی بے حد قیمتی چیز ہے لیکن برے راستے بہت طویل ہوتے ہیں۔ ان تک پہنچنے میں تو آسانی ہوتی ہے لیکن ان سے گزر کر نیک راستوں کی جانب آنا ناممکن ہی ہو جاتا ہے۔"

"سیانوں کا کہنا ہے کہ دنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں ہوتا۔"

"بد قسمتی سے سیانوں سے میرا رابطہ منقطع رہا ہے۔" میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی پھر بولی۔

"اردو بولتے ہوئے کتنا اچھا لگ رہا ہے مجھے۔ اسلام احمد اردو بولتا ہے لیکن اس مسئلے میں وہ بہت کند ذہن ثابت ہوا ہے۔ کسی بھی شکل میں پرفیکٹ اردو اس کی زبان سے نہیں نکلتی۔ سمجھ سب کچھ لیتا ہے لیکن اسے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے میں خاصی دشواریاں پیش آتی ہیں۔"

"میں نے محسوس کیا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تمہارا کوئی پس منظر تو ہوگا؟"

"ہاں ہے۔"

"پاکستان کب چھوڑا؟"

"زیادہ عرصہ نہیں ہوا کبھی کبھی وہاں جانا ہو جاتا ہے۔"

میرے ان الفاظ پر وہ سوچ میں ڈوب گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ اس کے دل میں

کچھ ہے لیکن اس نے کہنے سے گریز کیا اور پھر خاموش ہوگئی۔

شام کو اسلام احمد سے ملاقات ہوئی اور اس نے حسب معمول بے تکلفی سے مجھے مخاطب کیا' کہنے لگا۔

"ہاں بھئی گریٹ مین کہو کیا سوچا اس بارے میں۔"

"ابھی کوئی خاص عمل نہیں ہوا لیکن کچھ تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں میں صرف ایک بات جانتا ہوں کہ جو منصوبہ تم نے اپنے ذہن میں بنایا ہے اس کی تکمیل کے لیے میں جان کی بازی لگا دوں گا اور بالآخر ہمیں کامیابی حاصل ہو گی۔ ویسے ہمارے راستے ہموار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔"

"کیسے؟" اس نے دلچسپی سے کہا۔

"آرمن پہلے یہ چاہتا تھا کہ اس کے وطن کے لیے اور اس کی بقا کے لیے وہ پاکستانی انجینئروں کو اس جدید ایٹمی ٹیکنالوجی اور مشینری کے حصوں میں ناکام بنا دے لیکن اب شاید اس نے کچھ تبدیلیاں کی ہیں۔"

"وہ کیسے؟" اسلام احمد نے دلچسپی سے پوچھا۔

"آرمن یہاں آرہا ہے۔"

"وہ تو آتا جاتا رہتا ہے۔ یہاں اس کا ایک باقاعدہ گروہ کام کرتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔"

"اس بار وہ کچھ نئے منصوبوں کے ساتھ آرہا ہے۔ مافیا کے چیف سے مجھے نئی ہدایات موصول ہوئی ہیں۔"

"گڈ ویری گڈ۔ اب تو میں اپنے اور تمہارے درمیان اتنی اپنائیت محسوس کرتا ہوں کہ ذاتی باتیں پوچھنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ کوئی ایسی بات ہے جو مجھ سے چھپانا ضروری ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"نہیں میں جانتا تھا تمہارے ذہن میں یہ تجسس فوراً ابھرے گا۔"

"بھئی دیکھو یہ تو انسان فطرت کا ایک حصہ ہے ہم اس سے گریز کیسے کر سکتے ہیں۔"

"بالکل نہیں کر سکتے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہے ناں، مجھ سے اتفاق کر رہے ہو ناں تم، تو بتاؤ آرمن اب کس نئے منصوبے کے تحت آ رہا ہے؟"

"مافیا کی جانب سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ یہاں پہنچ رہا ہے اور مجھے اس سے ملاقات کرنی ہے۔ اس کے بعد نئی صورت حال کا اندازہ ہو جائے گا۔ میں اس سے زیادہ اور کوئی تفصیل نہیں جانتا۔"

"گڈ۔ تو پھر اب یہ بتاؤ ہمیں کیا کرنا ہے؟"

"مجھے فوری طور پر تھوڑا سا کام کرنا ہے اور اس سلسلے میں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"یوں سمجھ لو مافیا کی طرف سے جو ذمے داری تمہیں سونپی گئی ہے اس کے علاوہ میری طرف سے بھی ایک ذمے داری تمہارے سپرد ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس تمام منصوبے کے انچارج ہو۔ دیکھو برادر اس کائنات کے رنگ ڈھنگ نرالے ہیں اور اس کا محور تقریباً یکساں ہے۔ بات کہتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن کہے بغیر گزارہ بھی نہیں ہے۔ میں نیک جذبوں کے تحت کام کر رہا ہوں اور یقین کرو اس میں نہ کوئی سازش میرے ذہن میں ہے نہ کسی کے خلاف عمل کرنا چاہتا ہوں۔ مذہب یہ ذمے داری مجھ پر سونپتا ہے کہ اسلام کے قلعے کے تحفظ کے لیے اپنے چھوٹے موٹے فرائض بھی پورے کروں۔ میرے پاس جو کچھ ہے وہ اتنا ہے کہ مجھے اپنی زندگی سکون سے گزرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی لیکن جذبے دل میں پروان چڑھتے ہیں تو صرف زندگی گزارنا ہی زندگی کا مقصد نہیں رہ جاتا بلکہ اور بہت کچھ درکار ہوتا ہے۔ میں ان تعیشات کو چھوڑ کر اپنی قابل اعتماد بیوی کے ساتھ ایک عام انسان کی زندگی گزارنے میں بھی کوئی دقت نہیں محسوس کروں گا۔ زندگی کے وہ تمام عیش میں نے دیکھ لیے ہیں جو کسی کی خواہش ہوتے ہیں۔ اب اگر زندگی کا دوسرا رخ بھی دیکھنا پڑ جائے تو مجھے اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ بہت طویل گفتگو ہوگئی ہے میری۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تم اس منصوبے کی ذمے داریاں سنبھال لو تو میں تمہیں اس کے عوض بہت بڑی رقم دوں گا اور یہ رقم میرے انہی اثاثوں میں سے ہوگی جنہیں میں خفیہ ذرائع سے پاکستان منتقل کرتا رہا ہوں۔ یہ معاوضہ نہیں ہوگا میرے دوست بلکہ اظہار تشکر ہوگا اپنے منصوبے کی تکمیل کے لیے۔"

"ٹھیک ہے لیکن ہمارا موضوع نہ کسی شکل میں یہاں پہنچ جاؤ گے۔"

ہوں اور اس سلسلے میں نہایت مخلصانہ پر گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں۔"

باتیں بعد کی ہیں۔ مجھے فوری طور پر کچھ طر مدارت کی جائے کیا پینا پسند کرو گے؟"

"تصاویر۔" کے لیے نہیں آیا آپ کو گفتگو کرنی ہے۔"

"ہاں تمہاری اس خفیہ فیکٹری کی تحت ہوتا ہے۔ خیر میں اس پر کوئی احتجاج نہیں کروں گا

لوگوں کی تصاویر جو وہاں کام کر رہے ہیں۔ رنی ہوگی۔"

اسلام احمد نے سنسنی خیز نگاہوں سے دمہری برقرار رکھی اور آرمن نے گردن ہلا کر شانے

"ٹھیک ہے میرا خیال ہے یہ تصاویر

"غالباً" تم یہ پوچھنے کی ہمت نہیں کر خیال ہے ان کا نام تمہارے لیے کافی ہے۔"

مسکرا کر کہا۔

"یہ تصاویر میں مسٹر آرمن کو دکھادو۔ تمام تفصیل تمہیں بتا دوں تاکہ تمہیں صورت حال

کوئی مسٹر ڈی جیوا بھی آ رہے ہیں یہ کولڈ کے بارے میں فیصلہ کر سکو۔"

پتا چل سکے گا لیکن مافیا کی طرف سے میں۔" میں نے جواب دیا۔

رپورٹ مجھے مسٹر آرمن کو دینی ہوگی تاکہ ان گفتگو کی ابتدا کرنے کے لیے صحیح الفاظ تلاش کر رہا

اسلام احمد نے پورے اعتماد کے ساتھ گر

"پھر جس وقت بھی تم مناسب سمجھو یہ کام سے کرا چکا ہوں مسٹر ہٹ مین۔ یہ ایک بہت

"بہت جلد" میں اس سے رابطہ قائم کراؤں ہی ان کی ایک اور شخصیت بھی ہے جس کی

نمبر دو سو اٹھارہ میں قیام کریں گے اور مجھے ان سے مل پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا اور جس کے لیے

"تو پھر ٹھیک ہے کیا ہمیں یہ کام آج ہی کرنا ہے۔ رے مسٹر دھرم داس جیوا کی حکومت کو

"نہیں کل دن میں۔" میں نے جواب دیا۔ کل درمیانہ کیفیت میں تھے۔ اتفاق

اسلام احمد نے کسی تردد کا اظہار نہیں کیا تھا اور دوسر

انتظامات کیے۔ میں نے ایک بار پھر اس کی زمین دوز فیکٹری میں جا کر۔ بہت سے مسائل زیر

بنائیں کہ یہ احساس نہ ہو کہ یہ تصویریں باقاعدہ بنائی گئی ہیں بلکہ ان میں جو میرے اپنے زیر عمل

پن کا اظہار ہو۔ مشینوں وغیرہ کی تمام تصاویر بنانے کے بعد میں نے اپنا کام تے ہوئے اس سلسلے

میں یہ تصویریں پرنٹ بھی کر لیں اور انہیں احتیاط سے اپنے پاس محفوظ کسی ملک کو وہ ایٹی

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہے ناں' مجھ سے اتفاق کر رہے ہو ناں تم' تو

کے تحت آرہا ہے؟" ت نہیں ہوئی جو قابل ذکر ہو پھر ایک

"مافیا کی جانب سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ یہ م ہوا کہ مسٹر ڈی جیوا پی گیسٹ کے

ملاقات کرنی ہے۔ اس کے بعد نئی صورت حال کا اندازا" ہی ان سے رابطے کی بات کی اور

اور کوئی تفصیل نہیں جانتا۔"

"گڈ۔ تو پھر اب یہ بتاؤ ہمیں کیا کرنا ہے؟" رہا ہوں۔"

"مجھے فوری طور پر تھوڑا سا کام کرنا ہے اتلاش کے سلسلے میں نکلے ہوئے ہیں۔"

ضرورت پیش آئے گی۔" ماں رابطہ ہو سکتا ہے۔"

"یوں سمجھ لو مافیا کی طرف سے جو ذمے دار"

میری طرف سے بھی ایک ذمے داری تمہارے بنگے۔"

منصوبے کے انچارج ہو۔ دیکھو برادر اس کائنات

محور تقریباً" یکساں ہے۔ بات کہتے ہوئے شرم آتی، کہ میں شام کو ٹھیک پانچ بجے آپ کے

میں نیک جذبوں کے تحت کام کر رہا ہوں اور یقین

میں ہے نہ کسی کے خلاف عمل کرنا چاہتا ہوں۔ تمہاں موجود ہوں۔"

اسلام کے قلعے کے تحفظ کے لیے اپنے چھوٹے؛ اور رابطہ منقطع کر دیا۔ مافیا کے ایک اہم

پاس جو کچھ ہے وہ اتنا ہے کہ مجھے اپنی زندگی میں لگاتا تھا اور غالباً" ڈی ڈی جیوا نے آرمن

ہوگی لیکن جذبے دل میں پروان چڑھتے ہیں بجے جب میں ان کے کمرے میں داخل ہوا تو

رہ جاتا بلکہ اور بہت کچھ درکار ہوتا ہے۔ کر کہا۔

کے ساتھ ایک عام انسان کی زندگی گزشکایت ہوگئی ہے مائی ڈیئر ہٹ مین۔"

زندگی کے وہ تمام عیش میں نے دی ڈی جیوا نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

زندگی کا دوسرا رخ بھی دیکھنا تے تم سے ملاقات کے لیے پر خلوص پیش کش کی تم

گفتگو ہوگئی ہے میری۔ مسترد کر دیا۔ تاہم میں نے انہیں سمجھا دیا کہ تمہارا تعلق جس

سنبھال لو تو میں تمہیں یا عام لوگوں سے راہ و رسم نہیں بڑھائی جاتی۔ خیر بیٹھو' میں تم سے

میں سے ہوگی جنہیں بے چین تھا۔ غلطی مجھ سے ہوگئی کہ چلتے وقت مسٹر اشمیر سے یہ

میرے دوست بلکہ سے ملاقات کا آسان ذریعہ کیا ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ مجھے یقین تھا کہ تم

نے ہم پر نگاہ رکھی ہوگی اور کسی نہ کسی شکل میں یہاں پہنچ جاؤ گے۔"

"آپ لوگ اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں۔"

"ہاں یہ بتاؤ تمہاری کیا خاطر مدارت کی جائے کیا پینا پسند کرو گے؟"

"سوری میں یہاں کچھ پینے کے لیے نہیں آیا آپ کو گفتگو کرنی ہے۔"

"بھئی تم لوگوں کا رویہ بڑا سخت ہوتا ہے۔ خیر میں اس پر کوئی احتجاج نہیں کروں گا لیکن ہمیں دوستانہ انداز میں گفتگو کرنی ہوگی۔"

میں نے اپنے چہرے پر سرد مہری برقرار رکھی اور آرمن نے گردن ہلا کر شانے جھٹکے پھر بولا۔

"یہ دھرم داس جیوا ہیں میرا خیال ہے ان کا نام تمہارے لیے کافی ہے۔"

"جی۔"

"اور مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ تمام تفصیل تمہیں بتا دوں تاکہ تمہیں صورت حال سمجھنے میں آسانی ہو اور تم خود آگے کے بارے میں فیصلہ کر سکو۔"

"یہی مناسب ہے مسٹر آرمن۔" میں نے جواب دیا۔

آرمن کچھ دیر خاموش رہا جیسے گفتگو کی ابتدا کرنے کے لیے صحیح الفاظ تلاش کر رہا ہو پھر اس نے کہا۔

"دھرم داس جیوا کا تعارف میں آپ سے کرا چکا ہوں مسٹر ہٹ مین۔ یہ ایک بہت بڑے سرمایہ کار ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ان کی ایک اور شخصیت بھی ہے جس کی تفصیل میں جانا بے سود ہے۔ دراصل میں جس پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا اور جس کے لیے میں نے مافیا سے رابطہ قائم کیا تھا اس کے کچھ اشارے مسٹر دھرم داس جیوا کی حکومت کو بھی مل چکے تھے لیکن اس تفصیل کے ساتھ نہیں وہ بالکل درمیانہ کیفیت میں تھے۔ اتفاق سے دھرم داس جیوا سے میرے کچھ تعلقات تھے۔

میری اور ان کی ملاقات ایک اور ملک میں اچانک ہوگئی۔ بہت سے مسائل زیر گفتگو آئے اور انہوں نے برسبیل تذکرہ وہ بات مجھ سے کہہ دی جو میرے اپنے زیر عمل تھی۔ مسٹر دھرم داس جیوا نے بتایا کہ وہ اپنی ذمے داریاں پوری کرتے ہوئے اس سلسلے میں بھی سراغ لگا رہے ہیں کیونکہ ان کی حکومت نہیں چاہتی کہ پڑوسی ملک کو وہ ایٹمی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ٹیکنالوجی حاصل ہو جائے جس کے لیے وہ کام کر رہا ہے اور مسٹر دھرم داس جیوا اپنا فرض سرانجام دیتے ہوئے اپنے طور پر اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں۔" بات میری دلچسپی کی تھی سو میں نے اسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ ہر بڑے کام کے لیے بہت سے عوامل ہوتے ہیں اور یہ بات مسٹر جیوا اچھی طرح جانتے ہیں کہ دولت ہر مشکل کا حل ہوتی ہے۔ ان کی یہ مشکل حل ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ کچھ خرچ کرنے پر آمادہ ہوں۔ دھرم داس جیوا نے کہا کہ اگر اس سلسلے میں' میں واقعی ان کی کوئی مدد کر سکتا ہوں تو اخراجات کی ذمے داری وہ قبول کرتے ہیں چنانچہ میرے اور ان کے درمیان کاروباری گفتگو کا آغاز ہو گیا۔ میں جانتا ہوں یہ جدید ترین ٹیکنالوجی بہت بڑی قیمت رکھتی ہے لیکن میرا وطن اپنے طور پر مصروف عمل ہے اور اتفاق سے میں نے ابھی اسرائیلی حکام سے اس موضوع پر بات نہیں کی تھی۔ میرے ذہن میں یہ منصوبہ تھا کہ میں اس سلسلہ میں جو خرچ کر رہا ہوں کہیں سے اس کی وصولیابی ہو سکے۔

"ملک سے ہمدردی اور محبت بے شک اپنی جگہ ہے اور کاروبار اپنی جگہ' میں یہ سودا نہیں چھوڑ سکتا تھا ہم بزنس مین ہیں اور بزنس کو اولیت دیتے ہیں بھئی دیکھو ناں اسی سے دنیا کے سارے کام ہوتے ہیں اور پھر مسٹر ڈی ڈی جیوا بھی کوئی غیر تو نہیں ہیں اپنے ہی آدمی ہیں۔"

میں یہودیوں کی مکاری سے اچھی طرح واقف ہو چکا تھا اور آرمن کی یہ گفتگو میرے لیے تعجب خیز نہیں تھی۔ بہرحال میں دلچسپی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔

اس نے چند لمحے توقف کرنے کے بعد کہا۔ "میرا اور مسٹر جیوا کا سودا ہوا ہے۔ کروڑوں روپے کا بزنس ہے یہ اور ہم نے اس میں ہر قسم کی مراعات سب کے لیے رکھی ہیں۔ مافیا سے ہم نے مزید رقم کی بات کی ہے اور کروڑوں ڈالر کے اس سودے میں مافیا کا بھی بڑا حصہ ہے۔

بس یوں سمجھ لو کہ یہ سودا میرے اور جیوا کے درمیان طے ہو چکا ہے۔ یہ غیر بھی نہیں ہیں ان کی حکومت کے اور اسرائیل کے مفادات یکساں ہیں اور ہماری حکومت بے شمار مواقع پر ان کے ساتھ مل کر کام کرتی رہی ہے۔ ہم خود بھی یہ چاہتے ہیں کہ یہ ٹیکنالوجی انہیں مل جائے اور مائی ڈیئر ہٹ مین ریگو اب تمہیں اس سلسلے میں اپنی تمام

صلاحیتوں کے ساتھ اعلیٰ پیمانے پر کام کرنا ہے۔"

"ہوں۔ آپ کے ذہن میں جو خیال ہے مجھے اس کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔"

"بھئی ایٹمی ٹیکنالوجی اور وہ مشینیں جو میرے بے ایمان پارٹنر کی خفیہ فیکٹری میں تیار ہو رہی ہیں' مسٹر جیوا کے حوالے کر دی جائیں۔ نہ صرف حوالے کر دی جائیں بلکہ انہیں بخیر و عافیت ان کے ملک تک پہنچانے کا بندوبست بھی کرنا ہوگا اور یہ ساری ذمے داری آپ کے سپرد ہے مسٹر ہٹ مین ریگو۔"

"اور ان انجینئروں کا کیا ہوگا جو اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں؟" میں نے سوال کیا اور اس بار آرمن کے بجائے ڈی ڈی جیوا بول اٹھا۔

"لیکن جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے مسٹر جیوا وہ یہ ہیں کہ اس مشینری کا بہت بڑا حصہ پاکستان پہنچ چکا ہے۔"

"ہاں یہ بات ہو چکی ہے ہمارے درمیان' لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ انجینئر ہمارے قبضے میں ہوں گے جو اس ٹیکنالوجی کو سیکھ چکے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہم اس نامکمل کو مکمل کر لیں گے جبکہ ہمارا حریف ملک اس سلسلے میں نامکمل ہی رہے گا اور اپنی کارروائی کی تکمیل نہیں کر پائے گا۔ وہ اپنی سی کوششوں کا شکار ہو جائے گا اور اس طرح ہمیں دہری آسانی حاصل ہو جائے گی۔"

"ٹھیک' تو گویا وہ انجینئر بھی آپ کے حوالے ہوں گے لیکن اس مشینری کو لے جانے کا آپ کیا بندوبست کریں گے؟"

"یہ سارا کام تمہیں کرنا ہوگا۔ میں اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں' ایک شپ چارٹر کرلیا جائے گا لیکن اس طرح نہیں بلکہ باقاعدہ پروگرام کے تحت' ظاہر ہے جیسا کہ ہمارے علم میں آچکا ہے مارشل لارا بھی اس سلسلے میں کارروائیاں کر رہا ہے اور انہیں مشینری کے ساتھ پاکستان واپس بھجوانے کا بندوبست کر رہا ہے۔ تمہیں یہ کرنا ہوگا کہ ہٹ مین ریگو کہ تمام معلومات حاصل کرنا ہوں گی اور چونکہ تم مارشل لارا کے بہت قریب ہو چکے ہو اس لیے تم بہ آسانی اس کے پروگرام ٹریس کر سکتے ہو۔ تمہیں کافی کام کرنا ہوگا۔ اگر مارشل لارا اپنے وسائل سے کسی شپ کا بندوبست کرے تو اس میں ہمارے

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

آدمی ہونے چاہئیں بس تمہیں ان لوگوں کو مکمل طریقے سے آمادہ کرنا ہوگا اور بہتر یہ ہے کہ مارشل لارا کے دست راست بن جاؤ۔

ویسے تم اپنی آرگنائزیشن سے اس بارے میں ہدایات لے سکتے ہو یا اگر اپنے طور پر ہی فیصلے کرنا چاہو تو یہ ایک تجویز ہے کہ مارشل لارا کے دست راست بن کر اس ٹیکنالوجی کو پاکستان پہنچانے کا بندوبست خود ہی کرو اور تمام پروگرام خود ہینڈل کرلو۔ میں تمہیں ایک پیش کش اور بھی کرتا ہوں مافیا کے ملازم کی حیثیت سے تمہیں جو کچھ حاصل ہوگا وہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے لیکن ایک بہت بڑی رقم اس کام کو بخیرو خوبی سرانجام دینے کے سلسلے میں ہم تمہیں پیش کرسکتے ہیں۔"

میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی اور پھر بولا۔

"رقم کا اگر تعین ہو جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ مسٹر آرمن۔"

"گڈ ویری گڈ' مجھے ایسے لوگ بے حد پسند ہیں جو کاروبار کے کسی موقعے کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ میں ذاتی طور پر آپ کو پچاس لاکھ ڈالر کی پیشکش کرتا ہوں۔" ڈی ڈی جیوا نے کہا۔ آرمن کا منہ ایک لمحے کے لیے کھلا اور پھر بند ہوگیا۔ میں نے اس کی جانب دیکھا۔ وہ خاموش بیٹھا رہا۔ تب میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے مسٹر جیوا مجھے منظور ہے۔"

"تو پھر یہ بات طے ہوگئی مسٹر ہٹ مین ریگو کہ آپ اپنے کام کا آغاز اسی انداز میں کررہے ہیں؟"

"ہاں میرے خیال میں اب اس میں اور کوئی پیچ نہیں رہی ہے آپ لوگ یہ تصویریں دیکھیں یہ اس زیر زمین فیکٹری کی تصویریں ہیں جو میں نے خفیہ طور سے بنالی ہیں اور یہ وہ انجینئر ہیں جن کا تعلق پاکستان سے ہے اور وہ یہاں کام کررہے ہیں۔"

آرمن کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار پھیل گئے۔ اس نے کہا۔

"یہ ہوئی ناں بات تم نے دیکھا مائی ڈیئر' مسٹر جیوا کام کس انداز میں ہو رہا ہے۔ اصل میں میں نے کبھی کچے کام نہیں کیے ویری گڈ۔ ویری گڈ۔"

اس کے بعد وہ دونوں تصویروں پر جھک گئے۔ ان کے اپنی کھوپڑی میں تو خیر کیا ہی آتا ان مشینوں کے بارے میں لیکن سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ان کے مقصد میں

انہیں کامیابی ہو رہی تھی۔ بہت دیر تک وہ تصویروں میں کھوئے رہے اور میں ان کی اس محویت سے لطف اندوز ہوتا رہا پھر آرمن نے تصویریں سمیٹ کر لفافے میں رکھیں اور غالباً انہیں اپنی جیب میں رکھنے کی کوشش کی لیکن میں نے ہاتھ بڑھا کر لفافہ اس سے لے لیا اور آہستہ سے بولا۔

"یہ تصویریں ہیں' اس کے بعد مجھے جو کام کرنا ہوگا اس کی ذمے داری میں قبول کرتا ہوں' میں ان لوگوں کو آمادہ کراؤں گا کہ وہ اس جہاز سے سفر کریں آپ لوگوں کا اپنا کیا پروگرام ہے؟"

"کچھ نہیں' یہاں سے انہیں خاموشی کے ساتھ اس جہاز پر لے جاؤ میں اور مسٹر جیوا بھی ساتھ ہوں گے' باقی ذمے داریاں مافیا کے لوگ پوری کریں گے' تمہیں ہم دونوں کو اس جہاز پر ساتھ لے جانا ہوگا اور جس حیثیت سے بھی پسند کرو اس میں ہمارے لیے جگہ بنالینا ہم صرف اتنا ہی چاہتے ہیں۔"

"کیا مسٹر جیوا تنہا ہیں؟"

"ہاں' میں اصل میں ایک اور کاروباری دورے پر آیا ہوا تھا لیکن یہ ذمے داری بھی میں نے قبول کرلی تھی اپنے طور پر ہی سہی' میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑی ذمے داری ہے۔"

"ایک سوال کرسکتا ہوں آپ سے مسٹر جیوا؟"

"ضرور۔"

"یہ سب کچھ آپ ذاتی طور پر کررہے ہیں' میرا مطلب ہے اخراجات وغیرہ یا پھر۔"

"نہیں' مجھے اس سلسلے میں حکومت کی اجازت حاصل ہے اس سے زیادہ میں آپ کو اس بارے میں اور کچھ نہیں بتا سکوں گا۔"

"پچاس لاکھ ڈالر کی ادائیگی مجھے کب اور کس شکل میں ہوگی؟"

"اس کی ذمے داری آرمن قبول کرتے ہیں ہم اپنے ملک کی بندرگاہ پر پہنچ کر سب سے پہلے کام یہی کریں گے کہ آپ سے طے شدہ رقم آپ کے حوالے کردی جائے' باقی مسٹر آرمن مافیا سے دوسرے معاملات مکمل طور پر طے کرچکے ہیں اور مافیا سے کسی

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

قسم کی بدعہدی کا نتیجہ ہم خود بھی جانتے ہیں۔"

"آپ کی بات سے میں مطمئن ہوا ہوں مسٹر دھرم داس چیوا اور میں اس کام کی تکمیل کے لیے مکمل طور سے تیار ہوں' کیا آپ لوگ اس دوران نیپلز میں ہی قیام کریں گے؟"

"ہاں' میرے پاس اس وقت اس سے بڑا پروجیکٹ اور کوئی نہیں ہے اور پھر تھوڑا سا متجسس بن ہوں میں' کہیں کسی اور کو اس بارے میں نہ پتا چل جائے اور میرا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے دیکھو ناں' حکومت اسرائیل بھی اس سلسلے میں ملوث ہو سکتی ہے' میں بے شک اس کے مفادات کے لیے اپنی جان تک دینے کو تیار ہوں' لیکن یہ کاروباری مسائل ایسے ہی ہوتے ہیں ان میں آدمی کو ہر لمحے ہوشیار رہ کر کام کرنا ہوتا ہے' آپ سمجھ رہے ہوں گے مسٹر ہٹ مین ریگو؟"

"مکمل طور سے سمجھ رہا ہوں' آرمن بہرحال میں یہ ذمے داری قبول کر چکا ہوں اب آپ لوگوں سے رابطہ رہے گا لیکن احتیاط رکھنا ہوگی' ہمیں اپنی ملاقاتیں اس قدر آسان نہیں رکھنی چاہئیں۔"

"بالکل درست کہا آپ نے' ظاہر ہے مارشل لارا بھی احمق نہیں ہے آپ نے یقیناً" اس تک پہنچنے میں بڑی محنت کی ہوگی لیکن مافیا کو ایسے کاموں میں مہارت حاصل ہے یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں' تاہم فی الحال ہم لوگ یہیں مقیم ہیں آپ کا پورا منصوبہ جس طرح بھی ہوگا' ہم اس میں آپ کے ساتھ رہیں گے' یہاں ہم دوسرے حلقوں میں بھی نظر آئیں گے لیکن کسی کو ہم پر شبہ نہیں ہوگا کیونکہ بہرطور ہم کاروباری لوگ ہیں اس کے علاوہ میں بہت صاف ستھرے طریقے سے ایک دوبار مارشل لارا سے بھی مل لوں گا تاکہ وہ اس بات پر شبہ میں نہ پڑے کہ میں یہاں موجود ہوں اور اس سے نہیں مل رہا' کیا میں غلط سوچ رہا ہوں؟"

"نہیں مسٹر آرمن۔" میں نے پہلی بار مسکرا کر کہا۔ مسکراہٹ مجھے اس شیطان کی شیطنت پر آئی تھی' کچھ دیر کے بعد میں نے اس سے واپسی کی اجازت طلب کی تو چیوا کہنے لگا۔

"اگر آپ ہمارے ساتھ ...."

"تھینک یو مسٹر چیوا' تھینک یو مسٹر آرمن۔" میں نے سرد مہری سے کہا اور اس کے بعد خاموشی سے ہوٹل سے باہر نکل آیا۔

لیکن اب مجھے اپنے شانوں پر بھاری بوجھ محسوس ہو رہا تھا' اس ذمے داری کا بوجھ جو مجھے اپنے وطن کے لیے سرانجام دینا تھی........

☆☆☆☆☆

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوٹل پی گیسٹ سے واپس اپنی اس رہائش گاہ پر آیا جو میں نے اپنے لیے مخصوص کر رکھی تھی' اس وقت دو خوفناک شیطانوں سے ذہنی مقابلہ تھا اور مجھے ان کے ہر داؤ سے محفوظ رہنا تھا' دماغ کی چولیں ہل گئی تھیں' کیسے کیسے شیطان اس کائنات میں آباد ہیں اور انسانی سوچ کیا حیثیت رکھتی ہے اس کا صحیح معنوں میں تجربہ ہو رہا تھا۔ ہر شخص سب سے پہلے اپنے مفادات کا نگراں ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ دوسری باتیں سوچتا ہے۔ جو لوگ اپنے ہر مفاد کو نظر انداز کر کے ملک و ملت کے لیے جان کی بازی لگا دیتے ہیں صحیح معنوں میں اگر ان کا تجزیہ کیا جائے تو آج کے دور میں انہیں نارمل نہیں کہا جاسکتا' ایسے لوگ غیر معمولی ہی ہوتے ہیں اور اگر کہیں نظر آجائیں تو ان پر حیرت ہی ہوتی ہے۔ یہاں اپنی ستائش مقصود نہیں ہے میرا تو زائچہ ہی بگڑ گیا تھا اگر یہ سارے واقعات میری اپنی زندگی کے واقعات نہ ہوتے اور میں انہیں ایک کہانی کے طور پر سنتا تو سچ بات ہے خود بھی یقین نہیں کرپاتا' میری شخصیت بہت معمولی تھی اور اگر سچائی سے دیکھا جائے تو انسانوں کے گروہ میں میرا کوئی نمبر ہی نہیں تھا' بڑے بڑے عقلمند پھیلے ہوئے تھے اور ان کی وسعتیں لامحدود تھیں۔ ڈیفنس کی ایک کوٹھی میں ملازم کی حیثیت سے صفائی ستھرائی کرنے والا لڑکا جس کا کوئی تعلیمی معیار بھی نہیں تھا' آج کس منزل تک پہنچا ہوا ہے یہ صرف ایک افسانوی بات ہی کہی جاسکتی تھی لیکن مجھ سے بڑا گواہ اور کون ہوسکتا ہے؟ اس حقیقت کا گواہ میں خود تھا جو بیت رہی تھی مجھ پر ہی بیت رہی تھی' بہرحال یہ جمود کے لمحات نہیں تھے ایسی سوچیں ذرا جسمانی طور پر مضمحل کر دیا کرتی تھیں اور اگر مجھ پر ذرہ

برابر تھکن یا پریشانی طاری ہوئی اور میری سوچیں بھٹک گئیں تو کتے کی موت مارا جاؤں گا۔ بڑے بڑے گیم کھیل رکھے تھے میں نے' مافیا جیسے ہولناک ادارے کو دھوکا دے رہا تھا جس کی جڑیں دنیا جہاں میں پھیلی ہوئی تھیں اور جس کے وسائل لامحدود تھے' اپنی شخصیت کو قبر میں دفن کرچکا تھا اور میرے اہل وطن میرا ماتم کرچکے تھے سوائے ان چند افراد کے جو حقیقت آشنا تھے۔ اس کے علاوہ اور نجانے کون کون سے کھٹ راگ تھے' مافیا کے نمائندے کی حیثیت سے کام کرنے کے ساتھ ساتھ میں اپنے وطن کے لیے جو کچھ کر رہا تھا اگر اس کی بھنک کہیں سے بھی ذمے دار لوگوں کو مل جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کے کسی گوشے میں سر چھپانے کی جگہ نہ مل پائے گی' بہرحال یہی زندگی ہے۔ مارشل لارا جو اسلام احمد کی حیثیت سے اپنے جذبات کی تسکین کر رہا تھا ان تمام کارروائیوں میں مشکل ہی سے کامیاب ہو پاتا' آرمن جیسا شیطان اس کے لیے گہری قبر کھود چکا تھا اب یہ دوسری بات ہے کہ مارشل لارا کے سچے جذبات اسے تائید غیبی دلا رہے تھے اور یہ ذمے داری بھی میرے ہی ناتواں شانوں پر آگئی تھی' جب اس بات سے مطمئن ہوگیا کہ میری طرف کسی کا دھیان نہیں ہے' آرمن یا مسٹر دھرم جیوا یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں خالص مافیا کا آدمی نہیں ہوں اور ان کے خلاف کوئی سازش میرے ذہن میں نہیں آسکتی' اس کے باوجود میں نے ماحول پر نگاہ رکھی تھی۔ مارشل لارا سے ملنا ان لوگوں کے لیے نہ تو غیر متوقع تھا اور نہ ہی وہ اسے اپنے مفاد کے خلاف سمجھتے تھے' بہر طور جیسے ہی موقع ملا سب سے پہلے میں نے اپنے آدمیوں سے رابطے قائم کیے۔ وہ سب بیکار زندگی گزار رہے تھے' ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا۔

"چیف' ہم معطل بیٹھے ہوئے ہیں' ہمیں کوئی حکم دیجیے۔"

"کیا مجھ پر یہ قرض عائد ہوتا ہے کہ میں تمہاری خواہشات کی تکمیل کروں؟"

"نن.......... نہیں چیف یہ مقصد نہیں ہے' ہم تو صرف اپنے آپ کو مستعد رکھنا چاہتے ہیں اور آپ سے اس بات کے خواہشمند ہیں کہ آپ ہمیں مصروف رکھیے۔"

"خاموشی سے اپنے معمولات میں مشغول رہو اور محتاط بھی تاکہ کسی بھی وقت جب تمہاری ضرورت پیش آئے تو میں تم سے رابطہ کرلوں۔"

"اوکے چیف' اوکے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں نے ان سے اسی لہجے اور اسی زبان میں بات کی تھی جو ان کی سمجھ میں آتی تھی، ویسے بھی میں [illegible] تا کہ ان کا یہ کہنا صرف اپنی مستعدی دکھانے کے لیے تھا ورنہ ان کی مصروفیات بھی میرے علم میں تھیں عیش و عشرت سے کر رہے تھے اور کسی مشکل کا سامنا نہیں تھا۔

غرضیکہ اس کے بعد میں مارشل لارا کے پاس پہنچ گیا یہاں آتے ہوئے بھی میں نے پوری طرح اپنے اطراف سے چوکس رہنے میں عافیت سمجھی تھی، مارشل لارا یا اسلام احمد اور اس کی بیوی شازیہ مجھ سے اب بہت مانوس تھے اور میری آمد ان کے چہروں پر خوشی بکھیر دیتی تھی، اسلام احمد نے کہا۔

"میں آج جسمانی طور پر کافی مصروف رہا ہوں لیکن یقین کرو ڈیئر فیصل کہ ذہنی طور پر میں سخت مضمحل رہا۔"

"وجہ؟" میں نے سوال کیا۔

"بھئی بلاشبہ میں ایک مہم جو ہوں اور میں نے بڑے بڑے سخت حالات میں زندگی گزاری ہے لیکن اب جن حالات سے گزر رہا ہوں وہ میرے لیے بالکل اجنبی ہیں اور یوں سمجھ لو کہ قطعی طور پر نئے، میں اتنی صلاحیت نہیں رکھتا البتہ بعض اوقات یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ جس بڑے کام کا بیڑا میں نے اٹھایا تھا اسے ایک حد تک تو اپنی صلاحیتوں کی بنا پر میں لے گیا لیکن اس کے بعد میں نے جو کچھ سوچا تھا اس کا تجزیہ کرتا ہوں تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کیا ہی مزیدار بات تھی۔ میں کچھ سوچ رہا تھا اور ادھر کچھ رہا تھا، ایسے دشمنوں سے مقابلہ کرنا جو ذہنی مار مارتے ہوں میرے لیے مشکل ہے جسمانی طور پر تو اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کر کے میں اس بات کی توقع رکھتا ہوں کہ اپنے دشمن پر حاوی ہو جاؤں گا لیکن یہ ذہنی الجھاوے اپنے بس سے باہر ہیں حالانکہ میں نے اب تک جو کچھ کیا اس میں اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کر دیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اس کے پیچھے میری جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں سے زیادہ وہ ایک جذبہ عمل پذیر رہا ہے جس کے تحت میں یہ سب کچھ کر رہا تھا اور پھر میری بیوی جو میرے لیے مبلغ بھی ہے مجھے ایک بہت بڑے منافع کے بارے میں بتا چکی ہے اور وہ منافع یہ ہے کہ اگر ان جذبوں کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے موت حاصل ہو جائے تو اس موت کو مذہب میں

Uploaded By Muhammad Nadeem

بہت بڑا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ انہی ساری چیزوں نے مجھے باعمل رکھا ہے ورنہ کبھی کا ہتھیار ڈال چکا ہوتا۔"

میں ہنسنے لگا، میں نے کہا۔ "ہاں ڈیئر اسلام احمد حقیقت یہ ہے کہ دنیاوی زندگی گزارنے کے لیے تھوڑی سی جدوجہد ہی کار آمد ہوتی ہے لیکن اس کے بعد اگر رتبے کا خواہش مند ہو تو پھر اسے واقعی کٹھن امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے۔"

"مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زیادہ امتحانات میں نہیں ڈالا۔ میں تو مشکل میں پڑ چکا تھا اگر تمہارا ساتھ حاصل نہ ہو جاتا تو سچی بات یہ ہے کہ ہم بڑی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے ایک گہرے گڑھے میں جا پڑتے۔ میں نے اس سلسلے میں شازیہ سے بہت سی باتیں کی ہیں اور اس بات پر میرا ایمان پختہ ہو گیا ہے کہ اگر جذبے نیک ہوں تو تائید غیبی حاصل ہوتی ہے اور انسان کو وہی سب کچھ ملتا ہے جس کا وہ آرزو مند ہو، ہمیں سیدھا سیدھا اس گڑھے سے نکال لیا گیا ہے، خیر میرا خیال ہے میں جذباتی ہو گیا ہوں، آپ سنائیے، مسٹر فیصل، کیا صورت حال رہی، ملاقات ہو گئی ان دونوں سے؟"

"ہاں، مسٹر دھرم داس جیوا بھی آرمن کی طرح ایک بزنس مین ہیں لیکن میرے دوست، یہودی ذہنیت کے مظاہرے جگہ جگہ ہوتے رہتے ہیں اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کم از کم میں ان سے واقف تھا لیکن اس وقت بڑی سنسنی خیز کیفیت کا احساس ہوا ہے، مسٹر آرمن ایک وطن پرست انسان ہیں اور اپنے ملک کے لیے ہر طرح کی بہتری چاہتے ہیں، اسرائیل کبھی اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ عالم اسلام طا[illegible] ہو اور جدید ترین ٹیکنالوجی حاصل کر کے اس کے خلاف صف آرا ہو جائے۔ مسٹر آرمن خالص کاروباری آدمی ہیں اچانک ہی انہوں نے سوچا ہے کہ اپنے ملک کے لیے تو وہ جو کچھ کر رہے ہیں سو کر ہی رہے ہیں لیکن کاروباری طور پر بھی انہیں کچھ کرنا چاہیے۔ کیونکہ کاروبار سے حاصل شدہ رقم کا کوئی بڑا حصہ ان کے اپنے وطن کے کام بھی آسکتا ہے چنانچہ اب ان کا ارادہ بدل گیا ہے۔"

"سمجھا نہیں۔" اسلام احمد نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ شازیہ بھی خاموش نگاہوں سے میری باتیں سن رہی تھی، میں نے کہا۔

"اصل میں مسٹر آرمن کی ملاقات مسٹر ڈی ڈی جیوا سے ہو گئی ہے، مسٹر ڈی ڈی

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

جیوا بھی اپنے ملک کے ایک سرمایہ دار ہیں اور سیاست سے ان کا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے لیکن وہ بھی وطن پرست ہیں‘ چنانچہ مسٹر آرمن سے جب اس بارے میں ان کی تفصیلی گفتگو ہوئی تو مسٹر آرمن کا مزاج کچھ تبدیل ہوگیا‘ اب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسٹر ڈی ڈی جیوا کا ملک بھی تو حکومت اسرائیل کا حلیف ہے اور اس کے اور اسرائیل مفادات مشترکہ ہیں‘ بیشتر امور میں دونوں ممالک ایک دوسرے سے تعاون بھی کر رہے ہیں اور یہ تعاون لازم ہے کہ عالم اسلام کے خلاف ہو‘ اگر یہ جدید ٹیکنالوجی مکمل طور سے پاکستان پہنچ جائے تو مسٹر ڈی ڈی جیوا کے ملک کو بھی شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے چنانچہ مسٹر ڈی ڈی جیوا نے ایک وطن پرست سرمایہ دار ہونے کی حیثیت سے مسٹر آرمن کو پیشکش کی ہے کہ وہ پلانٹ جس کا ایک حصہ پاکستان پہنچ چکا ہے اور باقی حصہ ابھی یہیں موجود ہے مسٹر ڈی ڈی جیوا خرید لیں تو کیسا رہے گا۔ اس ملک کے لیے یہ ٹیکنالوجی خاصی خطرناک ہے اور وہ بھی کبھی نہیں چاہے گا کہ پاکستان اس میں کامیاب ہو سکے نامکمل ٹیکنالوجی کو خریدنے کے لیے مسٹر ڈی ڈی جیوا نے مسٹر آرمن کو ایک بہت بڑی رقم کی پیشکش کی ہے اور مسٹر آرمن نے یہ پیشکش قبول کرلی ہے ان کا کہنا ہے کہ ایک بزنس مین کو ہمیشہ بہتر سودوں کی جانب متوجہ رہنا چاہیے چنانچہ ان دونوں کے درمیان معاہدہ طے پاگیا ہے۔ مجھے پچاس لاکھ ڈالر کی پیشکش ہوئی ہے کہ میں اس پروگرام کی تبدیلی میں مافیا سے ہٹ کر ان کی مدد کروں‘ حالانکہ مافیا کا اپنا مفاد ہر طرح پورا ہو جاتا ہے‘ مسٹر آرمن سے اس کی جو سودے بازی ہوئی ہے مسٹر آرمن جانتے ہیں کہ اس کی تکمیل کرنا ان کے لیے ضروری ہے لیکن میرے لیے یہ ایک خفیہ پیشکش ہے اور میں نے یہ پیشکش قبول کرلی ہے۔“

”مائی گاڈ مائی گاڈ‘ میری تو ذہنی قوتیں جواب دیتی جارہی ہیں مطلب یہ.........“

”تفصیل بتا رہا ہوں‘ مسٹر اسلام احمد‘ تفصیل یہ ہے کہ میں آپ سے منسلک ہوں اور مسٹر آرمن کے لیے مافیا کی طرف سے کام کر بھی رہا ہوں چنانچہ میرا منصوبہ جاری رہنا چاہیے یعنی سترہ انجینئرز اور وہ مشینری پروگرام کے مطابق آپ کے مہیا کیے ہوئے سفری انتظام کے تحت پاکستان روانہ ہو جائے گی لیکن راستے میں مداخلت ہوگی اور آپ کا وہ جہاز جو مشینری لے کر روانہ ہوگا پاکستان جانے کے بجائے مسٹر ڈی ڈی جیوا کے ملک کی جانب

روانہ ہو جائے گا۔ یہ ہے سارا منصوبہ جس پر آرمن بھی راضی ہوگئے ہیں اور مسٹر ڈی ڈی جیوا بھی۔“

”خدا کی پناہ‘ خدا کی پناہ میرے دماغ کی رگیں واقعی پھٹ جائیں گی‘ کیا انوکھی بات ہے‘ کیا ہی انوکھا منصوبہ ہے یعنی میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ صرف ایک تماشا ہے۔

میں نے مسکرا کر کہا۔ ”جی مسٹر اسلام احمد۔“

شازیہ نے آنکھیں بند کرلی تھیں‘ اسلام احمد دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا‘ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم لوگ تو اس طرح پریشان ہوگئے جیسے کسی بہت بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑ گیا ہو۔“

”اب تو کچھ کہنے کے لیے ہمارے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں‘ کتنا کہیں اور کیا کہیں لیکن اب آپ یہ بتایئے محترم مافیا صاحب کہ اتنے بڑے بڑے دیو پیکر اژدہوں سے آپ مقابلہ کرلیں گے۔“

میں نے ہنستے ہوئے انہیں دیکھا اور کہا۔ ”کوشش انسان کا فرض ہے اور ہم اس فرض کی تکمیل میں اپنی زندگی دے سکتے ہیں‘ جب ہمارا آخری نظریہ یہ ہے کہ زندگی جاتی ہے تو جائے‘ اپنی جیسی کوشش کرنے میں کیا حرج ہے تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے مسٹر اسلام احمد۔“

دونوں نے چونک کر نگاہیں اٹھائیں‘ مجھے دیکھتے رہے اور پھر شازیہ نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”بالکل درست ہے‘ واقعی بالکل درست ہے جب نظریہ یہاں تک ہو تو پھر اور کونسا خوف باقی رہ جاتا ہے زندگی کی چند سانسیں ہی تو ہیں جن کے لیے انسان خوفزدہ رہتا ہے۔ جب ان سانسوں کو ہی ہم نے اپنے مقصد کے لیے وقف کر دیا تو پھر باقی اور کیا ہے؟“ اسلام احمد نے کہا۔

”میں اپنی باگ ڈور تمہیں دے چکا ہوں دوست‘ اب اس کے بعد سچی بات یہ ہے کہ انسانی نقطہ نگاہ سے تو میں ان حالات سے متاثر ہو جاتا ہوں لیکن جب مجھے مذہب کی جانب سے حوصلہ ملتا ہے تو میرا یہ خوف دل سے اتنی دور چلا جاتا ہے کہ اس کا کوئی تصور

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

تک میرے پاس نہیں پہنچنے پاتا مائی ڈیئر' اب اس سلسلے میں جس طرح تم مناسب سمجھو کام کرو۔

"بڑے اطمینان کے ساتھ ان کارروائیوں میں مصروف رہو جن کے تحت تمہیں اس مشینری کے ساتھ پاکستان روانہ ہونا ہے ظاہر سی بات ہے کہ اب تمہارے ان معاملات میں کہیں سے کوئی مداخلت نہیں ہوگی کیونکہ مداخلت کار گہری نگاہوں سے تمہارا تجزیہ کر رہے ہیں اور تمہارا اپنا یہ عمل بھی ان کی دانست میں ان کی کامیابی ہے چنانچہ اب پورے وثوق سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تم اپنے اس کام کو ذرا تیز رفتار کرو' یہاں پر ہمارا کھیل ختم ہو چکا ہے اور جیسا کہ تم نے مجھے معلومات فراہم کی ہیں کہ تمہاری کارروائی بھی مکمل ہو چکی ہے اور پاکستانی انجینئر اس ٹیکنالوجی کے ساتھ پاکستان روانہ ہونے کو تیار ہیں۔"

"ہاں بالکل اس کا مقصد ہے کہ ایکشن کا وقت قریب آ گیا ہے۔"

"یقیناً' مائی ڈیئر مسٹر اسلام احمد یا دنیا کی زبان میں مارشل لارا۔"

مارشل لارا سر جھکائے بیٹھا سوچتا رہا' میں نے اس سے کہا۔

"آرمن نے اپنی یہاں آمد کو تم سے چھپایا نہیں' میرا خیال ہے وہ بہت جلد تم سے ملاقات کرے گا اور کاروباری گفتگو کرے گا اس کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔"

"ڈی ڈی جیوا کس قسم کا آدمی ہے؟"

"اتنا ہی شاطر جتنا آرمن ہے۔"

"کمال ہے' دنیا اتنے بڑے بڑے لوگوں سے بھری پڑی ہے اور ہم اپنے آپ کو ذہین سمجھتے ہیں' صحیح معنوں میں ہم تو ان کے سامنے طفل مکتب ہیں۔"

"مگر ایک ٹیچر تو تمہارے ساتھ موجود ہے جو ان لوگوں کو تعلیم دے سکتا ہے۔"

شازیہ نے فخریہ انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے کہا اور میں ہنسنے لگا۔

بہرحال کافی دیر تک میں اسلام احمد کو سمجھاتا رہا اور اس کے بعد ہم نے کام کی باتیں شروع کر دی تھیں۔ اسلام احمد نے مجھے بتایا تھا کہ چند ہی دنوں میں ریکی گولڈ کا پورا اسٹاف ہمارا اپنا ہوگا اس نے مجھے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ ریکی گولڈ کا اسٹاف بھی معاوضے پر کام کر رہا ہے اور وہ لوگ نہایت بھروسے کے لوگ ہیں اور انہیں صرف وہ کرنا

ہے جو ان سے کہا جائے گا' اسلام احمد نے یہ بھی بتایا کہ کم از کم اس سمت سے وہ مطمئن ہے' میں نے اس سے کہا۔

"لیکن اس مشینری کے ساتھ ساتھ ہمیں کچھ ایسے انتظامات بھی کرنا ہوں گے جن کے تحت ہم سمندر میں اپنے کام کو سرانجام دے سکیں۔"

"مثلاً۔" اس نے سوال کیا لیکن میں خاموش ہو گیا یہ انتظامات مجھے کرنے تھے کچھ لمحے سوچنے کے بعد میں نے کہا۔

"ریکی گولڈ کے کیپٹن سے تمہاری گفتگو ہو چکی ہے؟"

"نہ صرف گفتگو ہو چکی ہے بلکہ یہ سمجھ لو کہ وہ میرے مفادات کے لیے خلوص دل سے کام کرنے پر آمادہ ہے اور اسے پیشگی ادائیگی کا پچھتر فیصد معاوضہ پہنچ چکا ہے' پچیس فیصد کے ساتھ ساتھ میں نے اس سے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ اسے مزید انعام سے نوازا جائے گا' بھئی دولت کے لیے اس دنیا میں سب کچھ ہو رہا ہے چنانچہ اس طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"ویری گڈ تو پھر تم اپنا کام جاری رکھو میں اپنے دوست مسٹر آرمن کو یہی اطلاع دوں گا کہ اس کی تجویز مکمل طور پر کارگر ہے۔"

اس کے بعد میری اور اس کی یہ ملاقات ختم ہو گئی اس دوران اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی نہ آرمن نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور نہ ہی مسٹر ڈی ڈی جیوا نے' ہاں دوسرے دن دوپہر کو میں اسلام احمد کے ساتھ ہی تھا کہ آرمن کا ٹیلی فون آیا اور اسلام احمد نے میری ہدایت پر اس طرح مسٹر آرمن سے گفتگو کی جیسے ابھی ابھی انہیں اس کی آمد کے بارے میں معلوم ہوا ہو مسٹر آرمن نے فوری طور پر وہاں پہنچنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا تو اسلام احمد نے کہا کہ وہ اپنے دوست کے استقبال کے لیے تیار ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا مسٹر آرمن کے سامنے میری موجودگی مناسب ہوگی تو میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آرمن کی آمد سے قبل ہمارے درمیان آرمن کے سامنے ہونے والی گفتگو طے پا گئی اور اس کے بعد ہم نے مشترکہ طور پر آرمن کا استقبال کیا۔

مسٹر آرمن اور مسٹر اسلام احمد بڑی گرمجوشی سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھے‘ دونوں نے ایک دوسرے کے لیے محبت کے کلمات کہے تھے اور پھر اسلام احمد نے آرمن سے میرا تعارف ہٹ مین ریگو کی حیثیت سے ہی کرایا تھا۔

”آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی مسٹر ریگو‘ یقیناً“ آپ مارشل لارا کے کوئی ایسے ہی دوست ہوں گے جسے وہ دل سے عزیز رکھتا ہے‘ ورنہ لارا خشک طبیعت کا آدمی ہے اور اس کے بہت کم دوست ایسے ہیں جو بے تکلفی سے اس کے پاس آجاسکیں۔“

”اوہو مائی ڈیئر آرمن۔ ہٹ مین ریگو کے بارے میں کچھ نہ پوچھو‘ یوں سمجھو آج میں تمہارے سامنے موجود ہوں اس کی وجہ مسٹر ریگو ہی ہیں ورنہ تمہیں میری موت کی اطلاع مل چکی ہوتی۔“

”ہیں۔“ آرمن اچھل پڑا۔

”ہاں.......... پچھلے دنوں کچھ ایسے پے درپے واقعات میرے ساتھ پیش آئے کہ میں ششدر رہ گیا‘ مجھے تو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی باقاعدہ گروہ میری موت کا خواہاں ہو اور ہر قیمت پر مجھے قتل کر دینا چاہتا ہو۔ یہ مسٹر ہٹ مین ہی تھے جنہوں نے بے لوث اور بے غرض میری مدد کی اور آج میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔“

”لیکن یہ پتا نہیں چل سکا کہ وہ کون لوگ تھے؟“

”آج تک اس الجھن کا شکار ہوں‘ تمہیں اندازہ ہے کہ میں تو دشمنوں کا قائل ہی نہیں ہوں لیکن بعض اوقات ایسے دشمن بھی سامنے آجاتے ہیں جن سے کوئی دشمنی نہیں ہوتی۔“

”خیر یہ تو کبھی نہ کبھی پتا چل ہی جائے گا کہ وہ دشمن کون ہیں لیکن ان کا ہوا کیا؟“

”کچھ نہیں۔ مسٹر ہٹ مین کی آمد کے بعد سے مجھ پر کوئی حملہ نہیں ہوا۔ اصل میں یہ بہت ہی بہترین لڑاکے ہیں اور انہوں نے میرا بروقت دفاع کرکے ان لوگوں کو یہ احساس دلا دیا کہ میرے ساتھ کوئی بہت ہی خطرناک شخصیت موجود ہے حالانکہ میں نے مسٹر ریگو سے درخواست نہیں کی لیکن اس کے باوجود ان کا بیشتر وقت میرے ساتھ ہی گزرتا ہے اور مجھے ڈھارس رہتی ہے کہ ایک بہترین آدمی کا تعاون مجھے حاصل ہے۔“

”میں خلوص دل سے مسٹر ریگو کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے دوست کی زندگی بچائی اور مجھ پر براہ راست احسان کیا۔“

”یہ میرا فرض تھا مسٹر آرمن۔“ میں نے نیاز مندی سے جواب دیا۔

اس کے بعد آرمن کی تواضع کی جانے لگی۔ آرمن کے دل میں شاید کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی‘ جو وہ اسلام احمد یا اپنی دانست میں مارشل لارا سے کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میری موجودگی پر کوئی اعتراض نہ کیا گیا۔ جبکہ میں نے اس سلسلے میں کہا بھی تھا کہ اب مجھے اجازت دی جائے لیکن اسلام احمد کے بجائے خود آرمن نے کہا تھا۔

”نہیں‘ مخلص دوستوں کی موجودگی میں ہر طرح کی بات کی جاسکتی ہے پر ہم تو کاروباری ساتھی ہیں تھوڑی سی کاروباری گفتگو کریں گے اور اس کے بعد رخصت ہو جائیں گے۔ مارشل لارا جانتا ہے کہ میں بے حد مصروف انسان ہوں یہاں آیا تھا اب یہ کیسے ممکن تھا کہ لارا سے ملاقات کیے بغیر چلا جاتا۔ سو چند منٹ کے لیے یہاں چلا آیا۔ اوکے اور کوئی ایسی بات جو تم مجھ سے کہنا چاہتے ہو..........؟“

”نہیں ڈیئر آرمن باقی سارے معاملات ٹھیک ٹھاک چل رہے ہیں تمہیں تمام چیزیں بہترین کنڈیشن میں ملیں گی چاہو تو ان کا جائزہ لے لو۔“

”تعجب ہے‘ تمہیں یہ الفاظ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی میرے دوست‘ کیا کوئی غلطی ہوگئی مجھ سے؟“

”سوری - ڈیئر۔ سوری۔ تم اس کا احساس مت کرو میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ باقی ساری چیزیں اے ون کنڈیشن میں ہیں۔“

”مجھے یقین ہے۔ اچھا تو مسٹر ہٹ مین ریگو میرے دوست کا پوری طرح خیال رکھیے گا۔ یہ میرے لیے نہایت قیمتی شخصیت ہیں اور اس کی زندگی‘ میں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں۔“ میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔ آرمن چلا گیا اور مارشل لارا مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

”تم نے دیکھا یہ شخص کس قدر چالاک اور فتنہ انگیز ہے اس نے ایک لمحے بھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ تم سے کسی قسم کی واقفیت رکھتا ہے۔“

”تیز آدمی ہے‘ تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ وہ مجھ سے شناسائی کا اظہار کرے گا؟“

”خیر اب یہ ساری باتیں ہوگئیں۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں فوری طور پر اپنے کام کی جانب متوجہ ہو جانا چاہیے مجھے بتاؤ مجھے اب اس سلسلے میں کیا کرنا ہے؟“

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کوئی نیا کام نہیں۔ بس ریکی گولڈ کی آمد کا انتظار اور اس کے بعد یہاں سے روانگی کے لیے ایک بہترین پلاننگ" مجھے کرنی ہے۔"

"ریکی گولڈ کا انتظام تو تمہیں کرنا ہے میرے دوست۔" میں نے جواب دیا۔

"یقیناً یقیناً" اس کے لیے تم یوں سمجھو کہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے' بس جیسے ہی اس کی آمد کے اشارے موصول ہوئے میں تمہیں اطلاع دے دوں گا ویسے اس کا مطلب یہ نہ سمجھنا کہ تم کسی طور مجھ سے دور ہو گے۔ میری مراد یہ ہے کہ انتظامات کرنا ہیں مجھے اور میں اس کے بارے میں تمہیں مفصل حالات سے بتاتا رہوں گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی پھر مجھے مارشل لارا سے رخصت ہونا پڑا تھا اور واپسی اپنی رہائش گاہ ہی میں تھی۔ چنانچہ اب کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا جسے فوری طور پر ڈسکس کرنا ہو۔ ریکی گولڈ کی آمد کے بعد ہی اس سلسلے میں مزید کارروائی ہو سکتی تھی چنانچہ دو دن بڑی خاموشی سے گزر گئے اور کوئی ایسا کام زیر عمل نہیں آیا' جس کے لیے سرگرمی دکھائی پڑتی' البتہ اس دوران اسلام احمد سے مسلسل ملاقاتیں رہیں ایک رات مسٹر ڈی جیوا اور مسٹر آرمن نے مجھ سے میری رہائش گاہ پر ہی ملاقات کی۔ دونوں خوش اور مطمئن نظر آتے تھے آرمن نے کہا۔

"آپ کی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ آپ نے درحقیقت اس شخص کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے اور ظاہر ہے یہ کام آپ جیسا ہی کوئی آدمی کر سکتا تھا۔ بہرحال میں کچھ دن کے لیے یہاں سے جا رہا ہوں۔ مسٹر جیوا جانتے ہیں کہ کام کی تکمیل کی اطلاع ملتے ہی میں فوراً" یہاں پہنچ جاؤں گا ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جس میں مجھے کوئی دقت ہو آپ بتائیے آپ کا دوست اب اس سلسلے میں کیا کر رہا ہے۔"

"پیکنگ ہو رہی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"پیکنگ۔"

"ظاہر ہے وہ ساری مشینری پیک کرائی جا رہی ہے جسے ریکی گولڈ نامی جہاز کے ذریعے لے جایا جائے گا۔"

"اوہو اس کا مقصد ہے کہ کام برق رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ چوبیس گھنٹے کے نوٹس پر یہاں سے روانگی کا بندوبست ہو جائے۔"

"نہیں اتنا مختصر وقت بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ تمام چیزیں خفیہ طور پر ریکی گولڈ پر منتقل کرنا ہوں گی۔"

"کیا آپ کو بتایا گیا ہے مسٹر ہٹ مین ریگو کہ ریکی گولڈ سے ان لوگوں کے کس قسم کے معاملات ہیں۔"

"دیکھیے مسٹر آرمن دنیا کا ہر معاملہ دولت کے اشاروں پر چلتا ہے۔ ریکی گولڈ کا عمل بھی مارشل لارا نے خرید لیا ہوگا اور اس بنیاد پر وہ یہ سفر اس طرح کرے گا۔ ہم اس عملے کو اپنے لیے بھی کام پر آمادہ کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم اسے الگ سے بڑی رقم کی پیش کش کر دیں۔"

"یہ تو کرنا ہوگا۔ ظاہر ہے ابھی ہمیں بے شمار اخراجات کرنا پڑیں گے اور مسٹر ڈی ڈی جیوا بخوشی ان اخراجات کو اپنے ذمے لینے کے لیے تیار ہیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کے لیے ہمیں سوچنا پڑے۔"

"خلوص دل سے۔" دھرم داس جیوا نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ کب جا رہے ہیں مسٹر آرمن۔"

"کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

"ضروری نہیں ہے مسٹر ریگو بس یہ سمجھ لیجیے کہ میرے بھی بہت سے مسائل ہیں جو الجھ جاتے ہیں لیکن اس وقت کوئی ایسا مسئلہ زیر نگاہ نہیں ہے جسے میں الجھا ہوا قرار دے سکوں۔"

"ٹھیک۔ بہرحال آپ ہر بات زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ میں بھلا اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"لیکن پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے مسٹر ہٹ مین میں یہاں بدستور پی گیسٹ میں موجود رہوں گا اور میری آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی۔ آپ باقی کی ذمے داریاں مجھ پر چھوڑ دیجیے مسٹر آرمن واقعی چوبیس گھنٹے کے نوٹس پر بھی یہاں پہنچ سکتے ہیں۔" ڈی ڈی جیوا نے کہا۔

یہ گفتگو ختم ہو گئی۔ دونوں چلے گئے اور میں بدستور اپنی اس رہائش گاہ میں مقیم رہا۔ تیسرا دن بھی گزر گیا۔ چوتھے دن شام کو مسٹر دھرم داس جیوا کا فون موصول ہوا اور

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

انہوں نے مجھ سے کہا۔

"اگر کوئی خاص مصروفیات نہ ہو مسٹر ریگو تو براہ کرم مجھ سے ملاقات کر لیجئے۔"

"وی پی گیسٹ میں۔"

"جی جی۔ کیا آپ پہنچ سکیں گے؟"

"کیوں نہیں۔ جس وقت آپ پسند کریں میں وہاں آجاؤں۔"

"تو پھر آج رات کو میرے ساتھ ڈنر کر لیجئے۔"

"نہیں اس کی تکلیف نہ کیجئے۔ میں ڈنر کے بعد آؤں گا۔"

"اوہو میں سمجھ گیا آپ کا ڈنر آپ کے دوست مارشل لارا کے ساتھ ہی ہو گا۔"

"نہیں میرے کچھ اور مسائل بھی ہیں۔" میں نے خشک لہجہ اختیار کیا اور ڈی ڈی جیوا کو فوراً ہی یہ احساس ہو گیا کہ وہ غیر ضروری گفتگو کر رہا ہے جسے میں کبھی پسند نہیں کرتا۔

بہرحال مسٹر جیوا سے میں نے ان کے روم نمبر دو سو اٹھارہ پر ملاقات کی۔ مسٹر ڈی ڈی جیوا نے میرے دستک دینے پر دروازہ کھولا اور پھر خود دروازے سے باہر نکل آئے۔

"اس وقت ہماری گفتگو یہاں نہیں ہو گی بلکہ اس کے لیے میں نے ایک اور جگہ منتخب کی ہے۔"

میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی۔ مسٹر ڈی ڈی جیوا اس ہوٹل کی آخری منزل کے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنی جیب میں رکھی ہوئی چابی سے کمرے کا دروازہ کھولا اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ میں ایک لمحے کے لیے حیران ہوا تھا لیکن مسٹر جیوا کی درخواست پر میں ان کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گیا اور مسٹر جیوا نے کمرا بند کر لیا' کہنے لگے۔

"آپ کو میری اس کارروائی پر یقیناً حیرت ہوئی ہو گی اور یہ بات بھی آپ کو دلچسپ لگے گی کہ میرے اس نئے روم کے بارے میں آرمن کو کچھ نہیں معلوم۔ اصل میں کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں مائی ڈیئر مسٹر ریگو جنہیں تنہائی ہی میں کیا جاسکتا ہے اور صرف کسی ایسے رازدار کے سامنے جس پر رازداری کا اعتماد بھی کیا جاسکے۔"

میں خاموشی سے مسٹر جیوا کو دیکھتا ہوا ایک صوفے پر بیٹھ گیا' وہ میرے سامنے بیٹھ

گیا پھر اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے گفتگو کے دوران کافی کا دور چلتا رہے تو گفتگو زیادہ بہتر ہو گی۔"

"مسٹر ڈی ڈی جیوا میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہم لوگ کسی سے ذاتی تعلقات نہیں بڑھاتے' آپ نے یقینی طور پر مجھے کاروباری مسئلے میں ہی بلایا ہو گا۔ میں چونکہ مافیا کی طرف سے آپ لوگوں کے لیے کام کر رہا ہوں اس لیے میرا آنا کاروباری اصول کے مطابق ہے اس میں کافی کا دخل ذرا مشکل ہی ہو گا۔ البتہ اگر آپ دوران گفتگو کافی کا استعمال کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

مسٹر دھرم داس جیوا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "خیر اصول پسندی ایک اچھی چیز ہے تاہم دوستی اس سے بھی اچھی چیز ہے۔ تاہم اگر آپ مجھے اس قابل نہیں سمجھتے تو میں برا نہیں مانوں گا۔"

میں نے مسٹر جیوا کے ان الفاظ پر کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا اور خاموشی سے ان کی صورت دیکھتا رہا' مسٹر جیوا چند لمحات کچھ سوچتے رہے پھر بولے۔

"ویسے اس میں ایک مشکل پیش آرہی ہے مسٹر ہنٹ مین ریگو۔"

"کیا.........؟"

"آپ سے جو گفتگو میں کرنے والا ہوں وہ خالص ذاتی نوعیت کی ہے ہرچند کہ اس کا تعلق انہی تمام معاملات سے ہے لیکن آرمن سے نہیں اور آپ کے اس رویے سے مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ اگر میں نے دل کی بات آپ سے کہہ دی تو کہیں شدید نقصان سے دو چار نہ ہو جاؤں۔" میں نے ایک لمحے کے لیے مسٹر جیوا کا چہرہ دیکھا اور پھر قدرے نرم لہجے میں بولا۔

"اصل میں مسٹر جیوا ہم لوگ ایک آرگنائزیشن کے تحت کام کرتے ہیں' یہ بات ہماری تربیت میں شامل ہوتی ہے کہ اپنے کلائنٹ سے ہم ذاتی تعلقات نہ بڑھائیں بنیادی طور پر ایسی بات نہیں کہ ہم ان انسانی صفات سے الگ ہوں جن کے تحت انسان اس دنیا میں زندہ ہیں لیکن بس یوں سمجھ لیجئے کہ قواعد قواعد ہوتے ہیں تاہم اگر کوئی ایسی بات ہے جو آپ موضوع سے ہٹ کر مجھ سے کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس بات کا تعین کر لیجئے کہ کیا وہ بات کسی شکل میں مافیا کے مفادات سے متعلق ہے؟"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں۔"

"پھر..........؟" میں نے تیکھی نگاہوں سے مسٹر جیوا کو دیکھا اور مسٹر جیوا نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"اصل میں' میں نے آپ کے الفاظ میں یہ لچک پائی ہے مسٹر ہٹ مین ریگو جس کے نتیجے میں' میں آپ سے یہ گفتگو کرنے پر مجبور ہوا ہوں' آپ نے پچاس لاکھ ڈالر کی پیشکش میرا خیال یہ ہے کہ مافیا کے احکامات سے ہٹ کر قبول کی ہے۔"

"اگر ایسا کوئی کام جس کا تعلق مافیا سے براہ راست نہ ہو اور جس کے بدلے ہمیں اپنا مفاد حاصل ہوتا ہو تو ہمیں ملتا ہے اور مافیا کی طرف سے ہم پر اس کی پابندی نہیں ہوتی کہ ہم وہ کام نہ کریں۔ ہاں اگر وہ مافیا کے مفادات کے خلاف کوئی عمل ہو تو پھر ہم ایسا ہرگز نہیں کرتے' پچاس لاکھ ڈالر کا یہ معاوضہ جس انداز میں طے ہوا ہے اس میں مافیا کے اس مفاد کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی جس کے تحت مجھے یہاں کام کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے' مسٹر آرمن مافیا کے کلائنٹ ہیں اور آرگنائزیشن کے بگ باس ان سے تمام معاملات طے کر چکے ہیں اور مجھے اس کے بارے میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ جن سے ان ہدایات پر کوئی فرق نہ پڑتا ہو درمیان میں جاتا ہے اور مجھے اس کے لیے کوئی ذاتی پیشکش کی جاتی ہے تو میں اسے قبول کرنے میں حق بجانب ہوں اور مافیا کے علم میں آنے کے باوجود اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"بالکل بالکل میں جانتا ہوں کہ مسٹر آرمن ہی نے آپ کو یہ پیشکش کی ہے اور چونکہ مافیا آرمن کے تمام تر مفادات کی نگرانی کے لیے ان سے سودے بازی کر چکا ہے اس لیے ان کی اس خواہش میں تبدیلی پر مافیا کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اب میں آپ سے وہ اہم بات کہنا چاہتا ہوں' مسٹر ریگو جو میرے دل میں ہے آپ خود اس بات کے گواہ ہیں کہ آرمن نے اپنے مفادات مجھے فروخت کر دیے ہیں اور وہ ذمے داریاں آپ کی طرف میرے لیے منتقل ہوگئی ہیں جو آرمن کے لیے تھیں' آپ آرمن کے لیے کام کر رہے ہیں اور یہ بات طے ہوگئی ہے کہ آرمن اس انداز میں مجھ سے سودا کر کے اپنا معاوضہ وصول کرلیں اب اس مشینری اور ان سترہ افراد کا مالک میں بن چکا ہوں آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں؟"

"ہاں کی جاسکتی ہے۔"

"اور اس کے لیے ذاتی طور پر آپ کو پچاس لاکھ ڈالر کی پیشکش اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ مافیا کا کام ختم ہوگیا ہے اور جو تبدیلی ہو رہی ہے آپ ذاتی طور پر کر رہے ہیں۔"

میں سنسنی خیز نگاہوں سے ڈی ڈی جیوا کو دیکھنے لگا۔ مجھے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے لیکن صحیح طور پر ابھی اس کی وضاحت نہیں ہو سکی تھی' میں نے لہجے میں کچھ نرمی پیدا کی اور کہا۔

"آپ کہتے رہیے مسٹر جیوا میں سن رہا ہوں۔"

"جس چیز کا میں مالک بن چکا ہوں اب یہ میں جانوں کہ میں اسے کس طرح استعمال کرسکتا ہوں' آپ نے دیکھا کہ آرمن دولت کے لیے اپنے وطن کے مفادات میرے وطن کے لیے منتقل کرنے پر آمادہ ہوگیا' یہ نہ حکومت اسرائیل کی جانب سے ہوا ہے اور نہ کسی اور ملک کی طرف سے' یہ بالکل ایک ذاتی مسئلہ ہے یعنی میں اگر چاہوں تو یہ ٹیکنالوجی اپنے وطن کے سپرد کردوں' یا اگر کچھ اور کرنا چاہوں تو اس کے لیے میں آزاد ہوں' اگر یہودی اپنے طور پر بہتر کاروباری ہیں اور کاروبار کرنا جانتے ہیں تو ہم بھی ان سے کم نہیں ہیں اور ہم بھی اس کے لیے شہرت رکھتے ہیں۔" میں نے مسکرا کر گردن ہلائی اور کہا۔

"یقیناً" مسٹر جیوا میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔"

"تو پھر آپ میرے ساتھ شراکت کر کے پچاس لاکھ ڈالر اور اس کے ساتھ ہی ایک غیر محدود دولت حاصل کرنے کے لیے کیوں نہیں عمل کرتے مسٹر ہٹ مین ریگو؟"

"میرے بیس فیصد کے پارٹنر بن کے۔" جیوا میری آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میں وضاحت چاہتا ہوں۔"

"آپ کو علم ہے کہ اس ٹیکنالوجی کا ایک بڑا حصہ حکومت پاکستان کو مل چکا ہے اور اس کے سترہ قیمتی انجینئر اس کی تکمیل میں مصروف ہیں یقیناً" حکومت پاکستان کو اس کا علم ہوگا کہ یہ ٹیکنالوجی بہت جلد مکمل ہو کر اس تک پہنچنے والی ہے اب اگر اس کے علم میں یہ بات آجائے کہ اس ٹیکنالوجی پر قبضہ ہو چکا ہے اور اس کے تمام آدمی کسی اور کے قبضے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں جاچکے ہیں تو کیا حکومت پاکستان کے تمام منصوبے دھرے نہیں رہ جائیں گے۔"

میں نے ایک بار پھر اپنے بدن میں سنسنی محسوس کی تھی تاہم میں نے مسٹر جیوا کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل آپ کا کہنا بالکل درست ہے۔"

"لیکن ہم حکومت پاکستان سے اس کا سودا کر سکتے ہیں' پہلے اسے یہ احساس دلا دیا جائے کہ بات بگڑ چکی ہے اور کسی اور کے قبضے میں یہ سب کچھ جاچکا ہے' جب وہ اس بات سے مطمئن ہو جائیں تو پھر ان سے رجوع کیا جائے اور ایک معقول معاوضے پر انہیں ان کے سترہ آدمی اور یہ ٹیکنالوجی دے دی جائے' یہ ایک طویل منصوبہ ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم بہ آسانی اسے سرانجام دے سکتے ہیں' اگر اس سلسلے میں مجھے آپ کی معاونت حاصل ہو' دیکھیے مسٹر ہٹ مین ریگو اپنے طور پر میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ میں بے وسیلہ آدمی ہوں لیکن یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ مافیا کے پاؤں ہر سمت پھیلے ہوئے ہیں اور میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ آپ اگر چاہیں تو یہ سارا کھیل بہ آسانی کھیل سکتے ہیں۔"

میں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کاروباری شخص کو دیکھا بہت اچنبھا ہوا تھا مجھے اور میں اس کی ذہنی صلاحیتوں پر بھی دنگ رہ گیا تھا' یہ انوکھی سوچ تھی اور مجھے ایک نیا احساس دلا رہی تھی' بزنس مین ہر حالت میں بزنس کرتا ہے' ملکی مفاد اس کے پیش نگاہ بے شک ہوتا ہے لیکن بعض جگہ جہاں اپنا مفاد سامنے آجاتا ہے وہاں ملکی مفاد بھی پس پشت چلا جاتا ہے لیکن یہ ان لوگوں کی اپنی سوچ تھی ہماری نہیں تاہم یہ بات میرے لیے بڑی دلکشی کی حامل تھی کہ ایسا کوئی عمل ہو۔ اس میں اصل میں میرے لیے بھی آسانیاں تھیں اور میرے منصوبے کو مزید سہارا حاصل ہو رہا تھا' میں نے بغور مسٹر جیوا کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"گویا یہ ٹیکنالوجی اب آپ اپنے وطن کے لیے نہیں خریدنا چاہتے۔"

"اگر اس میں مجھے کروڑوں ڈالر کا فائدہ ہوتا ہے تو پھر مجھے کیا پڑی ہے کہ میں بلاوجہ دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑاؤں اور پھر ایک بات اور بھی ہے مسٹر ہٹ مین ریگو۔"

"وہ کیا؟"

"اس آدھی ٹیکنالوجی کو میرا وطن بھی بہت اچھے انداز میں قبول نہیں کرے گا کیونکہ باقی آدھی ٹیکنالوجی پاکستان منتقل ہو چکی ہے اور پاکستانی انجینئران پر کوئی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا یہ لوگ دیوانے ہوتے ہیں' زندگی دے دیں گے لیکن ہمارے وطن کے لیے کام نہیں کریں گے۔ ان سے یہ امید کرنا بالکل بیکار ہے کہ تشدد کے ذریعے یا کسی اور ذریعے سے یہ ابتدائی آدھی ٹیکنالوجی میرے وطن کے لیے مہیا کر دیں اس طرح آپ سمجھتے ہیں کیا ہوگا' نہ تو ہمیں مکمل ٹیکنالوجی حاصل ہوگی اور نہ ہی میری حکومت اس بات کو کوئی اہمیت دے گی گویا اتنا بڑا سرمایہ خرچ کر کے مجھے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا جب ایسی بات ہے تو پھر میں سیدھا سیدھا کاروبار کیوں نہ کروں۔"

میرے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی' میں نے کہا۔

"آپ کا منصوبہ واقعی بہت شاندار ہے مسٹر ڈی جیوا' آپ نے مجھے اس پر غور کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔" ڈی جیوا کی آنکھوں میں خوشی کے تاثرات پیدا ہوئے۔

"پچاس کروڑ ڈالر' میرا خیال ہے سترہ آدمیوں کے لیے یہ رقم لازمی طور پر منظور کر لی جائے گی اور اس کا بیس پرسنٹ کتنا ہوگا' تم جانتے ہو ہٹ مین ریگو۔"

جیوا میرا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔ میں نے گہری سوچ میں ڈوب جانے کا مظاہرہ کیا' چند لمحات خاموش رہا پھر میں نے کہا۔

"آپ نے ایک نئی ذمے داری میرے شانوں پر ڈال دی ہے میں نہیں جانتا کہ اس سلسلے میں مافیا کا رد عمل کیا ہوگا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ مافیا کے مفادات کو نقصان نہیں پہنچتا بشرطیکہ ہم آرمن کا سودا مکمل کر دیں۔"

"اگر آرمن مافیا کے سامنے یہ اظہار کر دے کہ جو ذمے داری اس نے ان لوگوں کو سونپی تھی اس سے مکمل طور پر مطمئن ہو چکا ہے تو پھر کوئی مشکل نہیں رہتی۔"

"ہاں لیکن اس کے بعد میری اپنے گروپ میں واپسی ضروری ہو جائے گی۔"

"اوہو واقعی میں نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا لیکن اس کا حل بھی نکال لیا جائے گا اور میرے دوست کاروباری نقطہ نگاہ سے میں نے جو کچھ سوچا تمہارے سامنے پیش کر دیا' اب اس سلسلے کی نوک پلک سنوارنا تمہارا کام ہے سوچ لو بہت بڑی دولت ہاتھ آرہی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے اور وہ تمہارے سامنے موجود ہے میں اس سلسلے میں تم سے کوئی انحراف نہیں کروں گا۔ تم مجھے ایک بہتر منصوبہ تیار کر کے دو اور پھر اس پر تھوڑی سی گفتگو کرنے کے بعد عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا۔ کیا خیال ہے؟"

میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح جبکہ آپ کے پاس اس سودے بازی کا کوئی پلان بھی نہیں ہے ہمیں اس ٹیکنالوجی کی منتقلی کے معاملے کو تھوڑا سا لیٹ کرنا ہوگا جبکہ آپ کو معلوم ہے مسٹر ڈی ڈی جیوا کہ مارشل لارا اس ٹیکنالوجی کے ساتھ روانگی کے لیے تیار ہے۔"

"یہ کام تو تمہیں کرنا ہوگا ویسے بھی آرمن اس وقت تک کچھ نہیں کر سکے گا جب تک کہ مارشل لارا اپنے جہاز کے ذریعے یہ ٹیکنالوجی لے کر روانہ نہیں ہو جاتا، اگر مارشل لارا ہی کی جانب سے دیر ہو جائے تو آرمن بھی انتظار کرنے پر مجبور ہوگا اور یہ دیر تم کرا سکتے ہو، صرف تم۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ اس سودے بازی کے لیے مجھے حکومت پاکستان سے رجوع کرنا ہوگا؟"

"جتنے کام ہیں اس سلسلے میں صرف تمہیں کرنا ہوں گے اور اگر اخراجات کی فکر کرتے ہو تو میں اس معاوضے میں پانچ فیصد کا اضافہ اور کیے دیتا ہوں، پچیس فیصد، ذرا غور کرو پچاس کروڑ ڈالر کا پچیس فیصد کیا بنتا ہے؟"

میں ایک بار پھر سوچ میں ڈوب گیا اور اس کے بعد اس نے گردن اٹھا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"مائی ڈیئر مسٹر جیوا، واقعی تمہاری پیشکش بہت دلکش ہے اور میں اس پر غور کرنے پر مجبور ہوں اس کے باوجود مجھے کچھ وقت درکار ہے کم از کم منصوبہ بندی تو کرنا ہوگی، ویسے اب اس سلسلے میں مجھے کوئی پیچ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ضرور کہو، کیا سوال ہے؟"

"مائی ڈیئر مسٹر جیوا کیا اس بارے میں جو منصوبہ بندی میں کروں گا تم اس سے پوری طرح متفق ہو گے۔"

جیوا نے کسی قدر خشک لہجہ اختیار کیا اور آہستہ سے بولا۔

"پچیس فیصد معاوضہ کم نہیں ہوتا میں صرف سرمایہ کاری کروں گا باقی کام تمہارا ہوگا، میرے دوست اس بات کو محسوس نہ کرنا لیکن میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس منصوبے کی مکمل کامیابی کی ذمے داری تم پر ہوگی۔ میں تمہیں صرف وہ آسانیاں فراہم کروں گا جس سے مجھے سہولتیں حاصل ہو سکیں، پہلے تم اس کی منصوبہ بندی کر لو بعد میں تمہیں یہ بتاؤں گا کہ اپنے تحفظ کے لیے میں کیا کر سکتا ہوں۔"

میں نے اس کی اس بات سے اتفاق کیا۔ اسے کم از کم یہ حق حاصل تھا کہ سارے کام مجھ سے کرا کر مجھے یہ معاوضہ ادا کرے اور اپنے لیے جو کچھ کرنا چاہتا ہے اسے فی الحال صیغہ راز میں رکھے، بہرطور وہاں سے رخصت ہوتے ہوئے میں نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"ہم لوگ کسی سے مصافحہ نہیں کرتے کیونکہ اس کے لیے ہمیں اجازت نہیں ہے لیکن مسٹر جیوا میرے اور آپ کے معاملات ایسے ہو چکے ہیں کہ اب ہم ذاتی طور پر بھی ایک دوسرے کے شناسا اور دوست ہیں۔" جیوا نے پرجوش انداز میں مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ ایک بزنس مین کے لیے ایسا پارٹنر کس قدر قیمتی ہوتا ہے جس کی نگاہوں میں کروڑوں ڈالر کی آمدنی کے خواب آ بسے ہوں بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ میرا یہاں آنا میرے لیے نہایت سود مند ہے کیونکہ یہاں مجھے ایک بڑی کاروباری ٹپ مل رہی ہے۔ خیر اب ہم اس سلسلے میں مزید گفتگو نہیں کریں گے اب تو تم میرے ساتھ کچھ پینا بھی قبول کر لو گے؟"

"اس وقت بالکل ضروری نہیں ہے ویسے تم سے دوستی کا اظہار میں خود اپنی زبان سے کر چکا ہوں اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔"

ڈی ڈی جیوا نے پرجوش انداز میں میرا ہاتھ پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے میں مطمئن ہوں اور یقینی طور پر تم مجھے بہت جلد اس سلسلے میں کوئی بہتر ٹپ دو گے۔"

"او کے مسٹر ڈی ڈی جیوا، ویسے آرمن کو سنبھالے رکھنا ابھی تمہاری ہی ذمے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

داری ہے۔"

"کیوں نہیں کیوں نہیں' میں نے اس سے کب انکار کیا ہے۔"

پھر میں وہاں سے واپس چل پڑا اور واپسی میں میرے ذہن میں شدید سنسنی ہو رہی تھی' دماغ کی چولیں ہل کر رہ گئی تھیں۔ نیپلز میں مجھے جو کام کرنا پڑ رہا تھا اگر غور کیا جاتا تو بلاشبہ انتہائی مشکل کام تھا لیکن شاید پرانے کیے ہوئے کام کو میں ہمیشہ ہی بھول جاتا تھا' میرے لیے تو ایسے ہی نازک مرحلے آتے رہتے تھے۔ اپنی قیام گاہ ہی پہنچا تھا' اس وقت مارشل لارا سے ملاقات کرنا ممکن نہیں تھا کیونکہ مجھے اپنے طور پر منصوبہ بندی کرنا تھی بلاشبہ واپس آنے کے بعد مجھ پر ایسا ہی وقت بیت رہا تھا جیسے کسی انتہائی مشکل کے شکار کے وقت کسی انسان پر بیتتا ہے۔ میں اس سلسلے میں منصوبہ بندی کر رہا تھا' مارشل لارا یا اسلام احمد کو ان معاملات میں کس حد تک شریک کیا جاسکتا ہے ویسے تو وہ ایک معتبر انسان ہے اور اس قدر کچا بھی نہیں ہے کہ کسی طرح بہک جائے لیکن ایک مشکل تھی' اگر میں اسے تمام صورت حال سے آگاہ کردوں اور آرمن جیسا شاطر کسی طور شبے کا شکار ہو جائے تو مارشل لارا پر قابو پالینا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہو گا اور مارشل لارا بحالت مجبوری اصلیت اگل دے گا۔ یہ مجبوری اس کی ذات پر تشدد نہیں اگر اس کی بیوی شازیہ کو اغوا کرلیا جائے اور اس کی زندگی کی قیمت پر مارشل لارا سے تمام صورت حال معلوم کی جائے تو پھر مجبوری کے علاوہ اور کیا چارہ کار رہ جاتا ہے' نہیں یہ مناسب نہیں ہو گا' منصوبہ کچھ اس طرح تکمیل پانا چاہیے کہ مارشل لارا اپنے طور پر وہی سب کچھ کرے جو وہ کر رہا ہے اسے حقیقت کا علم بالکل نہ ہو' اصل میں بات صرف اسی شکل میں آگے بڑھنی چاہیے کہ مارشل لارا اپنے چارٹرڈ کیے ہوئے جہاز کے ذریعے یہ ٹیکنالوجی اور پاکستانی انجینئرز پاکستان منتقل کرے لیکن اصل کام جیوا کا ہو' ویری گڈ' یہ زیادہ اچھا ہے بجائے اس کے کہ میں مارشل لارا کو اس سلسلے میں بھی اعتماد میں لوں۔ مارشل لارا کو اپنے طور پر کام کرتے رہنا چاہیے' آرمن بھی اسی پوزیشن سے واقف ہے چنانچہ اسے شبہ نہیں ہو گا۔

نجانے کب تک میں اپنے تمام خیالات میں ڈوبا رہا اور اس منصوبے کے نوک پلک سنوارتا رہا' بہت سے نئے خیالات میری ذہن میں آتے رہے اور بھلا اب اس کے سوا

میرے لیے کیا چارہ کار تھا کہ ایک بار پھر اپنے قیامت خیز ذہن کے مالک دوست اور معاون کار رشید ناگی کا سہارا لوں' وقت تو واقعی لگ جائے گا اور اس وقت تک کے لیے آرمن کو سنبھالنا ہو گا لیکن اگر پاکستان سے اس پلانٹ کی سودے بازی کی گفتگو کرنے کے لیے رشید ناگی ہی آئے تو میرے خیال میں سب سے مناسب بات ہو گی اور بالآخر یہ منصوبہ میرے ذہن میں نوک پلک سنوارنے کے بعد مکمل ہو گیا۔ رشید ناگی کو بلانے کے لیے اس عجیب و غریب ٹرانسمیٹر بکس کا سہارا لینا تھا لیکن میں براہ راست یہ کوشش نہیں کرسکتا تھا کہ اس کے حیطہ عمل کو پاکستان تک آزماؤں' البتہ بار سلونا سے بہ آسانی میری گفتگو ہو سکتی تھی اور میں نے اس میں تعرض نہیں کیا۔ میں نے تمام نوک پلک درست کرنے کے بعد وہ بکس جو میں نے بڑی احتیاط سے محفوظ کر رکھا تھا نکالا اور اس پر سعید خان کو ٹرائی کرنے لگا جو میرا دوسرا سنسنی خیز ساتھی ثابت ہوا تھا' میری اداکاری تو خیرہ کر ہی لیتا تھا اور اس میں حقیقی بات یہ ہے کہ رشید ناگی نے بھی ہنستے ہوئے کہا تھا کہ اگر کبھی سعید خان ہم سے منحرف ہو جائے تو بہ آسانی وہ دانش منصور کی جگہ سنبھال سکتا ہے اور کسی کو یہ باور نہیں ہونے دے سکتا کہ وہ دانش منصور نہیں ہے لیکن لیتھ اشمیر کے کردار میں اس نے جس طرح اپنے آپ کو ضم کیا تھا اور کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہونے دیا تھا یہ اس کی بے پناہ صلاحیتوں کا اظہار تھا جسے قبول نہ کرنا ناانصافی تھی۔

کچھ دیر کے بعد بالآخر سعید خان سے رابطہ قائم ہو گیا ہم نے اپنے کوڈ بتائے اور مطمئن ہو کر سلام دعا کرنے لگے۔ میں نے سعید خان سے پوچھا کہ لیتھ اشمیر کی حیثیت سے اس کی کارکردگی کیسی جارہی ہے تو اس نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"چیف ابھی تک کوئی مشکل پیش نہیں آئی' بس ذرا یہاں کے حالات سمجھنے میں کچھ وقت ہوئی تھی جو اب ختم ہو چکی ہے۔ میں اپنا کام بخوبی سرانجام دے رہا ہوں۔ ہائی کمان کی طرف سے مجھ سے رابطہ قائم کرکے پوچھا گیا تھا کہ کیا آرمن کا کام پروگرام کے مطابق چل رہا ہے تو میں نے اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ سب کچھ اس کی خواہش کے مطابق ہو رہا ہے تب مجھ سے کہا گیا کہ وہ ایک بڑی پارٹی ہے اور مستقبل میں بھی اس کے بہت سے کام کرنے کو ملیں گے کیونکہ اس کام کی تکمیل کے بعد صورت حال ذرا مختلف ہو گئی اور ہم کسی بھی مسئلے میں اسے اپنے ٹرانس میں رکھ سکتے ہیں چنانچہ کام تو اس کی خواہش کے

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

مطابق ہی ہونا چاہیے تاکہ وہ ہمارے چنگل میں پھنس جائے۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"ویری گڈ.......... انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا ہے؟"

"مکمل طور پر چیف۔ بلکہ اس سلسلے میں مجھے مبارک باد بھی دی گئی ہے۔"

"گڈ۔ سعید خان اب جو کام میں تمہیں سونپ رہا ہوں ذرا اس پر توجہ دو' رشید ناگی کی ایک بار پھر ضرورت پیش آ گئی ہے اسے نیپلز پہنچنا ہے' نیپلز میں وہ کسی بھی مناسب جگہ قیام کرے۔ اپنے ساتھ دو آدمی اور بھی لے آئے تو زیادہ بہتر ہے وہاں پہنچنے کے بعد وہ کالر ٹرانسمیٹر پر مجھ سے رابطہ قائم کر لے۔ یہ بات تو تم جانتے ہی ہو کہ میں نیپلز میں ہوں۔"

"اسے کب تک پہنچنا ہے چیف؟"

"جلد از جلد بس اس سے کہو کہ تیاریاں کر کے یہاں آ جائے۔"

"بہت بہتر اور کوئی حکم چیف؟"

"نہیں۔ اس سے جس قدر جلد ممکن ہو سکے رابطہ قائم کر لو۔"

"ہو جائے گا چیف' میں اسے پیغام بھجوائے دیتا ہوں۔" سعید خان سے سلسلہ گفتگو منقطع ہو گیا۔

میں اپنے پروگرام کے معمول کے مطابق عمل کر رہا تھا' میری سوچوں نے مجھے تقریباً" مطمئن کر دیا تھا جو کام مجھے کرنا تھا اس کے لیے اب میرے پاس پورا لائحہ عمل تھا اور مجھے یقین تھا کہ مجھے کامیابی حاصل ہو گی۔

دو دن تک میں نے مسٹر جیوا سے ملاقات نہیں کی تیسرے دن ان سے ملنے پہنچا تو انہوں نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"خیریت تو ہے مسٹر بٹ مین آپ کہاں غائب ہو گئے تھے' میں نے آپ سے کئی بار رابطے کی کوششیں کیں لیکن کامیاب نہیں ہو سکا۔"

میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور کہا۔ "آپ کا کیا خیال ہے مسٹر جیوا ایسے کام اتنی آسانی سے ہو جاتے ہیں میں نے دانہ ڈال دیا ہے اور مچھلی جال میں پھنسنے آ رہی ہے۔"

"کیا مطلب؟" مسٹر جیوا نے دلچسپی سے میرا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنے بڑے کام آسانی سے تو نہیں ہو جاتے' میرا ایک پیغام حکومت پاکستان کے انتہائی اہم لوگوں کے پاس پہنچا ہے جس میں صرف چند الفاظ لکھے گئے ہیں۔"

"کیا..........؟" مسٹر جیوا نے بدستور سنسنی خیز انداز میں پوچھا اور میں انہیں دیکھنے لگا' چند لمحات خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا۔

"ہم لوگ اپنی کارکردگی کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھتے ہیں مسٹر ڈی ڈی جیوا لیکن چونکہ اب یہاں معاملات بالکل پرائیویٹ نوعیت کے ہیں اس لیے مجبوراً" میں آپ کو اپنی کارکردگی کی تفصیل بتا رہا ہوں' میں نے دانہ ڈال دیا ہے' اس اہم محکمے کے پاس جو اس سلسلے میں مسٹر مارشل لارا سے رابطہ قائم کیے ہوئے ہے میں نے صرف ایک پیغام بھیجا ہے اور وہ میسج یہ ہے کہ جتنے نکل گئے وہ نکل گئے سترہ باقی ہیں اس آدھی مشینری کے ساتھ جس کے بغیر کام مکمل نہیں ہوتا اگر ان سترہ کی زندگی اور باقی مشینری درکار ہے تو مکمل اختیارات کے ساتھ حکومت پاکستان کے کچھ نمائندے نیپلز پہنچ جائیں' سات دن کا وقت دیا جاتا ہے آٹھویں دن انہیں ایک بری خبر سننے کو ملے گی۔"

"ارے واہ' تو پھر کوئی جواب موصول ہوا۔"

"جواب اتنی جلدی موصول نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے اس میں کچھ وقت لگے گا۔"

"لیکن جواب موصول کہاں ہو گا؟"

"جواب میں ہمیں ان کے نمائندے ہی موصول ہوں گے۔"

"کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ سات دن کے بعد کا وقت ان کے لیے کس قدر ہولناک ہو گا۔"

"مائی گاڈ تم لوگوں کی کارکردگی بے مثال ہوتی ہے میں تو یہ سوچتا ہوں کہ بھگوان نہ کرے اگر کبھی میں تم لوگوں کے جال میں پھنس گیا تو کیا ہو گا؟"

میں ہنسنے لگا' میں نے کہا۔ "ہمارے جال میں تو آپ پھنسے ہوئے ہیں مسٹر جیوا' آپ یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ آپ ہمارے جال میں نہیں ہیں۔"

"کک.......... کیا مطلب؟" مسٹر جیوا کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے۔

"جو کچھ کام آپ ہم سے لے رہے ہیں وہ کسی بھی وقت آپ ریزلٹ بھگتنا ہے اور

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کے لیے آپ کو نقصانات سے دو چار ہونا پڑ سکتا ہے بشرطیکہ آپ اپنے کیے ہوئے وعدوں سے انحراف کریں اور میرے اور آپ کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اس سے ہٹنے کی کوشش کریں۔"

"ارے نہیں نہیں، میں یہ ہمت کیسے کر سکتا ہوں، ویسے بھی میں بزنس مین ہوں ہزار لگا کے دو ہزار کمانے کا عادی۔ اگر اس بڑے فائدے میں تھوڑا سا کمیشن نکل جائے گا تو فائدہ تو اپنی جگہ رہاتا، ہم لوگ سودوں میں کبھی بے ایمانی نہیں کرتے۔"

"تو پھر بس مطمئن رہیں، میں جو کچھ کر رہا ہوں اس کا اچھا رزلٹ نکلے گا۔"

"میں نے بہت سوچا ہے اس بارے میں مائی ڈیئر مسٹر ریگو، مجھے معاف کر دینا اصل میں اس چیز کا عادی نہیں ہوں کاروبار بے شک کیا ہے اور اس میں بہت سے الٹ پھیر بھی کیے ہیں لیکن کوئی خطرناک کام اور وہ بھی اتنا خطرناک کبھی نہیں کیا اس لیے ذرا ڈرتا رہتا ہوں، بہت سے خیالات میرے دل میں ہیں اور چونکہ تم نے مجھے تھوڑی سی دوستی کی سزا بھی دی ہے اس لیے تم سے اس کا اظہار کرنے میں کوئی دقت نہیں محسوس کرتا۔"

"کہیے مسٹر جیوا۔"

"بات اصل میں بڑی ٹیڑھی ہے حکومت پاکستان کے وہ نمائندے فرض کرو یہاں پہنچ گئے تو کیا وہ مارشل لارا سے نہیں ملیں گے، کیا وہ مارشل لارا کو یہ بات نہیں بتائیں گے کہ اس کی کارکردگی منظر عام پر آگئی ہے اور انہیں اس طرح کی دھمکی موصول ہوئی ہے، کیا اس وقت مارشل لارا اپنے بچاؤ کی کوشش نہیں کرے گا یا ان لوگوں کو محفوظ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا؟" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، میں نے کہا۔

"کیا آپ مجھے اپنی کارکردگی میں اتنا نامکمل سمجھتے ہیں مسٹر جیوا میں نے ہر پہلو پر غور کرلیا ہے کل شام تک مارشل لارا اور اس کی بیوی اغوا کرلئے جائیں گے ہم اس فیکٹری کو تو ابھی ٹچ نہیں کرسکتے نہ ہی ان سترہ افراد کو کیونکہ ان کے منظر عام پر آنے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اٹلی کو اس بارے میں تفصیلات معلوم ہو جائیں پھر نہ کچھ آپ کے پاس رہے گا نہ میرے پاس، اتفاق کی بات ہے کہ کچھ عرصے قبل مارشل لارا پر دو بار حملہ ہو چکا ہے تیسرا حملہ ان پر میں نے کرایا تھا لیکن وہ ان تک پہنچنے کے لیے تھا اس دو بار کے حملے سے مارشل لارا کو یہ تشویش پیدا ہوگئی تھی کہ اس کے دشمن کون ہیں، بات معمولی سی

دشمنی کی تھی جو بہرحال ٹل گئی، اب میرے اپنے آدمی مارشل لارا اور اس کی بیوی کو اغوا کریں گے اور ایک ایسی جگہ رکھیں گے جہاں سے ان کا فرار اس وقت تک ممکن نہ ہو جب تک ہماری پاکستانی نمائندوں سے گفتگو نہ ہو جائے۔ پاکستانی نمائندے بھی جب مارشل لارا سے ملاقات کرنے میں ناکام رہیں گے تو اس بات پر یقین کرلیں گے کہ جو پیغام انہیں دیا گیا ہے وہ ٹھوس اور پائیدار بنیادوں پر ہے، یہ کام اصل میں، میں اس لیے کر رہا ہوں کہ بہرطور مشینری اور سترہ انجینئر ہمیں مارشل لارا ہی کے ہمراہ لے جانے ہوں گے۔"

"گویا مطلب یہ ہے کہ اس انداز میں جس میں طے کیا گیا ہے۔"

"اس سے بہتر اور کوئی انداز نہیں ہو سکتا، ہمارا آدھا کام مارشل لارا بانٹ لے گا یعنی ان لوگوں کو لے کر چل پڑے گا اور ہم اپنے پروگرام کے مطابق راستے ہی میں اس پر کنٹرول کریں گے۔"

"ہے بھگوان، کیا انوکھے جوڑ توڑ ہیں، میں سوچتا ہوں تو میری کھوپڑی چٹخنے لگتی ہے، کیا اس دوران مارشل لارا کو یہ بات نہیں معلوم ہوگی کہ وہ کس کے قبضے میں ہے؟"

"کبھی نہیں ہوگی کیونکہ اسے واپس اپنے گھر پہنچنا ہے اور یہ سارے انتظامات کرنے ہیں۔ اصل میں ہمیں اس بات کی آسانی بھی حاصل ہے کہ مشینری اور آدمیوں کے سلسلے میں حکومت پاکستان اٹلی کی حکومت سے کوئی مدد نہیں لے سکتی کیونکہ اس طرح بات بالکل ختم ہو جاتی ہے اور وہی بات آجاتی ہے کہ کسی کے ہاتھ کچھ نہیں لگے جبکہ اپنے سترہ آدمی خاص طور سے حکومت پاکستان کے لیے اہمیت رکھتے ہیں۔"

ڈی ڈی جیوا گہری گہری سانسیں لینے لگا تھا پھر اس نے کہا۔

"اور اس کے بعد تم مارشل لارا اور اس کی بیوی کو آزادی دے دو گے"

"وہ خود موقع پا کر نکل بھاگیں گے لیکن اس وقت جب ہمارا مذاکرات مکمل ہو چکے ہوں گے انہیں اس کا چانس دیا جائے گا کہ وہ یہاں سے فرار ہو جائیں بظاہر وہ یہی سمجھیں گے کہ وہ اپنے دشمنوں کے چنگل سے نکل بھاگے ہیں لیکن اصل میں اس کا موقع ہم انہیں دیں گے۔"

"واقعی بڑا مکمل پروگرام ہے، کوئی بھی نہیں بتا سکتا یہ پروگرام اس میں دماغ خرچ

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوتا ہے‘ میں اب بھگوان کی سوگند پوری طرح مطمئن ہوں‘ تم یہ کام ضرور کر ڈالو گے۔“

”اور اس سے پہلے تمہارا کیا خیال تھا‘ کیا میں تم سے مذاق کر رہا تھا؟“

”نہیں نہیں مگر ہم بہت خوش ہیں اپنے اس فیصلے سے‘ کیا ایسی کوئی جگہ تمہارے پاس موجود ہے جہاں تم ان دونوں کو قید رکھو گے؟“

”اس کا بندوبست میں اور تم مل کر کریں گے مسٹر ڈی ڈی جیوا تاکہ اس پورے پروگرام میں تم بھی برابر کے شریک رہو اور صورت حال سے تمہیں واقفیت رہے۔“

”یہ بہت اچھی بات ہے آرمن تو کچھ دن کے لیے چلا گیا ہے وہ موجود نہیں ہے‘ ہمیں اسے بھی تو دیکھنا ہے مطلب یہ ہے کہ ہمارا پروگرام اس کے علم میں نہیں آنا چاہیے وہ تو کبھی یہ بات پسند نہیں کرے گا کہ پلانٹ حکومت پاکستان کے ہاتھ لگ جائے‘ اس سے اس کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔“

”یہ بات تم پہلے بھی کہہ چکے ہو اور میں خود بھی جانتا ہوں اس لیے اس کی جانب سے بالکل مطمئن رہو۔“

بعد میں مسٹر ڈی ڈی جیوا سے ہونے والی یہ گفتگو ختم ہو گئی اسے مطمئن کرنے کے بعد مجھے درحقیقت اس بات کی فکر ہوئی کہ اب میرے پاس کوئی ایسی جگہ ہونی چاہیے جہاں میں واقعی مارشل لارا اور اس کی بیوی کو قیدی کی حیثیت دے سکوں‘ یہ کام بالکل ضروری نہیں تھا کیونکہ مارشل لارا ہر طرح مجھ سے تعاون کرتا لیکن اس کی ضرورت یوں پیش آگئی تھی کہ مجھے مارشل لارا کو بھی یہ حقیقت نہیں بتانی تھی‘ ورنہ اس کے انداز میں کوئی ایسی کمی پیدا ہو جاتی جس سے آرمن یا اس چالاک تاجر کو شبہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ مسٹر جیوا سے ملاقات کے بعد کا دن ایسی ایک جگہ منتخب کرنے میں صرف ہو گیا اور میں نے نیپلز کے ایک پرسکون گوشے میں ایک ایسی عمارت کا انتخاب کر لیا اور اس کے حصول کی کوشش میں کامیاب ہو گیا‘ اس کے لیے البتہ خاصی رقم خرچ کرنا پڑی تھی‘ اس کے بعد میں نے مافیا کے ان آدمیوں کو جنہیں میں بار سلونا سے اپنے ساتھ لایا تھا اس مکان میں منتقل کر دیا اور ان کے ساتھ مل کر پورا پلان ترتیب دے لیا لیکن یہ کام مجھے اس وقت انجام دینا تھا جب رشید ناگی یہاں پہنچ جائے۔ رشید ناگی کا انتظار اب اس سارے پروگرام کا سب سے اہم مرحلہ تھا۔ اسلام احمد سے بھی ملاقاتیں ہو رہی تھیں اور میں اسے بھی

Uploaded By Muhammad Nadeem

مطمئن رکھے ہوئے تھا۔

بالآخر مجھے کالر ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہو گیا۔ جگہ بھی سنسان تھی اور آس پاس کوئی موجود نہیں تھا‘ میں نے پرتپاک لہجے میں کہا۔

”ہیلو ناگی‘ میں بول رہا ہوں۔“

”چیف آپ بالکل خیریت سے تو ہیں ناں؟“

”بالکل خیریت سے ہوں تم یہ بتاؤ کہاں قیام ہے تمہارا؟“

”ہوٹل بلٹاس‘ روم نمبر سات سو اٹھائیس۔“

”یہ ہوٹل میں نے دیکھا ہوا ہے پہنچ رہا ہوں تمہارے پاس۔“

”مجھے حکم دیں چیف میں حاضر ہو جاؤں۔“

”او کے خدا حافظ‘ میں آ رہا ہوں۔“ میں نے کہا اور کالر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

رشید ناگی سے خاصے دن کے بعد ملاقات ہوئی تھی۔ بلٹاس کے مخصوص کمرے میں اس نے میرا استقبال کیا‘ بہت پرجوش انداز میں مجھ سے ملا تھا‘ کافی دیر تک میں اس سے سب کی خیریتیں معلوم کرتا رہا اور رشید ناگی مجھے ایک ایک شخص کے بارے میں بتاتا رہا‘ سب لوگوں کی خیریتیں معلوم ہو کر اطمینان ہو گیا تو پھر میں نے اس سے مطلب کی بات شروع کر دی‘ اس سلسلے میں اسے مختصر الفاظ میں تفصیل بتائی تھی اور رشید ناگی خاصی سنسنی کا شکار ہو گیا تھا‘ اس نے کہا۔

”یہ تو واقعی دلچسپ مسئلہ ہے چیف۔؟“

”میں نے اس سلسلے میں ایک منصوبہ بنایا ہے ناگی اور تم سے اس کے لیے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔“

”حکم دیجئے چیف۔“ اس نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ تم حکومت پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے میرے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق مجھ سے ملاقات کرو گے اور اس وقت ڈی ڈی جیوا بھی ہمارے ساتھ ہو گا‘ بہت احتیاط کی ساتھ ہر پہلو پر گفتگو کرنا اور بالآخر اس منصوبے سے متفق ہو جانا جو ہم بنائیں گے تم اس بات کا اظہار کرو گے کہ تمہیں اس سلسلے میں مکمل اختیارات دے کر بھیجا گیا ہے اور تم ہر طرح سے سودے بازی کی پوزیشن میں ہو‘ بعد کا جو

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

پروگرام ہے اس میں ہم لوگوں کو ہوشیار رہنا ہوگا اور اس کے لیے جب تک مارشل لارا یا اسلام احمد سے باقی تفصیلات نہیں طے ہو جاتیں ہم کوئی فیصلہ نہیں کرسکیں گے‘ یہاں میرا مطلب ہے بارسلونا میں زیادہ سے زیادہ سعید خان کو خطرہ رہے گا لیکن سعید خان کو الرٹ کر جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ ہمارے اس پروگرام کے دوران وہ کچھ ایسی مصروفیات اختیار کرلے جس کی بنا پر وہ ہائی کمان کی نگاہوں سے محفوظ رہے اور اگر اسے اشارہ ملے کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر روپوش ہو جائے تو اسے اس میں دقت نہ ہوگی‘ باقی تمام معاملات اتنی اہمیت کے حامل نہیں ہیں کہ ان کے لیے پریشان ہوا جائے‘ میرا مطلب سمجھ رہے ہو ناں؟“

”جی چیف پوری طرح‘ آپ مطمئن رہیں بس مجھے یہ بتائیے کہ اس سلسلے میں مجھے مزید کیا کرنا ہے؟“

”اگر خود تمہارے ذہن میں کوئی سوال ہو تو مجھے اس کے بارے میں بتاؤ میں تمہیں تقریباً مکمل تفصیلات بتا چکا ہوں۔“

”نہیں چیف میرا مطلب ہے جو رقوم ہم طے کریں گے اس شخص سے اس کی ادائیگی کا کیا سلسلہ رہے گا؟“

”پہلے اس سے اس کی ڈیمانڈ سمجھ لینا‘ جب یہ تفصیل تمہارے علم میں آجائے تو میں سمجھتا ہوں تم خود بھی احمق نہیں ہو فیصلہ کرسکتے ہو ہمیں بہرطور ہر قیمت پر سودا طے کرنا ہے اگر کچھ ایڈوانس کا مسئلہ ہو تو اسے بتا دیا جائے گا کہ یہ فوری طور پر ممکن نہیں ہے ہاں حکومت پاکستان کی جانب سے تم اس سے ہر قسم کا تحریری معاہدہ بھی کرسکتے ہو کیونکہ باقی معاملات میں خود سنبھال لوں گا۔“

”اوکے چیف مگر اس کے لیے کیا ہمارے پاس ایسے کاغذات کا ہونا ضروری ہے جن سے اسے اطمینان ہوسکے۔“

”ہرگز نہیں۔ یہ کام میں سنبھال لوں گا کیونکہ ظاہر ہے اگر تم ایسے کاغذات کے ساتھ یہاں آتے اور کسی طرح حکومت اٹلی کو اس بارے میں معلومات حاصل ہو جاتیں تو تمہیں پاکستانی جاسوس کی حیثیت سے گرفتار بھی کیا جاسکتا تھا بلکہ تم یہی موقف اختیار کرو گے بشرطیکہ اس کی گنجائش نکلے‘ اول تو مافیا کے ایجنٹ کی حیثیت سے خود ہی سارے

معاملات تم سے طے کروں گا لیکن پھر بھی اگر ڈی ڈی جیوا اس سلسلے میں براہ راست تم سے کوئی سوال کر ڈالے تو تمہیں اندازہ ہے کہ تمہیں کس قسم کے جواب دینا ہوں گے۔“

”آپ مطمئن رہیں چیف‘ چونکہ میں نے صورت حال سمجھ لی ہے اس لیے میرا خیال ہے چیف کہ میں اس سے موثر انداز میں گفتگو کرسکوں گا۔“

”مجھے یقین ہے۔ ویسے اس سلسلے میں اور کوئی سوال رشید ناگی؟“

”سوال تو نہیں ہے چیف البتہ ایک سپاسنامہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔“

”چھوڑو رشید ناگی۔ ان باتوں سے بعض اوقات دکھ ہونے لگتا ہے۔“ میں نے مضمحل سے لہجے میں کہا۔

”کیوں چیف۔؟“

”بس یار دنیا بھر کے لیے کام کرتے پھر رہے ہیں لیکن اپنی شناخت تک میں ناکام ہیں۔“ میں نے جواب دیا اور رشید ناگی کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے آہستہ آہستہ گردن اٹھائی اور میری آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”اس کے جواب میں چیف صرف ایک ہی بات کہہ سکتا ہوں آپ کی شناخت تو زمانے بھر کو ہوگئی ہے۔ اب اگر ایک چھوٹی سی بات کے لیے آپ اس قدر آزردہ ہیں تو میرا خیال ہے یہ آپ پر زیب نہیں دیتا۔“

میں ہنسنے لگا اور کہا۔ ”ہاں دل کے بہلانے کے لیے تو بہت سے ایسے عوامل ہوتے ہیں رشید ناگی‘ جن سے انسان خود کو مطمئن کرلیتا ہے۔ خیر اس وقت یہ موضوع نہیں ہے بس یونہی تم نے کچھ الفاظ کہے اور میرے دل میں یہ بات آگئی۔“

”اگر مجھ سے پوچھیں چیف تو آپ یقین کیجئے کہ میں اپنے جذبات الفاظ کی شکل میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔ آپ جتنا کچھ کر رہے ہیں اس سے آپ کی عظمت دل پر نقش ہوگئی ہے۔ کیا نہیں کر رہے آپ وطن دوستی کے لیے۔ میرا خیال ہے کہ اگر مورخ آپ کی تاریخ لکھے تو آپ کو اپنے وطن کا ایک ایسا انسان لکھے گا جس کی کوئی مثال دینا ممکن نہیں ہوگا۔“

”اچھا خیر تو اب تم اس تمام صورت حال کو سمجھ چکے ہو۔ حالات ابھی ہمارے لیے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

غیر یقینی ہیں۔ میں خصوصی طور پر ریکی گولڈ کے لیے ذرا سا متفکر ہوں۔ اسلام احمد نے ریکی گولڈ کا انتظام کیا ہے میں نہیں جانتا کہ اس کا عملہ کس قسم کا ہو گا اور اس سے کتنے تعاون کی توقع ہو گی ہر چند کہ اسلام احمد بڑے اعتماد کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ ریکی گولڈ والے وہی کریں گے جو اس کی خواہش ہے لیکن وہی پرانی بات رشید ناگی کہ اگر ایک ایک لمحے سے ہوشیار نہ رہا جائے تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کون سا لمحہ توقع کے خلاف ہو اور وہ وہیں سے رنگ بدل جائے۔"

رشید ناگی پر خیال انداز میں رخسار کھجانے لگا پھر اس نے کہا۔

"ایک بات بتایئے چیف؟"

"ہوں۔"

"ریکی گولڈ کی نوعیت معلوم ہو سکے گی آپ کو؟"

"ہاں کارگو پلس مسافر بردار جہاز ہے لیکن مسافروں کے لیے اس میں کم گنجائش ہوتی ہے۔ اسلام احمد نے مجھے یہی بتایا ہے۔"

"اور کیا یہ اندازہ ہے چیف کہ اس کے یہاں پہنچنے میں اور اس پروگرام کی تکمیل کے لیے کتنا وقت لگ جائے گا؟"

"اس کے لیے تو وقت ہے رشید ناگی۔"

"ہوں۔ پھر سوچیں گے چیف۔ سب سے بڑی چیز وقت ہوتا ہے اور اگر وقت تعاون کرے تو بہت سے مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔" رشید ناگی نے کہا اور میں سر ہلانے لگا۔ ویسے بھی وہ اتنا ذہین آدمی تھا کہ تھوڑی سی گفتگو کے بعد اصل صورت حال کو سمجھ لیتا تھا۔

بہرحال بعد کے معاملات طے ہوئے اور اس کے بعد میں نے رشید ناگی سے اجازت مانگ لی۔ وہ کہنے لگا۔

"چیف دل تو یہ چاہتا ہے کہ کم از کم چوبیس گھنٹے آپ کے پاس بیٹھ کر باتیں کی جائیں لیکن بہرحال یہ سب جذباتی حماقتیں ہیں جو ہم جیسے باعمل لوگوں کو زیب نہیں دیتیں اس لیے خدا حافظ۔"

رشید ناگی کی آمد سے دل کو ایک ڈھارس ہو گئی تھی اور اس کے بعد آگے کے اقدامات

Uploaded By Muhammad Nadeem

کے لیے ذرا پر اعتماد کیفیت دل میں بیدار ہو گئی تھی۔ بہرحال بہت زیادہ دیر کرنا مناسب نہیں تھا آرمن سب سے زیادہ خطرناک آدمی تھا۔ وہ جس نسل سے تعلق رکھتا تھا اس سے ہر قسم کی بدعہدی اور بد معاملگی کی توقع رکھی جا سکتی تھی اس کے علاوہ چالاکی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا مجھے تو حیرت ہوئی تھی اس بات پر کہ اس نے کس طرح دولت کے لالچ میں اپنے ملکی مفاد کو نظرانداز کر دیا تھا حالانکہ اس کے تحت اس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا تھا' بہرحال یہ سارے معاملات انسانوں ہی سے تعلق رکھتے ہیں اور پھر انسان بھی وہ جس کا تعلق یہودی نسل سے ہو۔

آرمن کی دوبارہ آمد سے پہلے میں یہ سارے معاملات حل کر لینا چاہتا تھا۔ یہ اندازہ مجھے بخوبی ہو گیا تھا کہ ڈی ڈی جیوا بھی اسی ٹکر کا آدمی ہے اور آرمن ابھی اس کے منصوبے کو سمجھ سکا ہے۔ یہ بات بھی علم میں تھی کہ آرمن لاکھ بزنس مین سہی لیکن یہ کسی طور پسند نہیں کرے گا کہ وہ مشینری اور ٹیکنالوجی پاکستان منتقل ہو جائے۔ بہرحال یہ ایک دلچسپ پہلو تھا۔ میں نے پہلے ڈی ڈی جیوا سے ٹیلی فون پر گفتگو کی وہ تو میرا منتظر ہی تھا۔ کہنے لگا۔

"ہائی ڈیئر ہٹ مین کہو کیا رپورٹ ہے' تمہاری غیر موجودگی بڑی محسوس کر رہا ہوں۔"

"آپ نے ذمے داری ہی ایسی سپرد کر دی ہے مسٹر جیوا کہ مجھے شدید محنت کرنا پڑ رہی ہے۔"

"میں جانتا ہوں میرے دوست' لیکن محنت کا پھل بھی تو دیکھو دوست۔ ایک انسان پوری زندگی میں بھی اتنی کمائی کا تصور نہیں کر سکتا۔ میں عام انسان کی بات کر رہا ہوں مافیا کے کسی ایجنٹ کی نہیں۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟"

"میرا اپنا پروگرام بھلا کیا ہو سکتا ہے' تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

"میں پہنچ رہا ہوں۔"

"کوئی امید افزا خبر ہے؟"

"ہاں لیکن ٹیلی فون پر بتانے کے لیے نہیں۔"

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

”میں خود بھی نہیں چاہتا کہ ٹیلی فون پر کوئی اس قسم کی گفتگو کی جائے۔ آجاؤ آسکتے ہو یا پھر میں؟“

”نہیں میں آرہا ہوں۔“ میں نے کہا۔ بس اتنی ہی گفتگو کافی تھی اس کے بعد میں ڈی ڈی جیوا کے پاس پہنچ گیا۔ ڈی ڈی جیوا نے پر تجسس انداز میں میرا استقبال کیا تھا‘ کہنے لگا۔

”یقیناً طویل غیر حاضری کے بعد تم کوئی ایسی ہی خبر لائے ہوگے جو ہمارے لیے کار آمد ہو۔“

”مسٹر جیوا میں نے حکومت پاکستان کے نمائندوں کو طلب کرلیا ہے بس میں ان کا انتظار کر رہا تھا۔ صورت حال ہی ایسی تھی۔ جو پیغام میں نے ان کے لیے بھیجا تھا وہ نہایت سنسنی خیز تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ شخص جو یہاں آیا ہے۔ حکومت پاکستان کا کوئی بہت ہی بڑا عہدے دار ہوگا اور لازمی امر ہے کہ اس کے ساتھ سیکرٹ ایجنٹ بھی ہوں گے ہمیں ہر طرح سے ہوشیار رہنا ہوگا ویسے ہمارے پاس ایک پوائنٹ ہے اگر یہاں وہ کسی قسم کی کوئی بد معاملگی کرتے ہیں تو حکومت اٹلی ان کے خلاف ایکشن لینے پر مجبور ہو جائے گی‘ میرا خیال ہے جو کچھ ہوگا وہ نہایت ایمانداری سے ہوگا۔“

”یہ بات میں بھی سمجھتا ہوں اور میں نے بھی اس سلسلے میں بہت کچھ سوچا ہے بلکہ سوچا ہی نہیں بلکہ تھوڑی سی تیاریاں بھی کی ہیں۔“

”کیا؟“

”ابھی ان کے بارے میں۔ کوئی تفصیل نہیں بتا سکتا سوری۔“ ڈی ڈی جیوا نے بڑی صاف گوئی سے کہا اور میں حیرت سے اس کی صورت دیکھتا رہ گیا۔

مجھے اس بات کا اندازہ تھا کہ وہ معمولی شخصیت کا مالک نہیں ہے بہرطور ایک بزنس مین تھا اور بزنس مین بھی ایسا جو اربوں ڈالرز میں کھیلتا تھا پھر میں نے اس سے کام کی بات شروع کردی۔ میں نے کہا۔

”نمائندے سے میری ہلکی پھلکی سی ملاقات ہوگئی ہے وہ یہاں پہنچ گیا ہے اور ہم لوگوں سے گفتگو کرنے کے لیے تیار ہے۔ ظاہر ہے یہ گفتگو میں آپ کی غیر موجودگی میں نہیں کرسکتا تھا۔ میری اس سے ٹیلی فون پر ہی گفتگو ہوئی ہے۔“

”تم نے اچھی طرح غور کرلیا ہے وہ پاکستانی نمائندہ ہی ہے۔ کہیں کوئی سازش تو نہیں ہوگئی ہمارے خلاف۔“

”مسٹر جیوا ایک بات کان کھول کر سن لیجئے جو کام آپ نے میرے سپرد کیا ہے اس کے لیے میں مکمل طور پر اپنے اختیارات چاہتا ہوں۔ اگر آپ نے کسی معاملے میں مداخلت کرنے کی کوشش کی تو پھر میرا اور آپ کا یہ معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ میں آپ کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچاؤں گا‘ لیکن اس کے بعد جو کچھ کریں گے آپ اپنے طور پر کریں گے۔“

”ارے میں نے کون سا ایسا سوال کر دیا‘ جس سے تمہیں اس ناگوار کیفیت کا احساس ہوا۔“

”آپ ہر قسم کے سوالات سے گریز کریں جب یہ معاملہ آپ نے میرے سپرد کر دیا ہے تو آپ کو بالکل خالی الذہن ہو جانا چاہیے اور بہتر ہے کہ آپ اس سلسلے میں بہت زیادہ مشکل پسندی کا اظہار نہ کریں۔“

”اوکے اوکے اگر میری کوئی بات تمہیں بہت زیادہ ناگوار گزری ہے تو میں اس کے لیے تم سے معافی کا خواستگار ہوں۔“

”تو پھر اب ہمیں اپنے پروگرام کے پہلے حصے پر عمل کرلینا چاہیے۔“

”یعنی؟“ ڈی ڈی جیوا نے سوال کیا۔

”مارشل لارا کا اغوا۔ ہم یہ رسک بالکل نہیں لے سکتے کہ مارشل لارا منظر عام پر رہے۔ یہ بات تو آپ کے علم میں ہوگی کہ مارشل لارا بہرحال حکومت پاکستان سے رابطے رکھتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپس میں مل لیں ابھی تک تو جو صورت حال ہوئی ہے وہ ذرا مختلف ہے لیکن بعد میں ان پاکستانی نمائندوں سے یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ اس سلسلے میں وہ فوری طور پر مارشل لارا سے ملاقات کرلیں۔“

”اوہو یہ بات تو پہلے ہی ہمارے درمیان طے ہوچکی تھی کہ مارشل لارا کو ان لوگوں کی آمد کے بعد ایک لمحے بھی تنہا نہیں چھوڑنا ہے۔“

”یہی میں کہہ رہا ہوں آپ سے۔ ہمیں اب اپنا کام کرلینا چاہیے۔“

”فوراً“۔“

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم نے اس رہائش گاہ کا بندوبست تو کرلیا ہے نا جہاں تم مارشل لارا کو قید رکھو گے۔"

"ہاں۔ مافیا کے ارکان اس کے اغوا کے لیے بھی تیار ہیں اور اب سے تھوڑی دیر کے بعد ہم اسے اغوا کرلیں گے۔"

"اگر میں تمہارے ساتھ رہوں تو؟"

"کوئی حرج نہیں۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہہ دیا تھا کہ میں اس سلسلے میں آپ کو اپنے ساتھ رکھوں گا۔"

میں نے یہیں سے مارشل لارا کو ٹیلی فون کیا۔ وہ گھر میں ہی تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"مائی ڈیئر مسٹر لارا ایک انتہائی ضروری کام آپڑا ہے' آپ سے۔ کیا آپ گرین نائٹ کلب آنا پسند کریں گے۔"

"خیریت۔ کیا بات ہے میرے دوست۔" مارشل لارا نے سوال کیا۔

"بہتر یہ ہوگا کہ آپ اپنی مسز کے ساتھ یہاں آجائیں۔ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔"

"تم کہہ رہے ہو تو میں پہنچتا ہوں۔"

"گرین نائٹ کلب۔ میں گیٹ پر ہی آپ کا انتظار کروں گا۔"

"اوکے اوکے۔ تم نے مجھے متجسس کردیا ہے۔ کوئی خاص بات ہے کیا۔"

"گڈ بائے مسٹر لارا۔ براہ کرم آپ تشریف لے آیئے۔" میں نے کہا اور اس کے بعد فون بند کردیا۔

ڈی ڈی جیوا مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"یہ کام یقیناً تمہارے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا تھا تم نے اس شخص پر اس طرح اپنے پنجے گاڑ لیے ہیں کہ اب اس کا تمہارے چنگل سے نکلنا ممکن نہیں رہا ہے۔ وہ تمہاری ہر بات پر آنکھیں بند کر کے عمل کرنے کا عادی ہوگیا ہے۔"

"اب یہ بتاؤ کہ جب میں اپنے آدمی کو ہدایت دیے دیتا ہوں۔" اور پھر وہیں سے میں نے ٹیلی فون پر مافیا کے ان ارکان سے گفتگو کی' جو ایک مخصوص جگہ مقیم تھے اور میں

نے ان کے لیے معقول بندوبست کر دیا تھا۔ تھوڑا سا وہ میرے منصوبے سے آگاہ تھے' بس مجھے یہ کہنا پڑا کہ گرین نائٹ کلب کے اطراف میں تمام انتظامات کے بعد پہنچ جائیں۔ انہیں دو افراد کو اغوا کرنا ہے جن میں ایک عورت ہے اور ایک مرد اور اغوا کرنے کے بعد انہیں اس جگہ لے جانا ہے جہاں کے بارے میں انہیں ہدایت کر دی گئی ہے حالانکہ وہ لوگ بھی اس مکان میں مقیم تھے لیکن ڈی ڈی جیوا کے سامنے الفاظ میں کچھ تبدیلیاں کرنا پڑی تھی۔ بہر طور اس تمام کارروائی سے میں پوری طرح مطمئن تھا اور ڈی ڈی جیوا بھی خوش نظر آرہا تھا۔ بعد میں ہم جیوا ہی کی کار میں بیٹھ کر چل پڑے جو اس نے ہوٹل سے حاصل کی تھی۔

ڈی ڈی جیوا بڑا متجسس نظر آرہا تھا کہنے لگا۔ "یقین کرو۔ میں نے بہت سے الٹ پھیر دیکھے ہیں۔ کاروباری زندگی میں بھی بہت سے داؤ پیچ ہوتے ہیں لیکن یہ ایک نئی ہی دنیا ہے اور اس بار میرا واسطہ جن حالات سے پڑا ہے زندگی میں کبھی میں نے ان حالات کا سامنا نہیں کیا۔"

میں خاموشی سے کار ڈرائیو کرتا رہا۔ گرین نائٹ کلب کا حوالہ میں نے بلاوجہ نہیں دیا تھا۔ وہ ایک ایسے علاقے میں واقع تھا جو قدرے سنسان تھا اور وہاں کسی قسم کی کارروائی میں مداخلت کا کوئی خطرہ نہیں رہتا تھا۔

شام کے سائے فضا میں اتر آئے تھے اور تاریکیاں تیزی سے پھیلتی جارہی تھیں۔ میں نے اپنی دانست میں یہ کوشش کی تھی کہ مارشل لارا کے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ جاؤں اور اس میں مجھے کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ ہم کلب کے بڑے گیٹ سے تھوڑے فاصلے پر ایک ایسی جگہ رک گئے' جہاں سے ہم کلب کے گیٹ کے سامنے ہونے والی تمام کارروائیوں کا جائزہ لے سکتے تھے۔ ڈی ڈی جیوا بہت متجسس نظر آرہا تھا اور اس کی آنکھیں پلکیں جھپکانا بھول گئی تھیں اس کی نگاہیں گیٹ کی جانب لگی ہوئی تھیں' جب چند لمحات گزر گئے تو اس نے کہا۔

"کہیں وہ کلب میں داخل تو نہیں ہوگیا۔ خاصی دیر پہلے تم نے اسے ٹیلی فون کیا تھا؟"

میں نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھ کر کہا۔ "ابھی معلوم کیے لیتا ہوں

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

اگر ایسی کوئی بات ہے تو۔" اور اس کے بعد میں نے ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمیوں کو کال کیا جن کا تعلق مافیا سے تھا اور جو یقینی طور پر اطراف میں کہیں پوشیدہ ہوں گے' مجھے فوراً" ہی جواب مل گیا۔

"یس چیف!"

"کیا مارشل لارا کلب پہنچ چکا ہے۔"

"نہیں چیف ابھی نہیں۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"جی چیف بالکل۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"اوکے ہوشیار رہو۔" میں نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ دوسری طرف سے آنے والی آوازیں ڈی ڈی جیوا نے بھی سنی تھیں اور وہ بھی مطمئن ہو گیا تھا۔

یہ گفتگو ختم ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ میں نے مارشل لارا کی کار آتے ہوئے دیکھی۔ شازیہ اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ غالباً" ڈی ڈی جیوا نے بھی اسے دیکھ لیا اور اس نے میرے بازو کو ٹھوکا دیا۔ میں نے پراسرار انداز میں گردن ہلائی۔ مارشل لارا کی کار کلب کی عمارت کے پاس پہنچی ہی تھی کہ میرے دو آدمی کہیں سے نکل کر اس کے قریب پہنچ گئے غالباً" وہ مارشل لارا سے کچھ گفتگو کر رہے تھے پھر اچانک ہی میں نے مارشل لارا کو کار سے اترتے ہوئے دیکھا۔ طے یہی کیا گیا تھا کہ اس کی کار کو کلب کی عمارت میں داخل نہ ہونے دیا جائے مارشل لارا جھگڑالو سے انداز میں ان لوگوں سے کچھ گفتگو کرنے لگا لیکن اسے یہ اندازہ نہیں ہوا تھا کہ مزید دو آدمی عقب سے اس کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ شازیہ کی ہلکی سی چیخ سنائی دی تھی لیکن عقب سے آنے والوں میں سے ایک نے شازیہ کو سنبھال لیا تھا اور دوسرے نے کلوروفارم میں بھیگا ہوا رومال عقب ہی سے ہاتھ ڈال کر مارشل لارا کی ناک سے لگا دیا تھا۔ پلک جھپکتے میں دونوں کو بے ہوش کر لیا گیا یہ کام چونکہ مافیا کے تربیت یافتہ آدمی کر رہے تھے' اس لیے ان کے انداز نپے تلے تھے۔ دونوں کو بے ہوش کر لیا گیا پھر کسی جانب سے ایک کار اسٹارٹ ہو کر پہنچی اور مارشل لارا کو کار کے عقبی حصے میں بٹھا لیا گیا۔ پہلے آنے والے دو آدمیوں نے شازیہ کو اس کی کار سے نکالا اور اسے کار میں بٹھا دیا پھر انہی میں سے ایک مارشل لارا کی کار میں بیٹھا اور اس

نے کار اسٹارٹ کر کے کلب کی عمارت کے بائیں جانب ایک ایسی جگہ کھڑی کر دی جہاں کسی کو اس کار پر شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ دوسری کار جس میں مارشل لارا اور شازیہ کو بے ہوش کر کے ڈال دیا گیا تھا۔ اسٹارٹ ہو کر چل پڑی۔ ڈی ڈی جیوا کی آنکھیں خوف و حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں اس کا منہ بند تھا اور وہ اس تمام کارروائی کو کس قدر حیرت و خوف سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی اور اس کے بعد اپنی کار اسٹارٹ کر دی۔ میری کار اس کار کے پیچھے چل پڑی۔ جس میں مارشل لارا کو اغوا کر کے لے جایا جا رہا تھا۔ بہت دیر کے بعد ڈی ڈی جیوا کی زبان کھلی۔

"مائی گاڈ۔ مائی گاڈ۔ میں آج اپنی آنکھوں سے مافیا کے کارکنوں کو مصروف عمل دیکھ رہا ہوں بلاشبہ یہ لوگ بڑے پھرتیلے اور اعلیٰ کارکردگی کے مالک ہوتے ہیں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کار ڈرائیو کرتے ہوئے میں نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر مافیا کے آدمیوں کو کال کرتے ہوئے بولا۔

"سنو مارشل لارا کی کار کو کلب کی عمارت کے پاس مت چھوڑنا اسے مارشل لارا کے مکان پر چھوڑ کر آؤ' اگر کوئی وہاں تم سے سوال کرے تو جواب دے دینا کہ مارشل لارا نے کار واپس بھیجی ہے اور یہ بات وہ خود ہی جانتا ہے۔ اس نے کار کیوں واپس بھیجی ہے۔"

"یس چیف۔" دوسری طرف سے جواب ملا اور میں نے ٹرانسمیٹر کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ جیوا نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں اگر کار مشکوک حالت میں وہاں پائی جاتی تو مقامی پولیس اس کی جانب متوجہ ہو سکتی تھی۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ خاموشی سے میں اس کار کا پیچھا کرتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کار اس عمارت کے پاس پہنچ گئی جو میں نے حاصل کی تھی تو میں نے سکون کا سانس لیا۔ یہاں تک تمام کارروائی نہایت مناسب طریقے سے ہو گئی تھی۔ اس مکان میں داخل ہونے اور مافیا کے آدمیوں کو ہدایت دینے میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ چنانچہ جب وہ لوگ مارشل لارا اور شازیہ کو لے کر اندر داخل ہوئے تو میں بھی ڈی ڈی جیوا کے ساتھ مکان میں داخل ہو گیا تھا۔ ان دونوں کو ایک بستر پر لٹا دیا گیا۔ مافیا کے پانچ افراد اس وقت یہاں موجود تھے۔ دو اسی کار میں ساتھ آئے تھے اور باقی تین ایک دوسری کار میں

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

یہاں تک پہنچے تھے۔ ان لوگوں نے نہایت معقول بندوبست کر رکھا تھا اور اس کے لیے ان کو کوئی ہدایت دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جو کام ان کے سپرد کیا گیا ہے وہ انہیں کس طرح سرانجام دینا ہے۔

”غرض یہ کہ اس تمام کارروائی کو میں نے نہایت مطمئن انداز سے دیکھا۔ مافیا کے آدمیوں کو میں نے ہدایت کی۔“

”تم لوگ یہاں رہو گے اور ان پر نگاہ رکھو گے لیکن ایک بات کا خاص طور سے خیال رکھنا وہ یہ کہ انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ مارشل لارا کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ وہ یہاں سے نکلنے کی جدوجہد کر سکتا ہے اور اس کے لیے تم سے جنگ بھی کر سکتا ہے کیونکہ ایک مضبوط آدمی ہے اس کے باوجود میں یہ نہیں چاہتا کہ اسے ذرہ برابر جسمانی نقصان پہنچے اس کے لیے بہتر طریقہ کار یہی ہے کہ تم مکمل طور سے محتاط رہو اگر وہ فرار کی کوشش بھی کرے تب بھی تم اسے زخمی کرنے کے بجائے بے ہوش کر کے قابو میں کرو گے۔ اس بات کا خاص طور سے خیال رکھا جائے۔“ واپسی میں‘ میں نے مسٹر جیوا سے کہا۔

”اصل میں ہمیں چونکہ مارشل لارا سے آگے کام لینا ہے‘ اس لیے ہم اس پروگرام کو لیٹ نہیں کرنا چاہتے آپ میرا مطلب سمجھ رہے ہیں نا مسٹر جیوا؟“

”نہیں سمجھ سکا۔“ جیوا نے احمقانہ انداز میں کہا۔

”مارشل لارا اگر زخمی ہو گیا تو وہ پاکستان روانگی کا پروگرام آگے بڑھ سکتا ہے اور آپ کو اندازہ ہے مسٹر جیوا کہ ہم اس پروگرام کو لیٹ نہیں کر سکتے‘ مجھے بہرحال آرمن کا کام سرانجام دینے کے بعد ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ کرنا ہے۔“

”میں جانتا ہوں‘ اچھی طرح جانتا ہوں‘ تمہاری کارکردگی سے پوری طرح مطمئن بھی ہوں اور یقین رکھو کہ اگر تم نے مجھ سے آیندہ روابط رکھے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے وطن پہنچنے کے بعد میں تمہیں کال کر کے کچھ دوسرے کام بھی تمہارے سپرد کروں۔ کیا ایسے حالات میں تم مجھے دستیاب ہو سکتے ہو؟“

”کیوں نہیں مسٹر جیوا؟“ میں نے دل ہی دل میں مسکراتے ہوئے کہا۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ مسٹر جیوا اصل صورت حال تو تمہیں بعد ہی میں معلوم ہو گی کہ میں آپ کو کہاں دستیاب ہو سکتا ہوں۔

بہرحال مسٹر جیوا کو ان کی رہائش گاہ پر چھوڑنے کے بعد میں نے ان سے اجازت طلب کی اور وہاں سے واپس چل پڑا۔ چلتے ہوئے مسٹر جیوا نے مجھ سے کہا تھا کہ اب اس سے کب ملاقات ہو گی تو میں نے کہا ظاہر ہے اس میں بہت دیر نہیں لگے گی پاکستان سے آنے والے نمائندوں سے رابطہ قائم کر کے میں فوری طور پر میٹنگ کا بندوبست کروں گا۔ جیوا نے متجسس انداز میں گردن ہلا دی تھی۔

☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

بہرحال یہ رات پرسکون گزری' رشید ناگی سے ٹیلی فون پر رسمی گفتگو ہوئی تھی اور میں نے اس سے کہا تھا کہ ہوسکتا ہے کل کا دن اس سلسلے میں اہمیت کا حامل ہو۔ ٹیلی فون پر اس سے زیادہ اور کوئی گفتگو نہیں کی جاسکتی تھی۔

دوسرے دن میں نے تمام نوک پلک سنوارنے کے بعد مسٹر جیوا کو فون کیا اور کہا کہ کیا وہ اس ملاقات کے لیے تیار ہیں؟

مسٹر جیوا نے کہا۔ "ہاں بالکل' بھلا اس میں مجھے کیا دشواری ہوسکتی ہے۔"

"جگہ کا انتخاب؟"

"کیا میرا وہ کمرا بہتر نہیں رہے گا' جو میں نے الگ سے حاصل کیا ہے۔ اگر تم مناسب سمجھو تو انہیں وہیں کا پتا دے دو۔"

"میں انہیں ساتھ لے کر آؤں گا' کیونکہ راستے کا کوئی رسک نہیں لے سکتا۔"

"بہتر ہے۔ تو پھر ٹائم بتادو۔"

"شام کو سات بجے آپ اپنے اس کمرے میں میرا انتظار کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" ڈی ڈی جیوا نے جواب دیا۔

میں اس گفتگو کے بعد مطمئن ہوگیا تھا۔ رشید ناگی کے ساتھ ان دونوں نمائندوں کو بھی میں نے ساتھ ہی رکھا تھا۔ میرے شناسا آدمی تھے لیکن یہ بات نہیں جانتے تھے کہ میں ہی دانش منصور ہوں۔ اب تو دانش منصور کو خود میں بھی اپنے ذہن سے نکال بیٹھا تھا۔ ان دونوں ہٹ مین رگو بنا ہوا تھا یوں احساس ہو رہا تھا جیسے یہ میرا پیدائشی نام ہے لیتھ

Uploaded By Muhammad Nadeem

اشمیر کی حیثیت سے تھا تو وہاں اپنے آپ کو لیتھ اشمیر سمجھنے کے لیے شدید محنت کرنا پڑی تھی۔ ہٹ مین رگو کی حیثیت سے بہرطور میں اپنے طور پہ کام کر رہا تھا۔

ٹھیک سات بجے میں نے رشید ناگی اور ان دو نمائندوں کے ساتھ ڈی ڈی جیوا کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ ڈی ڈی جیوا شاید گھڑی دیکھ کر دروازے کے پاس ہی آکھڑا ہوا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور سنسنی خیز نگاہوں سے مجھے اور میرے ساتھ آنے والوں کو دیکھنے لگا پھر پیچھے ہٹ گیا۔ عجیب سا آدمی تھا کارکردگی ایسی شیطانی کہ آدمی سوچ تو حیران رہ جائے لیکن انداز بالکل عام سے لوگوں کا سا تھا۔ غرض یہ کہ بڑی عجیب سی کیفیت تھی اس کی۔ میں نے رشید ناگی کا تعارف کرایا' اور اسے رشید خان کے نام سے متعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ حکومت پاکستان کے نمائندے ہیں اور انہیں تمام صورت حال بتا دی گئی ہے۔ ڈی ڈی جیوا نے خاطر مدارات کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے یہاں اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر جیوا۔ جب کام کی باتیں ہوتی ہیں تو فضولیات سے گریز کیا جاتا ہے۔"

"بس اصل میں رشید خان صاحب بھی اس خطے سے تعلق رکھتے ہیں جس سے میرا تعلق ہے اور حقیقت یہ ہے مسٹر ہٹ رگو کہ آپ ہم لوگوں کی روایتی مہمان نوازی کو نہیں جانتے ہم لوگوں کے ہاں بس یہی ایک بنیاد ہے باقی سب بعد کی باتیں ہیں۔"

"میں چاہتا ہوں کہ صرف کام کی باتیں کی جائیں اور فضول باتوں سے گریز کیا جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے کیا یہ مناسب نہیں ہے۔"

"ہاں ہے تو مناسب۔ خیر چھوڑیے ان باتوں کو اب کام کی باتوں پر آجایئے۔"

"یہی میں چاہتا ہوں۔" میں نے کسی قدر خشک لہجے میں کہا۔

"آپ نے میرے بارے میں ان کو بتا تو دیا ہوگا مسٹر ہٹ مین رگو کہ میں کیا چاہتا ہوں؟"

"آپ اپنے طور پر وہ تمام تفصیلی گفتگو کیجئے مسٹر جیوا جو آپ ان سے کرنا چاہتے ہیں۔"

"تو پھر رشید خان صاحب آپ یہ سمجھ لیجئے کہ مارشل لارا جو کارروائیاں کر رہا تھا اس کا پارٹنر آرمن ان کارروائیوں سے بخوبی واقف ہوگیا تھا۔ آرمن سے آپ کی اس

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

مشینری اور ان سترہ آدمیوں کا سودا میرے ہاتھ ہو گیا' میں ایک بزنس مین ہوں' میں نے دل میں یہ سوچا کہ کروڑوں ڈالر خرچ کرنے کے بعد میں جو مشینری حاصل کر رہا ہوں اور جن سترہ آدمیوں کو اپنے ساتھ لیے جا رہا ہوں' وہ نہ میرے کسی کام کے ہیں اور نہ میرے دیش کے کسی کام کے۔ ہاں بس میرے دیش کو اتنا فائدہ ہو سکتا ہے ان سے کہ پاکستان کو جو شاندار ٹیکنالوجی مل رہی ہے وہ اس کے ہاتھوں سے چھن جائے گی اور اس کا منصوبہ نامکمل ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کے سترہ قیمتی آدمی ضائع ہو جائیں گے' یہ کارروائی کرنے کے لیے میں نے اتنی بڑی رقم خرچ کرتے ہوئے جب غور کیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ دیش بھگتی سے زیادہ اپنی بھگتی بہتر رہتی ہے اگر حکومت پاکستان کو یہ ٹیکنالوجی اور اس کے آدمی سلامتی کے ساتھ مل جائیں تو یقینی طور پر وہ اس کے لیے بھاری رقم خرچ کرنے پر آمادہ ہو جائے گی اور میں دو چار پیسوں کا دھندا کر لوں گا۔ یہ سوچ کر میں نے مسٹر ہٹ مین ریگو سے اس سلسلے میں گفتگو کی اور انہوں نے آپ سے رابطہ قائم کر لیا۔ دیکھو مہاراج بات دراصل یہ ہے کہ اگر میں نے تمہارے ان سترہ آدمیوں اور اس نامکمل مشینری کو اپنے دیش کے حوالے کر دیا تو اس کے بدلے میں اپنے دیش کے نیتاؤں سے ایسی مراعات حاصل کر سکتا ہوں' جو میرے ان پیسوں کا بدلہ چکا دے۔ مثلاً" زمینیں ہیں' فارم ہاؤسز ہیں اور اس قسم کے امپورٹ لائسنس ہیں جو مجھے بڑا فائدہ دے سکتے ہیں اس کے بعد میں ایک دیش بھگت کی حیثیت سے مشہور ہو جاؤں گا۔ اتنا بڑا کام کر کے اپنے وطن پہنچوں گا۔ گھاٹا مجھے اس وقت بھی نہیں رہے گا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر منافع ہاتھ کے ہاتھ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے لیے میں اپنے دیش سے غداری کر کے یہ ٹیکنالوجی تم لوگوں کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہوں۔"

"مسٹر ڈی جیوا۔ ہم آپ کے اس اقدام کے بارے میں یہ نہیں کہیں گے کہ یہ غلط ہے یا صحیح۔ ہمارے اپنے نزدیک بے شک صحیح ہے' لیکن آپ اس پر اپنی اجارہ داری کیسے رکھتے ہیں۔ کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے؟"

"کیا یہ بات آپ کو مسٹر ہٹ مین ریگو نے نہیں بتائی؟"

"ہم آپ سے سننا چاہتے ہیں' کیونکہ مسٹر ہٹ مین ریگو نے ہم سے یہ بات کہہ دی ہے کہ اس سلسلے میں مکمل کارروائی آپ ہی کریں گے۔"

"تو پھر بھائیو' سنو' مارشل لارا اپنا یہ سازو سامان لے کر پاکستان جائے گا لیکن وہ پاکستان پہنچ نہیں سکے گا۔ ہم درمیان ہی میں اسے ٹریپ کر لیں گے کیونکہ یہ سودا ہم نے طے کیا ہے۔ چونکہ یہ کام مافیا کے ذمے تھا اور مافیا کے رکن مسٹر ہٹ مین ریگو اپنی نگرانی میں یہ کام سرانجام دے رہے تھے۔ اس لیے یہ ذمے داری ان پر ہی آپڑتی ہے کہ کس طرح وہ اس سودے کو مکمل کرائیں گے؟"

میں نے اب مداخلت کرنا ضروری سمجھا اور خشک لہجے میں رشید ناگی سے بولا۔

"دیکھیے مسٹر رشید خان۔ ہو سکتا ہے آپ اپنے وطن میں بہت بڑی شخصیت کے مالک ہوں لیکن مافیا کی جانب سے یہ بات طے کر لی گئی ہے کہ یہ کارروائی آرمن ہی کے خیال کے مطابق ہو گی اور جس طرح وہ چاہتا ہے اسی طرح ہو گا آرمن یہودی نژاد ہے اس نے ڈی ڈی جیوا سے سودا کر لیا اور اب یہ سمجھ لیجیے کہ آرمن ہی کی خواہش پر میری یہ ذمہ داری ہے کہ مسٹر ڈی جیوا کو اس مشینری اور ان آدمیوں کے ساتھ ان کے وطن پہنچا دوں۔ مسٹر جیوا کی خواہش تھی کہ میں آپ سے گفتگو کروں اور اس کے لیے ایک مناسب سودے کا بندوبست کر لیا جائے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اس معاملے میں کوئی مداخلت کر سکتے ہیں تو بے شک آپ کے اپنے وسائل ہوں گے لیکن ایک بات آپ اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ یہ منصوبہ اس انداز میں مکمل نہیں ہو سکے گا۔ ہم لوگوں نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلی ہوئی ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ ہم کس طرح آپ کی کسی بھی سازش کو ناکام بنا سکتے ہیں۔"

"آئی ایم سوری مسٹر ریگو' میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں اور اگر نہ جانتا تو اس طرح آپ سے گفتگو کرنے کے لیے یہاں نہ پہنچ جاتا۔ یہ تمام باتیں میں نے اس لیے کی ہیں کہ جو سودا ہم آپ سے کرنے والے ہیں کیا ہمیں اس کے لیے مکمل تحفظ بھی حاصل ہو گا۔"

"ہاں۔ مسٹر ڈی ڈی جیوا کی خواہش پر یہ تمام سامان مارشل لارا اور اس کی بیوی کے ساتھ اسی طرح آپ کے وطن پہنچے گا جس طرح آپ پسند کریں گے' مسٹر ڈی جیوا کو بس اس سلسلے میں آپ کو معاوضے کی ادائیگی کرنا ہو گی۔"

"تو پھر میں اس معاوضے کا تعین چاہتا ہوں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں غور کر لیجئے سوچ لیجئے' کیا آپ ہر طرح سے اس معاہدے کی تکمیل کے لیے تیار ہیں۔"

"میرے وطن نے مجھے تمام اختیارات دے کر بھیجا ہے اور میں اس سودے کو آپ سے کر سکتا ہوں۔"

"تو پھر بھائی یہ بات سمجھ لو کہ باقی ساری چیزوں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی لیکن تمہارے سترہ آدمیوں کا جیون بڑا قیمتی ہے' اسے بچانے کے لیے تمہیں ہر طرح کی قربانی دینا ہوگی۔"

"آپ معاوضے کا تعین کیجئے۔"

"پچاس کروڑ ڈالر۔ اس سے ایک پائی کم نہیں' ادائیگی سونے کی شکل میں ہوگی اور اس میں بھی کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔" ڈی ڈی جیوا نے کہا اور رشید ناگی سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے اپنے دو آدمیوں کی طرف دیکھا۔ دیر تک الجھا رہا اور اس کے بعد بولا۔

"مسٹر جیوا اس میں کوئی کمی بیشی؟"

"پہلے ہی کہہ چکا ہوں' پورا غور و خوض کرنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے میرے اپنے بھی مسائل ہیں جنہیں سامنے رکھنا ہے۔"

"طریقہ کار کیا ہوگا۔ کیا اس میں کوئی ایسی پیچ بھی ہو سکتی ہے جس سے ہمیں کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو' مزید یہ مسٹر جیوا کہ کیا یہ کوئی سازش بھی ہو سکتی ہے اس کا تعین سب سے پہلے کر لینا ضروری ہے۔"

"منصوبہ ہمارے پاس ہے اس میں کوئی تبدیلی اگر تم کرنا چاہو تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ ایک بات دماغ میں ضرور رکھو۔ میں ایک کاروباری آدمی ہوں' سودا ہمیشہ ایمانداری سے کرتا ہوں باقی سب بعد کی باتیں ہیں۔ پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں یہ رقم منظور ہے۔"

"منصوبہ کیا ہے؟"

"نہیں۔ وہ نہیں بتایا جائے گا۔ رقم کی منظوری دو گے اور ایڈوانس ادا کر دو گے تو بات ہو سکتی ہے۔"

"ایڈوانس ممکن نہیں ہے مسٹر جیوا۔ البتہ آپ سے آپ کی پسند کے مطابق ایسا

معاہدہ کیا جا سکتا ہے جو آپ کے حق میں ہو۔ باقی ادائیگی کا جہاں تک مسئلہ ہے جب ہم تعین کر لیں گے تو ادائیگی آپ کی پسند کے مطابق ہو جائے گی۔"

"تو پھر تعین کر کے بتاؤ۔ باقی ساری باتیں بعد میں۔"

"ٹھیک ہے' ہمیں منظور ہے۔" رشید ناگی نے جواب دیا۔

"تو پھر ہاتھ ملاؤ' کیونکہ اس معاہدے کی تکمیل کے بعد ہم چاہے دو ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن کاروباری دوست بن گئے ہیں۔" رشید ناگی نے ہاتھ آگے بڑھا دیا تھا۔

دونوں نے پر تپاک مصافحہ کیا پھر جیوا نے مجھ سے کہا۔

"اس کے بعد آپ کا کام شروع ہوتا ہے مسٹر ہٹ مین ریگو۔"

"رشید خان جانتے ہیں کہ اس معاہدے کی نوعیت کیا ہے۔ یہ سارا کام مافیا کی نگرانی میں ہو رہا ہے۔ اس میں کسی قسم کی بدعہدی مافیا کے خلاف تصور کی جائے گی اور اگر ایسا کیا گیا تو مافیا آپ کے خلاف سرگرم عمل ہو جائے گی۔"

"میں جانتا ہوں مسٹر ریگو۔" ناگی نے کہا۔

"نتائج صرف یہ نہ ہوں گے کہ ہم وہ مشینری اور آپ کے سترہ آدمیوں کو ختم کر دیں گے بلکہ آپ کی حکومت کو شدید نقصانات سے دو چار ہونے کے علاوہ مسٹر جیوا کو وہ سب کچھ ادا کرنا پڑے گا جس کا معاہدہ آپ نے کیا ہے۔" میں نے پتھریلے لہجے میں کہا اور ناگی نے بہترین اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"خیر۔ آپ ہمیں دھمکیاں نہ دیں۔ ہم بھی موم کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ حکومتی سطح پر ہونے والے اس معاہدے کی پوری پاسداری کی جائے گی۔"

"ہمارا بنیادی مقصد یہی ہے۔"

"کیا اب میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس ساری کارروائی کا طریقہ کار کیا ہوگا' کیا ہمیں نیپلز سے یہ مشینری اور اپنے آدمی پاکستان منتقل کرنے کا بندوبست کرنا ہوگا؟"

"نہیں مسٹر رشید خان' جس طرح آپ کے مفادات کے لیے کام کرنے والا یہ شخص جس کا نام مارشل لارا ہے آپ کے لئے کام کرتا رہا ہے بالکل اسی بنیاد پر سارا کام ہوگا۔ مارشل لارا کا منصوبہ لازمی امر ہے کہ آپ کے علم میں ہوگا وہ مشینری کے بقیہ حصے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے ساتھ آپ کے سترہ آدمیوں کو لے کر آپ کے وطن روانہ ہونے والا ہے اور اس کے لیے اس نے انتظامات شروع کر دیے ہیں' بالکل اسی طرح وہ یہ سب کچھ لے کر روانہ ہوگا لیکن آپ کو یہ سمجھنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرنا چاہیے کہ اس کا یہ سفر مکمل طور سے ہمارے کنٹرول میں ہوگا ہم اس کے لمحے لمحے کے نگراں ہوں گے اور جس طرح وہ یہ سب کچھ منتقل کرنے کا منصوبہ بنائے گا یوں سمجھ لیجئے کہ اس کا یہ سارا منصوبہ ہماری زد میں ہوگا' کھلے سمندر میں یہ سب کچھ تباہ و برباد کر کے مشینری اور انجینئر ہم اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں' اس کا معقول بندوبست کرلیا گیا ہے بلکہ آپ یہ سمجھ لیجئے کہ اس ساری کارروائی کے کئی سودے ہو چکے ہیں۔ چونکنے کی ضرورت نہیں مسٹر رشید خان' بین الاقوامی امور میں بے شمار کام اسی انداز میں ہوا کرتے ہیں ان پر حیرت تو بے شک ہوتی ہے لیکن ان کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا' یہ سارا منصوبہ مکمل طور سے مافیا کے کنٹرول میں ہے اور یوں سمجھ لیجئے کہ یہ سب کچھ ہمارے رحم و کرم پر ہے' ایسی صورت میں بہتر ہے کہ یہ سب کچھ ضائع کرنے کے بجائے اس کے لیے ایک منصفانہ سودا کر کے بات ختم کر دی جائے۔"

"شاید آپ کو اس بات کا علم نہیں ہے مسٹر ہٹ مین ریگو کہ ہمارا تعلق کون سے ملک سے ہے' ہم اگر یہ سودا نہ کرنا چاہتے تو مافیا ہمیں کسی طور مجبور نہیں کر سکتی تھی۔ کامیابی یا ناکامی وقت کا فیصلہ ہوتی ہے ہم اپنی کارروائی جس طرح بھی ممکن ہوسکتا کرنے کی کوشش کرتے چنانچہ احمقانہ دھمکیاں دینے کے بجائے صرف وہ گفتگو کیجئے جو ہم دونوں کے درمیان تلخی بھی نہ پیدا کر سکے اور ہمارا کام ہو جائے۔" رشید ناگی نے تیوریاں چڑھا کر کہا اور میں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔

"نہیں مسٹر رشید خان ان تمام باتوں کو بتانے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ آپ کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی جائے بہرحال آپ نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ ساری ڈیلنگ کس طرح ہوگی تو بس آپ یوں سمجھئے کہ کھلے سمندر میں بغیر کسی سازش کے ہمارے معاوضے کا بندوبست کر دیجئے اور بین الاقوامی سمندر میں یہ سب کچھ اپنے جہاز پر منتقل کر لیجئے' بہت آسان سا طریقہ ہے بات ختم ہو جائے گی۔"

رشید ناگی پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

"کونسی جگہ ہوگی؟"

"آپ کے ملک سے قریب ترین' لیکن ایک بار پھر وہی بات کہی جائے گی کہ کسی قسم کی بدمعاملگی برداشت نہیں کی جائے گی' میں دوبارہ یہ بات کہنے کے لیے معافی چاہتا ہوں آپ سے' اور اب آخری مرحلہ رہ جاتا ہے ظاہر ہے ہم سارے معاملات طے کرنے کے بعد دوسری سمت سے ہاتھ کٹا بیٹھیں گے اس لیے آپ کو ایک تحریری معاہدہ کرنا ہوگا حکومت پاکستان کی جانب سے' اس سودے کی تکمیل کا اور اگر آپ نے اس پر عمل نہ کیا تو اس کے دو نقصانات ہوں گے آپ کو پہلے کے بارے میں تو میں بتا ہی چکا ہوں دوسرا یہ کہ مافیا کی لسٹ میں آپ سیاہ حاشیوں کے درمیان آجائیں گے اور یہ بہرطور آپ کے لیے بہتر نہیں ہوگا۔"

"میں تیار ہوں آپ معاہدہ کا مضمون ٹائپ کرادیجئے میں اپنے وطن کی جانب سے دستخط کردوں گا اور اس کے بعد مجھے وقت کا تعین کر کے بتا دیجئے گا۔"

"یہ سب کچھ آپ ہماری ذمے داری پر چھوڑ دیں' آپ یہاں نیپلز میں قیام کرسکتے ہیں اور جب ہم سمندری راستوں سے اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں تو آپ بھی اپنے سفر کا آغاز کر دیجئے کیونکہ وہاں پہنچ کر آپ کو انتظامات بھی کرنا ہوں گے۔ یہ آپ کو بتا دیا جائے گا کہ لین دین کس مقام پر کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہی میں اس معاہدے کے لیے تیار ہوں۔"

"تو پھر ہماری طرف سے بھی ٹھیک ہے' معاہدے کا مسودہ تیار کر کے دستخط کے لیے آپ کو پیش کر دیا جائے گا۔"

رشید ناگی کچھ دیر خاموش رہا' پھر اچانک اس نے اپنے چہرے کے تاثرات بدل لیے' اس نے کہا۔

"نجانے اسے بدقسمتی کہا جائے یا پھر مجبوری کہ جب ہم لوگ اس انداز میں ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہیں تو ہمارے وطن کے تمام معاملات فرض اور ذمے داری ہم پر مسلط ہوتی ہے اور اس وقت ہم ایک مخصوص انداز میں دنیا بھر کے اخلاق و آداب سے بے نیاز ہو کر ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم انسان بھی ہیں اور انسانی نقطہ نگاہ سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ اچھے انداز میں بھی پیش آسکتے

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہیں‘ کاروباری گفتگو ختم ہوگئی‘ چنانچہ اب ذرا انسانیت کے جامے میں آجائیں تو کوئی حرج نہیں ہے‘ کیا خیال ہے آپ کا؟“

ہم لوگ بھی ہنس دیے تھے اور اس کے بعد ہماری بقیہ گفتگو نہایت دوستانہ ماحول میں ہوئی‘ پھر رشید ناگی اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ واپس چلا گیا‘ ڈی ڈی جیوا بھی خوش نظر آرہا تھا‘ اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔

”میں نے بھی ساری زندگی بزنس ہی کیا ہے‘ میں بہت بڑا دعویٰ نہیں کر رہا لیکن میرا خیال ہے اس وقت جو بات چیت ہوئی ہے اس میں کسی گڑ بڑ کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔“

”ہاں مسٹر جیوا اندیشہ نظر نہیں آتا۔“ میں نے بھی مطمئن انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”اس کے باوجود کام ابھی بہت ہے مسٹر ہٹ مین ریگو۔“

”میں جانتا ہوں اور چونکہ اس کام کا انچارج میں ہوں اس لیے مجھے علم ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے۔“

”آپ کا کیا خیال ہے مسٹر ہٹ مین‘ مارشل لارا اور اس کی بیوی کو کب رہا کریں گے آپ‘ میرا مطلب ہے کہ اگر یہ شخص رشید خان یہاں موجود رہا تو کیا وہ مارشل لارا سے ملاقات کرنے کی کوشش نہیں کرے گا‘ کیا وہ اسے تمام صورت حال سے آگاہ نہیں کرے گا اور اگر ایسا ہوا تو ہم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں کہ لارا اسی پروگرام پر عمل کرے گا جس کا وہ فیصلہ کر چکا ہے؟“

میں نے دلچسپی سے ڈی ڈی جیوا کو دیکھا اور کہا۔

”مسٹر جیوا یہ چیز تو آپ کے بزنس میں شامل نہیں ہے‘ لیکن میرا خیال ہے آپ خاصے بہتر انداز میں سوچتے ہیں بہرحال اطمینان رکھیے مارشل لارا کو اس وقت تک رہا نہیں کیا جائے گا جب تک کہ رشید خان نامی یہ شخص اپنے وطن واپس نہ چلا جائے۔“

سارے کام بڑے سسٹم کے تحت ہو رہے تھے۔ رشید ناگی نے ایک ایسے وقت مجھ سے اور جیوا سے رابطہ قائم کیا جب ہم دونوں ساتھ موجود تھے‘ اس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”مارشل لارا اور اس کی بیوی پراسرار طور پر غائب ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات کی کوشش کی تھی لیکن ان کے ملازموں سے پتا چلا کہ آج انہیں گم ہوئے چوتھا دن ہے‘ وہ کلب گئے تھے وہاں سے واپس نہیں آئے جبکہ ان کی کار کوئی نامعلوم شخص رہائش گاہ پر چھوڑ گیا اور اس کی چابی وغیرہ اگنیشن ہی میں لگی رہی‘ ملازمین کا کہنا ہے کہ انہوں نے ابھی تک اس کے بارے میں انتظامیہ کو اطلاع نہیں دی لیکن وہ تشویش کا شکار ہیں آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ مارشل لارا کس مشکل کا شکار ہوگیا؟“

”مسٹر رشید خان‘ مارشل لارا ہماری تحویل میں ہے اور صرف اس لیے کہ آپ معاہدے کی تکمیل کر دیں اور یہاں سے واپس روانہ ہو جائیں‘ آپ کی واپسی کے بعد اسے آزادی دے دی جائے گی تاکہ وہ اپنے منصوبے کے مطابق کام کر سکیں۔“ میں نے کہا اور رشید خان چکرائی ہوئے نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا‘ حالانکہ یہ گفتگو میرے اور رشید خان کے درمیان پہلے ہی ہوگئی تھی کہ وہ مارشل لارا کے سلسلے میں اپنی تشویش کا اظہار کرے گا مارشل لارا پر بالکل توجہ نہ دینا ایک طرح سے غیر فطری بات تھی اور ڈی ڈی جیوا کے بارے میں‘ میں اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ ایک انتہائی چالاک آدمی ہے اور ہر معمولی سے معمولی نقطے پر غور کرتا ہے۔ رشید ناگی نے کچھ دیر تک حیرت کا اظہار کیا اور اس کے بعد کہنے لگا۔

”تو پھر میں کل روانہ ہو رہا ہوں‘ آپ لوگوں سے رابطہ مسٹر ہٹ مین ریگو کی خواہش کے مطابق رہے گا اور اطمینان رکھیے میں بغیر کسی سازش کے آپ تک پہنچوں گا‘ کیونکہ اب یہ سازش نہیں رہی ہے بلکہ سودا ہوگیا ہے۔ آپ اپنے ذرائع سے مجھے جگہ کے بارے میں اطلاع دیں گے۔“ ہم نے اسے بڑے خوشگوار ماحول میں رخصت کیا تھا‘ رشید ناگی سے سارے معاملات طے ہوگئے تھے ہم نے ایک طریقہ کار منتخب کر لیا تھا اور اس پر میری خاص گفتگو ہوئی تھی۔ وہ ایک وسیع حیطہ عمل کا انوکھا ٹیلی فون یا ٹرانسمیٹر باکس جو مافیا کی طرف سے مجھے دیا گیا تھا‘ اس مخصوص رینج سے ہمارے لیے کارآمد ہو سکتا تھا جو سمندر پر پہنچنے کے بعد قائم کی جاتی۔ رشید ناگی کو میں نے اس کا حوالہ بھی دے دیا تھا اور رشید ناگی نے تمام باتیں بڑے غور سے سن کر مجھ سے اظہار کیا تھا کہ اس نے یہ سب کچھ گرہ میں باندھ لیا ہے اور اسی کے مطابق عمل کرے گا۔

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھر میں نے اور مسٹر ڈی جیوا نے رشید ناگی اور اس کے دونوں ساتھیوں کو رخصت کیا تھا اور وہاں سے واپسی پر مسٹر جیوا بہت خوش نظر آرہے تھے' کہنے لگے۔

"اب اپنے دوست مارشل لارا کو رہائی دے دو تاکہ وہ زیادہ برقی رفتار سے اپنے کام میں مصروف ہو جائے۔" میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور کہا۔

"اگر مارشل لارا کی زیادہ محبت حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئے تو میرا خیال ہے اس کی رہائی کا باعث بھی میں ہی بن جاؤں کیسا رہے گا؟"

"واہ مزہ آجائے گا وہ تو پھر آپ کے پاؤں دھو دھو کر پیئے گا" مسٹر ہٹ مین ریگو۔"

"مجھے یہ گندہ کام پسند نہیں ہے تاہم اس کی رہائی کا بندوبست میں ہی کروں گا۔" میں نے کہا اور درحقیقت کیا بھی یہی کیونکہ اس دوران میری بے حسی اور خاموشی مارشل لارا کے لیے حیران کن ہو سکتی تھی' چنانچہ تھوڑا سا ڈراما کرنا پڑا۔ جس کے لیے میں نے ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمیوں سے بات کر لی تھی میں نے انہیں بتایا تھا کہ مجھے چھوٹی موٹی فائٹ کرنا پڑے گی اور وہی طریقہ کار اختیار کرنا پڑے گا جو آئس فیلڈ میں کیا تھا وہ لوگ اس کے لیے تیار رہیں۔

چنانچہ اس رات میں خاموشی سے اس عمارت میں داخل ہو گیا جس میں اسلام احمد اور شازیہ کو بند کیا گیا تھا۔ میں ان کی تلاش میں سرگرداں ان تک پہنچ گیا اور جب میں ان کے سامنے پہنچا تو عقب سے مافیا کے چار آدمی آگئے پھر اس کے بعد جو جنگ ان سے کرنا پڑی ہر چند کہ وہ مصنوعی تھی' لیکن میں نے ٹھیک ٹھاک طریقے سے مافیا کے آدمیوں کی پٹائی کر ڈالی تھی' کیونکہ ذہنی طور پر میں انہیں اپنے آپ سے منسلک نہیں سمجھتا تھا' وہ تو بس عارضی سی بات تھی کہ یہ لوگ میرے آدمیوں میں شامل ہو گئے تھے' ان لوگوں کو بھگا کر میں نے مارشل لارا اور شازیہ کو رہائی دلائی اور اس کے بعد انہیں اپنی کار میں لے کر چل پڑا۔ دونوں کی بری حالت تھی' میں نے بس اتنا ہی کیا تھا کہ انہیں اس عمارت کی جانب متوجہ نہیں ہونے دیا تھا جس میں انہیں قید کیا گیا تھا' بہر طور مقامی آدمی تھے صورت حال معلوم کرنے کی کوشش بھی کر سکتے تھے اور اگر معلوم بھی ہو جاتی یہ صورت حال انہیں' تو اس سے مجھ پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ عمارت عارضی طور پر حاصل کی گئی تھی اور جس سے حاصل کی گئی تھی وہ زیادہ سے زیادہ انہیں یہی بتا دیتا کہ چند لوگوں

نے اسے کرائے پر حاصل کیا تھا' لیکن پھر بھی میں نے یہ وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ مارشل لارا اور شازیہ برے حالوں اپنی رہائش گاہ پر واپس پہنچے تھے اور میں نے انہیں رات کو آرام کا پورا پورا موقع دیا تھا۔

البتہ دوسری صبح ناشتے کی میز پر لارا یا اسلام احمد بہت زیادہ مضطرب نظر آرہا تھا' اس نے کہا۔

"یہ لوگ مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں اپنی اصل شخصیت میں واپس آجاؤں حالانکہ میں شازیہ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ اب اپنے آپ کو ان راستوں کا راہی نہیں بناؤں گا جو مشکل کے راستے ہیں لیکن گھسیٹ گھسیٹ کر مجھے ان راستوں کی جانب لایا جا رہا ہے مجھے بتاؤ میرے دوست میں کیا کروں؟"

"سمجھ میں نہیں آتا وہ کون لوگ تھے جنہوں نے یہ کارروائی کی؟"

"تم وہاں تک کیسے پہنچے؟"

"چند مشتبہ لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے' میں چار دن سے دیوانوں کے مانند تمہیں تلاش کرتا پھر رہا ہوں بس یوں سمجھ لو کہ میں نے نہایت محنت کر کے ان لوگوں کا سراغ لگایا اور خدا کا شکر ہے بالآخر تمہیں پانے میں کامیاب ہو گیا۔"

"اگر تم نہ ہوتے تو پتا نہیں کیا ہوتا' کمبخت بات ہی نہیں کرتے تھے کم از کم مجھے یہ تو پتا چلتا کہ آخر انہوں نے ہمیں کس لیے اغوا کیا ہے۔"

"یہ پتا بہ آسانی چل جائے گا ڈیئر اسلام احمد تم اس سلسلے میں بالکل بے فکر رہو۔"

"لعنت بھیجتا ہوں ان تمام باتوں پر سچی بات یہ ہے کہ اب یہاں سے بری طرح جی بھر گیا ہے' میں پاکستان جانا چاہتا ہوں' پتا نہیں وہ لوگ کس عذاب میں گرفتار ہوں گے' اگر ریکی گولڈ نہیں پہنچ سکتا تو میں کسی اور جہاز کا بندوبست کیے لیتا ہوں بس اب میں یہاں رہنا نہیں چاہتا۔"

"صرف ریکی گولڈ ہی کا انتظار ہو رہا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں بھی اس کام کی کے بعد اپنے معمولات میں مصروف ہو جانا چاہتا ہوں۔"

شازیہ نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا لیکن منہ سے کچھ بولی نہیں' مارشل لارا نے کہا۔

"میں اس سلسلے میں از سر نو کوششیں کرتا ہوں اور اگر ریکی گولڈ کا معاہدہ تکمیل

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

تک نہیں پہنچ پاتا تو کسی اور کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ جلد از جلد یہ کام سر انجام پاسکے۔"

میں نے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

مارشل لارا کافی بددل ہوگیا تھا خاص طور سے اس اغوا اور قید کے بعد اس کا دل بالکل ہی اچاٹ ہوگیا تھا' میری اس سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ ریکی گولڈ چل پڑا ہے اور بہت جلد اپنی منزل پر پہنچ جائے گا' اس کے بعد اس نے مجھ سے اس مشین کی منتقلی وغیرہ کے بارے میں بھی بات چیت کی تھی' میں نے مارشل لارا سے کہا کہ ہمیں ریکی گولڈ جیسے عام جہاز پر ایسے ہتھیاروں کا بھی بندوبست کرنا ہوگا جن سے سمندر میں کسی قسم کی کارروائی کا مقابلہ کیا جاسکے۔ مارشل لارا بااثر شخصیت کا مالک تھا' اس نے کہا۔

"زیر زمین دنیا میں ہمیں ضرورت کے مطابق اشیاء حاصل ہو جائیں گی' لیکن کسی باقاعدہ سمندری جنگ کے لیے ہتھیار حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے۔"

"اس کے لیے میں اپنے طور پر کوششیں کروں گا' تم بے فکر رہو' ریکی گولڈ کب تک یہاں پہنچ جائے گا؟"

"آج سے ٹھیک دسویں دن ہم اس پر اپنا قبضہ حاصل کرلیں گے۔" مارشل لارا نے جواب دیا' اس نے اپنے کام کی رفتار کافی تیز کردی تھی اور پھر میں نے اس کے اختیارات کا بخوبی اندزہ لگایا' یقینی طور پر وہ اٹلی کی بااثر شخصیت تھا چنانچہ اس نے انتہائی مہلک ہتھیار حاصل کرلیے اور انہیں اپنے پاس منتقل بھی کرلیا۔ اس نے بتایا کہ ان ہتھیاروں کے استعمال کے لیے اسے آدمی مل سکتے ہیں لیکن یہ ایک لمبا طریقہ کار ہوگا۔ میں نے اسے اطمینان دلاتے ہوئے کہا کہ ضرورت پڑنے پر مافیا کے آدمی یہ کام سرانجام دیں گے کیونکہ ریکی گولڈ پر کافی بڑی تعداد میرے اپنے آدمیوں کی ہوگی' مارشل لارا نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں صرف یہ سوچتا ہوں کہ میں واقعی ان تمام نامساعد حالات کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا اگر مجھے تمہاری مدد حاصل نہ ہو جاتی تو میں تو بڑی مشکلات میں گرفتار ہو جاتا۔"

میں اس کے ان الفاظ پر مسکرا کر خاموش ہوگیا تھا۔ بہرطور یہ ہنگامہ خیزیاں جاری

رہیں اور پھر مارشل لارا نے مجھے ریکی گولڈ کے آنے کی اطلاع دی۔ اس نے مجھے بتایا کہ ریکی گولڈ' سارڈینیا کے ساحل سے آلگا ہے اور کپتان یو ایس کروما نے اسے پیغام بھیجا ہے کہ وہ اس کی خواہش کے مطابق تمام تر انتظامات کرکے سارڈینیا پہنچ گیا ہے۔ ڈی ڈی جیوا کو اس بارے میں اطلاع دینے سے پہلے میں جزیرہ سارڈینیا میں جاکر ریکی گولڈ کا جائزہ لے لینا چاہتا تھا' چنانچہ میں نے اسلام احمد سے اس سلسلے میں گفتگو کی اور وہ تیار ہوگیا۔ سارڈینیا تک کا سفر میں نے' شازیہ اور اسلام احمد نے طے کیا اور نہایت خاموشی سے ہم سارڈینیا پہنچ گئے۔

ریکی گولڈ ایک شاندار جہاز تھا اور کپتان یو ایس کروما ایک انتہائی تعاون کرنے والا جوان آدمی جس کی شخصیت بہت شاندار تھی۔ اس نے ہم لوگوں کا استقبال کیا اور نہایت محبت سے پیش آیا' مارشل لارا کے اس سے گہرے تعلقات تھے جس کا اندازہ ان لوگوں کی گفتگو سے ہو جاتا تھا' کیپٹن کروما یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ لارا کا کام کیا ہے' چنانچہ اس کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی اور کروما نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ حکومت اٹلی کو اس نے جو اطلاعات فراہم کی ہیں' ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو مشکل ثابت ہو یہاں سے تھوڑا سا سامان لے کر وہ پاکستان ہی کی جانب سفر کرے گا اور اس کے لئے اس کے پاس تمام کلیرنس موجود ہے' اس نے بتایا کہ اسی کارروائی میں اسے اتنا وقت لگا ہے اور اس سلسلے میں بے شمار افراد کا تعاون اسے حاصل رہا ہے' چنانچہ کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

ہم اس سے تمام تفصیلات طے کرتے رہے تھے' ہتھیاروں کے سلسلے میں اس نے کہا کہ اس کے لیے ایک بہتر طریقہ کار یہ رہے گا کہ سارڈینیا کے ساحل سے روانہ ہوتے ہوئے یہ ہتھیار ریکی گولڈ پر نہیں ہونے چاہئیں' ہاں ایک ایسا پوائنٹ ہے جہاں یہ ہتھیار کسی اسٹیمر کے ذریعے پہنچا دیے جائیں تو انہیں بہ آسانی ریکی گولڈ پر منتقل کیا جاسکتا ہے اور اس کے لیے ڈیمو نامی ایک چھوٹے سے جزیرے کو منتخب کیا گیا۔

ریکی گولڈ کو سارڈینیا سے روانہ ہو کر ڈیمو کے قریب سے گزرنا تھا۔ ڈیمو یوگو سلاویہ کے مشرقی حصے کی طرف اٹلی میں شامل ایک جزیرہ تھا جس کے وسائل اتنے زیادہ نہیں تھے کہ وہاں سے کسی وقت کا سامنا کرنا ہوگا۔ اسلام احمد نے البتہ بخوشی تمام ڈیمو

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

تک یہ ہتھیار پہنچانا اور پھر وہاں سے انہیں ریکی گولڈ پر منتقل کرنا منظور کر لیا تھا‘ اس نے کہا یہ کام وہ بہ آسانی اپنے وسائل سے لے سکتا ہے خاصے مشکل اور الجھے ہوئے معاملات چل رہے تھے‘ میں نے بعض امور میں اسلام احمد کو بھی ناواقف رکھا تھا اور یہ نہایت ضروری تھا کیونکہ اس طرح اس کے اندر تبدیلیاں رونما ہو سکتی تھیں اور اس سے وہ لوگ ہوشیار ہو سکتے تھے جن کے خلاف مجھے ایک شاندار کارنامہ سرانجام دینا تھا۔ ابھی تک تو چاروں طرف سے بہتر کام ہو رہا تھا‘ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ رشید ناگی کو سعید خان کے ذریعے تمام تفصیلات سے آگاہ کرنا تھا‘ البتہ اس میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔

ہم لوگ نیپلز واپس آ گئے اور میں نے اسلام احمد سے کہا کہ اب وہ تیاری شروع کرا دے تاکہ ہم اپنے کام کی تکمیل کر سکیں‘ میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ چونکہ میں اصولی طور پر مافیا کی طرف سے آرمن کا یہ کام کر رہا ہوں اس لیے مجھے دہرا کردار ادا کرنا ہوگا‘ وہ پوری ذمے داری کے ساتھ اپنے یہ معاملات سنبھالے‘ ظاہر ہے مافیا ہی کی جانب سے اس سلسلے میں مداخلت ہو سکتی ہے کیونکہ آرمن نے اپنے تمام مفادات مافیا کو سونپ رکھے ہیں‘ لیکن پھر بھی اسلام احمد کو اس سلسلے میں اپنے طور پر موثر کارروائیاں کرنا ہیں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ وہ بالکل ہی ٹھس آدمی نہیں ہے اور ظاہر ہے اس سے پہلے بھی یہ سب کچھ کرتا رہا ہے اس لیے اب بھی وہ اپنے کام کو بخوبی سرانجام دے لے گا۔ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اور اسلام احمد کے تمام منصوبے سے اتفاق کرنے کے بعد میں نے ڈی ڈی جیوا کی جانب رخ کیا‘ ڈی ڈی جیوا نے اپنا طریقہ کار وہی رکھا تھا‘ لیکن اس شام جب میں اس سے ملا تو میں نے اس کے ساتھ ایک بے حد حسین لڑکی کو دیکھا‘ بہت خوبصورت خدوخال کی مالک یقیناً" ڈی ڈی جیوا کے وطن سے تعلق رکھتی تھی‘ دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے سلام کیا اور میں نے اسے گردن کے اشارے سے جواب دیا۔ اس سے پہلے میں نے ڈی ڈی جیوا کے ساتھ کسی کو نہیں دیکھا تھا اب اس کی ایک ہم وطن لڑکی کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی‘ میں نے اس سے کہا۔

"ان سے تعارف نہیں ہو سکا مسٹر جیوا۔"

"کل پہنچی ہے میرے پاس‘ مینشا گھنشام ہے اس کا نام یوں سمجھ لو میری دست راست ہے اور میرے معاملات سے پوری طرح واقف‘ تم اس لڑکی کی ذہنی صلاحیتوں کا

اندازہ نہیں لگا سکتے اگر یہ مافیا کو حاصل ہو جائے تو کچھ عرصے کے بعد ماتا ہری کے کان کترنے لگے‘ اتنی ہی ذہین ہے یہ۔"

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر مینشا جی‘ اصل میں مسٹر ڈی ڈی جیوا نے مافیا کا رنگ ہی بدل دیا ہے‘ آپ کا یہاں کیسے آنا ہوا؟"

"بس یوں سمجھ لو میں نے اسے بلایا ہے اپنی مدد کے لئے‘ کچھ ایسے کام بھی تھے جو مجھے اس کے ذریعے کرنا تھے اور اب یہ سمندری جہاز سے ہمارے ساتھ ہی سفر کرے گی کوئی دقت تو نہیں ہوگی اس میں؟"

"نہیں۔" پھر میں نے آرمن کے بارے میں پوچھا تو ڈی ڈی جیوا نے کہا۔

"وہ تم سے نہیں ملا‘ تین دن پہلے آ گیا ہے اور اس نے اپنی قیام گاہ کے بارے میں مجھے نہیں بتایا ہے البتہ فون نمبر ضرور دے دیا ہے۔"

"تب پھر اس سے رابطہ کریں۔"

"کیا بتاؤں اسے؟"

"یہی کہ ریکی گولڈ نامی جہاز سارڈینیا کے ساحل سے آ لگا ہے اور مارشل لارا اب روانگی کی تیاریاں کر رہا ہے۔" میں نے کہا اور ڈی ڈی جیوا سنسنی کا شکار ہو گیا۔ لڑکی بغور مجھے دیکھ رہی تھی پھر ڈی ڈی جیوا ٹیلی فون کی جانب متوجہ ہو گیا اور آرمن کو فون کرنے لگا۔ خوبصورت لڑکی میرے قریب آ بیٹھی تھی اس نے بڑی دلکش آواز میں کہا۔

"جیون بھر مافیا کے بارے میں سوچتی رہی ہوں جیسا کہ جیوا جی نے آپ کو بتایا میرا مشغلہ یہی رہا ہے کہ ایسے کاموں میں حصہ لوں‘ جو خطرناک اور سنسنی خیز ہوں۔ بہت کچھ کیا ہے میں نے مسٹر جیوا کے لیے‘ لیکن مافیا تو بہت بڑا گروہ ہے‘ میں تو اس کے چرنوں کی دھول بھی نہیں ہوں۔ آپ سے ملنے کو بڑا من کرتا تھا۔ مسٹر جیوا جی نے جب مجھے آپ کے بارے میں بتایا تو میں بے چین ہو گئی۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے بھی اس مہم میں شامل کر لیں اور انہوں نے مجھے نیپلز طلب کر لیا‘ آپ کے نام سے انہوں نے مجھے متعارف کرا دیا تھا مسٹر ہٹ مین ریگو۔ بڑی خوشی ہوئی ہے آپ سے مل کر۔"

"جی لیکن آپ اس چھوٹی سی عمر میں اس قسم کے کاموں سے منسلک کیوں ہو گئیں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میرا ایک بیک گراؤنڈ ہے' یوں سمجھ لیجئے کہ ایک جرائم پیشہ آدمی کی بیٹی ہوں۔ میرے پتا بہت کچھ کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ انہیں پھانسی کی سزا ہوگئی۔ جیوا جی نے مجھے اپنی تحویل میں لے لیا اور بہت عرصے سے میں ان کے ساتھ ہوں۔" میں نے دلچسپی سے اس کی یہ کہانی سنی تھی اس دوران ڈی ڈی جیوا آرمن سے ہونے والی گفتگو سے فارغ ہوگیا تھا۔ اس نے ٹیلی فون رکھ کر مجھے بتایا کہ آرمن "فوراً" پہنچ رہا ہے اور وہ بھی اب زیادہ وقت صرف کرنا نہیں چاہتا پھر اس نے کہا۔

"آرمن جتنا چالاک آدمی ہے آپ کو اندازہ ہے مہاراج اس کے سامنے احتیاط رکھنی ہے۔" میں ان الفاظ پر صرف مسکرا کر خاموش ہوگیا۔

آرمن آگیا۔ بہت مسرور نظر آتا تھا۔ مجھ سے مل کر بولا۔

"بات صرف یہیں ختم نہیں ہو جائے مسٹر ریگو۔ اس کام کی تکمیل کے بعد بھی آپ کا رابطہ رہے گا۔ ہاں آپ اپنا کمیشن لے لیں۔ ہم لوگ کھرے سودے کرتے ہیں۔" اس نے ساتھ لایا ہوا بریف کیس میرے سامنے رکھ دیا۔ "چیک کرلیں پوری رقم ہے۔"

"ادائیگی ہوگئی۔" میں نے پوچھا۔

"یہ سودے تقدیر کے ہیں۔ اب ہماری ذمے داری بس یہ ہے کہ آپ لوگ اطمینان سے یہاں سے روانہ ہو جائیں۔"

"تب پھر آپ مافیا کو اپنے کام کی تکمیل کا کلیئرنس دے دیں۔"

"تھوڑا سا کام تو ابھی باقی ہے نا۔ ہمیں اس کے لیے معاف کرنا۔ جونہی ہمیں جیوا کا کلیئرنس ملے گا۔ ہم کلیرنس دے دیں گے۔ آپ کو جیوا کے ساتھ تو جانا پڑے گا۔"

"اوکے۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"ہمارے دوست لارا کا کیا حال ہے؟"

"آپ سے ملاقات نہیں ہوئی؟"

"غیر ضروری ملاقات کسی سے نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں ہمیں یہ ضرور معلوم ہے کہ ریکی گولڈ سارڈینیا سے آگیا ہے۔"

میں نے سنسنی محسوس کی تھی لیکن پھر میں نے "فوراً" خود کو سنبھال کر کہا۔ "آپ واقعی بہت باخبر انسان ہیں۔"

"ہونا پڑتا ہے۔ کاروبار کھلی آنکھوں سے ہوتا ہے۔ آنکھیں بند ہوگئیں تو سمجھو ڈبا.......... سارے کاروبار کا ڈبا۔"

"یقیناً" تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہے۔"

"ویسے تو اب ہماری ضرورت باقی نہیں رہی ہے لیکن جب آپ لوگ یہاں سے سارڈینیا روانہ ہوں گے تو ہم آپ کو خدا حافظ کہیں گے۔"

ملاقات ختم ہوگئی۔ میں پچاس لاکھ ڈالر سنبھالے وہاں سے چل پڑا۔ بڑی عجیب صورت حال تھی۔ اسلام احمد کے بارے میں یہی فیصلہ کیا تھا میں نے کہ اسے صورت حال سے آگاہ نہ کروں ان شاطروں کے مقابلے میں وہ معصوم آدمی تھا۔ اس نے مجھ پر مکمل اعتماد کیا تھا اور بہت مطمئن نظر آتا تھا۔ شازیہ بھی میری جانب سے بہت پرسکون تھی اور ان لوگوں نے اپنے ہاتھ میرے ہاتھوں میں دے دیے تھے۔ بالآخر مارشل لارا نے اپنی تیاری مکمل کرلی اور روانگی کے لیے تیار ہوگیا۔ میرے لیے ضروری تھا کہ میں سعید خان کے ذریعے رشید ناگی کو ایرین پوائنٹ والا پیغام بھجوادوں اور اس کے لیے میرے پاس وہی ایک ذریعہ تھا چنانچہ میں نے سعید خان سے رابطہ قائم کیا اور اس سے تفصیلی گفتگو کرنے لگا۔ سعید خان نے کہا۔ "کیا ایرین پوائنٹ کے بارے میں رشید ناگی کو تفصیل معلوم ہوگی؟"

"رشید ناگی کو اس جگہ تک پہنچنے کے لیے ظاہر ہے سمندری راستے اختیار کرنا ہوں گے اور یہی میری اس سے گفتگو ہوچکی ہے چنانچہ سمندری سفر کے درمیان اسے ایرین پوائنٹ کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو جائیں گی' یقینی طور پر ایسی ہی مشہور جگہ ہے جس کے بارے میں معلومات کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔"

"اور کوئی حکم چیف!"

"تم اپنی پوزیشن کے بارے میں بتاؤ؟"

"بالکل ٹھیک ہوں۔"

"تو پھر "فوراً" یہ پیغام رشید ناگی تک پہنچا دو ہوسکتا ہے میں تم سے دوبارہ رابطہ قائم کروں۔"

"اوکے چیف اوکے۔" سعید خان نے جواب دیا۔ یہ اطلاع ڈی ڈی جیوا کو دینا بھی

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ضروری تھی حالانکہ ابھی مجھے رشید ناگی کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ رشید ناگی اپنے طور پر مکمل طور سے تیار ہو گا وہاں پاکستان میں ہمارے پاس ایسے وسائل موجود تھے جن کے تحت ہم اہم سے اہم کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ میرے وطن کے حکام نے میری حیثیت تسلیم کرنے کے بعد میرے لیے جو آسانیاں پیدا کر دی تھیں' میں تہ دل سے ان کا شکر گزار تھا' یہ الگ بات ہے کہ وہ لوگ یہ سب کچھ وطن کے لیے میری کاوشوں پر مبنی کرتے تھے لیکن اندرونی طور پر میں اپنے وطن کے لیے ہر کام کرتے ہوئے یہ محسوس کرتا تھا کہ یہ بس ادائیگی فرض ہی' ہم لوگ تمام تیاریاں مکمل کرنے کے بعد سارڈینیا روانہ ہو گئے۔ مافیا کے آدمی ڈی ڈی جیوا اور اس کی سیکریٹری مینشا کے ساتھ مختلف ذرائع استعمال کرتے ہوئے سارڈینیا روانہ ہو گئے تھے۔ میں مارشل لارا اور شازیہ کے ساتھ سارڈینیا پہنچا تھا اپنے سازو سامان کو جو بھاری پیٹیوں میں پیک کیا گیا تھا اور ان سترہ انجینئرز کو جو خفیہ طور پر یہاں مصروف عمل تھے سارڈینیا پہنچانے کی ذمے داری مارشل لارا نے اپنے ذمے لے لی تھی۔ اس لیے وہ مطمئن تھا اور اس نے ان لوگوں کو جہاز میں منتقل کر دیا تھا۔

اسلام احمد اپنا کام بخوبی سرانجام دے چکا تھا۔ ریکی گولڈ روانگی کے لیے تیار تھا۔

اسی پر مجھے سعید خان کا پیغام موصول ہوا۔ اس نے لیتھ اشمیر کی حیثیت سے کہا۔

"مسٹر ہٹ مین ریگو۔ کیا آپ اپنے فرائض بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔"

"ہاں جناب اور میں اس وقت تنہا ہوں۔"

"گڈ۔ پیغام پہنچ جانے کے بعد اس کا جواب بھی مل گیا ہے۔ ناگی ایرین پوائنٹ کے بارے میں جانتا ہے۔"

"اور کوئی خاص بات۔"

"نہیں چیف۔ باقی بالکل ٹھیک ہے۔"

"او کے۔" میں نے سلسلہ منقطع کر لیا پھر یہی اطلاع میں نے جیوا کو دی۔ "وہ لوگ بہترین تعاون پر آمادہ ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ مطلوبہ سونا لے کر ایرین پوائنٹ پر پہنچ جائیں گے۔"

"میں بڑی سنسنی محسوس کر رہا ہوں مسٹر ریگو۔ اس وقت ہم سب کا انحصار آپ پر

Uploaded By Muhammad Nadeem

ہے۔"

"آپ کے دل میں کوئی خیال ہے۔"

"نہیں لیکن انسان تو ہوں۔ خیر۔ ایک بات بتائیے مسٹر ریگو۔ یہ لارا وطن کیوں چھوڑ رہا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ اٹلی کا باشندہ ہے یہاں اس کا ایک وقار ہے ایک مقام ہے۔ کیا حکومت پاکستان اسے اپنے شہری کے طور پر قبول کر لے گی۔"

"اس نے پاکستان کے لیے اتنا کچھ کیا ہے' کیا وہ اسے شہریت بھی نہ دیں گے۔"

"یہ بھی ایک پوائنٹ ہے۔ اس نے آخر پاکستان کے لیے اتنا کچھ کیوں کیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔"

"ظاہر ہے دولت۔ اسے اس کا معاوضہ ملا ہو گا۔"

"میرا خیال ہے ایسا نہیں ہے۔" جیوا نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"پھر آپ کا کیا خیال ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اس کی بیوی کا تعلق کہاں سے ہے۔" جیوا نے سوال کیا اور میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ جیوا نے میری طرف سے جواب نہ پا کر خود ہی کہا۔

"آپ کا تعلق چونکہ یورپ سے ہے اس لیے ممکن ہے آپ نے غور نہ کیا ہو لیکن میں برصغیر کا باشندہ ہوں۔"

"تو پھر مسٹر جیوا؟"

"اس بات پر میرا خیال ہے آرمن نے بھی غور نہیں کیا ہو گا لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ عورت پاکستانی نژاد ہے اور لارا کی ان کاوشوں کے پیچھے اس کا ہاتھ ہے۔"

"ممکن ہے ایسا ہو۔"

"ہمیں اس عورت سے ہوشیار رہنا ہو گا۔"

"ہم سب سے ہوشیار ہیں لیکن ایک بات میں خاص طور سے آپ سے کہنا چاہتا ہوں مسٹر جیوا۔"

"ضرور۔"

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپ کے اندازے اپنی جگہ لیکن آپ ذرا برابر کوئی کوشش نہیں کریں گے کیونکہ اس وقت میرے لیے جتنی مشکلات ہیں آپ کو اس کا اندازہ نہیں ہے۔ آپ دونوں کو میرا مطلب ہے آپ کو اور آپ کی سکریٹری کو میں نے مافیا کے ایجنٹوں کی حیثیت سے ریکی گولڈ پر سوار کردیا ہے۔ جبکہ مارشل لارا ریکی گولڈ کے کپتان سے گہرے تعلقات رکھتا ہے۔ کسی بھی غلط جنبش سے پانسا پلٹ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مسٹر جیوا۔ حقیقت آرمن بھی نہیں جانتا۔ مافیا کے منصوبے کے مطابق میرا کام ختم ہوگیا ہے میرے ساتھ جو لوگ موجود ہیں وہ بھی مخبر بن سکتے ہیں آپ میری پوزیشن سمجھ رہے ہیں نا۔"

"اچھی طرح۔ اچھی طرح۔ آپ بالکل مطمئن رہیں مسٹر ریگو' ہم نے تو صرف اپنا شبہ ظاہر کیا ہے اور اب تو کھیل ہی بدل گیا ہے وہ کوئی ہوں ہمیں کیا۔"

"مجھے تو ابھی کپتان کو بھی پھانسنا ہے۔ یہ کام میں دو روز سفر میں کروں گا۔"

"ہم سمجھے نہیں۔"

"ایرین پوائنٹ پر جب آپ کا سودا مکمل ہو جائے گا تو آپ کو آپ کے وطن اسی جہاز سے پہنچنا ہوگا۔ اس کے لیے میں کروما کو الگ سے معاوضہ دوں گا اور آپ کو آپ کے وطن تک پہنچا کے ہی میرا کام ختم ہوگا۔"

کسی کی آمد پر گفتگو کا یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ ریکی گولڈ لنگر اٹھانے کے لیے تیار ہوگیا تھا۔ ہم سب اس کے ساحل چھوڑنے کا منظر دیکھنے لگے۔

سارڈینیا کا ساحل دور ہوتا جارہا تھا اور میں پر خیال انداز میں دور ہٹتی ہوئی زمین کو دیکھ رہا تھا۔ میرے دماغ میں کھچڑی پک رہی تھی۔ ابھی صحیح معنوں میں کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ ہرچند کہ ہم سارڈینیا سے چل پڑے تھے لیکن ابھی راستے کے مراحل باقی تھے۔ رشید ناگی کو مکمل پروگرام معلوم تھا۔ اسے ایرین پوائنٹ پہنچنا تھا لیکن معاوضے کا سونا لے کر نہیں بلکہ ایک ایسا جہاز لے کر جو انجینئرز اور مشینری کو ہمارے ساتھ لے کر خاموشی سے پاکستان کی سرحدوں میں داخل ہو جائے۔ جیوا اور اس کی سکریٹری کو بھی آزادی نہیں دی جاسکتی تھی کیونکہ اس سے دشمن پر بہت سے انکشافات ہوسکتے تھے۔ میں نے ریکی گولڈ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اسے ایرین پوائنٹ سے واپس کر دیا جائے گا۔ بعد کے عوامل کے لیے کچھ مشکل مرحلے پیش آسکتے تھے لیکن وطن عزیز کے لیے جس پیمانے پر

کام ہو رہا تھا میں اس کے لیے اپنا ہر مفاد قربان کرسکتا تھا اور بعد کی مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے تیار تھا۔ لارا کو کیپٹن کروما پر پورا اعتماد تھا لیکن ہم کھیل ہی دوسرا کھیل رہے تھے ریکی گولڈ کو کسی قیمت پر پاکستان کے ساحل تک نہیں لے جایا جاسکتا تھا کیونکہ بعد میں اس کے لیے مشکلات پیش آجاتیں۔ آرمن کا کام اس پروگرام کو سیٹ اپ کرنا تھا مافیا کے تعاون سے یہ سیٹ اپ بھی ضروری تھا۔ اس پروگرام میں کئی سقم تھے لیکن میری مشکلات بھی اہمیت رکھتی تھیں۔ پورے سترہ افراد کی زندگی اور پاکستان کے لیے ایک اہم پلانٹ کا حصول۔ اس کے لیے سب کچھ قربان کیا جاسکتا تھا۔

آخری عمل کے طور پر میں نے موقع ملتے ہی مخصوص ٹرانسمیٹر پر سعید خان کو کال کیا اور اس سے رابطہ قائم ہوگیا۔ "دانش منصور۔" میں نے کہا۔ سعید خان سمجھ گیا کہ لائن کلیئر ہے۔

"یس چیف۔"

"ہمارے پروگرام کا آخری مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔ آرمن مطمئن نہیں ہے شاید کچھ عرصے کے بعد وہ غیر مطمئن ہو جائے۔ تمہیں ہوشیار رہنا ہوگا۔"

"کچھ تفصیل بتا دیں چیف۔"

"ہوسکتا ہے مافیا مشکوک ہو جائے اگر کوئی مشکل صورت حال پیش آجائے تو تم روپوش ہوسکتے ہو۔"

"سمجھ رہا ہوں چیف۔ آپ مطمئن رہیں۔"

"بس اور کچھ نہیں۔"

"اوکے۔"

سلسلہ منقطع کرکے میں مطمئن ہوگیا۔ تمام کام بخوبی جاری تھے پھر لارا اور کپتان کروما نے مجھ سے ملاقات کی۔ لارا یا اسلام احمد نے کہا۔

"ہم رات کو نو بجے ڈیمو کے ساحل سے گزریں گے۔ وہاں تمام انتظامات مکمل ہیں۔ اسلحے کا اسٹیمر مطلوبہ جگہ پہنچ جائے گا ہمیں اسلحہ کھلے سمندر میں ان لوڈ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں کیپٹن کروما آپ کی ہدایت چاہتا ہے مسٹر ہٹ مین۔"

"اندازاً" ہمیں یہ کام کس وقت کرنا ہوگا؟"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

”نو بجے کے بعد کسی بھی وقت۔ ہمارے کوڈ متعین ہو چکے ہیں۔“ کیپٹن کروما نے کہا۔

”کیا بحری پولیس کی مداخلت کا خدشہ تو نہیں ہے؟“

”یہ خدشہ ہمیں نہیں پیش آئے گا بس اسٹیمر والوں کو ہوشیار رہنا ہوگا۔ ہمارے خاص آدمی ہیں اور بہترین وسائل رکھتے ہیں لیکن پھر بھی ہوشیار تو رہنا ہوگا۔ ہم چونکہ بین الاقوامی سمندر میں ہوں گے اور ڈیمو کی سمندری حدوود سے باہر اس لیے ہمارے سفر میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔“

”تو پھر ٹھیک ہے بس انہی لوگوں کو اپنا کام بخوبی سرانجام دینا ہوگا میرے خیال میں اور کوئی پیچ نہیں رہ جاتی۔“ دیر تک ہم اس موضوع پر بات کرتے رہے لیکن میرے سپرد ایک اور ذمے داری تھی میں نے تمام پہلو مدنگاہ رکھے تھے۔ اسلحے کا معاملہ ڈی ڈی جیوا کے علم میں نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ ہم ہر طرح سے اس کو بے بس سمجھ کر مطمئن نہیں ہوسکتے تھے۔ ایسا ہوتا تو اتنا لمبا کھیل کھیلنے کی ضرورت ہی کیا تھی آسانی سے جیوا کو قابو میں کرکے یہ ہمارا کام مکمل کرلیا جاتا لیکن میں نے اسے اتنا آسان نہیں سمجھا تھا اور جیوا کی شخصیت کو مدنگاہ رکھا تھا۔ ہوسکتا ہے یہ صرف میری سوچ اور کاوش ہی ہو لیکن دشمن کو احمق سمجھ کر اس کی جانب سے بے پروا ہوجانے کے نتائج کبھی اچھے نہیں نکلتے اس لیے میں کسی حماقت کا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا۔ میں نے اس بات کو بھی مدنگاہ رکھا تھا اور اس کے لیے میں رات کے تقریباً آٹھ بجے مسٹر ڈی ڈی جیوا اور منیشا گھنشام کو لے کر ان کے کیبن میں پہنچ گیا۔ دونوں مطمئن تھے۔ جیوا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے یہ سب کچھ بہت عجیب محسوس ہو رہا ہے۔ میں نے لاتعداد مشکل کاروبار کیے ہیں لیکن یہ میری زندگی کا سب سے مشکل کاروبار ہے میں منیشا سے یہی باتیں کرتا رہا ہوں اگر ہمیں اس میں کامیابی حاصل ہو جائے تو یوں سمجھ لو کہ یہ سودا ہمارے لیے ہماری زندگی کا یادگار سودا رہے گا۔“

”کیوں نہیں مسٹر جیوا‘ لیکن اس کامیابی میں اگر کی گنجائش کہاں سے پیدا کرلی آپ نے؟“

”دیکھو دوست تم بہت بڑے بڑے کام کرچکے ہوگے تمہیں اپنے اوپر مکمل اعتماد ہوگا لیکن ہم تو نئے ہیں ناں۔ ہمارا خوف اپنی جگہ بحال ہے۔“

”آپ کو مطمئن رہنا چاہیے مسٹر جیوا‘ جو ذمے داری میں نے سنبھال لی ہے اب اسے تکمیل تک پہنچانا بھی میرا فرض ہے۔“

”ہمیں تمہارے اوپر پورا پورا بھروسا ہے۔“

میں نے منیشا سے کہا۔ ”منیشا جی اپنے کیبن میں کچھ پلوائیں گے نہیں؟“

”بتایئے کیا پئیں گے؟“

منیشا کا تو انداز گفتگو ہی عجیب ہوتا تھا‘ ہمیشہ مرمٹنے والی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہتی تھی۔ میں نے کافی کی فرمائش کی تو وہ باہر نکل گئی۔ جہاز پر کافی کا حصول کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ بس اطلاع دینی ہوتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جہاز کے ایک سرونٹ نے ہمارے لیے کافی مہیا کردی‘ مجھے جیوا اور منیشا کی کافی کی پیالیوں میں وہ مخصوص گولیاں حل کرنا تھیں جنہیں میں نے پروگرام کے تحت اپنے ساتھ رکھا تھا اور اب میں نہایت صفائی سے یہ کام سرانجام دینا چاہتا تھا۔ منیشا نے کافی کی دو پیالیاں بنا کر میرے اور جیوا کے سامنے رکھیں اور پھر اپنے لیے کافی بنانے لگی۔ کافی کا پاٹ ایک چھوٹی سی سینٹر ٹیبل پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے نہایت چالاکی سے اس پر ہلکا سا ہاتھ مارا اور پاٹ کا ڈھکن نیچے گر پڑا اس دوران منشیا اپنے لیے بھی کافی انڈیل چکی تھی۔ میں نے معذرت کرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا تو منیشا نے جلدی سے نیچے جھک کر پاٹ کا ڈھکن اٹھالیا۔ جیوا کی توجہ بھی ایک لمحے کے لیے اس طرف مبذول ہوئی تھی‘ دونوں گولیاں ان کی پیالیوں میں منتقل ہوگئیں۔ ان کے فرشتوں کو بھی احساس نہیں ہوسکا تھا اس طرح میرا کام مکمل ہوگیا بے چاروں کو رات کا ڈنر تک نصیب نہیں ہوسکا تھا میرے سامنے ہی وہ صوفوں پر لڑھک گئے تھے اور میں اپنی کافی ختم کرکے وہاں سے اٹھ گیا تھا۔ برتن اسی طرح رہنے دیے گئے۔ غرض یہ کہ میرا کام بن گیا اور اس کے بعد رات کو تقریباً پونے دس بجے اسٹیمر سے اسلحہ ریکی گولڈ پر منتقل ہوا۔

مافیا کے آدمیوں کو مجھ پر بھروسہ تھا۔ چنانچہ ان کے لیے کسی تشویش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا جہاز کے کپتان نے بھی اپنے عملے کو سنبھالے رکھا تھا۔ یہ کام بھی خوش اسلوبی سے سرانجام پاگیا اور اسٹیمر کے واپس جانے کے بعد ہم لوگوں نے گہری سانسیں

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

لیں۔ اب مارشل لارا کو اس سارے پروگرام سے آگاہ کر دینا ضروری تھا کیونکہ بعد میں اگر میں اس کی تفصیل اسے بتاتا تو اس کے لیے پریشانی کا باعث ہوتی۔

کیپٹن تو برج پر چلا گیا تھا اور جہاز کو اس کی منزل کی جانب رواں دواں کر دیا گیا تھا۔ میں اسلام احمد اور شازیہ کے کیبن میں پہنچ گیا۔ دونوں مجھے دیکھ کر مسرور انداز میں مسکرائے تھے' میں نے ہنس کر کہا۔

"کہو ڈیئر سارا منصوبہ کیسا چل رہا ہے؟"

"الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ہم تمہارے سحر میں گرفتار ہیں ڈیئر فیصل' کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ بلاشبہ یہ ہماری زندگی کا مشکل ترین مرحلہ ہے اور کامیاب ہونے کے بعد ہم برسوں اسے نہیں بھول سکیں گے۔"

"اس مرحلے کی تکمیل میں جن دلچسپ مراحل سے گزرنا پڑا ہے تم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے اسلام احمد۔"

"یقیناً"۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ اتنی آسانی سے نہ ہو گیا ہوگا بلکہ میں تو اب یہ سوچتا ہوں کہ اگر میں اپنے طور پر ہی یہ ساری کارروائی کرتا تو میرا حشر کیا ہوتا' آرمن ان تمام واقعات سے واقف ہو چکا تھا۔ میرا خیال ہے ہمارے لیے زندگی ہی مشکل تھی' نہ صرف ہمارے لیے بلکہ ان سترہ افراد کے لیے بھی جو اب مطمئن اور مسرور ہیں اور اپنے وطن جانے کے خوش آیندہ تصور کے ساتھ ساتھ ان کے چہروں پر پھول ہی پھول کھلے ہوئے ہیں۔"

"خدا ان پھولوں کو ہمیشہ کھلائے رکھے لیکن جو انکشاف میں تم پر کر رہا ہوں اسلام احمد اسے سن کر تمہیں اپنے حواس پر قابو رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ حالانکہ مجھے اب بھی خدشہ ہے کہ کہیں یہ انکشاف ہمارے اس سفر کے لیے نقصان دہ نہ ہو جائے لیکن تمہیں اور شازیہ کو خود پر قابو رکھنا ہوگا۔ تمہیں اس سے آگاہ کرنا اس لیے ضروری ہے مائی ڈیئر کہ کہیں بعد میں میرے لیے تم اپنے دل میں کوئی غلط خیال نہ لے آؤ۔"

دونوں کے چہرے ہونق ہو گئے تھے اور وہ حیران نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اغوا کر کے ایک مکان میں قید کر دیا گیا تھا جہاں سے میں نے تمہیں رہائی

دلائی۔ کیا تمہارے ذہن میں کوئی تصور آتا ہے کہ تمہیں اغوا کرنے والے کون ہوسکتے ہیں؟"

"بخدا ابھی گفتگو کے دوران میں اور شازیہ یہی بات کر رہے تھے کہ وہ مسئلہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ کوئی بھی ڈسکلوز نہیں ہوسکا' ہم نے تو ایسے لاتعداد دشمن بھی نہیں پالے ہوئے تھے جو یہ عمل کریں۔ آرمن اس لیے مطمئن تھا کہ تم اس کے لیے کام کر رہے ہو' یہ ساری باتیں کچھ سمجھ میں نہیں آئیں۔ ویسے کیا تم ان لوگوں کے بارے میں جانتے ہو میرے دوست؟"

"ہاں۔"

"کون تھے ہو؟" اسلام احمد نے شدید تجسّس سے پوچھا۔

"ہم۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا اور دونوں کے منہ حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔

"ک ک کیا مطلب۔ کچھ سمجھ میں نہیں آئی بات؟"

"وہی تفصیل میں تمہیں بتانے جارہا ہوں اور یقیناً" یہ تفصیل تمہارے لیے نہایت دلکش ہوگی۔" شازیہ اور اسلام احمد کے چہرے سرخ ہو گئے تھے۔ وہ یہ راز جاننے کے لیے بے چین تھے اور میں اپنے ذہن میں وہ الفاظ مربوط کر رہا تھا جس میں انہیں اس بارے میں مکمل تفصیل بتائی جاسکے۔

===☆☆☆☆===

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسلام احمد اور شازیہ تصویر حیرت بنے میری صورت دیکھ رہے تھے شاید میرے الفاظ بھی ان کی سماعت قبول نہیں کر پا رہی تھی۔ اسلام احمد نے پھر اسی انداز میں کہا۔

"مم میں.......... میرا مطلب ہے ہم سمجھ نہیں سکے۔ کیا کہا آپ نے مسٹر فیصل.........."

"آپ لوگوں کو اغوا کر کے وہاں قید کرنے والا میں تھا۔" شازیہ نے آنکھیں بند کرلیں اور چکراتے ہوئے ذہن میں وہ الفاظ بٹھانے کی کوشش کرنے لگی جو میں نے ادا کیے تھے۔ اسلام احمد نے کہا۔

"خدا کے لیے فیصل صاحب کچھ تفصیل تو بتایئے' ہم لوگ شاید دماغی طور پر اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ اب ہم سے دماغی جھٹکے برداشت نہیں ہوتے' خدا جانے ہماری یہ کاوشیں کب اپنی انتہا کو پہنچیں گی۔"

"نہیں میرے دوست اس انداز میں نہ سوچو۔ خیر میں تمہیں بہت زیادہ تجسّس میں مبتلا نہیں رکھوں گا' بات اصل میں یہ ہے اسلام احمد کہ تم نے اپنے انسانی اور مذہبی جذبات کی بنیاد پر جس مشکل کام کا بیڑا اٹھایا تھا اس میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ انسانی جذبے کارفرما تھے اور جب کسی معاملے میں بات صرف انسانی جذبوں کی رہ جاتی ہے تو وہ قوتیں اس میں کارفرما ہو جاتی ہیں جو بہر طور انسانیت کو زندہ رکھنے کی خواہاں ہیں۔ میں نہیں کہتا میرے دوست کہ اگر میں تم تک نہ پہنچتا اور ان سارے معاملات سے میرا اس قدر گہرا تعلق نہ ہو جاتا تو تمہارے اس مشن کا کیا بنتا لیکن یقین کرو آرمن تمہاری

توقع سے زیادہ خطرناک انسان ہے تم نے جو کچھ کیا بالآخر اس کے علم میں آگیا اور اس نے مافیا سے اس کے سلسلے میں مدد طلب کرلی۔ یہ بھی شکر تھا کہ بات مجھ تک پہنچی اور یہ ذمے داری میرے سپرد کی گئی' آرمن یہودی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ دنیا بھر کے یہودی اس وقت اسرائیل کے لیے ساری دنیا میں کام کر رہے ہیں اور ان کی تمام تر کاوشیں اسرائیل کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لیے ہیں۔ بہرحال یہ ایک جذبہ ہے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی یہودیت کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ وہ لوگ کسی بھی کاروباری موقعے کو ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ ان کی ذہنیت ہے۔ آرمن کی ملاقات ڈی ڈی جیوا نامی ایک ایسے شخص سے ہوئی جو خود بھی ایک کاروباری آدمی ہے تمہارے اس پلانٹ کے سلسلے میں ڈی ڈی جیوا سے اس کاروباری معاملہ چل پڑا۔ ڈی ڈی جیوا نے اپنے طور پر آرمن کو ایک پیش کش کی اور کہا کہ اگر وہ ان سترہ افراد اور پلانٹ کے بقیہ حصے کو جیوا کے ہاتھوں فروخت کرنے پر تیار ہو جائے تو جیوا اپنے وطن کے لیے اسے معقول معاوضہ دینے کے لیے تیار ہے اور یہ بات تم جانتے ہو اسلام احمد کہ دھرم داس جیوا کے ملک اور اسرائیلی حکام میں کس قدر مفاہمت ہے' دونوں کا مشن یکساں ہے اور دونوں ہی عالم اسلام کے خلاف ہر طرح کی جدوجہد کرنے میں مصروف ہیں۔ آرمن نے سوچا کہ مافیا کی معرفت یہ کام ہو تو رہا ہی ہے اگر یہ ادھورا پلانٹ اسرائیل پہنچ بھی جاتا ہے تو پہلی بات تو یہ کہ اسرائیل کو براہ راست کوئی فائدہ نہیں ہوگا' دوسری بات یہ کہ ایک کثیر سرمائے کے عوض اسے صرف چند تعریفی اسناد مل جائیں گی جبکہ اس کے برعکس ڈی ڈی جیوا اسے بہترین معاوضے کی پیش کش کر چکا تھا۔ چنانچہ اس نے یہ ساری کارروائی ڈی ڈی جیوا کے ہاتھ فروخت کر دی۔"

"ہیں۔" شازیہ کے منہ سے متحیرانہ انداز میں نکلا۔

"کہانی تو ابھی بہت آگے ہے' پچاس لاکھ ڈالر کا معاملہ جیسا کہ میں تم لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے ہاتھ آگیا اور مجھے اس کا معاوضہ بھی مل گیا کیونکہ ڈی ڈی جیوا نے آرمن کو یہ رقم ادا کر دی تھی۔ یہاں سے آرمن اس کھیل سے الگ ہو گیا۔ مسٹر ڈی ڈی جیوا خود بھی ایک ایسے ملک کے باشندے ہیں جہاں کے بارے میں بڑی دلچسپ روایتیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے ہی رابطہ قائم کر کے ایک اور تجویز پیش کی' انہوں

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے کہا یہ ادھورا پلانٹ اگر وہ اپنے وطن لے بھی گئے تو اس سے انہیں صرف یہی مراعت مل سکتی ہے کہ سرکاری پیمانے پر انہیں نواز دیا جائے گا' کچھ تعریفیں کی جائیں گی لیکن اتنی بڑی رقم خرچ کرکے جب انہوں نے سودے کا حساب لگایا تو انہیں یہ احساس ہوا کہ وہ شدید گھاٹے میں رہیں گے انہوں نے سوچا کہ جب آرمن نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے تو انہیں کیا پڑی ہے کہ وہ اپنے اس فیصلے پر عمل درآمد کریں۔ حکومت پاکستان کو اپنے ان سترہ آدمیوں اور اس پلانٹ کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا جو بڑا حصہ وہاں پہنچ چکا ہے وہ بہر طور اس بقیہ حصے کے بغیر بے مقصد ہے پھر سب سے بڑی بات ان سترہ قیمتی انجینئروں کی ہے جو حکومت پاکستان کے لیے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ جیوا نے مجھ سے ایک بہت بڑے معاوضے کا تذکرہ کرکے یہ پروگرام ترتیب دیا کہ کیوں نہ پلانٹ کا بقیہ حصہ حکومت پاکستان کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے۔ انہیں یہ بتا دیا جائے کہ یہ اسکیم ڈس کلوز ہو چکی ہے اور اس وقت ان سترہ آدمیوں کی زندگی اور پلانٹ کا بقیہ حصہ خطرناک لوگوں کی تحویل میں ہے۔ اگر وہ اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک عظیم معاوضے کے تحت یہ سترہ آدمی اور پلانٹ انہیں دیا جا سکتا ہے۔"

"میں نے ڈی ڈی جیوا کی پیش کش قبول کرلی اور اس کے بعد حکومت پاکستان سے رابطہ قائم کیا' نتیجے میں چند ایسے افراد وہاں کی نمائندگی کرنے کے لیے آئے جنہیں اس سودے کے اختیارات دے دیئے گئے تھے' مسٹر ڈی ڈی جیوا نہیں چاہتے تھے کہ وہ لوگ کسی بھی طرح مارشل لارا سے ملاقات کرلیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کے لیے بھی کوئی انتظام کروں نتیجے میں میرے دوستو' تمہیں اغوا کرکے اس مکان تک پہنچانا پڑا تاکہ اس سودے کی تکمیل بخیر و خوبی ہو جائے اور جب اس سودے کی تکمیل ہوگئی تو میں نے تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیا۔"

"شازیہ اور اسلام احمد کا چہرہ تاریک ہوگیا تھا۔ ان کی آنکھوں میں خوف کے آثار بیدار ہوگئے تھے۔ میں نے پریشان نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم لوگ کچھ خوفزدہ ہوگئے.......... خیریت.........."

شازیہ نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر اسلام احمد کی جانب دیکھا۔ دونوں کے ذہن میں غالباً" کوئی ایک خیال آیا تھا اور دونوں ہی اس خیال میں ڈوب گئے تھے۔ اسلام احمد

نے کہا۔

"مگر مسٹر فیصل آپ میرا مطلب ہے آپ.........."

"اُفوہ.......... کیا تم یہ سوچ رہے ہو کہ تمہیں یہ سب کچھ بتانے کا کوئی مقصد ہے' کیا تمہارے ذہن میں یہ خیال آیا ہے مائی ڈیئر اسلام احمد کہ ہوسکتا ہے میری ذہنی کیفیت کچھ بدل گئی ہو اور اب میں کوئی مالی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"نہیں ایسا نہیں ہے۔ مم مگر۔ مگر۔"

"ہاں کہو۔"

"میرے خدا! ایسے ایسے لمبے جال بکھرے ہوئے ہیں ہمارے گرد اور ہم ان سے بے خبر ہیں۔"

"تمہارا ان سے باخبر ہونا اتنا ضروری بھی نہیں ہے اسلام احمد کیونکہ میں کام کر رہا ہوں۔ ابھی ابھی غالباً" تمہارے ذہن میں یہی خیال گزرا ہے کہ کہیں میں نے کوئی اور گیم تو نہیں شروع کر دیا اور تمہیں اس کی تفصیل بتانے کا مقصد یہی ہے کہ اب میں تم سے کہوں کہ ریکی گولڈ میرے قبضے میں ہے اور تم لوگ میرے قیدی ہو' بہرحال تمہاری سوچ ہے' میں کیا کرسکتا ہوں ابھی تو کہانی اس سے بھی کچھ آگے ہے۔"

دونوں کے چہرے جھک گئے پھر شازیہ نے کہا۔ "نہیں تم میرے ہم وطن ہو فیصل۔ میں اللہ پر پورا پورا بھروسہ رکھتی ہوں۔ تم جو کچھ بھی ہو لیکن وطن پرستی میں پیچھے نہیں رہو گے۔ اگر ہمارے اس اعتماد کو شکست ہوتی ہے تو صرف یہی سوچا جاسکتا ہے کہ اس میں اللہ کی کوئی بہتری ہوگی۔"

"اس سے آگے کی کہانی سنو۔ حکومت پاکستان کے جو افراد اس سلسلے میں گفتگو کرنے آئے' میرا ان کے ساتھ بھی ایک معاہدہ ہوگیا ہے اور تم لوگ بخیر و خوبی اپنے اس تمام سازو سامان کے ساتھ پاکستان واپس پہنچو گے' بس تمہیں بتانے کا مقصد یہ تھا کہ محتاط رہنا' ڈی ڈی جیوا اپنی سکریٹری کے ساتھ ریکی گولڈ پر موجود ہے۔"

"ہیں.........." ایک بار پھر شازیہ اچھل پڑی۔

"ہاں لیکن تمہیں یہ سب کچھ نہ بتانے کا مقصد یہ بھی تھا کہ تمہاری ذات سے کسی کمزوری کا اظہار نہ شروع ہو جائے کوئی ایسی کمزوری جو بعد میں کسی شکل میں نقصان نہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

باعث بن جائے کیا میں اس بات کی امید رکھوں کہ تم ایسی کسی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرو گے۔"

اسلام احمد نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "انسان کا دل شیطانی وسوسوں کی آماجگاہ ہوتا ہے اور یہ کم بخت دل بڑا بے ایمان ہے ایک لمحے میں بھٹک جاتا ہے حالانکہ بات صاف ہے، تمہیں اگر ہمیں کوئی نقصان پہنچانا ہی مقصود ہوتا تو ہم سے اس کا تذکرہ کیوں کرتے......... سوری اس کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام نہیں لوں گا۔ ایک لمحے کے لیے دل میں وحشت بیدار ہوئی تھی لیکن اب یہ احساس ہوتا ہے کہ حماقت کی بات تھی، سوری ڈیئر فیصل ویری سوری مگر وہ دونوں ہیں کہاں، کس شکل اور کس حلیے میں ہیں کم از کم نشان دہی تو کردو۔"

"ناممکن ہے اور غیر مناسب بھی ہے، بس اس انکشاف کو اپنے ذہن میں رکھنا۔ اس وقت بھی میں ایک خطرہ مول لے کر تمہارے پاس یہ کہانی سنانے کے لیے آیا ہوں، آیندہ ہمیں محتاط رہنا ہے، ویسے مجھے کروما کے بارے میں بتاؤ اب تک کی اس کی تمام کارروائی اس بات کی نشاندہی ہی کرتی ہے کہ یو ایس کروما تمہارے اچھے ساتھیوں میں سے ہے لیکن کیا وہ ہم سے ہر مرحلے پر تعاون کرے گا۔"

"اب تک اس نے جو کچھ کیا ہے اس سے تمہیں خود اندازہ ہو جانا چاہیے فیصل..........."

"اس کا مقصد ہے کہ وہ مکمل بھروسے کا آدمی ہے۔"

"ہاں۔ وہ میرا بہت پرانا دوست بھی ہے اور سچ یہ ہے کہ دوستی ہی کی بنیاد پر یہ ساری کارروائی ہو رہی ہے ورنہ کون کسی کی مشکل میں اس طرح ساتھ دیتا ہے۔"

"گڈ۔ اصل میں آگے بھی ہمیں اس سے کچھ کام لینے ہیں اور اسی لیے میں نے تمہیں اس تمام تفصیل سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا تھا۔"

"یوں سمجھ لو ڈیئر فیصل کہ کروما ہمیں پاکستان تک پہنچاتے ہوئے ہر وہ کام کرنے کے لیے تیار ہے جس کی ہمارے اس مشن کو ضرورت ہو۔"

"گڈ۔ اچھا پھر اجازت۔" میں نے کہا اور بمشکل تمام وہ لوگ مجھے اجازت دینے پر آمادہ ہوئے۔ ان کے چہروں پر اب بھی شدید حیرت کے نقوش منجمد تھے اور وہ اس بات

پر بے حد حیران تھے کہ واقعات کس طرح پیچ در پیچ ان کے ارد گرد بدلتے رہے ہیں اور انہیں اس کی خبر تک نہیں ہو سکی۔

میں ان سے رخصت ہونے کے بعد واپس اسی کیبن میں آ گیا۔ اصل میں اب ایسا کوئی کام نہیں تھا جو مجھے سر انجام دینا ہو ڈیمو کا گیم ختم ہو گیا تھا اور اسلحہ جہاز پر منتقل ہو چکا تھا، کروما نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا تھا اور اب تو ڈیمو بھی بہت دور رہ گیا تھا۔ میں نے ڈی ڈی جیوا اور مینشا گھنشام کو اسی لیے بے ہوش کیا تھا کہ انہیں اس عمل کی خبر نہ ہو سکے۔ باقی سب ٹھیک تھا لیکن میں جانتا تھا کہ وہ اس بے ہوشی پر حیران ضرور ہوں گے۔ رات کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ بیچاروں نے البتہ میں نے ایک اوپن ائر جگہ بیٹھ کر جسے ریستوران بھی کہا جاسکتا تھا اپنے لیے ہلکا پھلکا کھانا طلب کر لیا۔ کھانے سے فراغت کی اور واپس ڈی ڈی جیوا کے کیبن میں پہنچ گیا۔ وہ دونوں اسی طرح لڑھکے ہوئے تھے، میں نے بھی آج کی رات اسی کیبن میں گزارنا مناسب سمجھا اور پھر خود بھی انہی کے انداز میں ایک طرف لیٹ گیا، نجانے کیا کیا سوچیں دامن گیر رہی تھیں، بعد میں نیند بھی آ گئی تھی، گویا میں نے یہ اظہار کیا تھا کہ میں بھی انہی کی طرح طویل بے ہوشی کی نیند گزارتا رہا ہوں۔ صبح کو واقعی اس وقت سو رہا تھا جب مینشا گھنشام نے میرے پورے جسم پر لد کر مجھے جھنجوڑا۔ جھنجوڑنے کا یہ انداز ذرا تبدیل تھا۔ غالباً اس طرح وہ اپنی کسی حس کی تسکین بھی چاہتی تھی۔ میں جاگ گیا مینشا گھنشام کا بوجھ میں نے خود پر سے ہٹایا اور وہ عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھنے لگی ایک لمحے میں میری تمام حسیات بیدار ہو گئی تھیں اور مجھے یاد آ گیا تھا کہ رات کو میں نے کیا کھیل کھیلا ہے۔ میں نے فوراً ہی اس طرح کی اداکاری شروع کر دی جیسے دماغ چکرا رہا ہو اور میں اپنے اس طرح یہاں موجود ہونے پر حیران بھی ہوں۔ بہرحال میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ مسٹر ڈی ڈی جیوا ابھی تک انٹا غفیل تھے۔ مینشا نے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے یہ، کیا تھا یہ سب کچھ۔"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے مس مینشا پلیز یہ سب۔ کیا ہے یہ سب۔"

"اوہ مائی گاڈ! کچھ ہوا ہے ہمارے ساتھ، ہم تینوں بیک وقت بے ہوش ہو گئے تھے کیوں آخر کیوں.........؟" مینشا گھنشام کے جگائے بغیر مسٹر جیوا اٹھ کر بیٹھ گئے تھے اور

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہم دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے متعجبانہ انداز میں کہا۔

"یوں لگتا ہے کہ کافی خواب آور تھی۔"

"کیا میں آپ سے سوال کر سکتا ہوں مسٹر جیوا کہ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"کک کیا۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔" انہوں نے سوال کیا اور میں سرد نگاہوں سے انہیں گھورتا رہا۔ میرے اس طرح گھورنے پر مسٹر جیوا گھبرا گئے اور صفائی پیش کرتے ہوئے بولے۔

"بھگوان کی سوگند اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ۔ کافی میں خواب آور دوا میں نے ڈالی تھی تو یہ تمہاری بھول ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے دیکھو کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہونا۔ اس سفر کے دوران ہماری پوزیشن کافی مخدوش ہے۔ اگر تم ہی کسی غلط فہمی میں پڑ گئے تو میرا کیا بنے گا۔ دیکھو جو قسم چاہو لے لو مجھ سے۔ میں نے یا منیشا نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی۔ بس جو کچھ بھی ہوا ہے کہیں اور سے ہوا ہے۔ مجھ پر شک نہ کرنا۔"

"تب مجھے تعجب ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔ اچھے مسٹر جیوا خود کو سنبھالیے۔ بات معمولی نہیں ہے مجھے اس کا پتا لگانا پڑے گا۔"

"ضرور ضرور۔ میں اس سلسلے میں تمہارا ساتھی ہوں۔" میں ان لوگوں کو اسی چکر میں پڑا چھوڑ کر باہر نکل آیا۔ میرا کام اطمینان بخش طور پر پایہ تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔ وہ حیران تھے لیکن بہرحال اس سے کوئی خاص فرق بھی نہیں پڑتا تھا۔

معمولات جاری رہے ریکی کولڈ کا سفر پرسکون تھا۔ کیپٹن کروما حالات سنبھالے ہوئے تھا۔ دن میں عرشے پر اسلام احمد اور شازیہ سے بھی ملاقات ہوئی' وہ لوگ اب تک حیران تھے۔ شازیہ نے مسکرا کر کہا۔

"یقین کرو تم نے ہماری رات کی نیند حرام کر دی اور ہم پر تم سے معافی مانگنا بھی واجب ہے۔"

"کیوں.........؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"بڑے خوفزدہ ہوگئے تھے۔ ہماری باگ ڈور اس وقت تمہارے ہاتھ میں ہے' اسلام نے اقرار کیا ہے کہ وہ خود تمہاری ذہنی قوتوں کا پاسنگ بھی نہیں ہے' ہم اس بات

پر پورا پورا یقین رکھتے ہیں کہ خدانخواستہ اگر تم ہمارے خلاف کچھ کرنے پر آمادہ ہوگئے تو ہمیں سمندر کی گہرائیوں میں بھی ٹھکانا نہیں ملے گا۔ بعد میں خود اپنے اس خیال پر شرمندہ ہوگئے' تم جو کچھ ہمارے لیے کر رہے ہو ہماری طرف سے اس کی مکمل اجازت ہے اور ہم اپنے اس خیال پر شرمندہ ہیں۔"

میں نے مسکرا کر گردن ہلائی اور کہا۔ "بہرحال شازیہ میری دعا ہے کہ تم اپنے اس نیک مشن میں کامیابی حاصل کرلو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

دوپہر کے بعد آسمان پر بادل چھا گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا آسمان بادلوں سے ڈھک گیا۔ یو ایس کروما کے خلاصی ان تمام انتظامات میں مصروف ہوگئے جو بارش کی شکل میں کیے جاسکتے ہیں پھر بہت ہلکی ہلکی پھوار پڑنے لگی اور موسم میں ایک خوشگوار سی کیفیت بیدار ہوگئی۔ میں خود بھی اس موسم سے لطف اندوز ہو رہا تھا' عرشے کے ایک دور دراز گوشے میں کھڑے ہو کر میں اس پھوار کا مزہ لینے لگا۔ تاحد نگاہ سمندر کی موجیں بکھری ہوئی تھیں لہریں سفید سفید نشانات چھوڑ کر اٹھتیں اور معدوم ہو جاتیں' نجانے ان لہروں میں کیا کیا کہانیاں لکھی ہوئی تھیں' حسرت و یاس کی ایک طویل داستان' ایک ایسے انسان کی کہانی جسے اس کائنات میں سب کچھ حاصل تھا لیکن اس کے باوجود اس کے اندر ایک تڑپ تھی ایک پیاس تھی۔ وہ تمام حسین چہرے جو میرے گرد آبکھرے تھے ان کی قربتیں' ان سے شناسائیاں اور ان سب سے دور پرے ایک ایسی صورت جس میں سب کچھ سما جاتا تھا۔ رخسار' جسے میں نے بہت عرصے کے بعد اپنے ذہن کی گہرائیوں میں قبول کیا تھا جو بلاشک و شبہ ان سب سے مختلف تھی' محبت و ایثار کا پیکر' میرے لیے مشکلات برداشت کرنے والی اور مجھ سے کچھ نہ طلب کرنے والی۔ ہاں اس کی جگہ منفرد تھی اور اس جگہ کو کوئی پر نہیں کر سکتا تھا۔ عقب سے خوشبوئیں بکھریں اور میں نے گھوم کر دیکھا کسی کے قدموں کی چاپ بھی سنائی دی تھی۔

منیشا گھنشام تھی' دھانی رنگ کے لباس میں ملبوس بال سنوارے میرے عقب میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔ میں نے چہرے پر سپاٹ سے آثار پیدا کر لیے۔

منیشا کی حسین آنکھوں میں موسم کا سارا تاثر نظر آرہا تھا۔ مجھے بڑی میٹھی نگاہوں سے دیکھنے لگی پھر بولی۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ تنہائی کیوں..........؟" کیا کوئی بھی اس قابل نہیں کہ ان تنہائیوں کا ساتھی بن سکے۔

میں نے ریلنگ سے کمر ٹکا کر کہا۔ "نہیں مس مینشا انسان کی خواہش تو ہوتی ہے کہ اسے اچھے ساتھی حاصل ہوں لیکن ہر خواہش تو پوری نہیں ہو جاتی۔"

"ہر کام کے لیے کچھ قدم آگے بڑھانے پڑتے ہیں ڈیئر ریگو اور پھر تم تو انتہائی ہینڈسم آدمی ہو' خوب صورت' توانا' کسی کے بھی خوابوں کا مرکز بن جانے والے۔ تم ایسی بات کرتے ہو کہ حیرت ہوتی ہے' وقت بدل چکا ہے' پہلے زبانوں پر تالے لگے ہوا کرتے تھے لیکن اب سارے تالے ٹوٹ چکے ہیں اور یہ بھی وقت کی ضرورت ہی ہے۔ کیا تمہارے دیوانوں نے تم سے اظہار عشق نہ کیا ہو گا.........."

"یا تو مجھے دیوانے تلاش کرنے نہیں آتے یا پھر آپ کا تجزیہ غلط ہے' ایسی کوئی بات ہوئی نہیں ہے۔"

"نہ میرا تجزیہ غلط ہے اور نہ خیال۔ میں اپنے دل میں تمہارے لیے بہت گنجائش پاتی ہوں۔ اول تو تمہاری شخصیت اور پھر تمہارے اندر کی گہرائیاں.......... ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ سمجھنے والوں سے دور رہے ہوگے جو تمہیں پاسکتے ہیں وہ بھلا تمہیں کیسے نظرانداز کر سکتے ہیں۔ تم تو بہت بڑی شخصیت ہو ماسٹر برین اور پھر یہ نوجوانی اس چھوٹی سی عمر میں آکر آدمی اس قدر آگے نکل جائے تو میں تو سمجھتی ہوں کہ اس کا مقام ہی دوسرا ہوتا ہے۔"

"یا تو موسم آپ پر اثر انداز ہے مس مینشا یا شاید آج میری تقدیر زور مار رہی ہے کہ مجھے ان حسین الفاظ سے نوازا جارہا ہے۔"

"تم یقین کرو مسٹر ریگو' میں نے تو جب پہلی ہی بار تمہیں دیکھا تھا تو نجانے کیا کیا آرزوئیں میرے دل میں مچل اٹھی تھیں تمہاری شخصیت تو اپنی جگہ .... لیکن تمہارا اپنا ایک سیٹ اپ اور وقار جو ہے وہ میرے لیے اس سے بھی زیادہ دلکش ہے۔ کسی کو اگر تمہاری قربت حاصل ہو جائے تو وہ کیا سے کیا بن سکتا ہے۔ میں تمہیں اپنے مزاج کے بارے میں بتا چکی ہوں۔ میرے دل میں شدید آرزو ہے کہ مافیا کی رکن بن کر کم از کم ماہری کی حیثیت حاصل کراوں مگر ہر کام کے لیے ایک ابتدا درکار ہوتی ہے ایک سہارا

چاہیے ہوتا ہے' اب تک مجھے کوئی ایسا سہارا نہیں مل سکا ورنہ ذہنی طور پر میں کم تر نہیں ہوں۔ ہر کام کے لیے ایک پاسبان عقل ضروری ہوتا ہے نا۔ بس سمجھ لو اسی سے محروم رہی ہوں کوئی ایسا نہیں مل سکا آج تک جو مجھے میری شخصیت میں اپنالے۔ کوئی میری سفارش نہ کرے مجھے میری ہیئت سے قبول کیا جائے اور پھر مجھے وہ سب کچھ بتایا جائے سکھایا جائے' جس کی تڑپ میرے دل میں ہے۔"

"بہت انوکھی باتیں کر رہی ہیں مس مینشا' ایسی باتیں شاید اس موسم میں پگھل پگھل کر دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہیں۔ کہیں یوں نہ ہو کہ آپ میرے دل کی گہرائیوں میں جابسیں۔"

اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور حسرت بھرے انداز میں بولی۔

"یہ وہ الفاظ ہیں جو زندگی کو تہ و بالا کر دیتے ہیں' پلیز مجھے خوابوں میں نہ کھینچ لے جائیں مسٹر ہٹ مین ریگو۔"

"ویسے مس مینشا اس میں ایک اعتراض ہے مجھے۔"

"کیا.........؟" اس نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"آپ مائنڈ کر جائیں گی۔"

"اور اگر میں وعدہ کروں کہ میں مائنڈ نہیں کروں گی تو.........."

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔ "شخصیتیں اگر تقسیم ہوں تو آپ خود سوچئے کہ ایک شخص کیسے ذہنی طور پر یک سو ہو سکتا ہے۔"

"وہ میرے الفاظ کو سمجھ نہیں پائی تھی۔ چند لمحات مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔"

"کچھ وضاحت کریں گے مسٹر ریگو..........!"

"صاف بات ہے مس گھنشام۔ آپ کا تعلق مسٹر ڈی ڈی جیوا سے ہے۔ انہی کی ہم وطن بھی ہیں۔ میں اگر آپ سے مخلص ہو بھی جاتا ہوں تب بھی بہر طور آپ مسٹر جیوا کے دباؤ میں تو رہیں گی۔ ایک ایسا آدمی جسے کسی خاص بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی وہ صرف ذاتی بنیادوں پر یا اگر میں یہ کہوں کہ دل کے تقاضوں سے مجبور ہو کر کسی کے لیے کچھ کرنا چاہے اور اسے اس شخصیت پر دوسرے کا تسلط محسوس ہو تو آپ خود سوچئے کہ وہ کسی کے لیے کیا کر سکتا ہے؟"

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"دیکھیے مسٹر ریگو' ضرورتیں انسان کو کسی بھی ایک شخص سے مخلص ہونے پر مجبور کر دیتی ہیں اور میرے نزدیک اچھا انسان وہی ہے' جو جس سے منسلک ہو اس کا وفادار رہے لیکن مسٹر جیوا کے لیے کام کرتے ہوئے میری زندگی ان کی قید میں نہیں چلی گئی۔ وہ میرے سامنے موجود نہیں ہیں لیکن میں ان کی یہ تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکوں گی کہ انہوں نے مجھے ہر طرح سے مطمئن رکھنے کی کوشش کی ہے ہمیشہ میرے لیے اچھے انداز میں سوچا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر میں ان سے کہوں کہ اپنے بہتر مستقبل کے لیے اب میں اپنی خدمات مسٹر ریگو کو دینا چاہتی ہوں تو شاید مسٹر ڈی جیوا انکار نہیں کریں گے بلکہ آپ سے میری سفارش ہی کریں گے۔"

میں دل ہی دل میں ہنسا اور سوچا کہ اے احمق لڑکی اگر ایسا کچھ ہوا بھی تو مسٹر جیوا کی سوچ اس سے مختلف نہیں ہوگی کہ مافیا اس کی گرفت میں آجائے۔ تم اس وقت بھی انہی کے لیے کام کرو گی۔ تاہم اگر کوئی احمق بننا چاہے تو اسے احمق بننے سے روکنا کوئی مناسب بات تو نہیں تھی۔

بہت دیر تک میں مینشا گھنشام سے باتیں کرتا رہا شام تیزی سے ڈھل رہی تھی۔ پر لطف بات یہ تھی کہ بارش تیز نہیں ہوئی تھی اس مدھم پھوار نے تو مزید قیامت ڈھادی تھی۔ رفتہ رفتہ وہ خلاصی جو اس خوف کا شکار ہوگئے تھے کہ تیز بارش ہو جائے گی اور انہیں سمندری موسم کی سختیاں برداشت کرنا پڑیں گی اب اس مدھم بارش سے مطمئن ہوگئے تھے۔ موسم کا رنگ بتاتا تھا کہ بارش تیز نہیں ہوگی' ایک عجیب سرمستی فضا میں دوڑ گئی تھی اور اس کے اثرات نمایاں ہوگئے تھے غالباً" کیپٹن کروما نے بھی خلاصیوں کو اجازت دے دی تھی کہ وہ زندگی بھرپور طریقے سے انجوائے کریں۔ نتیجے میں جگہ جگہ ٹولیاں جم گئی تھیں اور جہاز پر رقص و موسیقی کی محفلیں گرم ہوگئیں۔ ہر شخص اپنے کام میں مصروف تھا اس سے غافل نہیں تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ موسم کی دلکشی سے بھی محفوظ ہو رہا تھا۔ میں نے مسٹر ڈی جیوا کو بھی ان تمام معمولات میں دلچسپی لیتے ہوئے دیکھا۔ شازیہ اور اسلام احمد بھی بہر طور انسان ہی تھے۔ خاص طور سے مافیا کے وہ لوگ میرے لیے دلچسپی کا باعث تھے جو بظاہر مشینی روبوٹس بن چکے تھے' حالانکہ زندہ انسان تھے لیکن مافیا کی ٹریننگ نے اور اس کے اصولوں کی سختیوں نے ان لوگوں کو مشین

Uploaded By Muhammad Nadeem

بنا دیا تھا مگر فطرت ہر ایک سے اس کا احساس چھین لیتی ہے۔ وہ لوگ بھی انہی تفریحات میں مشغول تھے۔ مینشا گھنشام مسکراتی نگاہوں سے ان تمام چیزوں کو دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"آج کا وقت میں تمہارے کیبن میں گزاروں گی' انکار تو نہیں کرو گے۔"

"نہیں مس مینشا۔"

"تو پھر اپنے کیبن میں میرا انتظار کرو۔ میں ابھی تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔"

"ابھی نہیں۔ میرا خیال ہے ہماری نشست ڈنر کے بعد جمے تو زیادہ دلچسپ .... ہوگی۔ ہوسکتا ہے اس وقت تک مسٹر جیوا کو تمہاری ضرورت پیش آجائے۔"

"نہیں مسٹر جیوا سے میں چھٹی لے چکی ہوں تاہم تمہارا کہنا درست ہے لیکن میں اپنے قریب سے تمہیں ہٹنے نہیں دوں گی۔"

ہم نے ساتھ ہی ڈنر کیا۔ جہاز کی محفلوں میں حصہ لیتے رہے اور اس کے بعد مینشا میرے ساتھ میرے کیبن کی طرف چل پڑی جب میں اپنے کیبن کے دروازے تک پہنچا تو اس نے کہا کہ وہ ابھی تھوڑی دیر میں آتی ہے ذرا لباس وغیرہ تبدیل کر آئے ویسے بھی ہمارے لباس اچھے خاصے بھیگ چکے تھے۔ میں نے گردن ہلا دی اور وہ اپنے کیبن کی جانب چلی گئی۔ اندر آکر میں نے بھی لباس تبدیل کیا اور مس مینشا کا انتظار کرنے لگا' کچھ دیر کے بعد وہ شب خوابی کے لباس میں ملبوس ہاتھ میں ایک نہایت نفیس باسکٹ اٹھائے ہوئے اندر آئی۔ باسکٹ میں مختلف قسم کی بوتلیں اور گلاس موجود تھے۔ اس کے علاوہ سائفن اور برف بھی تھا جسے وہ فریج سے نکال کر لائی تھی۔ اس نے گلاس میز پر سجا دیے اور مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ تب میں نے اپنے چہرے پر غم آلود مسکراہٹ پیدا کرلی اور مینشا نے اسے محسوس کر کے چونکتے ہوئے کہا۔

"خیریت۔ کچھ یاد آیا۔"

"ہاں مس مینشا۔"

"کیا.........."

"ایک دور تھا جب یہ رنگین زندگی میرے لیے معمولی حیثیت رکھتی تھی لیکن بعد میں ڈاکٹر نے مجھ پر حرام کر دیا اس کا کہنا ہے کہ میں السر کا شکار ہوں اور شراب میرے

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

معدے میں تیزاب بن کر اترے گی۔ طویل عرصے سے ترک کی ہوئی ہے اور پہلے جو تکلیف تھی اب ختم ہوگئی ہے لیکن آپ کا حکم سر آنکھوں پر..........''

''ارے نہیں نہیں' اگر کوئی ایسی بات ہے تو کیا فرق پڑتا ہے تمہارے حصے کے جام بھی میں ہی پی لوں گی۔'' اور مینشا نے شراب نوشی شروع کر دی' مجھ سے باتیں بھی کرتی جارہی تھی اور رفتہ رفتہ بہکتی بھی جارہی تھی اور پھر وہ حلق تک بھر گئی اور بڑی دلچسپ گفتگو کرنے لگی۔ اس نے ایفل ٹاور کے بارے میں بتایا کہ وہ اس کے نانا جان کی ملکیت ہے' تاج محل پر اپنے حقوق کا شجرہ بتانے لگی۔ ساری دنیا پر اس نے تھوڑی ہی دیر میں قبضہ کرلیا تھا اور میرے حلق میں قہقہے مچل رہے تھے۔ میں نے کہا۔

''مس مینشا اتنی بڑی شخصیت ہے آپ کی اور آپ ڈی ڈی جیوا جیسے کنجوس آدمی کے جال میں پھنسی ہوئی ہیں؟''

''ارے نہیں نہیں وہ کنجوس نہیں ہے' بڑا منچلا آدمی ہے' لٹانے پر آتا ہے تو لاکھوں لٹا دیتا ہے۔ ہاں فطرت میں کمینہ پن ضرور ہے جو اس کا خاندانی ورثہ ہے۔ ویسے شاید تمہیں اس بات پر یقین نہ آئے کہ وہ دنیا کے گنے چنے دولت مندوں میں سے ہے۔ اتنی دولت ہے اس کے پاس کہ بہت سوں کے پاس نہیں ہوگی۔ وہ چالاک آدمی ہے ورنہ اپنے اتنے بڑے مفاد کو ٹھکرانہ دیتا۔''

''کون سا مفاد؟'' میں نے پوچھا تو اس نے بوجھل پلکیں اٹھا کر مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

''مطلب یہ ہے کہ پہلے وہ اپنے کے لیے یہ سب کچھ کرنے پر راضی ہوگیا تھا۔ وہ تو شاید بعد میں اسے عقل آگئی۔''

''ہاں ہاں ہاں۔ تھوڑا سا جذباتی آدمی بھی ہے لیکن اس ملک میں کروڑوں افراد بستے ہیں جو ملک کے لیے کچھ کر دیتے ہیں ان کی پذیرائی ہو جاتی ہے اور جو نہیں کرتے وہ بے نام مرجاتے ہیں۔''

''بالکل۔ میں مسٹر جیوا کے اس فیصلے سے اتفاق کرتی ہوں۔ اب دیکھو نا یہ سب کچھ ادھورا تھا۔ ہمارا ملک اس کی کوئی پذیرائی بھی نہ کرتا اور مسٹر جیوا کا کروڑوں ڈالر کا نقصان ہو جاتا۔ یہ فیصلہ تو میرے خیال میں انہوں نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔''

''اس کے پس پردہ کوئی اور بات معلوم ہوتی ہے مس مینشا اور بھلا آپ سے زیادہ مسٹر جیوا کے بارے میں کون جان سکتا ہے۔''

''اس میں کوئی شک نہیں ہے' مسٹر جیوا میرے اوپر پورا پورا بھروسہ کرتے ہیں' جب انہوں نے پاکستان سے یہ سودا کیا تو اس کے بعد صرف مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ میں ان کے پلاننگ ڈپارٹمنٹ کی انچارج بھی ہوں۔ ان کے ہر ان اور آؤٹ کو جانتی ہوں اور اس کے بعد میں ان کی ہدایت کے مطابق نیپلز آگئی۔ جانتے ہو پاکستان سے جو گولڈ آئے گا وہ کہاں وصول کیا جائے گا..........؟''

''ایرین پوائنٹ پر۔''

''تم نے ایک پوائنٹ پر غور ہی نہیں کیا۔'' وہ ہنستی ہوئی بولی۔

''وہ کیا..........''

''ایرین پوائنٹ پر گولڈ اس شپ پر لے لیا جائے گا لیکن مائی ڈیر اس کا کیا ثبوت ہے اور اس کی کیا گارنٹی ہے کہ گولڈ کے شپ پر پہنچنے کے بعد گولڈ مسٹر جیوا ہی کی ملکیت رہے' کیپٹن کروما بھی ہے تم بھی ہو اور دوسرے بھی ہیں ہو سکتا ہے سب کی نیت بدل جائے۔''

''ارے ہاں یہ تو میں نے غور ہی نہیں کیا تھا۔''

''ہم نے کیا تھا اور اس کے انتظامات کر کے میں یہاں پہنچی ہوں۔''

''کیا انتظام کیا ہے تم نے اس کا؟''

''سب میرین۔ سب میرین۔''

''کیا مطلب۔'' میرا دماغ ایک دم بھک سے اڑ گیا۔

''ایرین پوائنٹ پر ہماری سب میرین ہمارا انتظار کرے گی اور جب ہم ایرین پوائنٹ پر پہنچ جائیں گے اور لین دین کی بات مکمل ہو جائے گی تو یہ گولڈ سب میرین میں منتقل ہو جائے گا اور سب میرین مسٹر جیوا کو لے کر چل پڑے گی۔''

''ارے کیسی باتیں کر رہی ہو تم۔'' میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

''مسٹر جیوا کے پاس اپنی سب میرین موجود ہے۔''

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہی تو میں تم سے کہہ رہی تھی کہ تم دنیا کے اس دولت مند ترین آدمی کو نہیں جانتے۔ مسٹر جیوا کے پاس سب میرین ہی نہیں اس کے اپنے ذاتی شپ اور ائر کرافٹ بھی ہیں۔ تم کیا سمجھتے ہو اسے بہت بڑا آدمی ہے وہ۔"

"لیکن میں یہ بات نہیں مان سکتا کہ سب میرین ایرین پوائنٹ پر پہنچ جائے گی۔"

"پہنچ جائے گی' بلکہ پہنچ گئی ہے' مجھے اس کی رپورٹ موصول ہو چکی ہے۔ اس کا پورا عملہ مجھ سے ہی رابطہ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ایرین پوائنٹ کے گرد چکر لگا رہی ہے اور وقت مقررہ پر وہاں پہنچے گی۔ ڈی ڈی جیوا بے وقوف آدمی نہیں ہے۔"

"ان حالات میں جو تم نے مجھے بتائے ہیں۔ واقعی وہ بے وقوف آدمی نہیں ہے آج میں نے یہ بات تسلیم کر لی۔"

اتنی شاندار معلومات حاصل ہونے کے بعد مجھ پر میشا گھنشام کے تمام تر حقوق کو پامال کرنا میری فطرت کے خلاف ہے لیکن رات کے آخری حصے میں میری تشویش انتہا کو پہنچ گئی تھی کیونکہ سب میرین کے بارے میں مجھے پہلے سے علم نہیں تھا اور نہ ہی رشید ناگی اس بارے میں کچھ جانتا تھا اس کے علاوہ ڈیمو سے ریکی گولڈ کا سفر اچھا خاصا طویل ہو چکا تھا' اگر میں بار سلوتا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں تو دعوے سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس ٹرانسمیٹر پر کامیاب ہو جاؤں گا یا نہیں جو مجھے مافیا کی جانب سے فراہم کیا گیا تھا۔ تاہم اب اس کا زیادہ وقت نہیں نکال سکتا تھا' کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ویسے تو اس عجیب و غریب ٹرانسمیٹر کے حیطہ عمل کے بارے میں مجھے حیران کن رپورٹیں دی گئی تھیں لیکن اب وہ وقت آ گیا تھا کہ میں اسے مکمل طور پر استعمال کر کے دیکھوں۔ میشا گھنشام دو بوتلوں کے نشے میں ڈوبی ہوئی تھی اور اس وقت اگر اس کی گردن پر چھری بھی پھیر دی جاتی تو اسے ہوش نہیں آ سکتا تھا چنانچہ میں نے برق رفتاری سے انتظامات کیے اور اس کے بعد سعید خان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ میں امید و بیم کی کیفیت میں اس ٹرانسمیٹر کو دیکھ رہا تھا اور جب مجھے کلیئرنس سگنل ملا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں نے سعید خان کو پکارنا شروع کر دیا۔ زیادہ وقت نہیں گزارنا چاہتا تھا میں۔ سعید خان کی آواز بالکل صاف سنائی دی تھی۔

"لیتھ اشمیر"

"اوہ مائی ڈیئر سعد' میں ہوں' دانش منصور۔"

"سر خیریت' کہاں سے بات کر رہے ہیں جہاں تک میری اطلاع ہے آپ کو اب تک سمندر میں ہونا چاہیے تھا۔ اوہو سوری چیف سوری' یقیناً" آپ سمندر میں ہیں' مجھے اس کے سگنل مل رہے ہیں۔"

"سعید خان بہت مختصر وقت میں کچھ ہدایات سنو اور جس طرح بھی ممکن ہو سکے انہیں رشید ناگی تک پہنچا دو۔"

"یس سر۔ یس سر۔ رشید ناگی سے ابھی میرا تھوڑی دیر کے بعد رابطہ ہونے والا ہے' ہمارے درمیان یہ بات طے ہو گئی ہے۔"

"تو پھر سنو۔ ایرین پوائنٹ پر رشید ناگی پہنچے گا تو وہاں اسے ریکی گولڈ ملے گا سارے معاملات ریکی گولڈ سے ہی طے ہوں گے لیکن زیر سمندر ایک سب میرین موجود ہو گی اور یہ سب میرین مسٹر ڈی ڈی جیوا کی ہے۔ مسٹر ڈی ڈی جیوا اسی کے ذریعے جائیں گے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ زیر سمندر وہ کیا منصوبہ لے کر آئے ہیں' ہو سکتا ہے گولڈ سب میرین پر منتقل ہو جائے تو مسٹر ڈی ڈی جیوا سب میرین ہی کے ذریعے دونوں جہازوں کو تباہ کرنے کی کوشش کریں اور اس کے بعد وہ اپنے ملک میں سرخرو واپس جائیں اور یہ تمام تفصیلات بتا دیں۔ نامکمل پلانٹ تو وہ واقعی اپنے ملک کے حوالے نہیں کر سکیں گے لیکن کم از کم اس سلسلے میں تمام تفصیلات وہ اپنے ملک کو دے کر اس سے مراعات حاصل کر سکتے ہیں اور پھر اتنا قیمتی گولڈ تو ان کے قبضے میں ہو گا ہی۔"

سعید خان سکتے میں رہ گیا تھا۔ وہ کچھ نہ بول سکا تو میں نے اسے پھر کال کیا۔

"تم سن رہے ہو سعید خان.........؟"

"جی چیف۔"

"تو پھر رشید ناگی سے کہو کہ اسے اپنے جہاز پر خاص قسم کے انتظامات کر کے ایرین پوائنٹ پر پہنچنا ہو گا۔ ایسے انتظامات جو اس انکشاف کی روشنی میں کار آمد ہوں۔"

"چیف اس کے علاوہ کچھ؟"

"نہیں لیکن بہت جلد اور اگر ممکن ہو سکے تو پھر مجھے اوکے کی رپورٹ دو۔"

"بالکل ممکن ہو سکے گا چیف لیکن آپ جاگ رہے ہیں؟"

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

”ہاں بالکل‘ میں جاگتا رہوں گا‘ پتا نہیں یہاں کے اور تمہارے ہاں کے وقت میں کیا فرق ہے مجھے وقت بتاؤ؟“

سعید خان نے وقت بتایا جس میں واقعی خاصا فرق تھا‘ میں نے اسے مقامی وقت بتایا‘ یعنی سمندر میں اس وقت گھڑیاں جو بتا رہی تھیں ہم نے اس کا تعین کرلیا اور سعید خان نے کہا کہ وہ ہمارے حساب سے صبح ہونے سے پہلے اس سلسلے میں جو کچھ بھی ممکن ہوسکے گا جواب دے گا‘ بعد کا وقت جاگ کر گزارنے کے علاوہ میں اور کیا کر سکتا تھا۔ چنانچہ جاگتا رہا‘ کوئی دو گھنٹے کے بعد مجھے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا‘ سعید خان کے علاوہ اور کون ہوسکتا تھا‘ اس نے صرف ایک لفظ کہا۔

”اوکے چیف‘ اوکے۔“ اور اس کے بعد ادھر سے آواز آنا بند ہوگئی‘ میں نے آنکھیں بند کرکے گہری گہری سانسیں لیں اور پھر ٹرانسمیٹر کو اس کی جگہ واپس رکھ کر اپنے بستر پر لیٹا اور آرام کی گہری نیند سوگیا۔

شازیہ اور اسلام احمد یہ جاننے کے بعد کہ دوران سفر ایک اور معرکہ پیش آنے والا ہے‘ بڑے متجسس ہوگئے تھے‘ اپنے آپ کو لیے دیے رکھنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ سادہ لوح لوگ تھے اسلام احمد بلاشبہ ایک مہم جو رہا ہوگا لیکن اب وہ خاصا مختلف طبیعت کا مالک نظر آرہا تھا اور اس سے یہ اظہار ہو رہا تھا کہ وہ سادہ لوح ہے نجانے کس طرح اس نے اتنے بڑے کام کا بیڑا اٹھالیا تھا‘ بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کام اس کی اپنی حیثیت سے بہت آگے کا کام تھا اور میرے وطن کے لیے نہایت ہی موثر اور کارآمد۔ بالآخر سفر کے یہ شب و روز اس نہج پر پہنچ گئے جب ہمیں ایک شاندار معرکے سے گزرنا تھا‘ ڈی ڈی جیوا کا مجھ سے مسلسل رابطہ رہا تھا اور اس نے بارہا مجھ سے اس بارے میں گفتگو کی تھی اور کہا تھا کہ میں اگر مناسب سمجھیں تو کپتان یو ایس کروما سے گفتگو کرلوں‘ میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تھا کہ پہلے سے کسی کو اپنے معاملے میں ملوث کرلینا سود مند نہیں ہوگا‘ یو ایس کروما کو بروقت یہ سب کچھ بتایا جائے تو زیادہ موزوں رہے گا تاکہ اسے سوچنے کا موقع نہ مل سکے‘ جیوا اس سلسلے میں متجسس تھا‘ اس نے کہا۔

”کہیں یوں نہ ہو کہ کروما اس بارے میں ہم سے اتفاق نہ کرے حالانکہ سب کچھ

اسی طرح ہوگا جس طرح یہ لوگ چاہتے ہیں لیکن پھر بھی کروما کی مداخلت خطرناک ہوسکتی ہے۔“ جب ایرین پوائنٹ نزدیک آگیا تو میں نے پہلے برج پر کیپٹن کروما سے ملاقات کی‘ اس وقت اسلام احمد کو بھی میں نے ساتھ ہی رکھا تھا‘ کیونکہ سارا کھیل اسلام احمد ہی کا تھا‘ میں نے کیپٹن کروما سے کہا۔

”اور اس وقت مجھے تم سے نہایت اہم گفتگو کرنا ہے مسٹر کروما‘ کیا تم مجھے کچھ وقت دے سکو گے؟“

کروما نے سیکنڈ آفیسر کو اپنے ذمے داریاں سونپیں اور ایک تنہا گوشے میں چلا آیا‘ میں نے خاص طور سے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ ڈی ڈی جیوا پر نظر رکھیں‘ میں نے کیپٹن کروما سے کہا۔

”ہم لوگ ایرین پوائنٹ پر پہنچنے والے ہیں اور وہاں وہ اہم کام سرانجام پا جائے گا جس کے لیے یہ مشن ترتیب دیا گیا ہی‘ مسٹر کروما اصل صورت حال یہ ہے کہ ایک پاکستانی شپ جو بحریہ کا شپ ہوگا‘ ایرین پوائنٹ پر پہنچے گا اور اس سے کچھ منتقل کیا جائے گا‘ بظاہر جو پروگرام آپ کے علم میں ہے موجودہ حالات میں تھوڑا سا پروگرام مختلف ہوگیا ہے کیونکہ ایک سب میرین بھی زیر سمندر وہاں پر ہمارے استقبال کے لیے موجود ہوگی اور وہ سب میرین ہمارے لیے خطرناک ہوسکتی ہے۔ ہمیں سمتوں کے سلسلے میں ذرا ہوشیار رہنا ہے لیکن مائی ڈیئر‘ اصل کام جو ہے وہ یہ ہے کہ تمہیں ایک شخص سے ملایا جائے گا۔ وہ ایک سرمایہ دار ہے اور اپنے الگ منصوبے پر کام کر رہا ہے‘ اس کے بارے میں مارشل لارا سب کچھ جانتے ہیں چنانچہ باقی کام جو کیا جارہا ہے مارشل لارا ہی کی ہدایت پر کیا جارہا ہے۔“

”مجھے کیا کرنا ہے جناب؟“ کیپٹن کروما نے پوچھا۔

”وہ شخص اپنا ایک منصوبہ تمہارے سامنے پیش کرے گا اور تمہیں اس کے لیے کچھ رقم کا لالچ دیا جائے گا‘ ایک لالچی شخص کی حیثیت سے اس کی یہ پیشکش قبول کرلینا اس سے ہمیں ہمارے کام میں آسانی ہو جائے گی‘ پہلے یہ سب کچھ ہمارے ذہن میں نہیں تھا اور ہم یہی سوچ رہے تھے کہ ہمارا کام دوسری شکل میں ہو جائے گا لیکن جب سے سب میرین کے بارے میں علم ہوا ہے۔ تب سے پروگرام میں تھوڑی سی تبدیلی کرنا

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ضروری ہوگیا ہے لیکن آپ کو اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اس کا انتظام ہم لوگ خود کرلیں گے مگر مسٹر ڈی ڈی جیوا سے ملاقات ضروری ہے' آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔" کیپٹن کروما نے اسلام احمد کو دیکھا اور اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں مسٹر کروما' آپ یوں سمجھ لیجئے کہ جو کچھ ہم لوگ کر رہے ہیں' اس میں سرفہرست اور اول مقام میرے دوست ہٹ مین ریگو کا ہے اور یہی اس پروگرام کو ہینڈل کر رہے ہیں۔"

"مائی ڈیئر لارا' شاید تمہیں میرے خلوص پر اتنا یقین نہیں آیا ہوگا' جتنا خلوص میرے دل میں تمہارے لیے موجود ہے' تم یوں سمجھ لو میں نے بھی اپنی زندگی کا بہت بڑا رسک لیا ہے تمہارے لیے' لمحوں میں وقت اور حالات بدلتے ہیں' پتا نہیں اس کے نتائج مجھے کتنے عرصے تک بھگتنا پڑیں لیکن میں اس کے لیے تیار ہوں اور جو کچھ تم کہو گے اسے اسی کے مطابق سرانجام دوں گا۔"

"میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ دوستوں کے معاملے میری تخلیق آسمان کی طرح بلند ہے اور مجھے ہمیشہ ہی اچھے دوست ملے ہیں' میں تمہاری دوستی پر ناز کرتا ہوں۔" کیپٹن کروما میری خواہش کے مطابق ڈی ڈی جیوا سے گفتگو کرنے کے لیے تیار ہوگیا تھا' جیوا کو میں نے ہوا بھی نہیں لگنے دی تھی کہ اصل صورت حال کیا ہے' بہرحال میں نے ان دونوں کی ملاقات کروائی' کیپٹن کروما میرے معتمد کی حیثیت سے خفیہ طریقے سے جیوا سے ملا اور اس نے حیرانی سے کہا۔

"حالانکہ میں آپ کو ایک غیر متعلق آدمی سمجھتا تھا لیکن ہٹ مین ریگو نے جو انکشافات کیے ہیں وہ میرے لیے نہایت باعث حیرت ہیں۔" ڈی ڈی جیوا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور میرے لیے یہ بات حیران کن ہے کیپٹن کروما کہ آپ مارشل لارا کے خاص آدمیوں میں شمار کیے جاتے ہیں لیکن آپ مجھے ہٹ مین ریگو کے اچھے دوست نظر آتے ہیں۔"

کیپٹن کروما زیر ہدایت گفتگو کر رہا تھا' اس نے خشک لہجے میں کہا۔

"مسٹر جیجا دنیا میں ہر شخص سب سے پہلے اپنے مفاد کو عزیز رکھتا ہے اور اس کے

بعد دوسرے کے بارے میں سوچتا ہے جو لوگ اپنے آپ کو بہت زیادہ مخلص اور ہمدرد ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں' میرے نزدیک وہ جھوٹے ہوتے ہیں' کیونکہ ہمارے بیشتر راستے ہمارے اپنی ضرورتوں کے لیے ہوتے ہیں' مارشل لارا سے بھی میری دوستی اسی بنیاد پر ہوئی ہے کہ اس نے مجھے اس ساری مہم کے لیے ایک معقول رقم پیش کی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ رقم میری ضرورت ہے اور اگر اس میں کوئی ایسا کام ہو سکتا ہے جس سے مجھے بڑی رقم حاصل ہو جائے تو ظاہر ہے میں اس سے کیوں گریز کروں گا۔"

"بڑی دلچسپ بات ہے' ہٹ مین ریگو ان پورے واقعات میں دولت سرفہرست رہی ہے اور اس کے لیے بڑے پیچیدہ حالات سے گزرنا پڑا ہے ہم تمام لوگوں کو' اب دیکھو نا آرمن نے وہ پلانٹ میرے ہاتھوں فروخت کیا' میں نے دوسرے ملک کے ہاتھ اور غالباً" تیسری آمدنی کیپٹن کروما کی ہو رہی ہے خیر میں مسٹر کروما کی اس بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ انسان کے لیے سب سے پہلی اولیت اپنے مفادات کی ہوتی ہے باقی سارے کھیل بعد کے ہوتے ہیں۔ خیر میں بے کار گفتگو میں وقت ضائع نہیں کروں گا کیونکہ مجھے اندازہ ہوچکا ہے کہ اب ہم ایرین پوائنٹ پر پہنچ رہے ہیں اور اگر میرا خیال غلط نہیں ہے مسٹر کروما تو شاید اگلے بارہ گھنٹے کے اندر اندر ہم اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔"

"ہاں جس جگہ کو ایرین پوائنٹ کے نام سے پکارا جاتا ہے وہ شاید اب چھے یا سات گھنٹے کی مسافت پر ہے۔"

"آپ جہاز کے کپتان ہیں' سمندر کے بارے میں ہم سب سے زیادہ آپ جانتے ہوں گے مگر معاف کرنا ہٹ مین ریگو' ہر آدمی اپنی گفتگو میں مارجن رکھتا ہے۔ میں نے بھی اپنی گفتگو میں مارجن رکھا تھا' وہ لوگ عقل مند نہیں ہوتے جو اپنے تمام معاملات دوسروں کے سپرد کر دیتے ہیں اور اس سلسلے میں کیپٹن کروما کے وہ الفاظ دہراؤں گا کہ ہر شخص اپنے مفادات کا حامی ہوتا ہے۔"

"کیا آپ اس گفتگو کو طویل نہیں کر رہے مسٹر ڈی ڈی جیوا۔" میں نے کہا۔

"ہاں معذرت چاہتا ہوں اصل میں میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ کچھ ضروری امور میں نے تم سے بھی چھپا سے ہٹ مین اب ان کے ڈس کلوز کرنے کا وقت آگیا ہے۔"

میں نے حیران نگاہوں سے مسٹر جیوا کو دیکھا حالانکہ میں ان ضروری امور کے

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

بارے میں جانتا تھا اور میری بہت ہی زیادہ پیاری پیاری مینشا گھنشام نے جو مستقبل کی ماتا ہری بننے والی تھی' شراب کے نشے میں ڈوب کر مجھے تمام [illegible] بتا چکی تھی۔ تاہم ابھی اپنے آپ کو محتاط رکھنا تھا۔

مسٹر جیوا نے کہا۔ "ایرین پوائنٹ پر ہمارے درمیان گولڈ کا تبادلہ ہوگا۔ حکومت پاکستان کے نمائندے اپنے شپ پر وہاں پہنچیں گے اور یہ گولڈ ریگی گولڈ پر منتقل کر دیا جائے گا لیکن ظاہر ہے کیپٹن کروما میں آپ کی مشکلات سے پوری طرح واقف تھا' چلئے یہ ساری چیزیں ہم نے حکومت پاکستان کو منتقل کر دیں تب بھی سمندر میں اور کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہو سکتا تھا جس سے میں اپنے وطن واپس روانہ ہو سکتا۔ آپ کو اس کے لیے بے شک مجبور کیا جاتا اور اس کا معاوضہ بھی پیش کیا جاتا لیکن دعوے سے یہ بات نہیں کہی جا سکتی تھی کہ آپ اس کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہٹ مین ریگو نے اس کا یقین دلایا تھا کہ وہ میرے وطن واپسی کا معقول بندوبست کر دے گا اور مسٹر کیپٹن کروما کو اس کام کے لیے تیار کر لے گا لیکن بہر طور میں نے اپنے طور پر بھی کچھ عمل کیا' میرے دوست ہٹ مین ریگو' میری یہ سکریٹری جو میرے ملک سے یہاں آئی ہے میرے ایک خاص منصوبے کے تحت عمل کر کے یہاں پہنچی ہے۔ ایرین پوائنٹ پر میری ایک سب میرین پہنچ جائے گی جو میری اپنی ملکیت ہے اور اس کا عملہ میرا ماتحت ہے۔ ہم یہ گولڈ ریگی گولڈ پر منتقل کرنے کے بجائے سب میرین پر منتقل کر دیں گے اور سب میرین میرے وطن کی جانب روانہ ہو جائے گی اور اس کے بعد مسٹر ہٹ مین ریگو آپ بھی شپ کے ذریعے اپنی منزل پر چلے جائیں گے' مارشل لارا وغیرہ کو جہاں جانا ہے' وہ وہاں چلا جائے گا اور کام ختم ہو جائے گا۔ کیسی رہی؟"

میں خاموشی سے ڈی ڈی جیوا کو دیکھتا رہا' اس سے اختلاف کرنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا' ہاں بس حیرانی کا اظہار مجھے ضرور کرنا چاہیے تھا اور وہ میں نے کیا تھا۔ چنانچہ ہٹ مین ریگو کی حیثیت سے میں نے ڈی ڈی جیوا سے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں مسٹر جیوا کہ آپ خود بھی ایک ذہین آدمی ہیں' میں آپ کی اس کاوش سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔"

"تھینک یو۔ تھینک یو مائی ڈیئر۔ تمہیں اس بات پر اعتراض تو نہیں ہے۔"

"بالکل نہیں۔ بلکہ یہ تو اور بہترین طریقہ ہے اس طرح تو ہم نے کیپٹن کروما کا کام ختم کر دیا ہے' کیپٹن کروما آپ کو اس بات پر اعتراض تو نہیں ہے۔"

"بھلا میرے اعتراض کی کیا گنجائش باقی رہ گئی ہے۔ آپ مجھے بتایئے؟"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ اصل میں سارا کھیل ہی بدل جائے گا کیپٹن کروما آپ کے تعاون کے بغیر تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔"

"مطلب۔" کیپٹن کروما نے تعجب سے پوچھا۔

"اصل میں مارشل لارا کے فرشتوں کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس سلسلے میں میرا سودا حکومت پاکستان سے ہو گیا ہے ہم نے مارشل لارا کو پاکستانی نمائندوں سے بھی ملنے نہیں دیا۔ سمندر میں جب اسے علم ہوگا کہ اس کا کیا دھرا چوپٹ ہو گیا ہے اور حکومت پاکستان کو یہ پلانٹ اور سترہ آدمی خریدنے پڑے ہیں تو ظاہر ہے مارشل لارا اسے بہتر محسوس نہیں کرے گا اور اپنے طور پر کوشش کرے گا' ہمیں اس وقت مداخلت کرنا ہوگی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیچ سمندر میں حکومت پاکستان کے نمائندے بدمعاملگی کرنے کی کوشش کریں' اس وقت مسٹر کیپٹن کروما ہمیں آپ کا سہارا درکار ہوگا۔"

"بھلا اس سلسلے میں' میں کیا کر سکتا ہوں؟"

کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا اور کچھ نہیں تو کم از آپ اپنے جہاز کو کنٹرول رکھیں گے اور اپنے آدمیوں کو بھی مارشل لارا کا ہم آواز نہیں ہونے دیں گے۔" ڈی ڈی جیوا نے کہا اور کیپٹن کروما سوچ میں ڈوب گیا۔ وہ بھی اچھی اداکاری کر رہا تھا حالانکہ اسے ساری صورت حال معلوم تھی لیکن وہ بہرحال میرے اشاروں پر کام کر رہا تھا' تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔

"اور اس سلسلے میں مجھے کیا معاوضہ ملے گا مسٹر ڈی ڈی جیوا؟"

"اس کا فیصلہ مجھے کرنا ہے کیپٹن کروما' معاوضے کا تعین آپ کر لیجئے' مسٹر ڈی ڈی جیوا سے میرا معاہدہ ہو گیا ہے کہ ان کے سودے کی تکمیل میں اپنی نگرانی میں کرواؤں گا اور اس کے لیے مسٹر ڈی ڈی جیوا مجھے ایک معقول معاوضہ ادا کرنے کے لیے تیار ہیں اور میں اس سلسلے میں آپ کو ایک پیش کش کرتا ہوں کہ جو معاوضہ مجھے حاصل ہوگا اس کا پانچ پرسنٹ میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کوئی تعین ہو سکتا ہے اس کا۔" کیپٹن کروما بھی اداکاری کرنے میں زیادہ دلچسپی لے رہا تھا پھر ہم نے اسے تعین کر کے بتایا اور کیپٹن کروما بخوشی اس کام کے لیے تیار ہو گیا۔ ڈی ڈی جیوا نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"مجھے خوشی ہے کہ میرے راستے آسان ہوتے جا رہے ہیں اور اس سلسلے میں دعوے سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہٹ مین ریگو جیسا ذہین آدمی ہمارے ساتھ نہ ہوتا تو میں یہ سارے معاملات ایک کاروباری آدمی کی حیثیت سے ہینڈل نہیں کر سکتا تھا بلکہ میں شاید اس کام کی ہمت ہی نہیں کر پاتا لیکن اب میرے ساتھ مافیا فورس ہے اور میں بالکل مطمئن ہوں۔" کیپٹن کروما سے ہنستے ہوئے کہا۔

"مسٹر کروما آپ اگر ایک شپ مین نہ ہوتے تو بہت اچھے اداکار ہوتے۔" کیپٹن کروما نے میری اس بات پر دل کھول کر قہقہے لگائے تھے پھر اس نے کہا۔

"اصل میں تمہاری بات پر ہنسنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بچپن سے لے کر جوانی کی اس عمر تک جس میں نوخیزیت شامل ہوتی ہے۔ میں نے اداکار ہی بننے کے خواب دیکھے تھے۔ میرے پسندیدہ اداکار مارلن برانڈو، جیک لیمن اور برٹ لنکاسٹر تھے اور میں انہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا تھا بہرحال اداکار تو نہ بن سکا کیپٹن بن گیا لیکن انسان میں جو جراثیم ہوتے ہیں تو وہ کبھی نہ کبھی ابھر ہی آتے ہیں اس وقت اداکاری کا موقع ملا تو میں نے تمہیں اس کے جوہر دکھا دیے۔" میں بھی ہنسنے لگا تھا۔

سفر کے یہ بقیہ لمحات بھی طے ہو گئے اور اس کے بعد ہم نے پاکستان فلیگ لہراتے ہوئے دیکھ لیا۔ یہ ایک عظیم جہاز تھا اور یقینی طور پر اس کا تعلق پاکستانی بحریہ سے تھا۔ ڈی ڈی جیوا دوربین سے جہاز کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یہ جنگی جہاز معلوم ہوتے ہیں، کیا کسی جنگی جہاز میں اس معاہدے کی تکمیل کرنا مناسب تھا، کہیں ایسا نہ ہو میرے دوست کہ ہمیں خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑے۔"

"اس کے امکانات نہیں ہیں مسٹر جیوا، آپ بالکل مطمئن رہیں، ہمارے پاس بھی اس کا معقول بندوبست ہے۔"

"کیا، کیا؟" جیوا نے کسی قدر خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اگر ادھر سے کوئی کارروائی ہوتی ہے تو ہم لوگ بھی جوابی کارروائی کریں گے۔"

"یہ تو، یہ تو بہتر نہیں ہو گا، اس بدعہدی کے لیے ہمارے پاس کوئی مناسب جواب نہیں ہے، نجانے کیوں میرا دل دھڑکنے لگا ہے، مجھے خطرے کا احساس ہو رہا ہے مسٹر ہٹ مین ریگو۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے جہاز کا جائزہ لیتا رہا پھر میں نے ڈی ڈی جیوا سے کہا۔

"کیا آپ کو آپ کی سب میرین سے کوئی سگنل موصول نہیں ہوا؟"

"مینشا گھنشام اس سلسلے میں مصروف ہے وہ ہمیں اطلاع دے گی۔"

میں نے خاموشی اختیار کر لی، مینشا گھنشام سے اس کے بعد ملاقات تو بے شک ہوئی تھی لیکن شاید اسے یہ گمان بھی نہیں تھا کہ نشے کے عالم میں وہ کیا انکشافات میرے سامنے کر بیٹھی ہے پھر اس نے ہمارے قریب پہنچ کر ڈی ڈی جیوا سے کہا۔

"سر آپ سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"کہو کہو۔ بے دھڑک کہو۔"

"اوم پرکاش کا میسج مل چکا ہے، وہ زیر سمندر موجود ہے اور کس قدر خوفزدہ نظر آتا ہے۔"

"کیوں؟"

"غالباً اسے اس بات کا خوف ہے کہ پاکستانی بحریہ کا جہاز جو مکمل طور پر مسلح ہے۔ یہاں موجود ہے، اس طرف سے کوئی بھی کارروائی ہو سکتی ہے۔"

"اوم پرکاش نے کوئی جواب مانگا ہے؟"

"نہیں سر، اس نے کہا ہے کہ اسے صورت حال سے باخبر رکھا جائے۔"

"ہوں، دیکھتے ہیں۔"

پاکستانی بحرین کا جہاز سمندر میں لنگر انداز ہو گیا تھا اور پھر اس سے ایک اسٹیمر چل پڑا، ریکی گولڈ کو بھی کھلے سمندر میں لنگر انداز کر دیا گیا تھا، اسٹیمر لہروں سے کھیلتا ہوا بالا آخر ریکی گولڈ تک پہنچ گیا اور ریکی گولڈ سے اس کے افراد کو اوپر آنے کے لیے سیڑھی لٹکا دی

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

گئی' رشید ناگی کو میں نے فوراً ہی پہچان لیا تھا' اس کے ساتھ دو افراد اور تھے' تینوں کو ریگی گولڈ پر خوش آمدید کہا گیا تھا' اسے خوش آمدید کہنے والوں میں مارشل لارا' میں مسٹر ڈی ڈی جیوا اور کیپٹن کردما سرفہرست تھے۔ مارشل لارا نے کسی قدر حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہیلو سر' میرا نام مارشل لارا ہے' یقینی طور پر آپ لوگوں کو میرے بارے میں معلومات حاصل ہوں گی لیکن آپ کا یہاں کھلے سمندر میں چلا آنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

رشید ناگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ کی سمجھ میں بہت کچھ آجائے گا ڈیئر مارشل لارا' ذرا میں پہلے ان لوگوں سے ملاقات کرلوں۔" پھر وہ میری جانب متوجہ ہوا۔

"مسٹر ہٹ مین ریگو' ہم معاہدے کے تحت اپنے سارے پروگرام کی تکمیل کرنے کے لیے آگئے ہیں آپ سب سے پہلے ہمیں یہ بتائیے کہ کیا آپ اپنے معاہدے کی تکمیل کے لیے تیار ہیں۔"

"مکمل طور پر' اس کا کیا سوال ہے کہ ہم بدعہدی کریں۔"

"تو پھر اپنا مال وصول کرلیں اور ہمارا مال ہمیں عنایت کر دیجئے گا۔"

"اس کے لیے ہمیں ایک طریقہ کار کا تعین کرنا ہوگا۔"

"میرا خیال ہے ہمارے ملاقات تفصیلی ہونی چاہیے طریقہ کار کا تعین آپ کرلیں۔" ڈی ڈی جیوا نے کہا۔

"اصل میں میری سب میرین' پوائنٹ پر موجود ہے' طریقہ کار یہی ہوسکتا ہے کہ گولڈ پہلے چیک کرالیا جائے اور اس کے بعد اسے سب میرین پر منتقل کر دیا جائے۔ ریگی گولڈ آپ کے سامنے ہے۔ ہماری طرف سے کوئی بدمعاملگی نہیں ہوگی۔ ہم سترہ آدمی اور پلانٹ آپ کے شپ پر منتقل کر دیں گے۔ ہمارا طریقہ کار متعین ہوچکا ہے۔"

"تو پھر ہمارے ساتھ چلئے مسٹر ڈی ڈی جیوا اور گولڈ چیک کرلیجئے۔ اگر آپ نے سب میرین کا انتظام کیا ہے تو پھر انہیں ہدایت کر دیجئے کہ وہ سطح سمندر پر آجائیں۔ کیا آپ کے پاس سب میرین پر گولڈ کو منتقل کرنے کے انتظامات موجود ہیں؟"

"پہلے میں گولڈ چیک کرلینا چاہتا ہوں۔ مسٹر ہٹ مین ریگو کیا آپ اس سلسلے میں

میرا ساتھ دیں گے۔"

"کیوں نہیں۔" میں اس کے لیے تیار ہوگیا تھا۔ مارشل لارا نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"لیکن میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی۔"

"آپ براہ کرم مطمئن رہیں۔ ڈیئر مارشل لارا ہم جو کچھ کر رہے ہیں حکومت پاکستان کے ایما پر کر رہے ہیں۔ آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے جس نیک نیتی سے جو کچھ کیا ہے اس کا مقام ہمارے دلوں میں نقش ہے۔ براہ کرم تھوڑی دیر کے لیے آپ ان معاملات سے بے تعلق ہو جائیے۔"

مارشل لارا خاموش ہوگیا۔ مسٹر ڈی ڈی جیوا کو میرے ساتھ اسٹیمر پر منتقل کیا گیا اور اس کے بعد اسٹیمر واپس پاکستانی جہاز کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ بھی اس جہاز پر پہنچ گئے۔ ایک نگاہ دیکھ کر ہی جی خوش ہوگیا تھا۔ میرے وطن کی بحریہ کا جنگی سازو سامان سے لیس جہاز تھا اور یقینی طور پر وہ شاندار انتظامات کرکے آیا تھا۔ مارشل لارا وہیں ریگی گولڈ پر کھڑا دوربین سے یہ تمام کارروائی دیکھ رہا تھا۔ ہم لوگ جہاز پر پہنچ گئے۔ یہاں بھی کچھ لوگوں نے ہمارا استقبال کیا۔ یہ ہماری بحریہ کے افراد تھے۔ جہاز کے ایک مخصوص حصے میں لکڑی کے شاندار کارٹن موجود تھے جن میں سونے کے انبار لگے ہوئے تھے۔ ڈی ڈی جیوا نے کئی کارٹن کھلوائے اور ان میں چنی ہوئی سونے کی اینٹوں کو دیکھا۔ مجھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ میری خواہش پر یقینی طور پر حکومت نے پوری پوری دلچسپی سے حصہ لیا تھا۔ یہ سونا ہمارا قومی خزانہ تھا' جسے غالباً' اس مہم کو کامیاب بنانے کے لیے ہماری خواہش پر ہمارے حوالے کر دیا گیا تھا۔ ڈی ڈی جیوا نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

"میں بے حد شکر گزار ہوں اب میں اپنی سب میرین کو ہدایت جاری کیے دیتا ہوں اور اس کے بعد اس کارروائی کی تکمیل ہو جائے گی۔"

وہ سنسنی خیز لمحات قریب آگئے تھے جب اس مہم کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ ڈی ڈی جیوا نے کہا کہ اب وہ واپس ریگی گولڈ پر جانا چاہتا ہے تاکہ وہاں سے سب میرین کو ہدایات دی جاسکیں۔ یہ ایک دیرپا عمل تھا لیکن بہرحال اس کی بھی تکمیل ہوگئی۔ میں اور ڈی ڈی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

جیوا ان لوگوں کے ساتھ واپس ریکی گولڈ پر آگئے تھے جو اسٹیمر کے عملے کے افراد تھے۔ رشید ناگی انتظامات کے لیے وہیں رک گیا تھا اور یہ انتظامات ظاہر ہے بڑی اہمیت کے حامل تھے۔ ڈی ڈی جیوا نے اپنے کیبن میں پہنچ کر سب میرین سے رابطہ قائم کیا۔ سب میرین کمانڈر غالباً" اوم پرکاش نامی آدمی تھا۔ میرے سامنے ہی تمام گفتگو ہوئی اور اس دوران مینشا گھنشام بھی مسکراتی نگاہوں سے میرا جائزہ لیتی رہی۔ کچھ دیر کے بعد اوم پرکاش سے گفتگو مکمل ہوگئی۔ اسے ایک پوائنٹ بتا دیا گیا جو میری ہدایت کے مطابق تھا۔ میں نے پورا پورا مارجن رکھا تھا۔ ریکی گولڈ اور پاکستانی بحریہ کے جہاز میں اچھا خاصا فاصلہ تھا۔ سب میرین کو درمیان میں سطح سمندر پر ابھر آنے کے لیے کہا گیا تھا تاکہ اسٹیمر کے ذریعے گولڈ سب میرین پر منتقل کیا جاسکے۔ ہم عرشے سے سمندر کی سطح کو دیکھتے رہے اور کچھ دیر کے بعد ہم نے ایک سب میرین کو سطح سمندر پر ابھرتے ہوئے دیکھا۔ وہ بالآخر پوری طرح سطح پر نمودار ہوگئی اور پھر اس پر لوگ نظر آنے لگے۔ ریکی گولڈ سے ایک اسٹیمر پانی میں اتارا گیا' جس میں مسٹر ڈی ڈی جیوا اور مینشا گھنشام روانہ ہوگئے۔ میں نے اخلاقاً" خود بھی سب میرین پر جانے کی پیشکش کی تھی لیکن چالاک ڈی ڈی جیوا غالباً" اوم پرکاش سے کوئی خاص گفتگو کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ذرا کچھ پرائیویٹ معاملات ہیں اس لیے میرا سب میرین پر جانا مناسب نہیں ہے۔ میں دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اگر مسٹر ڈی ڈی جیوا مجھے سب میرین پر لے جانے کے لیے آمادہ ہو جاتے تو یقینی طور پر کوئی فوری بہانہ کرنا پڑتا کیونکہ مجھے سب میرین پر نہیں جانا تھا بلکہ یہاں تو کام ہی بالکل مختلف تھا۔ چنانچہ مسٹر ڈی ڈی جیوا سے' میں نے آخری ملاقات کی تھی۔ مینشا گھنشام مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھتی ہوئی سب میرین پر پہنچی تھی۔ ایک طرح سے افسوس بھی ہو رہا تھا۔ بہرحال یہ ایک ایسی کارروائی تھی جو ضمیر کو پوری طرح مطمئن نہیں کرتی تھی لیکن اپنے وطن کے لیے دنیا کا ہر کام کیا جاسکتا ہے اور پھر یہ تو کچھ ایسے ہی معاملات تھے۔ اگر اخلاقیات پر اتر آتا تو ایک بد ترین حادثے سے دو چار ہونا پڑتا۔ جیوا کا منصوبہ بھی بعد ہی میں بدلا تھا ورنہ وہ میرے وطن کے سترہ قیمتی افراد کو پلانٹ کے ساتھ اپنے وطن لے جانے کے لیے تیار ہوگیا تھا اور آرمن نے ان لوگوں کی زندگی کا سودا کر دیا تھا۔ آرمن کا بچ جانا ابھی تک میرے دل پر چبھ رہا تھا لیکن بہرحال بعض اوقات وسیع تر مفاد کے لیے

چھوٹے معاملات کو چھوڑنا پڑتا ہے ورنہ اس کا بھی میرے ہاتھ سے بچنا ممکن نہیں تھا۔ ڈی ڈی جیوا اور مینشا گھنشام سب میرین پر پہنچ گئے۔ ریکی گولڈ کا اسٹیمر سب میرین کے پاس سے اس وقت ہٹ گیا جب یہ تمام لوگ سب میرین میں نچلے حصے میں اتر گئے۔ ڈی ڈی جیوا ایک بزنس مین بے شک تھا لیکن ایسے کسی معاملات میں اس نے کسی شاندار ذہانت کا ثبوت نہیں دیا تھا۔ جونہی ہمارا اسٹیمر ریکی گولڈ کے قریب پہنچا ہم نے کرین کے ذریعے اسے اوپر اٹھالیا کیونکہ اب اصل کام شروع ہونا تھا۔ ہم سب سنسنی خیز نگاہوں سے دوسرے شپ کو دیکھ رہے تھے۔ سب میرین پر ڈی ڈی جیوا نیچے جاچکا تھا۔ یقینی طور پر اسے کسی خطرے کا اندیشہ نہیں تھا۔ سب میرین بھی سطح سمندر پر ہی رہی۔ ٹرانسمیٹر پر رشید ناگی کی جانب سے اشارہ موصول ہوا اور میں نے فوراً" ہی اس کا پیغام ریسیو کیا۔ رشید ناگی نے کہا۔

"مسٹر ہٹ مین ریگو' کیا ہم اپنا کام شروع کردیں؟" رشید ناگی جانتا تھا کہ اس وقت دوسرے لوگ بھی میرے آس پاس ہی موجود ہوں گے اس لیے اس نے مجھے ہٹ مین ریگو کے نام سے مخاطب کیا تھا۔ میں نے کیپٹن کروما اور اسلام احمد کی جانب دیکھا۔ دونوں نے گردنیں خم کردی تھیں۔ تب میں نے رشید ناگی سے کہا۔

"مسٹر رشید خان میرے خیال میں یہ مناسب وقت ہے لیکن آپ اپنی پوزیشن کا خیال رکھئے گا۔"

"ہم اس وقت مناسب پوزیشن پر ہیں آپ ہوشیار رہیں۔" اور پھر فوراً" ہی سامنے نظر آنے والے جنگی جہاز پر موجود توپوں کی نالیں اپنی ڈائریکشن تبدیل کرنے لگیں۔ سب میرین پر غالباً" اس وقت غفلت طاری تھی۔ چنانچہ جہاز پر ہونے والی کارروائیوں پر کوئی توجہ نہیں دی گئی اور اچانک ہی فضا میں خوفناک دھماکے ابھرنے لگے۔ پہلے ہی مرحلے میں سب میرین ہٹ ہوگئی تھی۔ فضا میں دھماکوں کے ساتھ ساتھ لرزش بھی طاری ہوگئی تھی۔ سب میرین سے دھوئیں کا غبار بلند ہوا۔ دوسری جانب سے نہایت مہارت سے مسلسل فائرنگ کی جارہی تھی۔ سب میرین کے ٹکڑے فضا میں بلند ہوتے نظر آئے۔ ہم سب ساکت نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہے تھے۔ ہم پر خوشی کی کیفیت طاری نہیں تھی کیونکہ مقابلہ دشمن کی فوجوں سے نہیں تھا بلکہ ایک سازش کو ختم کیا جارہا تھا۔ گو فیصلہ

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس میں کوئی شک نہیں کہ تکلیف دہ تھا لیکن اس کے سوا چارہ کار بھی نہیں تھا۔ ڈی ڈی جیوا کو اگر زندہ واپس نکل جانے دیا جاتا تو وہ انتقامی کارروائیاں ضرور کرتا۔ ہوسکتا ہے حکومت اسرائیل بھی اس سلسلے میں شامل ہو جاتی اور اس کے بعد کافی نقصانات کا اندیشہ ہوتا۔ اس اندیشے کو ختم کر دیا گیا تھا۔ فائرنگ بند ہوگئی اور اس کے بعد دیر تک ایک بھیانک سناٹا اور خاموشی فضا پر مسلط رہی پھر رشید ناگی کی آواز نے خاموشی کا یہ سلسلہ توڑا تھا۔

وہ ٹرانسمیٹر پر کہہ رہا تھا۔

"مسٹر ہٹ مین رنگو' سب میرین غرق ہوگئی ہے اور ابھی کچھ دیر کے بعد سطح سمندر پر مرنے والوں کی لاشیں ابھر آئیں گی۔ ہم اپنی کوشش میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ بے شک یہ ایک المیہ ہے لیکن بحالت مجبوری ایسا کیا گیا ہے۔ براہ کرم جہازوں کے لنگر اٹھا دیے جائیں اور اس جگہ کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ یہاں ذہنوں پر ایک بوجھل کیفیت طاری ہوگئی ہے۔"

میں نے اس سلسلے میں کیپٹن کروما اور اسلام احمد سے مشورہ کیا تو انہوں نے اس بات پر آمادگی کا اظہار کر دیا۔ میں نے رشید ناگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے تم لوگ آگے بڑھو اور ہماری رہنمائی کرو۔" کیپٹن کروما کنٹرول کیبن کی جانب بڑھ گیا تھا۔ اسلام احمد اور شازیہ میرے ساتھ عرشے پر کھڑے ہوئے تھے۔ پاکستان سے آنے والے بحری جہاز کی کارروائیاں زیادہ برق رفتار تھیں اور تھوڑی دیر کے بعد وہ متحرک ہوگیا۔ شازیہ نے گہری سانس لے کر کہا۔

"انسانی زندگی کس قدر ارزاں ہوگئی ہے لیکن بدقسمتی ہے کہ جینے کے لیے بھی اب موت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ کیا کہا جا سکتا ہے اس بارے میں' بہرحال نجانے کیوں طبیعت اداس ہوگئی ہے۔ ویسے یہ کیسے عجیب لوگ ہیں۔ آرمن کو دیکھئے اور پھر یہ مسٹر جیوا زندگی کھو بیٹھے۔ اربوں پتی ہوں گے لیکن دولت کی ہوس' یہ لوگ آخر کس انداز میں سوچتے ہیں۔ دولت اگر ضروریات پوری کرنے کی حد تک ہو تو کتنی اطمینان بخش ہوتی ہے۔ انسان کی زندگی مسائل کا شکار نہ رہے۔ جو طلب' جو آسائشیں ہیں ان کی تکمیل ہو جائے اور بس سب جانتے ہیں کہ اختتام یقینی ہے۔ بہت زیادہ اور بہت زیادہ کا

تصور ذہنوں میں کیوں پلتا ہے۔ کیا یہ ایک جنون نہیں ہے۔ کیا واقعی یہ بیماری نہیں ہے؟"

کسی نے جواب نہیں دیا۔ کیپٹن کروما نے بھی تمام تیاریاں مکمل کرلیں اور اس کے بعد جہاز متحرک ہوگیا۔ سطح سمندر پر انسانی جسم اور لباس نظر آنے لگے۔ ساتھ ہی ساتھ گوشت خور مچھلیوں کے غول بھی' گویا سارا کام بڑی تیزی سے تکمیل کو پہنچ گیا تھا۔ دونوں جہاز آگے پیچھے چل رہے تھے حالانکہ ہمارے پروگرام ذرا مختلف تھے لیکن وقت اور حالات کے تحت باہمی مشورے سے ان پروگراموں میں تبدیلیاں پیدا کی گئیں' پہلے یہ خیال تھا کہ کیپٹن کروما کو سمندر ہی سے واپس کر دیا جائے۔ وہ اپنے کام کی تکمیل کے بعد اپنی منزل کو روانہ ہو جائے لیکن سمندر رف تھا اور کھلے سمندر میں کسی بھی طرح دونوں جہازوں کو قریب نہیں لایا جاسکتا تھا۔ ان کے ٹکرا جانے کا خطرہ تھا۔ اس لیے پلاٹنٹ کے کارٹن ریکی گولڈ سے ان لوڈ نہیں کیے جاسکتے تھے۔ طے یہ ہوا کہ ریکی گولڈ معمول کے مطابق ہمارے وطن کی بندرگاہ پہنچے اور وہاں باقاعدہ کارٹن ان لوڈ ہوں۔ بحریہ کا جہاز ہماری رہنمائی کرتا رہا اور پھر کوئی ایسا اہم واقعہ نہیں پیش آیا جو قابل ذکر ہو اب میرے خیالات کا سلسلہ بدل گیا تھا۔ وطن کی ہوائیں مجھ تک پہنچ رہی تھیں اور یادوں کے دریچے کھل گئے تھے۔ محبت کرنے والوں کی محبتیں دل میں ہوک پیدا کر رہی تھیں اور احساسات کا انداز بدل گیا تھا۔

ساحل پر سخت سیکورٹی کے ساتھ بڑے بڑے اہم لوگوں نے ہمارا استقبال کیا۔ اس میں مایہ ناز ملکی سائنس دان بھی تھے۔ اعلیٰ ترین فوجی اور سول حکام بھی۔ مارشل لارا یا اسلام احمد لرزتے بدن اور خشک ہونٹوں کے ساتھ پلیٹ فارم پر اترا۔ شازیہ بھی ساتھ تھی۔ میں اپنے آپ کو نمایاں نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے عقب میں رہا۔ وہ سترہ انجینئر بھی نیچے اتر آئے اور ان کے عزیز و اقارب نے جنہیں محدود تعداد میں وہاں آنے کی اجازت دے دی گئی تھی' انہیں گلے لگالیا۔ درحقیقت یہ لوگ بھی زندگی اور موت کے درمیان سفر کرتے رہے تھے اور بیچارے اتنا کچھ نہیں جانتے تھے جتنا مجھے اور اسلام احمد کو معلوم تھا کہ وہ کس طرح لمحہ لمحہ بدلنے والے حالات کا شکار رہے۔ کتنے لوگوں نے ان کی زندگی کا سودا کیا اور کس کس طرح وہ بچ کر یہاں پہنچے۔ بہرحال اب جذباتی مناظر کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ فوجی سیکورٹی نے ریکی گولڈ سے اتارے ہوئے کارٹن اپنی تحویل میں لے لیے۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

مارشل لارا اور شازیہ کو اعلیٰ حکام نے اپنی تحویل میں لے لیا اور انہیں لے کر چل پڑے۔ میں نے راستے ہی میں اسلام احمد کو بتا دیا تھا کہ وہ فوری طور پر میری جستجو نہ کرے اور اب پاکستان کے ان احکام سے رجوع کرے جو اس کے شکر گزار ہیں۔ انہیں اپنے طور پر تمام بیانات دے دے اور اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرے بہرحال یہ تو ان لوگوں کا معاملہ تھا۔ تنہا تو میں بھی نہیں تھا۔ سب لوگوں سے ذرا ہٹ کر میں نے چند چہرے دیکھے تھے جو محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ رشید ناگی اور میرے اپنے آدمی جو ان تمام معاملات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ صحیح صورت حال سے غالباً اعلیٰ حکام کو بھی آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔ رشید ناگی میرے قریب پہنچا اور اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے ساتھ چلوں۔

میں مسکراتا ہوا ایک اعلیٰ درجے کی لینڈ روور میں آ بیٹھا تھا۔ رشید ناگی میرے ساتھ تھا۔ چار اور افراد بھی تھے۔ باقی لوگ دوسری گاڑیوں میں آ رہے تھے۔ مجھے میری کوٹھی ہی کی جانب لے جایا گیا اور خاصے عرصے کی ہنگامہ آرائی کے بعد ایک بار پھر میں نے سکون کی وادی میں قدم رکھا اور اپنے گھر پہنچ گیا۔

باقی تو اور جو کچھ تھا سو تھا ہی لیکن کوٹھی میں استقبال کرنے والوں میں رخسار کو دیکھ کر میری روح میں تازگی اتر آئی حالانکہ میں بدلی ہوئی شکل میں تھا لیکن سب کچھ بھول کر رخسار کے قریب پہنچ گیا اور اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔ بے اختیاری بس اسی حد تک مناسب تھی۔ رخسار خاموشی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں بھی بالکل خاموش تھا۔ اطراف کو نظر انداز کر دینا پڑا تھا۔ بہت دیر تک ہم ہاتھوں کے لمس سے اظہار جذبات کرتے رہے۔ میں نے رخسار کا جائزہ لیا' چہرے پر ایک عجیب سی متانت' ایک عجیب سا وقار نظر آیا' انداز میں بھی بڑا ٹھہراؤ تھا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"کیسی ہو رخسار؟"

"ٹھیک ہوں' تم کیسے ہو؟"

"تمہیں کیسا نظر آ رہا ہوں؟"

وہ آہستہ سے مسکرائی پھر بولی۔ "میک اپ ہے تمہارے چہرے پر؟"

"ارے ہاں لیکن تم نے مجھے کس آسانی سے پہچان لیا۔"

اس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں اسے لے کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑا۔ رشید ناگی جانتا تھا کہ اب کسی بھی قیمت پر کوئی مداخلت مناسب نہیں ہوگی۔ کمرے میں داخل ہو کر میں نے رخسار کو مسہری پر بٹھا دیا اور اس کا جائزہ لیتا رہا۔

رخسار نے آہستہ سے کہا۔

"تمہارا تصور تک میرے لیے اتنا ہی سکون کا باعث ہوتا ہے جتنی تمہاری موجودگی' اس کے باوجود مجھے اپنا اصل چہرہ دکھاؤ۔ آنکھوں کے درمیان اس مصنوعی چہرے کو دیکھ کر دل پر بوجھ طاری ہو رہا ہے۔"

"سوری رخسار' چند منٹ کی مہلت دو گی مجھے۔"

"ہاں۔" باہر نکل کر میں نے رشید ناگی کو طلب کیا اور اسے ہدایات دیں۔ رشید ناگی میرے میک اپ کو ختم کرنے کے انتظامات کرنے لگا پھر کچھ وقت بے شک لگ گیا تھا لیکن میری اصلی صورت نمایاں ہو گئی۔ میں چہرہ وغیرہ صاف کر کے دوبارہ رخسار کے سامنے پہنچ گیا اور اس کی نگاہیں مجھ پر جم گئیں۔ بہت تبدیلیاں پیدا ہو گئی تھیں رخسار کے اندر' نہ وہ شوخیاں تھیں' نہ وہ انداز بس ایک والہیت تھی' میں اسے محسوس کر رہا تھا' اس کے قریب جا بیٹھا اور کہا۔

"تعمیل حکم ہو گئی۔"

"خدا کا شکر ہے کہ تم تر و تازہ ہو فیصل۔" اس نے مجھے فیصل کے نام سے مخاطب کیا تھا۔ میں اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"لیکن رخسار تمہارے اندر بہت سی تبدیلیاں پا رہا ہوں۔"

"چند الفاظ کہہ رہی ہوں انہیں بالکل حقیقی سمجھنا اور ان پر کوئی شبہ نہ کرنا۔"

"نہیں کہو۔"

"میں بالکل مطمئن ہوں۔ مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے۔ نہ متردد ہوں' نہ کسی تکلیف کا شکار' رشید ناگی نے میرے گرد تحفظ کا ایسا خول بنا دیا ہے کہ اب لوگ اس خول سے ٹکرا کر سر پھوڑنا بھی پسند نہیں کرتے۔ گھر والوں کے ساتھ رہتی ہوں لیکن میرے کہیں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ انہوں نے وقت سے سمجھوتا کر لیا ہے۔ بس مجھے دیوانہ سمجھتے ہیں۔ انداز میں ہمدردی پیدا ہو گئی ہے لیکن محبت ختم کر دی گئی ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

بس رحم آمیز نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہیں لیکن میرے لیے ان کا یہ انداز اطمینان بخش ہے کیونکہ اب انہوں نے فضول باتوں سے گریز کرلیا ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔"

"اناماں کہاں ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"دادا ابو کے ساتھ باہر ہی رہتی ہیں۔ اس دوران بس ان لوگوں کی خیریت ملتی ہے۔ آئے نہیں وہ لوگ کبھی۔ باقی سارے لوگ بھی خیریت سے ہیں۔ اجتماعات ہوتے ہیں مجھے شریک نہیں کیا جاتا۔ سب کو علم ہوگیا ہے کہ میں نیم دیوانی ہوگئی ہوں۔"

میں نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔ "رخسار! میرے لیے اتنا بڑا ایثار کیا ہے تم نے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا اس بارے میں؟"

"چلو مان لیتی ہوں' کیا فائدہ اس رسمی گفتگو سے جس کے نتیجے میں تم یہ کہو کہ نہیں رخسار تم نے یہ کیا ہے تم نے وہ کیا' میں نے ایثار کیا ہے ناں تمہارے لیے۔"

"ہاں رخسار اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"تو مجھے اس ایثار کا صلہ دے دینا' دو گے نا!"

"ہاں۔ حالانکہ وہ تمہارے اس عظیم ایثار کا صلہ نہیں ہوگا بلکہ وہ تو میری ہی روح کی دل بستگی کے لیے حسین لمحات ہوں گے۔"

"کچھ بھی سہی' بس اس کے سوا اور کچھ نہیں درکار مجھے۔ خلوص دل سے کہہ رہی ہوں جب تم میرے پاس نہیں ہوتے تو خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہوں۔ تمہاری صحت تندرستی اور سلامتی کی دعائیں مانگتی ہوں اور مجھے سب کچھ مل جاتا ہے۔ کچھ طلب ہی نہیں رہتی اس کے بعد۔"

رخسار سے تمام حالات معلوم ہوئے۔ نازاں باجی' الیاس بھائی وغیرہ بڑی مطمئن اور پرسکون زندگی گزار رہے تھے۔ کوئی مشکل نہیں تھی ان کے لیے۔ اعلیٰ احکام کی نگاہوں میں میری وجہ سے وہ ممتاز تھے اور کسی بھی مرحلے پر ان کی ہر ضرورت پوری ہو جایا کرتی تھی۔ غرض کہ سارا ماحول پرسکون تھا۔ وہ لوگ رخسار کا اسی طرح خیال رکھتے تھے جیسے وہ ان کے خاندان کی بہو ہو۔ یہ لمحات اور ساری رات رخسار کے ساتھ گزاری تھی۔

دوسری صبح اس نے کہا۔ "اجازت ہو تو گھر چلی جاؤں اور یہ بتا دو کہ کب آؤں۔"

"[illegible] آتی ہو؟"

"آج رات نہیں آؤں گی' کل صبح آؤں گی۔ اصل میں رات کو گھر سے غائب رہنے کا تصور ایک اچھی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ رات تو خیر بالکل ہی مختلف تھی لیکن اب کل صبح پہنچوں گی تمہارے پاس۔ اس کے باوجود اگر تمہارے کچھ پروگرام ہوں تو میری طرف سے فکر مند نہ ہونا۔ میں بالکل مطمئن اور پرسکون ہوں۔"

میں نے رخسار کو رخصت کر دیا اور جب وہ چلی گئی تو رشید ناگی مسکراتے ہوئے میرے پاس پہنچ گیا۔

"ہیلو چیف' اب آپ میرا حصہ ہیں۔" میں نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔

"اور اس محبت کا شکریہ رشید ناگی جو تم نے مجھے دی ہے۔"

"تو چیف' بالکل نہیں' حصہ بقدر حصہ۔" رشید ناگی نے محاورے میں تبدیلی کی اور میں ہنس پڑا پھر وہ میرے سامنے بیٹھ گیا۔

"اب آپ یہاں کے حالات کے بارے میں سوال کریں گے چیف۔ سب کچھ ٹھیک ہے۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے جو قابل ذکر ہو۔ آپ نے جو شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی بازگشت گونج رہی ہے۔ تازہ رپورٹ یہ ہے کہ مسٹر اسلام احمد اور شازیہ سرکاری تحویل میں ہیں اور مطمئن ہیں۔ البتہ وہ کئی بار فیصل کو پوچھ چکے ہیں۔ سرکاری حکام نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تو میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ جوں ہی فیصل کو فراغت حاصل ہوگی انہیں اطلاع دے دی جائے گی۔"

"اور باقی کے تمام لوگ۔"

"چیف ہم نے جو سیٹ اپ بنایا ہے' اس [illegible] کام کی رفتار مناسب ہے اور ہم لوگ اپنا کام بخوبی کر رہے ہیں۔"

"ڈائمنڈ سٹی کی کیا پوزیشن ہے؟"

"اعلیٰ پیمانے پر کام ہو رہا ہے۔ سرکاری تعاون حاصل ہے۔ ہر جگہ بالکل خیریت ہے۔ اب آپ یہ بتائیے کہ ڈائمنڈ سٹی کا دورہ کب کریں گے۔"

"آج کا دن بالکل خالی ہے۔ رات میں بھی کوئی مصروفیت نہیں ہے' جیسا تم مناسب سمجھو۔"

"تو پھر تیار ہو جائیے ایک پھیرا وہاں پر بھی ڈال لینا بہتر ہوگا۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم کہتے ہو کہ وہاں کے معاملات بالکل درست ہیں تو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ دو تین دن کے بعد وہاں جائیں۔ آج میں نازاں باجی وغیرہ سے ملاقات کرلوں۔"

"جیسا آپ پسند کریں چیف یہ تو ایک تجویز تھی۔"

"بس تو پھر انتظامات کرو' کیا میں میک اپ کراوں؟"

"اگر آپ نہ کرنا چاہیں چیف تب بھی کوئی بات نہیں ہے میرا خیال ہے اب یہاں اس کی ضرورت نہیں ہوگی اور اس کے علاوہ میں ایسے انتظامات کرلوں گا کہ آپ کو سفر میں دقت نہ ہو۔ ایک بند گاڑی جس کے شیشے بلیک تھے' مجھے لے کر چل پڑی۔ ان لوگوں کو میری آمد کا کوئی علم نہیں تھا۔ ظاہر ہے ہربات بتانا ضروری نہیں ہوتا۔ گھر میں نازاں باجی ان کے بچے اور بھائی وغیرہ موجود تھے۔ مجھے دیکھ کر بھوچکے رہ گئے اور اس کے بعد وہی سب کچھ شروع ہوگیا جو تصور میں لایا جاسکتا ہے۔ ٹیلی فون کرکے الیاس بھائی اور آصف نور کو بلایا گیا۔ پیارے پیارے بچے مجھے ماموں جان کہہ کر پکار رہے تھے اور اب میں اس ماحول سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔"

"بعض لوگ اس کائنات میں عجیب تقدیر لے کر آتے ہیں۔ کبھی تو دنیا کی ہر خوشی سے محروم اور کبھی خوشیوں سے اس طرح مالا مال کہ سمجھ میں نہ آئے کہ ان خوشیوں کو کیسے سمیٹا جائے۔ یہ سب کچھ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی کماؤ پوت طویل عرصے بعد اپنے گھر سے جدا ہوکر گھر واپس لوٹا ہو اور اہل خاندان اس کی پذیرائی کر رہے ہوں۔"

"اس جذباتی بات کے نتیجے میں جذباتی جملے ہی ادا کیے جاسکتے ہیں فیصل۔ درحقیقت کماؤ پوت تو تم ہو۔ دولت تو تم نے خیر کما کر ہمارے لیے آسائشوں کے انبار لگا دیے ہیں لیکن جو عزت اور نیک نامی تم نے کمائی ہے اور جس کے اثرات بلکہ فوائد ہمیں حاصل ہو رہے ہیں اس سے کیسے انکار کیا جاسکتا ہے۔" میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"بہرحال یہ باتیں واقعی مصنوعی لگتی ہیں۔ انہیں چھوڑیے گھر کے حالات بتائیے سب خیریت ہے نا!"

"ہاں' رخسار سے ملاقات ہوئی۔"

"جی ہاں ہوگئی ہے۔"

"وہ لڑکی تو اب درویش بنتی جارہی ہے۔ پانچوں وقت کی نماز اور دوسرے نیک

کام۔ گھر والوں کا رویہ بھی اب اس کے ساتھ ہمدردانہ سا ہوگیا۔ ویسے فیصل میں تم سے ایک بات کہوں بلکہ شاید پہلے بھی کہہ چکی ہوں تم اس سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟" نازاں باجی نے کہا۔

"ہاں' تمہارا کیا خیال ہے کیا شادی شدہ افراد وطن سے باہر نہیں رہتے۔ اپنے کاموں پر نہیں چلے جاتے۔ سرحدوں پر اپنی خدمات انجام نہیں دیتے۔ انہیں جب بھی موقع ملتا ہے اپنے گھر آجاتے ہیں۔ کیا تم بھی اس طرح نہیں کرسکتے۔ کم ازکم رخسار کو تمہارا نام تو مل جائے گا۔ وہ یہ تو کہہ سکے گی کہ اپنے شوہر کے گھر رہ رہی ہے۔ یہ تمہارا گھر ہے۔ ہرلحاظ سے تمہاری ملکیت بھی ہے اور یہاں تمہارے بہن بھائی اور بھاوج رہتے ہیں۔ رخسار ہمارے ساتھ رہے گی۔ تم اطمینان رکھو۔ ہم اسے زندگی کی طرح عزیز رکھیں گے۔ کرلو فیصل اس بار ایسا کرلو۔" میرے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔ دل پہ ایک چوٹ سی لگی تھی۔ سینہ بھاری ہوگیا تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے نازاں باجی؟"

"کیوں' کیوں ناممکن ہے؟"

"نازاں باجی اگر وقت نے مجھے گندگی کی تخلیق ثابت کر دیا تو کیا میں بھی گردن اٹھاسکتا ہوں۔ کیا رخسار کو اس کی محبت کا جائز صلہ ملے گا۔ کیا وہ فخر سے یہ کہہ سکے گی کہ وہ فلاں شخص کی بیوی ہے۔ نازاں باجی میری شناخت تو ہو جائے۔ اگر میں واقعی غلاظت کی پوٹ ہوں تو پھر مجھے حق حاصل نہیں ہے کہ میں کسی اچھے خاندان کی لڑکی کا شوہر بنوں۔ اس کے بچوں کا باپ بنوں۔ ان بچوں کا مستقبل بھی تاریک ہوگا۔" نازاں باجی میرے ان الفاظ پر بپھر گئیں۔ فوراً بولیں۔

"اور اگر ایسا ثابت ہو گیا تو تمہارا کیا بنے گا اس کا جواب دو؟"

"نازاں باجی آپ مجھے بے قصور سمجھ کر معاف کر دیجئے گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے رابطہ نہیں توڑیں گی۔"

"تم اس کی محبت کا اندازہ کرسکتے ہو۔ فیصل کس طرح چاہتی ہے وہ تمہیں اگر اسے ہزار بار بھی اس بات کا علم ہو کہ تم کسی گناہ کے تخلیق ہو تو کیا وہ تمہارے بارے میں غلط انداز میں سوچے گی۔"

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہرگز نہیں باجی۔ قیامت تک نہیں لیکن اس کا مستقبل تاریک کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے رہیں گے۔ میں اس سے شادی نہیں کروں گا لیکن اس سے محبت کبھی ترک نہیں کروں گا۔"

"اس کا مستقبل تمہارے سوا کچھ نہیں ہے۔"

"فیصل وہ تم سے ہٹ کر اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور اگر تم اسے اپنی زندگی میں شامل نہیں کرو گے تو اس کی ساری زندگی ایک کرب بن جائے گی۔ وہ تم سے الگ ہو کر زندہ نہیں رہ سکے گی۔"

"نہیں نازاں باجی' بالکل نہیں۔ آپ یقین کیجیے۔ ایسا نہیں ہوگا۔ وہ خود بھی کبھی شادی نہیں کرے گی اور میں بھی ایسا نہیں کروں گا۔ ہم دونوں ہمیشہ ساتھ رہیں گے اور اگر زندگی طویل ہوئی تو ایک دوسرے کو چاہتے ہوئے بوڑھے ہو جائیں گے۔ ہمیشہ ایک دوسرے کا خیال رکھیں گے۔ دو محبت کرنے والوں کی حیثیت سے۔ محبت میں ایک نئی اور انوکھی کہانی کا اضافہ ہوگا لیکن میں اس کی شخصیت کو داغدار نہیں کروں گا۔ محبت ایک الگ چیز ہے نازاں باجی۔ باقی رشتے بنیادی نوعیت نہیں رکھتے۔"

"عجیب دیوانے ہو۔ دنیا بھر کی اصلاح کرنے والے اپنی ذات میں کیوں مکمل نہیں ہوتے تم۔"

"قسمت نے مجھے نامکمل رکھا ہے نازاں باجی' میں تقدیر سے تو نہیں لڑ سکتا۔" میرے لہجے میں دکھ کا ایک احساس پیدا ہو گیا اور سبھی میرے الفاظ پر رنجیدہ ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد الیاس بھائی نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"تم ایسے موضوعات کو کیوں چھیڑتی ہو نازاں جو دکھ میں مبتلا کر دیں۔ خدا کے لیے اب اس موضوع کو ختم کر دو۔ باقی اور کچھ سننے کی ہمت نہیں ہے۔"

نازاں باجی سنبھل گئی تھیں۔ میں نے بھی اپنا موڈ تبدیل کر لیا اور اس کے بعد ہم مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔ میں نے وہ دن ان کے ساتھ ہی گزارا۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد بھی کافی دیر تک ان کے ساتھ رہا پھر اجازت لے کر وہاں سے چل پڑا۔ نازاں باجی نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں دوبارہ کب آؤں گا تو میں نے انہیں جواب دیا کہ یہ حالات پر منحصر ہے کہ کوئی اہم ذمے داری مجھے خاموشی سے دوبارہ وطن سے باہر

نکال دے۔ ویسے بھی یہ احساس تھا کہ سعید خان بہت عرصے سے لیتھ اشمیر کی حیثیت سے اپنے آپ کو نبھائے ہوئے ہے۔ مجھے اب اپنی حیثیت کنٹرول کر لینی چاہیے۔

رخسار سے البتہ زیادہ سے زیادہ ملاقاتیں کرتے رہنے کو دل چاہتا تھا۔ وہ بھی علی الصبح آجاتی تھی اور پھر ہم سارا دن ساتھ رہتے تھے۔ اس دوران اور کوئی اہم بات نہیں ہوئی۔ البتہ مجھ سے اجازت لے کر اسلام احمد سے ٹیلی فون پر میری بات کروائی گئی۔ وہ کسی قدر بے چین لہجے میں بولا۔

"فیصل اب ہم دونوں تمہارے سحر میں مبتلا ہیں۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"بھئی' ہمیں اتنا تو بے شک معلوم ہے کہ تم ایک پاکستانی شخصیت ہو۔ اس کے علاوہ ہم اور کچھ نہیں جانتے لیکن اعلیٰ حکام جب تمہارے بارے میں تذکرہ کرتے ہیں تو ان کا لہجہ ایسا ہوتا ہے جیسے کہ بہت زیادہ عظیم ہستی کے بارے میں بات کر رہے ہوں۔"

"بس اسلام احمد صاحب یہ ان کی مہربانی ہے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہاں آپ یہ بتائیے کہ آپ کو اطمینان ہے؟"

"تم اطمینان کی بات کرتے ہو۔ بے شک میں نے تھوڑا بہت کام کیا ہے وہ بھی اپنی اہلیہ کے رشتے سے اور اپنے مذہبی جذبات سے متاثر ہو کر لیکن یہاں میری ایسی پذیرائی ہوئی ہے کہ میں ان لوگوں کا ممنون ہو گیا ہوں۔ مجھے ہر طرح کی آسانیاں فراہم کی گئی ہیں۔ میری منتقل شدہ دولت کے تمام حسابات پیش کر دیے گئے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ مجھے اعلیٰ ترین رہائش بھی سرکاری طور پر فراہم کی گئی ہے۔ بہت اچھے لوگ ہیں مجھے میری کاوشوں سے زیادہ صلہ دے رہے ہیں۔"

"آپ مطمئن ہیں مجھے خوشی ہوئی۔"

"اور تم نہایت خوبصورتی سے اپنی اصلیت کے بارے میں ٹال گئے۔"

"انسان کی اصلیت ہی کیا ہوتی ہے اسلام احمد' بہتر ہے اس مسئلے کو جانے دیجیے۔ آپ خوش ہیں میرے لیے اس سے زیادہ مسرت کا اور کوئی مقام نہیں ہے۔"

"یہی کہا جاسکتا ہے کہ خدا تمہیں خوش رکھے' ملاقات نہیں کرو گے؟"

"شاید مشکل ہو جائے کیونکہ مجھے واپس جانا ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم ایک خواب کے مانند ہو جاؤ گے ہمارے لیے لیکن ایک ایسا خواب جسے ہم کبھی نہیں بھلا سکیں گے۔"

یہ تمام گفتگو ہونے کے بعد اسلام احمد سے رابطہ منقطع ہو گیا اور اس کے بعد میں نے ڈائمنڈ سٹی کا رخ کیا۔ میری تعمیر کی ہوئی جنت جو جنت شداد جیسی نہیں تھی بلکہ میرے رونئیں رونئیں میں یہ خواہش پنہاں تھی کہ اپنے وطن کو میں ایک ناقابل تسخیر قلعہ بنادوں۔ اپنی زندگی کی آخری سانس تک وہ محنت و مشقت کرتا رہوں جس سے میرے وطن کو بقائے دائمی حاصل ہو جائے۔ ڈائمنڈ سٹی جگمگا رہا تھا۔ رشید ناگی اور میرے ہمنواؤں کی کوششوں سے بہت مختصر وقت میں اس کی اصل شکل نمودار ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس کے ایک حصے میں باقاعدہ رہائشی عمارتیں تعمیر کردی گئی تھیں تاکہ ملکی مفاد کے لیے ہر قسم کی ریسرچ کرنے والوں کو وہاں رہائش کی سہولت ہو۔ ایک جانب اس کی اس ترقی پر کام ہو رہا تھا تو دوسری جانب عظیم الشان پروجیکٹ تعمیر ہو رہے تھے۔ سب لوگوں سے ملاقات ہوئی اور پھر رشید ناگی مجھے مٹھل شاہ صاحب کے پاس لے گیا۔ مٹھل شاہ صاحب پروجیکٹ ایریا ہی میں موجود تھے لیکن جس طرح وہ میرے سامنے آئے اس پر میں حیران رہ گیا۔ نہایت نفیس لباس میں ملبوس تھے۔ صحت بھی بہت عمدہ نظر آرہی تھی۔ مجھے سکتے کے سے عالم میں دیکھتے رہے اور پھر ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ میں انہیں اس عالم میں دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔ رشید ناگی نے اس موقعے پر آگے بڑھ کر کہا۔

"معذرت خواہ ہوں چیف' آپ کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔"

"کیا مطلب!"

"خدا کے فضل سے مٹھل شاہ صاحب اب بالکل صحت مند ہیں۔ ان کی تمام تر ذہنی قوتیں واپس آگئی ہیں۔ جالب نعمان نے اس سلسلے میں ناقابل یقین تجربات کیے ہیں لیکن اس نے کامیابی سے مٹھل شاہ صاحب کو ان کی اصل حیثیت دے دی ہے چیف اور اب دو بڑوں کے درمیان میرا رہنا ممکن نہیں ہے۔" نجانے میرے دل میں کیا جذبات پیدا ہوئے' آگے بڑھا اور مٹھل شاہ صاحب سے بغلگیر ہو گیا۔ میرے اندر بھی رقت پیدا ہو گئی تھی۔ بہت دیر تک ہم اسی جذباتی کیفیت کا شکار رہے پھر مٹھل شاہ صاحب نے مدھم لہجے

میں کہا۔

"کیسے ہو فیصل؟"

"آپ کے قدموں کی خاک ہوں میں مٹھل شاہ صاحب۔"

"نہیں فیصل بس بہت غور کیا اس بارے میں اور صرف ایک ہی نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ کہ قدرت جب جذبوں کی پذیرائی کرتی ہے تو اس کے اسباب بھی پیدا کر دیتی ہے کہ انسان کے دل میں جو کچھ ہے اس کی تکمیل ہو جائے۔ بھلا کوئی تصور کر سکتا ہے اتفاقیہ طور پر ایک سڑک پر پایا تھا تمہیں اور نجانے کیوں دل میں یہ سمائی کہ تم میرے مشن کی تکمیل کرلو گے اور یہ تائید غیبی تھی۔ بعد میں جو کچھ ہوا وہ سب کچھ اللہ کی مدد سے ہوا۔ ہاں تم شاید اس بات کا یقین کرو کہ میں ابتدا ہی سے ایسے خواب دیکھا کرتا تھا۔ بہت معمولی سے گھرانے میں جنم لیا تھا میں نے۔ تھوڑی بہت تعلیم بھی حاصل کی تھی اور اس کے بعد ایک جرم میں ملوث کرکے مجھے پانچ سال کی سزا سنا دی گئی تھی۔ جیل میں میرے پاس تنہا سوچوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ رات میرے لیے بہت دلکش ہوتی تھی اور میں خوابوں میں تعمیر وطن دیکھتا تھا۔ یہ آرزو تھی میرے دل میں کہ میرا وطن میری کاوشوں سے ایک دن عظمت کی ان بلندیوں پہ پہنچ جائے جہاں لوگ فخر سے اس کا نام لیں۔ فیصل بس یہ ایک انوکھی خواہش تھی۔ اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے میں نے مجرمانہ زندگی ہی اختیار کی۔ اس کی وجوہات مت پوچھنا۔ المیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا۔ بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں وسائل مہیا نہیں ہیں اور ہمارے جذبات کی تکمیل کے راستے تنگ ہیں لیکن تمہارا انتخاب کرکے میں نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس پر میں فخر کرتا ہوں۔ سب کچھ معلوم ہو چکا ہے مجھے سب پتا چل گیا ہے۔ تم نے بڑی محنت کی ہے۔ بڑی کاوشوں سے تم نے یہ سب کچھ کیا ہے۔"

"بس آپ کے قدموں کی طفیل ہے مٹھل شاہ صاحب لیکن آج آپ کو روبہ صحت دیکھ کر آپ یقین کیجئے مجھے میری تمام کاوشوں کا صلہ مل گیا ہے۔"

"ہاں بڑی بے بسی کی زندگی گزاری ہے میں نے۔ بہت مشکل لوگوں کے درمیان جا پھنسا تھا۔"

"شاہ صاحب اب آپ کو اس عالم میں دیکھ کر اچانک ہی ایک خواہش میرے دل

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM
Uploaded By Muhammad Nadeem

میں جاگی ہے۔"

"کیا؟" مٹھل شاہ صاحب نے پوچھا۔

"یہ جو کچھ میں نے اب تک کیا ہے سمجھ لیجئے آپ کے انتظار میں کیا ہے۔ شاہ صاحب میری زندگی کے دو رخ ہیں لیکن یہ دوسرا رخ میرا اپنا نہیں ہے یہ آپ کا عطا کیا ہوا ہے۔ تفصیل آپ کو معلوم ہے۔ ڈیفنس کی ایک کوٹھی میں ایک ملازمہ کے بیٹے کی حیثیت سے آنکھ کھولی تھی اور بعد میں مجھے میری شناخت سے محروم کر دیا گیا تھا۔ مٹھل شاہ صاحب میں اپنی شناخت چاہتا ہوں۔ میری دوسری طلب یہی ہے کہ میں اپنی شناخت حاصل کر لوں۔ شاہ صاحب بہت ضروری ہے یہ۔ سمجھ لیجئے میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ میں کسی ایسی شخصیت کا انتظار کر رہا تھا جو اس دردمندی کے ساتھ میرا یہ مشن سنبھال لے جو میرے دل میں موجود ہے۔ شاہ صاحب آپ تو اس کے بانی ہیں' میں تو نمبر دو کی حیثیت رکھتا ہوں۔ میری آرزو ہے کہ آپ کچھ عرصے کے لیے مجھے آزادی عطا فرما دیں تاکہ میں اپنی کھوج میں لگ جاؤں۔"

مٹھل شاہ کچھ سوچنے لگے پھر بولے۔ "بیٹے یہ سب کچھ تو میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ تم مجھ سے ایسی کوئی فرمائش کرو گے۔ میں تمہارے شانہ بشانہ ضرور رہنا چاہتا تھا لیکن اب کیوں مجھ سے یہ کہلوا رہے ہو کہ قدرت نے میرے دماغ میں وہ صلاحیتیں نہیں دیں جو تمہیں عطا کر دی ہیں۔ میں شاید اس سارے مشن کو اس انداز میں نہ چلا سکوں جس میں تم نے اس کی ترتیب کر دی ہے۔"

"اگر آپ یہ بھی سمجھتے ہیں مٹھل شاہ صاحب تو پھر میں آپ سے یہ عرض کر دوں کہ اب یہ کسی ایک فرد کا کام نہیں رہ گیا ہے۔ یہ تو ایک آرگنائزیشن ہے جو بے شمار افراد پر مشتمل ہے اور وہ سب ایک ہی مقصد کے لیے کام کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ کو اس کام کو جاری رکھنے میں کوئی خاص دقت نہیں ہوگی۔"

مٹھل شاہ صاحب سوچ میں ڈوب گئے۔ بہت دیر تک غور و فکر کرتے رہے اور بولے۔

"ٹھیک ہے ایک ممبر کی حیثیت سے میں اپنی ذمے داریاں سنبھالے رکھوں گا لیکن تمہارا ارادہ کیا ہے؟"

"اب آپ سے دوسرا سوال کرنا چاہتا ہوں میں مٹھل شاہ صاحب۔"

"ہاں کہو۔"

"نادرہ کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہوش و حواس کے عالم میں' میں نے آخری بار اسے ٹٹ مین کے قبضے میں پایا تھا۔ ٹٹ مین کے بارے میں۔"

"مجھے معلوم ہے۔" میں نے درمیان میں لقمہ دیا

"تو بس پھر یوں سمجھ لو کہ آخری وقت میں نے اسے ٹٹ مین کی تحویل میں چھوڑا تھا۔"

"کس حیثیت سے؟"

"قیدی کی حیثیت سے۔" مٹھل شاہ نے جواب دیا اور میں بغور ان کا چہرہ دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

"شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ میں نے کئی بار اس کے لیے کوششیں کیں لیکن ہر بار ایسی کوئی رکاوٹ درمیان میں آ گئی کہ ہم اس موضوع پر گفتگو نہیں کر سکے۔ اصل میں ہمیں انتہائی ہنگامی حالات سے گزرنا پڑتا تھا۔"

"گویا اس نے آپ کو نہیں بتایا کہ میری اصلیت کیا ہے؟"

"آہ۔ کاش میں اس میں کامیاب ہو جاتا لیکن افسوس.........؟"

"ہوں۔" میں کچھ دیر خاموش رہا پھر میں نے کہا۔

"بہرحال تقدیر مجھ سے کچھ اور مشقت چاہتی ہے اور مجھے یہ مشقت کرنا ہوگی' خیر کم از کم اتنا تو علم ہوا کہ میں ٹٹ مین سے نادرہ کو حاصل کر سکتا ہوں' میرا خیال ہے مٹھل شاہ صاحب' میری زندگی کے دوسرے مشن کی بھی اب تکمیل ہونے والی ہے اور اس کے آثار آپ کی آمد سے نظر آتے ہیں' وہ میری زندگی کا بہت انوکھا دن ہو گا۔"

بعد میں مٹھل شاہ صاحب سے بے شمار معلومات حاصل کرتا رہا پھر مٹھل شاہ صاحب نے میرے ساتھ ڈائمنڈ سٹی میں کام کرنے والے مختلف شعبوں کا دورہ کیا اور پھر میں نے ان سے اجازت طلب کر لی' یہ کہہ کر میں واپس لوٹا تھا کہ اپنے مشن کے آغاز سے پہلے میں ان سے ضرور ملاقات کروں گا۔ رشید ناگی میرے ساتھ ہی آیا تھا' اسے میں

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے تمام صورت حال سے آگاہ کیا اور رشید ناگی نے مجھے اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

"چیف ویسے تو میری دلی آرزو ہے کہ آپ اپنے اس دوسرے مشن میں بھی مجھے اپنا شریک رکھیں لیکن اگر آپ اسے پسند نہ کریں تو کم از کم اس بات پر ضرور اطمینان رکھیں کہ میں بھی اپنی زندگی آپ کے مشن کے لیے وقف کر چکا ہوں۔"

"بڑا اطمینان ہے مجھے تم سب پر رشید ناگی۔"

اس رات میں ایک لمحہ بھی نہیں سو سکا تھا' میں نے کسی غم واندوہ کا شکار ہونے کے بجائے عملی طور پر یہ فیصلے کرنا مناسب سمجھا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ جس حد تک یہاں کام کر چکا تھا اس سے کم از کم یہ امید قائم ہوگئی تھی کہ سست روی سے سہی لیکن میرا مقصد پورا ہوتا رہے گا اگر اپنی ذات کے لیے بھی تھوڑا بہت کام کروں تو کوئی بری بات نہیں تھی' اس کے علاوہ اب مجھے لیتھ اشمیر کی حیثیت سے مافیا کا رکن رہنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ بہت زیادہ کاوشوں سے بے شک مفادات حاصل ہوتے ہیں لیکن اپنی زندگی کے لیے بھی کچھ کرلوں' اگر یکسو ہو جاؤں تو شاید میری کارکردگی مزید بہتر ہو جائے' آغاز کے طور پر سب سے پہلے مجھے بار سلونا پہنچنا تھا' بار سلونا جاکر سعید خان کو اس مشکل سے نجات دلادوں اور اسے واپس پاکستان بھیج دوں پھر ٹث مین سے ذرا دو دو ہاتھ رہیں' ٹث مین پہلے بھی میری لسٹ میں تھا لیکن حالات نے راستے روک دیے تھے اور میں اس تک نہیں پہنچ سکا تھا لیکن یہ علم ہونے کے بعد کہ نادرہ اس کے قبضے میں ہے اب ذرا ٹث مین سے بھی ملاقات کر ہی لی جائے۔ تیاریوں کے لیے بہت زیادہ وقت صرف نہیں کر سکتا تھا۔

دوسرے دن معمول کے مطابق رخسار آگئی تو میں نے اس سے اپنی روانگی کے بارے میں گفتگو کی۔ اس نے نہایت فراخدلی سے کہا کہ وہ کسی بھی لمحے میرے کسی مشن کی راہ کی رکاوٹ نہیں بنے گی' وہ بہت مطمئن ہے اور جب میں موجود نہیں ہوتا تو میرے لیے دعائیں کرنا اس کا محبوب مشغلہ بن چکا ہے۔ میں نے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بعض اوقات رخسار محبت کے رنگ کچھ ایسے نرالے ہو جاتے ہیں کہ ایک نئی کہانی ترتیب پاتی ہے' ہماری محبت بھی کچھ اسی انداز کی ہے۔"

وہ ہنسی اور اس نے کہا۔ "اور میں نے اس محبت کو جس طرح پایا ہے وہ بھی ایک انوکھی داستان ہے فیصل۔"

"شاید۔" میں نے اعتراف کیا پھر رشید ناگی کو میں نے اپنا فیصلہ سنا دیا اور بھلا اس بات میں مجھے کیا مشکل ہو سکتی تھی کہ میں اپنے وطن سے چل پڑوں' میں نے ہٹ مین رنگو ہی کا میک اپ قائم رکھا۔ جو کچھ پیچھے ہو چکا تھا اس کے اثرات کا بھی پتا چلانا تھا' چنانچہ میں اسپین روانہ ہوگیا۔ میڈرڈ سے بار سلونا تک کا سفر بہت سے تصورات کا حامل تھا۔ بار سلونا میں لیتھ اشمیر کی خانقاہ کے اطراف جوں کے توں تھے' کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی تھی جسے تشویش کی نگاہوں سے دیکھتا اور اس کے بعد میں ایک عقیدت گزار کی حیثیت سے لیتھ اشمیر کی اس آرام گاہ میں داخل ہوگیا جہاں وہ تنہائیوں میں اپنے خاص لوگوں سے ملاقات کرتا تھا' خانقاہ کے اس شاندار حصے میں خاموشی اور سناٹے کا راج تھا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا اور یہ اندازہ لگایا کہ شاید سعید خان اس وقت باتھ روم وغیرہ میں ہے۔ باہر کے معاملات تو پرسکون تھے اور اس کی مصروفیات کا بھی کوئی اندازہ نہیں ہوا تھا۔ ابھی میں کمرے کے وسط میں ہی کھڑا ہوا تھا کہ اچانک بیرونی دروازے پر آہٹیں ابھری اور میں نے اس خیال سے باہر کی سمت دیکھا کہ شاید سعید خان واپس آرہا ہے لیکن اندر داخل ہونے والے چار افراد تھے جن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں دبی ہوئی تھیں اور ان اسٹین گنوں کا رخ میری جانب تھا۔ میں چونک پڑا۔ سب سے آگے والے نے کہا۔

"اپنے ہاتھ بلند کردو۔ اگر تم نے ذرہ بھر بھی جنبش کی تو تمہارا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔"

میں سرد نگاہوں سے انہیں دیکھتا رہا۔ اسٹین گن والے نے میرے عقب میں آکر اسٹین گن کی نال میری گردن پر رکھ دی اور باقی لوگوں نے میری تلاشی لے کر جو کچھ میرے پاس تھا سب نکال لیا' یہاں تک کہ انہوں نے میری شرٹ بھی اتار دی' میں خاموش کھڑا رہا تھا' جب سب کچھ انہوں نے اپنی تحویل میں لے لیا تو میں نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اور اب میں اس بدتمیزی کی وجہ پوچھ سکتا ہوں۔"

جواب میں الٹے ہاتھ کا ایک تھپڑ میرے منہ پر پڑا' یہ تلاشی لینے والوں میں سے

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ایک نے مارا تھا۔ میری آنکھوں میں خون اتر آیا لیکن وہ لوگ اس قدر خوفردہ نظر آرہا تھے کہ مجھے بخوبی اندازہ ہوگیا تھا کہ میری ذرا سی جنبش اس وقت میری زندگی ختم کرسکتی ہے تاہم میرا دل وسوسوں سے بھر گیا تھا۔ میں نے ایک بار پھر سرد لہجے میں کہا۔

"اور جو کچھ تم کررہے ہو' ہوسکتا ہے کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ میں عظیم روحانی پیشوا لیتھ اشمیر کا ایک خاص کارکن ہوں اور ان سے ملاقات کے لیے آیا تھا۔"

"چلو۔" ان میں سے ایک شخص نے جو میری کمر سے اسٹین گن لگائے ہوئے تھا' مجھے دھکیلتے ہوئے کہا اور میں ہاتھ اٹھائے ان کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ دل و دماغ میں سناٹے اتر آئے تھے کیا ہوا ہے ایسی کیا خاص بات ہے' اس علاقے سے اور ان جگہوں سے میں بخوبی واقف تھا۔ وہ لوگ مجھے خانقاہ کے عقبی حصے سے نیچے لے آئے جہاں ایک بند گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ مجھے ایک گاڑی میں بٹھایا گیا اور وہ چاروں بھی میرے ساتھ ہی بیٹھ گئے اس کے بعد گاڑی اسٹارٹ ہوکر چل پڑی۔ باہر سے کوئی جائزہ نہیں لیا جاسکتا تھا کہ کونسی جگہ کا سفر ہورہا ہے' لیکن یہ سفر زیادہ طویل نہیں تھا۔ مجھے ایک عمارت ہی میں بند گاڑی سے اتارا گیا تھا۔ اس عمارت سے البتہ میں بالکل واقف نہیں تھا لیکن ایک سنگی قلعے کے مانند تھی' غالباً بارسلونا کی کوئی نواحی عمارت جو قدیم طرز تعمیر کا نمونہ تھی مجھے سنگلاخ دیواروں کے درمیان سے گزار کر ایک وسیع وعریض کمرے میں لایا گیا اور پھر میرے ہاتھوں کو دیواروں میں لگے ہوئے آہنی کڑوں سے باندھ دیا گیا' یہی کیفیت پیروں کی بھی کی گئی تھی۔ ابھی تک کسی نے مجھ سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ میری جانب سے مطمئن ہونے کے بعد جب وہ باہر جانے لگے تو میں نے پھر کہا۔

"دیکھو ہوسکتا ہے تمہیں میرے ساتھ اپنے اس رویے پر بعد میں شرمندگی اٹھانا پڑے' کم از کم مجھے اتنا تو بتادو۔" لیکن میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے وہ چاروں باہر نکل گئے تھے۔

میں خاموشی سے اس گزرگاہ کو دیکھتا رہا جہاں سے وہ گئے تھے' شدید تشویش کا شکار ہوگیا تھا' میرے ساتھ تو خیر جو کچھ ہوا وہ ایک الگ بات تھی لیکن مجھے سعید خان کا خوف تھا۔ اس کا نہ ملنا اس بات کی دلالت کرتا تھا کہ کوئی بڑی گڑبڑ ہوگئی لیکن اب کیا بھی کیا جاسکتا تھا' خاموشی سے انتظار کرنے کے سوا۔ تقریباً تین چار گھنٹے تک کسی نے مجھ سے

Uploaded By Muhammad Nadeem

رجوع نہیں کیا۔ جس انداز میں مجھے قید کیا گیا تھا اس میں اپنی اس قید سے نجات حاصل کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا پھر وہی تمام افراد میرے پاس پہنچے۔ مجھے اس قید سے رہائی دلائی گئی اور میرے ہاتھ پشت پر باندھ دیے گئے۔

پھر آگے بڑھنے کا اشارہ کیا گیا اوپری جسم سے برہنہ میں ان کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کے ایک اور وسیع کمرے میں پہنچ گیا' یہاں ایک نیم دائرے کی شکل کی میز پڑی ہوئی تھی جس کے عقب میں تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ تینوں اجنبی چہرے لیکن نہایت خوفناک صورتوں والے' قومیت سے کسی سفید فام ملک کے باشندے ہی معلوم ہوتے تھے۔ باقی چند افراد بھی موجود تھے' خوب تیز روشنی ہو رہی تھی' میرے لیے ایک کرسی خاص طور پر لاکر رکھی گئی جو اس نیم دائرے کی شکل کی میز کے عین سامنے تھی' ہاتھ کھولے گئے اور کرسی پر بٹھا کر میرے ہاتھوں کو لوہے کے ان شکنجوں میں کس دیا گیا جو کرسی ہی میں لگے ہوئے تھے' پاؤں البتہ آزاد چھوڑ دیے گئے تھے۔ وہ تینوں کڑی نگاہ سے مجھے دیکھ رہے تھے پھر دو افراد ایک خاص قسم کی مشین ٹرالی پر دھکیلتے ہوئے اندر لائے اور مشین سے منسلک ایک پائپ کو میرے چہرے کے سامنے کرکے مشین کا بٹن آن کردیا گیا' پائپ سے ایک ٹھنڈی گیس میرے چہرے پر پھوار کی شکل میں چھوڑی گئی اور مجھے اندازہ ہوگیا کہ وہ لوگ میرے چہرے سے میک اپ اتار رہے ہیں' بات کچھ زیادہ سنگین ہوگئی تھی' بہرحال اب خاموشی سے ان کے ہر عمل سے گزرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا' چنانچہ میں نے آنکھیں بند کرلیں۔ کچھ دیر کے بعد پھواریں بند ہوگئیں اور موٹے تولیے سے میرا چہرہ صاف کردیا گیا لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے ان تینوں آدمیوں کے چہرے پر شدید اضطراب کے آثار دیکھے تھے۔ ان کے چہرے حیرت زدہ نظر آرہے تھے ان میں سے ایک اپنی جگہ سے اٹھا اور میری طرف بڑھا تو باقی دونوں بھی میرے قریب ہی پہنچ گئے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگے پھر وہ شخص ان کی طرف مڑ کر بولا۔

"کیا یہ ممکن ہے؟"

باقی دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا' مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ انہوں نے مجھے دانش منصور کی حیثیت سے پہچان لیا ہے' وہ یقیناً" میرے چہرے کے شناسا ہوں گے' میں خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا تھا' اپنی حیرتوں سے نکل کر انہوں نے خود کو سنبھالا اور واپس اس نیم

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

دائرے والی میز کے عقب میں جا بیٹھے لیکن دیر تک وہ نہایت مدھم آواز میں ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے رہے تھے اور مسلسل حیران ہو کر بار بار میری صورت دیکھتے رہے تھے پھر وہ سنبھل کر بیٹھ گئے انہوں نے اپنے اطراف کھڑے ہوئے لوگوں کو دیکھا اور انہیں واپس جانے کا اشارہ کیا' صرف دو افراد دروازے کے پاس جم گئے تھے' جن کے پاس اشٹین گنیں موجود تھیں' غالباً" یہ سکیورٹی کے خیال سے کیا گیا تھا' درمیان والے شخص نے کہا۔

"مسٹر دانش منصور' کیا آپ اپنے آپ کو دانش منصور تسلیم کرنے سے انکار کریں گے؟"

میں نے سوچا کہ اب سب کچھ ختم ہو گیا ہے' فضول باتوں سے اب گریز کرنا چاہیے' اس وقت میرے دل میں بڑے ایمانی جذبے ابھر آئے تھے' زندگی اگر اختتام کے قریب ہے تو مجھے یہ زندگی' زندگی دینے والے کے سپرد کرنے میں کوئی اعتراض نہیں تھا اور اس چیز نے مجھے اندرونی طور پر بڑی تقویت بخشی تھی۔ میری خاموشی طویل ہوئی تو ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

"بیٹھیے مسٹر دانش منصور انسان اپنی زندگی میں بہت کچھ کرتا ہے اس میں اسے کامیابی اور ناکامی دونوں ہی حاصل ہوتی ہیں آپ تو ان لوگوں میں سے ہیں' جنہوں نے کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا جس طرح آپ نے اپنی کامیابیوں کو حاصل کیا ہے اسی طرح اب ان لمحات کو بھی قبول کیجیے' شطرنج پر جب سارے مہرے پٹ جاتے ہیں تو مات تسلیم کرنا ہی پڑتی ہے' آپ جواب دینا پسند کریں گے' کیا آپ خود کو دانش منصور تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں؟"

"نہیں' میں دانش منصور ہوں۔"

"شکریہ' ہم لوگ اپنا تعارف کرا دیں' یہ جو اس کارنر پر بیٹھے ہوئے ہیں مافیا کے بہت بڑے کارکن ہیں' میرا تعلق روز آرگنائزیشن سے ہے اور میری داہنی سمت بیٹھے ہوئے جو صاحب ہیں وہ ڈان سینٹر کے اہم رکن ہیں' مسٹر دانش منصور آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ہم لوگ کسی حیثیت کے حامل ہیں' ہم کسی بھی طرح آپ کو اپنے آپ سے کم نہیں سمجھتے اس لیے توقع کرتے ہیں کہ بڑے لوگوں کی طرح گفتگو کریں۔"

"شکریہ آپ نے مجھے بڑا تسلیم کیا۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا۔

"ہم آپ سے اپنا تعارف کرا چکے ہیں' اس لیے آپ نے یہ سمجھ لیا ہو گا کہ ہم مکمل معلومات رکھتے ہیں۔ دانش منصور ہمارے لیے کوئی نیا نام نہیں ہے مسٹر دانش منصور! اصل میں ہمیں یہ توقع نہیں تھی کہ آپ اس طرح کبھی ہمارے سامنے آ جائیں گے۔ ہوا یہ تھا کہ تازہ ترین واقع میں آرمن نامی ایک یہودی نے مافیا سے کچھ امداد طلب کی تھی اور اس کے لیے کام ہو رہا تھا' پتا یہ چلا کہ درمیان میں کسی ایسی شخصیت نے مداخلت کر کے آرمن کے منصوبے کو ناکام بنا دیا جو بہت ذہین اور شاندار کارکردگی کی حامل تھی۔ ڈی ڈی جیوا نامی ایک شخص گم ہو گیا اور ایسے کچھ واقعات ہوئے جس سے مافیا کو یہ شبہ ہوا کہ کہیں کسی جگہ کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے چونکہ اس سلسلے میں احکامات مسٹر لیتھ اشمیر کو دیئے گئے تھے اس لئے انہی سے کام کا آغاز کیا گیا' مافیا کے کچھ لوگ لیتھ اشمیر سے ملے اور انہیں یہ شبہ ہو گیا کہ لیتھ اشمیر اصل میں لیتھ اشمیر نہیں ہیں بلکہ کوئی اور شخص اس کی جگہ اختیار کیے ہوئے ہے' اسے قابو میں کر کے اس سے کچھ ایسے سوالات کیے گئے جنہوں نے اس شبے کی تصدیق کر دی اور اس کے بعد کام کا آغاز ہو گیا' جس شخص کو لیتھ اشمیر کی حیثیت سے قابو میں کیا گیا تھا جب اس کے چہرے سے میک اپ ہٹایا گیا تو وہ ایک ایشین ثابت ہوا اور مافیا نے اپنے وسائل سے کام لے کر ہم لوگوں کو بھی اس بات سے آگاہ کیا' نتیجے میں ہم سب نے مل کر کام شروع کر دیا' اس شخص سے ہمیں کوئی خاص معلومات نہیں حاصل ہوئی کہ اس نے کس انداز میں کام کیا اور کن احکامات کے تحت' ہمیں آپ کا انتظار تھا لیکن یہ امید نہیں تھی کہ ہٹ مین ریگو بھی اوریجنل نہیں ہو گا۔ اس وقت ہمارا یہی خیال تھا کہ ہٹ مین ریگو کو کسی طرح نقلی لیتھ اشمیر نے اپنے کام کے لیے آمادہ کیا ہے' یہ امید بالکل نہیں تھی کہ اس کے پس پردہ ایک ایسی شخصیت سے ملاقات ہو جائے گی جس کا ہم خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتے تھے۔ یہ وہ کہانی ہے جس سے آپ کی یہ تشفی ہو گئی ہو گی کہ ہمیں آپ کے بارے میں کس حد تک معلومات حاصل ہیں لیکن اب اچانک ہی آپ نے ہمیں سنسنی کا شکار کر دیا ہے اور ہم نہایت حیرت سے یہ سوچ رہے ہیں کہ مسٹر دانش منصور جن کی موت کی تصدیق ان کے ملک نے بھی کر دی تھی ہمارے سامنے زندہ حالت میں کیسے موجود ہیں' یہ نہایت سنسنی خیز واقعہ ہے اور آپ

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

کو یہ اندازہ ہوگیا کہ ہم اپنی ذمے داریاں سرانجام دینے کے لیے کس حد تک مجبور ہوگئے ہیں' چنانچہ مسٹر دانش منصور آپ سے سوالات کا سلسلہ طویل تر ہوگا۔ براہ کرم اس سلسلے میں ہمیں مایوس نہ کیجئے گا۔ آپ بہت بڑے آدمی ہیں اور ہم آپ کے ساتھ بڑے آدمیوں جیسا ہی سلوک کریں گے۔"

"لیتھ اشمیر کے میک اپ میں جو شخص تھا وہ کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اس سے آپ کی ملاقات کرا دی جائے گی' آپ مطمئن رہیں۔"

"جی آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

"پہلا سوال یہ ہے کہ دانش منصور جس کی موت بڑی شان و شوکت سے ہوئی تھی زندہ کیسے ہے؟"

"جن لوگوں کو آپ نے میری موت کے لیے مخصوص کیا تھا' وہ زندہ نہیں ہیں' اگر وہ زندہ رہتے تو یقینی طور پر مجھے مرنا پڑتا۔"

"لیکن وہ ڈس کلوز کیسے ہوئے۔"

"ان میں خاص طور سے ایک نام آتا ہے مٹھل شاہ' مٹھل شاہ سے میرا واسطہ بہت ابتدا سے ہے۔ اس کی شخصیت کو مجھ سے زیادہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ میں نے بہت مختصر وقت میں محسوس کرلیا کہ مٹھل شاہ اپنی اصل حالت میں نہیں ہے چنانچہ میں محتاط ہوگیا اور پھر جب اس نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تو میرے ہاتھوں خود مارا گیا۔"

"لیکن سنا ہے کہ آپ کے اور اس کے تو بہت اچھے تعلقات تھے' کچھ جذباتی رشتے بھی تھے۔"

"بے شک' لیکن زندگی ان تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے اور اس کی حرکات سے مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ جس طرح بھی ہو میری زندگی کے درپے تھے۔"

"کیا آپ کو اس بات کا علم ہوگیا تھا کہ اسے آپ کی موت کے لیے تیار کیا گیا ہے۔"

"ہاں یہ اندازہ مجھے ہوگیا تھا اور یہ بھی معلوم کرلیا گیا تھا کہ اسے میری موت کے لیے [illegible] کیا ہے' لیتھ اشمیر کا نام منظر عام پر آیا تھا اور اس کے بعد لیتھ اشمیر کو یہ اطلاع دی گئی [illegible] مٹھل شاہ کو کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔ وہ مبارک باد دینے دوڑا چلا گیا

اور وہاں اعلیٰ حکام کے قبضے میں آگیا' پھر ایک اہم سرکاری افسر کو لیتھ اشمیر کا میک اپ کرکے یہاں بار سلونا روانہ کردیا گیا اور اس نے آکر لیتھ آشمیرا کی حیثیت سنبھال لی۔"

"وہ سرکاری افسر ہے؟"

"کیا آپ لوگوں کو یہ بات نہیں معلوم ہوسکی؟"

"وہ کمینہ دیوانہ ہے' پاگل ہے' بہت سخت جان ہے اس طرح زبان بند کرلی ہے اس نے۔" بولنے والے کو ایک دم یہ احساس ہوگیا کہ وہ غیر متعلق گفتگو کررہا ہے۔ چنانچہ وہ خاموش ہوگیا' پھر اس نے کہا۔

"لیکن مسٹر دانش منصور' آپ کو اس سرکاری افسر کے ساتھ یہاں کیسے بھیج دیا گیا؟"

"میری گزارش پر' میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کون لوگ ہیں جنھوں نے مٹھل شاہ کے ذریعے مجھے قتل کرانے کی کوشش کی' کیونکہ لیتھ اشمیر سے معلومات حاصل کرنے پر کوئی صحیح پتا نہیں چل سکا تھا۔"

"اور آپ ہٹ مین ریگو کی حیثیت سے یہاں پہنچ گئے؟"

"جی۔"

"تو پھر آپ نے آرمن کے سلسلے میں یہ کارروائی کیوں کی؟"

"مجھے مافیا کے ایک رکن کی حیثیت دی گئی تھی' کیونکہ یہ بات ہمارے علم میں آچکی تھی کہ لیتھ اشمیر مافیا کا گگ باس ہے۔"

"لیکن آپ کا تو مشن ہی مختلف تھا۔" میں نے طنزیہ نگاہوں سے ان تینوں کو دیکھا اور کہا۔

"کسی بھی مشن کی تکمیل کے لیے وہی سب کچھ کرنا ہوتا ہے جس سے اپنا راز' راز رہ سکے۔"

"ہوں' کیا خیال ہے اور کچھ معلومات حاصل کی جائیں؟" روز آرگنائزیشن کے آدمی نے بقیہ دونوں ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا' مافیا کے باس نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں نئے سوالات تیار کرنا ہوں گے اور یہ بھی ضروری ہے کہ مسٹر دانش منصور کے لیے ہم ہائی کمان سے رابطہ کریں۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ٹھیک ہے، مسٹر دانش منصور کو ان کے ساتھی کے پاس پہنچا دیا جائے۔"

اس بات پر تینوں نے پھر کچھ سرگوشیاں کیں اور اس کے بعد غالباً اس بات پر متفق ہوگئے کہ مجھے سعید خان کے پاس بھیج دیا جائے۔ میرا دل تڑپ رہا تھا، میں جاننا چاہتا تھا کہ سعید خان پر کیا گزری، ظاہر ہے ان لوگوں نے یہ معلومات حاصل کرنے کے لیے سعید خان کے ساتھ سختیاں بھی کی ہوں گی۔ اس کی سخت جانی کا حوالہ بھی دیا گیا تھا، خدا کرے اسے کوئی نقصان نہ پہنچا ہو۔ ان دو آدمیوں کو ہدایات کی گئی اور مزید کچھ افراد آگئے، پھر میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں اور انہیں میری پشت پر کس دیا گیا غالباً میرے سلسلے میں کچھ ہدایات کی گئی تھیں، لیکن قید خانے میں لے جاکر انہوں نے میری ہتھکڑیاں کھول دیں۔

یہ زیر زمین قید خانہ تھا اور غالباً قدیم بنا ہوا تھا۔ سنگلاخ اور بدنما دیواریں پتھروں میں تراشی گئی تھیں، سامنے کے حصے پر لوہے کا انتہائی مضبوط گیٹ لگا ہوا تھا۔ اندر مدھم روشنی تھی، میری نگاہیں سعید خان کو تلاش کرنے لگیں اور پھر میں وہاں کسی کی موجودگی کو محسوس کرکے اس جانب چل پڑا، میرے آگے بڑھتے ہی قید خانے میں غالباً روشنی کا بلب جلا دیا گیا تھا، جس جگہ سعید خان زمین پر لیٹا ہوا تھا میں نے اس جانب دوڑ لگائی تھی۔ اگر وہ بہتر حالت میں ہوتا تو یقیناً اٹھ کر بیٹھ جاتا، لیکن جب قریب پہنچ کر میں نے اسے دیکھا تو میری آنکھوں میں تاریکی چھا گئی۔ میں صحیح معنوں میں چکرا گیا اور گرتے گرتے بچا۔ سعید خان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، لیکن اس کا چہرہ خدا کی پناہ اس کے بائیں رخسار سے سارا گوشت کٹا ہوا تھا اور ادھر سے اس کے جبڑے نظر آرہے تھے، دانت تک صاف نظر آرہے تھے، گوشت کے کناروں کے سرخ کھرنڈ بتاتے تھے کہ جبڑے کے اس گوشت کو کٹے ہوئے کئی دن گزر چکے ہیں، پورا جسم داغدار تھا، بازو پر سے گوشت کا ٹکڑا اتار لیا گیا تھا، دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی انگلیاں کاٹ دی گئی تھیں، اتنے زخم تھے اس کے جسم پر کہ دیکھ کر دہشت ہوتی تھی۔ سعید خان کی آنکھوں میں البتہ زندگی نظر آرہی تھی، اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا اور اس کے چہرے پر کرب کے آثار پھیل گئے، میں سکتے کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا پھر میں اس کے قریب بیٹھ گیا اور میرے منہ سے آہستہ سے آواز نکلی۔

"سعید خان۔" وہ آنکھوں کے علاوہ اور کسی طرح زندہ نظر نہیں آتا تھا۔ آنکھوں کی کیفیت بتاتی تھی کہ وہ مجھ سے مخاطب ہے۔ "سعید خان، مجھے علم ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا، کیا تم بول نہیں سکتے؟"

اس کی نگاہوں میں بے بسی کے آثار پیدا ہوگئے اور سینہ پھولنے پچکنے لگا، چند زخموں کے منہ کھل گئے اور ان سے خون کی بوندیں باہر گرنے لگیں۔ میری بہت بری حالت ہوگئی تھی، خود میری آواز بھی بند ہوگئی تھی۔ اچانک ہی سعید خان کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلی۔ اس نے اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھائے، انہیں بمشکل تمام اپنی گردن تک لے گیا اور پھر مجھے کچھ اشارہ کرنے لگا، ایک لمحے تک تو اس کا اشارہ میری سمجھ میں نہیں آیا تھا، لیکن جب اس کا اشارہ میری سمجھ میں آیا تو میں اپنے دل میں بھرے ہوئے دھوئیں کو برداشت نہ کرسکا، میرے حلق سے ایک چیخ نکلی اور میں بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ وہ مجھ سے موت مانگ رہا تھا، مجھ سے درخواست کر رہا تھا کہ میں گردن دبا کر اسے قتل کردوں۔ وہ عاجزانہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا، میرے رونے پر اس کے جسم میں شدید لرزش ہونے لگی، وہ کانپ رہا تھا اور اپنے بدن کو جنبش دے رہا تھا، غالباً وہ میرے رونے سے سخت بے قرار ہوگیا تھا۔ اس نے اپنی تمام تر تکلیفوں کو نظر انداز کرکے کہنیاں ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن نہ اٹھ پایا اور بے بسی سے زمین پر گر گیا، اب اس کے انداز میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوگئی تھی، اس نے منہ کھولا اور بدن کی ساری قوتوں کو مجتمع کرکے بولا۔

"خدا کے لیے چیف، خدا کے لیے مجھے مار دو چیف، یہ ضروری ہے، یہ ضروری ہے، چیف پلیز، مجھے مار دو میں سخت اذیت میں ہوں، چیف پلیز، پلیز۔" یہ الفاظ ایک عجیب سی ہیئت اختیار کرکے اس کے منہ سے نکل رہے تھے۔

"نہیں سعید خان نہیں، نہیں میرے بھائی یہ کام نہیں کرسکتا میں تمہارے لیے، آئی ایم سوری سعید خان آئی ایم سوری۔" میں مسلسل رو رہا تھا۔ آنسو بھی کیا چیز ہوتے ہیں، رونا بھی کیا قیامت کی دوا ہے انسان کے لیے، کتنا ہلکا کردیتا ہے یہ اندر سے، صدیوں کے بعد میری آنکھوں نے آنسو بہائے تھے۔ صدیوں کے بعد وہ سسکیاں میرے وجود سے باہر نکلی تھیں جو اندر ہی اندر گھٹتی رہتی تھیں۔ نجانے کب سے یہ گھٹن میرے وجود میں

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

پل رہی تھی' کبھی خیال نہیں آیا تھا کہ رو پڑوں' بہت سخت گیر ہوگیا تھا میں' بہت سخت دل تھا' یہ احسان بھی سعید خان ہی نے مجھ پر کیا تھا کہ آج میرے سینے کو اس گھٹن سے پاک کر دیا تھا۔ میں بلک بلک کر روتا رہا' اس کی تکلیف کے خوف سے اس سے چمٹ بھی نہیں سکتا تھا ورنہ دل چاہ رہا تھا کہ اسے اپنے وجود میں پیوست کرلو' اس کے سارے زخم اپنے جسم پر منتقل کرلوں۔

اب تو یہی کہہ سکتا ہوں سعید خان کہ خدا تمہیں موت دے دے' خدا تمہاری مشکل کو آسان کر دے' سعید خان اب تمہارے لیے زندگی مانگنا میرے بس کی بات نہیں ہے' مرجاؤ تم سعید خان تم مرجاؤ' خداوند عالم اس شخص کے لیے موت کی دعا کر رہا ہوں میں تجھ سے' اسے اذیت سے نجات دلا دے اسے۔" میں نے بڑے دل سے دعا مانگی اور اس کے بعد اس سے تھوڑا سا ہٹ کر بیٹھ گیا۔ مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میری موجودگی سے اس کی اذیت میں اضافہ ہوگیا ہے' میری سسکیوں اور آنسوؤں کو وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا' اس کا جسم مسلسل تشنج کا شکار تھا اور وہ بھی شاید اندر سے موت کی آرزو کر رہا تھا' پھر وہ ساکت ہوگیا میں روتا رہا اور جب تمام آنسو بہ گئے تو میں نے اسے دیکھا اور آہستہ سے اسے آواز دی' اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔

"سعید خان میرے لیے میرے کئی جانثاروں نے زندگی دی ہے' بہت بدنصیب ہوں میں کہ میں انہیں زندگی نہیں دے سکا لیکن سعید خان' مرنے سے پہلے ایک بات اپنے وجود میں بٹھالو تمہارے ان زخموں سے چور جسم کی قسم انہوں نے اپنے لیے بدترین موت خریدی ہے۔ آج سے میں صرف قتل و غارتگری کروں گا۔ میں نے اپنے اندر اس صلح جو انسان کو مار دیا ہے جو کسی بھی بے گناہ شخص کو قتل کرتے ہوئے یہ سوچتا تھا کہ بہتر ہے اس کی زندگی بچ جائے۔ بہتر ہے یہ بچ کر نکل جائے میرے ہاتھوں سے' لیکن اب روز آرگنائزیشن' ڈان سینٹر اور مافیا کے گروہ پر جس شخص پر بھی مجھے شبہ ہوا موت برسے گی' میں تمہاری ان تکلیفوں کا بدلہ لوں گا اس وقت تک لیتا رہوں گا جب تک میں خود نہ مرجاؤں' سمجھے سعید خان۔"

سعید خان نے آنکھوں میں خوشگوار کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن جس کا پورا وجود ایک سڑتے ہوئے ناسور کے مانند ہو وہ آنکھوں سے بھی نہیں مسکرا سکتا' ہاں

اس نے اپنے جذبات کے اظہار کو چھپانے کے لیے دوبارہ آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ میں اب پرسکون ہوتا جا رہا تھا۔ سعید خان تو گیا' نجانے اب تک کیوں زندہ ہے' نجانے کیسے جی رہا ہے شاید اسے میرا انتظار ہو' ہاں یقیناً' ایسی ہی بات تھی' اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا' لیکن میں پاگلوں کی طرح ان سلاخوں سے سر نہیں پھوڑنا چاہتا تھا۔ ایک اور مشن میری زندگی میں شامل ہوگیا تھا اور اس مشن کی تکمیل کے لیے مجھے پہلے سے زیادہ تدبر اور ہوشیاری سے کام کرنا تھا۔ سعید خان سے جو کچھ میں نے کہا تھا وہ مجھ پر قرض ہوگیا تھا اور مجھے یہ قرض چکانا تھا۔ میں سعید خان کے برابر زمین پر لیٹ گیا۔ اس کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جس پر ہاتھ رکھ کر میں اسے تسلیاں دے سکوں' اس سے زیادہ بے بسی کسی انسان پر طاری نہیں ہوئی ہوگی۔ میں ان لوگوں سے سعید خان کے لیے رحم کی بھیک بھی نہیں مانگ سکتا تھا' جانتا تھا کہ وہ ایسا نہیں کریں اور ہوسکتا ہے میرے منہ سے کوئی جذباتی بات نکل جائے اور میں اپنے عہد میں پیچھے رہ جاؤں۔ مجھے جینا تھا اپنے مقصد کے لیے' سعید خان بھی میری قربت سے پرسکون ہوگیا تھا۔ بہت شاندار انسان تھا یہ اور اس نے بڑی خوش اسلوبی سے میری بہت سی مشکلات کو سنبھالا تھا میں نے آہستہ سے کہا۔

"سعید خان' میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں' تم میرے مشن میں میرے لیے بہت بڑا سہارا بنے رہے ہو۔" بس اس کے بعد میں خاموش ہوگیا تھا اور پھر وقت بھیانک انداز میں آگے بڑھتا رہا تھا۔ میرا ذہن سوچوں کا مسکن بنا ہوا تھا' سعید خان کے بدن میں ہلکی سی جنبش ہوتی تو میں تڑپ کر اٹھ جاتا۔ اسے دیکھتا' نجانے کس مٹی کا بنا ہوا انسان تھا' نہ تو کراہ رہا تھا' نہ تڑپ رہا تھا۔ یہ زخم مختلف اوقات میں اسے دیے گئے تھے اور وہ انہیں لمحہ لمحہ برداشت کرتا رہا تھا' کتنی بڑی بات تھی' معمولی بات نہیں تھی۔

رات کے تقریباً تین بجے ہوں گے جب مجھ پر غنودگی چھا گئی اور نجانے کتنی دیر تک وہ غنودگی مجھ پر طاری رہی' پھر میں چونک کر جاگ گیا۔ میں نے سعید خان کو دیکھا' روشنی نہیں بجھائی گئی تھی' سعید خان کے خدوخال نظر آرہے تھے اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں' لیکن ایک دم مجھے احساس ہوا کہ اب اس کی پتلیوں میں زندگی کا ستارہ روشن نہیں ہے بلکہ ان میں ایک بے نوری چھائی ہوئی ہے۔ میں نے آہستہ سے اٹھ کر اسے دیکھا' آوازیں دیں بمشکل تلاش کرکے جسم کے ان حصوں کو جھنجوڑا جہاں زخم نہیں تھا'

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

سینے پر کان رکھ کر دھڑکنوں کی آواز سنی اور اس کے بعد اس کی کھلی ہوئی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں بند کر دیا۔ وہ مرچکا تھا۔ وہ تو نجانے کب کا مرچکا تھا' بس مجھے دیکھنے کے لیے اس کی آنکھیں متحرک تھیں۔ میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور اس کے بعد وہیں مٹی میں تیمم کیا اور نماز پڑھنے بیٹھ گیا' جو کچھ بھی مجھ سے بن سکا میں نے اس کے لیے دعائیں کیں اور پھر خاموشی سے صبح کا انتظار کرنے لگا۔ صبح کو سلاخوں کے باہر دو مسلح پہریدار نظر آئے اور میں نے ان سے کہا۔

"سنو میرا ساتھی مرچکا ہے' کیا تم کسی ایسے آدمی سے میری ملاقات کرا سکتے ہو جس سے میں اس کی آخری رسومات کی درخواست کرسکوں۔"

"ہمارا انچارج یہاں موجود ہے' ہم اس سے بات کرکے تمہیں اطلاع دیتے ہیں۔"

پہرے داروں نے جواب دیا۔ انچارج ایک وحشی صورت انسان تھا وہ چند افراد کے ساتھ آیا تھا۔ میں نے اس سے نرم لہجے میں کہا۔

"سر ہم مسلمان ہیں' اگر آپ ہماری مذہبی رسوم کے ساتھ اس کی تدفین کی اجازت دے دیں تو میں خلوص دل سے آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔"

جواب میں انچارج نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے زور سے دھکا دیا۔ اس کے دو آدمیوں نے میرے سینے پر رائفلوں کی نالیں رکھ دیں' باقی آدمی اندر داخل ہوئے اور سعید خان کی لاش کو بڑی بے رحمی سے اٹھا کر باہر لے گئے۔ میں نے جنبش نہیں کی تھی چنانچہ بالکل خاموش رہا اور آہنی دروازہ پھر سے بند ہوگیا۔

میں خاموشی سے کھڑا یہ منظر دیکھتا رہا تھا۔ سعید خان کی زندگی میں اس کی کوئی مدد نہیں کرسکا تھا تو اب موت کے بعد ہنگامہ کرنے سے کیا فائدہ' پھر میں آہستہ آہستہ پلٹا اور ٹھنڈی سانس لے کر زمین پر بیٹھ گیا۔ وقت گزرتا رہا' میں نے گھٹنوں میں سر دے کر آنکھیں بند کرلی تھیں اور دماغ کو سوچنے سمجھنے سے محروم کرلیا تھا۔ یہ میرے حق میں بہتر تھا بہرحال بہت سا وقت گزر گیا اور اس کے بعد دوپہر کو تقریباً ڈیڑھ بجے میرے قید خانے کے دروازے پر کچھ افراد نظر آئے۔ پہلے کی طرح مجھ پر پستول تان لیے گئے تھے اور اس کے بعد میں باہر نکل آیا۔ میں نے اپنے انداز میں بردباری قائم رکھی تھی' ان میں سے ایک نے کہا۔

"سنو اگر کسی قسم کی کوئی غلط حرکت کی تو ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں دونوں ٹانگوں سے محروم کردیا جائے۔"

"صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ تم بہت گھٹیا لوگ ہو' بے فکر رہو' میں کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گا جس سے تمہیں اپنے گھٹیا پن کے مظاہرے کا موقع ملے۔" یہ لوگ ان لوگوں سے مختلف تھے' جن میں سے ایک نے پہلے میرے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔ وہ خاموشی سے میرے ساتھ چلتے رہے' پھر مجھے ایک کمرے میں لایا گیا اور کہا گیا کہ میں لباس تبدیل کراوں۔ باتھ روم میں لباس موجود ہے۔ میں خاموشی سے باتھ روم میں داخل ہوگیا۔

قدیم طرز کا باتھ روم تھا لیکن تمام ضروریات سے آراستہ۔ میں نے غسل کیا جو لباس انہوں نے میرے لیے مہیا کیا تھا وہ میری جسامت پر بالکل فٹ تھا۔ خاصا قیمتی لباس تھا۔ میں نے بال وغیرہ سنوارے اور اس کے بعد باہر نکل آیا۔

وہ لوگ میرے منتظر تھے' پھر مجھے ایک وسیع کمرے میں پہنچایا گیا جہاں ڈائننگ ٹیبل لگی ہوئی تھی۔ کمرے میں موجود لوگوں نے جن کی تعداد چھ کے قریب تھی اور ان میں وہ تین بھی موجود تھے جن سے میری پہلے ملاقات ہوئی تھی' اپنی جگہ سے تھوڑا سا اٹھ کر نہایت مہذب انداز میں میرا خیر مقدم کیا گیا۔ میرے لیے ایک کرسی کھینچی گئی اور میں بیٹھ گیا۔ میرے بیٹھنے کے بعد ویٹر کھانا سرو کرنے لگے۔ میں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں ان کے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتا کیونکہ اول تو میں مسلمان ہوں اور دوسری بات یہ کہ انہیں دشمن سمجھتا ہوں۔ میرے ان الفاظ پر وہ سب چند لمحات کے لیے رکے' پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"لیکن مسٹر دانش منصور آپ کو کچھ نہ کچھ تو لینا ہوگا۔"

"اگر یہ ضروری ہے تو میرے لیے کچھ پھلوں اور کافی کا بندوبست کر دیا جائے اور اس میز پر نہیں بلکہ کسی علیحدہ جگہ۔"

مافیا کا باس ایک لمحے کے لیے سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے دروازے پر کھڑے ہوئے لوگوں سے کہا۔

"مسٹر دانش منصور کو تیرہ نمبر میں لے جاؤ اور ان کے لیے پھل' بسکٹ اور کافی

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

مہیا کرو۔"

"تشریف لے چلیے جناب۔"

تیرہ نمبر ایک پر آسائش کمرا تھا جہاں بستر' ایک چھوٹی سی سینٹر ٹیبل اور ایک صوفہ سیٹ پڑا ہوا تھا۔

انہوں نے مجھے یہاں پہنچایا اور تھوڑی دیر کے بعد سینٹر ٹیبل پر پھل اور بسکٹوں کے انبار لگا دیے گئے ساتھ ہی کافی کے برتن بھی سجا دیے گئے تھے۔ میں مصروف ہو گیا' خوب ڈٹ کر پھل کھائے' دو چار بسکٹ لیے اور پھر کافی کے کئی کپ پیے۔ طبیعت میں ایک تازگی پیدا ہو گئی تھی اور وہ کیفیت دور ہو گئی تھی جو مجھ پر طاری تھی۔ سعید خان کی موت کبھی نہ بھولنے کے لیے تھی' لیکن بس اس کی موت کا سوگ مناتے رہنا دانشمندی نہیں تھی۔ ایک لائحہ عمل طے کرنا تھا اور میرے تیز رفتار ذہن نے اپنے لیے راستے منتخب کر لیے پھر جب وہی تینوں افراد مزید دو مسلح آدمیوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تو میں نے فوراً ہی اداکاری شروع کر دی۔ میں سنجیدہ اور نڈھال نڈھال نظر آنے لگا۔ وہ سب میرا جائزہ لے رہے تھے پھر وہ مختلف جگہوں پر بیٹھ گئے۔ مافیا کے باس نے کہا۔

"یقینی طور پر تم اب بہتر کیفیت میں ہو گے مسٹر دانش منصور۔ ہمیں تم سے کچھ اور معلومات درکار ہیں۔"

"دیکھیے جناب بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے زندگی میں بہت کچھ کیا ہے اتنا کچھ کہ شاید آپ لوگوں کے علم میں بھی نہ ہو۔ پوری زندگی میں نے ایک مشن کے لیے وقف کر دی تھی' لیکن میرے دوست کی موت نے میرے ذہن پر اتنا برا اثر ڈالا ہے کہ اب جو کچھ کیا ہے اس پر پشیمان ہوں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میرے وطن نے مجھے بہت سراہا۔ میری کاوشوں کی بڑی داد دی لیکن آج میں تنہا' بے یارومددگار یہاں موجود ہوں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ میرے دل میں اپنے وطن کے خلاف کوئی بری بات پیدا ہوئی ہے بلکہ ایک عجیب سی اعصابی تھکن مجھ پر سوار ہو گئی ہے۔ آپ لوگ اگر مجھے قتل کر دینا چاہتے ہیں تو براہ کرم مجھ سے اس کا تذکرہ نہ کریں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میرے قتل کا بہترین طریقہ استعمال کریں۔ یعنی یہ کہ مجھے کسی چیز میں کوئی بہت ہی طاقتور

زہر دے دیں۔ میں آپ سے درخواست ہی کر سکتا ہوں اور کوئی طریقہ کار مجھ پر استعمال نہ کریں' میں تشدد برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر آپ مجھ سے مزید کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس بات سے آپ مطمئن رہیں کہ میں وہ معلومات آپ کو بخوشی فراہم کر دوں گا اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ ان میں کوئی فریب' کوئی جھوٹ نہیں ہو گا۔ آپ کو اس سلسلے میں اگر مجھ سے کوئی شکایت ہو جائے تو آپ اپنے طور پر آزاد ہیں کہ پھر میرے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں۔"

تینوں خاموشی سے میری بات سن رہے تھے۔ ڈان سینٹر کے نمائندے نے کہا۔

"مسٹر دانش منصور پاکستان میں آپ نے کیا کام کیا ہے؟"

"آپ ڈان سینٹر کے نمائندے ہیں آپ کو یاد ہو گا کہ ابتدا میں آپ سے میری کچھ چپقلش رہی تھی۔ اصل میں مجھ پر محب وطن ہونے کا جنون سوار ہوا تھا اور میں نے آپ سے مقابلہ کیا تھا۔ میں نے وہاں بے شمار صنعتیں لگائی ہیں اور اس سے میرے وطن کی خوشحالی میں کچھ اضافہ ہوا ہے۔"

"وہ پلانٹ جس پر نیپلز میں کام ہو رہا تھا اور جس کے سلسلے میں آرمن نے کارروائیاں کی تھیں اس کی تفصیل کیا ہے؟"

"چونکہ سرکاری نمائندے نے بارسلونا میں لیتھ اشمیر کی حیثیت سنبھال لی تھی اور مجھے ہٹ مین ریگو کی حیثیت دے کر مسٹر آرمن کی مدد پر آمادہ کیا تھا اس لیے مجھے اس کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل ہیں' وہ بڑی دلچسپ صورت حال پیش آئی۔ آرمن کا ارادہ اچانک تبدیل ہو گیا اور اس میں کچھ ترمیمیں کی اس نے' جس کی میں نے نقلی لیتھ اشمیر سے اجازت لے لی۔"

"ڈی ڈی جیوا نامی ایک صنعتکار کو یہ پلانٹ فروخت کر دیا گیا اور اس کے بعد جو کچھ کیا ڈی ڈی جیوا نے ہی کیا۔ اس سے آگے کی کچھ تفصیلات میرے علم میں نہیں ہیں۔"

"وہ شخص تمہاری حکومت کا نمائندہ تھا۔" یہ سوال سعید خان کے بارے میں مافیا کے باس نے کیا تھا۔

"سو فیصد اور اسی تعاون کے تحت جو میں اپنی حکومت سے کرتا رہا تھا۔ مجھ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ میں اس شخص کے ساتھ کام کروں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ تینوں غالباً" میرے جوابات سے مطمئن تھے اور میری کیفیت نے انہیں یہ احساس دلا دیا تھا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں۔ تشدد یا برے سلوک کی ضرورت تو اس وقت پیش آتی جب انہیں کسی مداخلت کا خطرہ ہوتا۔ ہاں انتقامی کارروائی ایک الگ نوعیت رکھتی ہے' اور اگر وہ انتقامی کارروائی کے بارے میں سوچتے تو پھر دوسرے کام کیے جاسکتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ وہ میری موت کا فیصلہ کرسکتے تھے۔ غرض کہ میں نے انہیں مخمصے ہی میں ڈال دیا تھا کہ اب وہ میرے ساتھ کیا سلوک کریں۔ میں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگیا تھا۔ وہ الجھے ہوئے نظر آرہے تھے پھر انہوں نے ایک دوسرے کی صورت دیکھی اور کہا۔

"تو پھر اب مسٹر دانش منصور کے لیے کیا فیصلہ کیا جائے۔ ..را خیال ہے ان کی خواہش کی تکمیل کردی جائے۔ یہ موت چاہتے ہیں ہمارے لیے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم انہیں ان کی پسند کی موت دے دیں۔"

"کیا آپ ہائی کمان سے رابطہ کیے بغیر اس شخص کو قتل کردیں گے؟"

"نہیں حالانکہ ہائی کمان نے مجھے اس کیس سے نمٹنے کی پوری پوری اجازت دی ہے لیکن یہاں نوعیت کچھ تبدیل ہوگئی ہے ایک دلچسپ شخصیت ہمارے سامنے آئی ہے جو دو متضاد پہلو رکھتی ہے ہائی کمان سے اس سلسلے میں مشورہ ضرور کروں گا۔"

"تو پھر براہ کرم دانش منصور کو میرے حوالے کر دیجئے گا۔" یہ الفاظ روز آرگنائزیشن کے نمائندے کے تھے' مافیا کے باس نے دوستانہ انداز میں کہا۔

"آپ اس کا کیا کریں گے؟" غالباً" وہ خاصے ... بے دوست تھے۔

"اصل میں ایک بار پہلے بھی یہ شخص ہمارے ہاتھ لگا تھا اور ہم نے اس پر کافی کام کیا تھا اس کے نتیجے میں ہمیں اس بات کی امید تھی کہ مستقبل میں یہ ہمارے لیے نہایت کارآمد شخصیت ثابت ہوگی لیکن یہ نکل گیا۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کے اندر کیا کمی رہ گئی تھی اور اس کے نکلنے کی وجوہات کیا تھیں؟"

"ہوں۔ ٹھیک ہے میرا خیال ہے ہائی کمان بھی اس کی اجازت دے دے گی' ہمیں ذاتی طور پر اس شخص سے کوئی دلچسپی نہیں ہے' جو کاوشیں کی گئی تھیں اس کا ریکارڈ اب ہائی کمان کے پاس رہے گا اور مافیا گینگ اس کے فیصلے کرے گا کہ لیتھ اشمیر کی موت کے

سلسلے میں ہمیں کیا کارروائی کرنی چاہیے باقی میرا خیال ہے اس شخص کی زندگی ایک طرح سے غیر مناسب ہی ہوگی۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ یہ ایک خطرناک آدمی ہے۔"

"ہم اسے اپنے کام کا بنائیں گے۔ آپ خود اندازہ کیجئے جو کام دوسرے لوگ نہیں کرسکے اگر یہ خود اپنے ہاتھوں سے کرے تو کیسا رہے گا؟"

"گویا آپ اس پر کوئی تجربہ کرنا چاہتے ہیں؟"

"سو فیصد' ہمارے پاس ایسے ذرائع ہیں اور پھر یہ بات طے ہے کہ اس کے ذریعے ہمیں ایشیا میں بہت سے مفادات حاصل ہوسکتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی اس نے ہمارے بہت سے مفادات پر ضربیں لگائی ہیں۔" پہلی بار ڈان سینٹر کے نمائندے نے کہا۔

"مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے آپ لوگوں نے میری موجودگی نظرانداز کر دی ہے۔"

"نہیں سر ایسی بات نہیں ہے' آپ جانتے ہیں کہ اس سلسلے میں ہمارے بڑوں کے درمیان مفاہمت ہوگئی ہے۔" روز آرگنائزیشن کے نمائندے نے فورا" ہی کہا۔

"ہاں میں جانتا ہوں' لیکن آپ لوگوں نے میری کوئی رائے نہیں لی۔"

"ہم اس موضوع پر بعد میں گفتگو کرلیں گے' پہلے یہ طے ہو جائے کہ ہمیں اس سلسلے میں کیا کرنا ہے؟"

"دیکھیے مسٹر! میں ہائی کمان سے گفتگو کیے بغیر خود کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا' یہ بات تو آپ جانتے ہیں۔"

"بالکل' لیکن ان دنوں ہمارے جو مشترکہ مفادات چل رہے ہیں اور جس کے لیے ہمارے درمیان رابطے ہوئے ہیں' ان میں یہ دوستانہ گنجائش موجود ہے کہ ہماری کسی ضرورت کو آپ بخوشی پورا کردیں۔"

"اپنی حد تک ہم اس کام کے لیے بالکل تیار ہیں لیکن ہائی کمان سے بہر طور اجازت لینا ہوگی۔"

"جیسا آپ پسند کریں۔" یہ تمام لوگ اس بات پر متفق ہوگئے' میں دل ہی دل میں

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہنس رہا تھا لیکن میں نے اپنے آپ کو ان کی گفتگو سے اتنا لاتعلق کرلیا تھا کہ انہیں مجھ پر کوئی شبہ نہ ہوسکے۔ کچھ دیر کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے اور میرا دل قہقہے لگانے کو چاہنے لگا۔

سعید خان اپنا فرض پورا کرکے شہید ہوگیا تھا اور یہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے ماحول پر فتح حاصل کرلی ہے۔ انہیں اندازہ نہیں تھا کہ انہوں نے اپنے لیے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے' سب سے پہلے میری زندگی کا فیصلہ ہو جائے' میں اس کے بعد ہی کوئی مناسب عمل کرسکتا تھا' بلکہ اس وقت ایک اور خیال میرے ذہن میں آیا تھا' میں نے ڈان سینٹر کے نمائندے کے انداز میں کسی قدر ناخوشگواری محسوس کی تھی اور یہ حقیقت بھی تھی کہ ان دونوں نے دوران گفتگو اسے نظرانداز کر دیا تھا۔ اگر اس وقت ڈان سینٹر اور روز آرگنائزیشن کو آپس میں لڑوا دیا جائے تو میرے کام میں آسانی ہوگی۔ بہرحال ابھی حالات میرے بس سے باہر تھے' اس لیے کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہہ سکتا تھا۔ میرے شب و روز جاری رہے' غالباً" وہ لوگ میرے بارے میں فیصلے کر رہے تھے' اور پھر ایک رات کھانا کھانے کے بعد مجھے اپنی طبیعت پر شدید گرانی کا احساس ہوا اور میری پلکیں جھکتی چلی گئیں۔ اب اس قدر احمق بھی نہیں تھا کہ یہ نہ محسوس کرتا کہ کھانے میں مجھے کوئی خواب آور چیز دے دی گئی ہے' اس سے بچنا میرے بس سے باہر تھا' بس انہی احساسات کے ساتھ گہری نیند سو گیا تھا' نجانے کب آنکھ کھلی تھی اور میں نے اپنے آپ کو ایک نئی جگہ پایا تھا' بدن کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگ رہے تھے ہوش وحواس قائم کرکے ان جھٹکوں کے بارے میں غور کرنے لگا اور پھر کمرے کی بناوٹ سے یہ اندازہ ہوگیا کہ کسی جہاز کا کیبن ہے' گویا میں اس وقت کسی بحری جہاز میں سفر کر رہا ہوں' جو کچھ بھی ہے یہ ذمے داریاں ان لوگوں کی ہیں کہ وہ مجھے کہاں لے جارہے ہیں مجھے تو ابھی ایک بے ضرر کیچوے کے مانند ان لوگوں کو یہ یقین دلا دینا تھا کہ میں اب ایک ناکارہ وجود بن کر رہ گیا ہوں اور ان کے لیے کسی بھی طرح خطرے کا باعث نہیں۔ بہت دیر تک یہ کیفیت طاری رہی' اب بے ہوش پڑے رہنے سے تو کوئی فائدہ نہیں تھا۔ ملحقہ واش روم میں جاکر منہ ہاتھ وغیرہ دھویا اور اس کے بعد ایک کرسی پر بیٹھ گیا' بھوک لگ رہی تھی' لیکن کوئی ذریعہ نہیں تھا' اندر بھی کوئی ایسی چیز نظر نہیں آرہی تھی جو باہر والوں کو متوجہ کرنے کے لیے

ہو' پتا نہیں کیسا جہاز تھا لیکن پھر دروازہ کھلا اور ایک کریہہ صورت شخص نے اندر جھانکا۔ مجھے ہوش میں دیکھ کر وہ اندر آگیا اور عجیب احمقانہ انداز میں مجھے گھورنے لگا۔ میں نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"ہیلو۔"

وہ اس طرح چونکا جیسے سوتے سے جاگ اٹھا ہو اور پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا تم ہوش میں آگئے؟"

"شاید۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ اسے میرے نرم رویے سے غالباً" ڈھارس ہوئی تھی ورنہ شاید اسے یہ کہا گیا ہو کہ میں کوئی بہت برا آدمی ہوں اور اس کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہوں۔

"میرا مطلب ہے تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟"

"بھوک لگ رہی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں تمہیں کھانے پینے کی اشیا پیش کرتا ہوں' لیکن سنو کسی قسم کی کوئی گڑبڑ مت کرنا' یہ ایک بحری جہاز ہے۔ اگر تم نے باہر نکل کر اودھم مچانے کی کوشش کی تو اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ خلاصی تمہیں مار پیٹ کر واپس اس جگہ پہنچا دیں گے۔ تم اگر سمجھدار آدمی ہو تو سمجھداری سے کام لینا میں تم سے کوئی دشمنی نہیں رکھتا اور نہیں چاہتا کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔"

"شکریہ دوست۔ تمہارے ان الفاظ کا میں شکر گزار ہوں۔"

وہ خاموشی سے باہر نکل گیا۔ میری بات کی تصدیق بہر طور ہوگئی تھی۔ اب باقی سوالات احمقانہ نوعیت کے تھے۔ اگر میں اس سے کہتا کہ یہ سب کچھ کیا ہے' مجھے کہاں لے جایا جارہا ہے تو لازمی طور پر وہ مجھے ان سوالات کے جواب نہیں دیتا۔ غرض کہ میں انتظار کرتا رہا ویسے بھی اپنے آپ کو اس حد تک مضمحل اور نڈھال ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں کے دلوں سے یہ خیال ہی نکل جائے کہ میرے ذہن میں کوئی اور تصور ہے۔ کچھ دیر کے بعد وہ شخص عمدہ چائے اور اس کے ساتھ کچھ اور لوازمات لے آیا۔ میں نے مدھم لہجے میں اس کا شکریہ ادا کیا تو وہ نرمی سے بولا۔

"جس چیز کی بھی ضرورت ہو تو مجھے بتا دینا۔ اگر تم نے اپنا رویہ بہتر رکھا تو ہو سکتا

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے کہ تمہیں باہر نکل کر عرشے پر چہل قدمی کی اجازت بھی مل جائے۔"

میں نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور وہ باہر نکل گیا۔ میرے حساس کانوں نے کیبن کا دروازہ باہر سے بند ہونے کی آواز صاف سنی تھی۔ اب اس قدر احمق بھی نہیں تھے یہ لوگ کہ مجھ پر اعتبار کر لیتے۔

میں نے اطمینان سے ناشتا کیا۔ کوئی بھی چیز ایسی نہیں تھی جو میرے مذہبی معاملات میں آڑے آتی ہو، چنانچہ کھانے کی کسی چیز سے میں نے پرہیز نہیں کیا اس کے بعد تقریباً چار پانچ گھنٹے اسی طرح گزر گئے۔ وہ برتن بھی وہیں موجود تھے۔ غالباً کھانے کے لیے اوقات کار کا تعین نہیں کیا گیا تھا پھر وہی شخص دروازہ کھول کر اندر آیا اور اس نے رحم آمیز نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہارے لیے سفارش کی تھی کہ تمہیں باہر نکال کر عرشے پر چہل قدمی کی اجازت دے دی جائے لیکن انہوں نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے تم سمندر میں کود کر خودکشی کر لو۔ کیا ایسی کوئی بات ہے؟"

میں نے گردن جھکائی اور بہت دیر تک سوچتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

"نہیں دوست اصل میں جس مذہب سے میرا تعلق ہے اس میں خودکشی حرام ہے۔ میں خودکشی کبھی نہیں کروں گا۔"

وہ جیسے میرے اس جواب کا منتظر تھا۔ برتن لے کر باہر نکل گیا۔ غالباً وہ لوگ یہ جاننا چاہتے تھے کہ میں خودکشی تو نہیں کر لوں گا۔ میں نے انہیں مطمئن کر دیا تھا، بے وقوف کے بچے حماقتوں کا شکار تھے میرے جوتے کو غرض پڑی تھی کہ میں خودکشی کرتا۔ اگر زندگی دینے کا ہی معاملہ تھا تو کم از کم اس جہاز کو تباہ کر کے ہی مر سکتا تھا۔ میرے دل کی کچھ آگ تو بجھتی اور پھر اس جہاز کی تباہی سے ہی تو میرے دل کی آگ نہیں بجھتی تھی۔ سعید خان کی لاش پر تو میں نے بہت بڑے انتقام کا عہد کیا تھا اور میں ہر قیمت پر ان سے یہ انتقام لینا چاہتا تھا۔

وقت گزرتا رہا اور پھر وہی شخص میرے لیے رات کا کھانا لے کر آیا۔ دوپہر کا کھانا گول کر دیا گیا تھا ویسے بھی مجھے صحیح طور پر وقت کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ میں نے اس شخص سے کہا۔

"کیا رات ہو چکی ہے؟"

"ہاں۔" وہ آہستہ سے بولا۔ اس کے علاوہ اس نے اور کچھ نہیں کہا تھا۔ مجھے بھوک لگنے لگی تھی حالانکہ دن بھر کیبن میں بند رہا تھا اور کوئی ایسا کام نہیں ہو سکا تھا جس سے مجھے ہاضمے میں مدد ملتی، لیکن قدرتی طور پر میرا ہاضمہ بہتر تھا۔ میں کھانے میں مصروف ہو گیا، کھانا کھانے کے بعد میں نے کمرے میں ہی چہل قدمی شروع کر دی لیکن چند ہی قدم چلنے کے بعد میرے قدم لڑکھڑانے لگے۔ غالباً پھر کچھ ہوا تھا۔ خدا انہیں غارت کرے۔ کم بخت ہوش میں ہی رہنے دیں تو کیا حرج ہے میں کونسا انہیں مشکلات میں مبتلا کر رہا ہوں۔

بمشکل تمام مسہری تک پہنچا اور پھر مسہری پر لیٹ گیا۔ تاکہ کہیں کسی اور جگہ ہی کمرے میں ڈھیر نہ ہو جاؤں اس کے بعد دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہی تھی۔ نجانے کب تک اسی بے ہوشی کا شکار رہا تھا پھر آہستہ آہستہ ذہن جاگنے لگا، سوچنے سمجھنے کی قوتیں ابھی تک بحال نہیں ہوئی تھیں، لیکن ایک عجیب سی آواز میرے ذہن میں گونج رہی تھی۔

پہلے کچھ ایسا احساس ہوا جیسے عالم خواب میں یہ آواز کانوں تک آ رہی ہو لیکن آہستہ آہستہ تمام ذہنی قوتیں بیدار ہو گئیں۔ سب سے پہلا احساس یہ ہوا تھا کہ اب میں جس جگہ موجود ہوں وہ کم از کم جہاز کا کیبن نہیں ہے، بدن کو ہچکولے بھی نہیں لگ رہے تھے اور شاید ماحول بھی بدلا ہوا تھا۔ آنکھیں کھولنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن وہ کریہہ آواز مسلسل میری سماعت پر ضربیں لگا رہی تھیں۔ نیند پوری نہیں ہو پائی تھی آنکھیں جل رہی تھیں دماغ چکرا رہا تھا۔ اگر یہ منحوس آواز نہ ہوتی تو اور سوتا مگر دماغ پر ہتھوڑے برس رہے تھے۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بدن کے نیچے زمین تھی اور میں ایک چھوٹے سے کمرے میں پڑا ہوا تھا۔ ناک سے موبل آئل کی بو ٹکرائی اور میں چونک کر ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ بڑی منحوس جگہ تھی۔ کمرے میں نہ جانے کیا کیا کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ ایک طرف استعمال شدہ موبل آئل کا ڈرم رکھا ہوا تھا جو آواز میری سماعت کو مجروح کر رہی تھی وہ پن چکی جیسی کسی چیز کی تھی۔

سر کو کئی بار جھٹک کر ہوش و حواس قائم کیے اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بے آرامی کی نیند نے بدن بری طرح دکھا دیا تھا۔ ابھی پوری طرح سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ کمرے کا

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

دروازہ کھلا اور ایک سترہ اٹھارہ سال کی لڑکی نے اندر جھانکا۔ خوبصورت شکل تھی لیکن کسی حد تک پھوہڑپن کا شکار۔ موٹے اور میلے کپڑوں میں ملبوس۔ مجھے جاگتا دیکھ کر وہ اندر آ گئی اور مسکرا کر بولی۔

”کیا آپ انگلش بول سکتے ہیں جناب۔“

”ہاں۔ کیوں نہیں۔“ میں نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام سیسل ہے۔“ وہ سکون سے بولی۔

”ہیلو سیسل۔ تم برٹش ہو؟“

”نہیں فرنچ۔“ اس نے جواب دیا۔

”اوہ۔“ میں نے ہونٹ سکیڑ کر گردن ہلائی۔

”کیا میں تمہارے لیے ناشتا لے آؤں؟“

”کیا وقت ہوا ہے؟“

”سات بجے ہیں۔“

”صبح کے؟“ میں نے سوال کیا اور وہ تعجب سے مجھے دیکھنے لگی پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”ناشتا کیا رات کو سات بجے کیا جاتا ہے؟“

”نہیں۔“ میں نے کہا۔

”میں ناشتہ لاتی ہوں۔“ وہ واپس مڑی پھر دروازے پر رک کر بولی۔ ”سوری۔ آپ کا نام کیا ہے؟“

”دانش!“ میں نے جواب دیا اور وہ میرے نام کو دہرانے لگی پھر ڈینش ڈینش کی گردان کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔ میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی تھی۔ بہت سے سوالات دل میں پیدا ہوگئے۔ لڑکی کے بارے میں اندازہ لگانے لگا۔ پتا نہیں اتنی ہی سادہ اور معصوم تھی یا کچھ اور تھی۔ بہرحال کام شروع ہوگیا تھا یہ پتا نہیں چل سکا کہ کب فیصلہ ہوا مجھے رو... گنہگار...ن کی تحویل میں دے دیا گیا یا مافیا نے میرے بارے میں کچھ اور سوچا پھر دل میں ایک عجیب سا خیال آیا۔ کیسی حیران کن بات ہے۔ میں اپنے مشن پر کام کرتا رہا تھا۔ بڑی بڑی مشکلات کا حل نکل آتا تھا۔ سخت ہولناک حالات کے باوجود مجھے کامیابیاں حاصل

ہوتی چلی جاتی تھیں لیکن جب بھی میں نے اپنے بارے میں کچھ سوچنے کی کوشش کی میرے راستے بند ہوگئے۔ نادرہ بھی میری ہی مشکل کا شکار ہوئی اور آج بھی مشکل میں گرفتار تھی اور اب میں بھی۔ میرے معبود کیا یہ سوالی ہمیشہ تشنہ رہے گا۔ کیا میں کبھی خود کو نہ پاسکوں گا۔ اگر اسی میں تیری رضا ہے تو میں اس سے منحرف نہیں ہوں۔ میں تیری رضا کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ میں نے دل میں سوچا اور خود کو پرسکون کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد دروازہ دوبارہ کھلا تھا۔

═══☆☆☆☆═══

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس بار آنے والے دو افراد تھے۔ انہوں نے بغور میرا جائزہ لیا پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

”مسٹر دانش منصور ہم آپ سے بالکل دوستانہ ماحول میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں اس کا موقع دیں گے؟“

”میں بالکل پر امن ہوں جناب۔“

”اصل میں آپ کی طرف سے یہ خدشہ رہتا ہے کہ نجانے آپ کے دل میں کیا ہے، کوئی ایسا عمل نہ کر بیٹھیں جس سے نہ صرف ہمیں، بلکہ آپ کو بھی نقصان پہنچے۔ ہم آپ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔“

”آپ لوگ مجھ پر اعتماد کریں۔ میں نے اپنی راہ بدل دی ہے۔“

”تب براہ کرم ہمارے ساتھ آئیے۔“ ان لوگوں کا طرز عمل نہایت شریفانہ تھا۔ میں نے تو ذہن میں تہیہ کرلیا تھا کہ اب تمام حقیقتوں کو قبول کرتے ہوئے اپنے ہر قدم کا فیصلہ کروں گا۔ جو کچھ اب تک کرتا رہا تھا اپنے آپ کو اس میں ناکام تو نہیں کہہ سکتا تھا بلکہ اللہ کا شکر گزار تھا کہ اس نے مجھے میرے ان جذبوں کو پذیرائی عطا کی تھی جو میرے دل میں تھے، میں اپنا فرض پورا کر رہا تھا، کسی لالچ کے بغیر لیکن سب سے بڑا لالچ یہی تھا مجھے کہ میرے وطن کی سرزمین کو بقائے دائمی حاصل ہو۔ میں اپنے آپ کو اسی سرزمین کا رہنے والا ایک حقیر باشندہ سمجھتا تھا اور اگر میری دلی آرزوؤں کی تکمیل ہو جاتی تو شاید میری زندگی کو بھی سکون مل جاتا۔ بدقسمتی سے رخسار بھی ذہنی طور پر مجھ سے منسلک

ہوگئی تھی، باقی سارے کردار تو خیر اپنی جگہ الگ نوعیت رکھتے تھے اور میرے ہونے نہ ہونے سے ان پر کوئی فرق نہیں پڑتا، وہ اپنی زندگی کے لیے راستے منتخب کرسکتے تھے، جبکہ رخسار میری ہی زندگی کا ایک حصہ بن گئی تھی۔ کاش ایسا نہ ہوتا تو مجھے کسی بات کی فکر نہ ہوتی، بہرحال اب ہم دونوں کی تقدیریں یکجا ہوگئی تھیں، دیکھیں وقت آگے کیا کہانی سناتا ہے لیکن سعید خان کی موت نے کچھ اس طرح دل پر اثر ڈالا تھا کہ شخصیت میں ایک خلا سا پیدا ہوگیا تھا۔ جس بڑے کمرے میں مجھے لے جایا گیا، وہ ایک خوبصورت ڈرائنگ روم کی حیثیت رکھتا تھا۔ ڈرائنگ روم میں تین افراد اور موجود تھے، جن میں سے ایک چہرہ شناسا تھا۔ اسے میں نے اس وقت دیکھا جب مافیا، روز آرگنائزیشن اور ڈان سینٹر کے نمائندے بار سلونا میں مجھ سے میرے بارے میں گفتگو کر رہے تھے، یہ ڈان سینٹر کا نمائندہ تھا۔ خوب صورت ڈرائنگ روم میں مجھے ایک صوفے پر بیٹھنے کی پیشکش کی گئی۔ ان تینوں نے گردنیں خم کرکے میرا استقبال کیا تھا، ڈان سینٹر کے نمائندے نے کہا۔

”مائی ڈیئر مسٹر دانش منصور میرا نام ہیرل بیکر ہے اور یقیناً" آپ کو یہ بات یاد ہوگی کہ میں ڈان سینٹر کا نمائندہ ہوں۔“

”جی مسٹر بیکر۔“ میں نے جواب دیا۔

”مسٹر دانش منصور، بعض اوقات واقعات ایسا رخ اختیار کر جاتے ہیں کہ خود انسان ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔ میں آپ کے اس تمام ماضی سے واقف ہوں جس میں آپ نے ناقابل یقین کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ ذاتی طور پر میں آپ کا فین ہوں اور بڑی عزت کرتا ہوں آپ کی، اب یہ دوسری بات ہے کہ ہم جرم کی دنیا کے لوگ ہیں۔ اگر ذاتی طور پر آپ مجھ سے پوچھیں تو میں اپنی کاوشوں کو جرم نہیں سمجھتا، میں دنیا کی بات کر رہا ہوں، میں مختصراً" گفتگو کرتے ہوئے آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں مسٹر دانش منصور کہ مافیا، روز آرگنائزیشن اور ڈان سینٹر کے تعلقات کچھ عجیب و غریب سے ہیں، ہم لوگ ضرورت پڑنے پر ایک دوسرے سے تعاون بھی کرتے ہیں اور ضرورت ہی پڑنے پر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بھی ہو جاتے ہیں، اب آپ میری ضرورتوں کا تذکرہ جانے دیں جس وقت آپ کو ہم تینوں کے سامنے طلب کیا گیا تھا اور ہمارے درمیان آپ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی تو شاید آپ نے محسوس کیا ہو کہ روز

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

آرگنائزیشن کا نمائندہ مافیا کے کارکن سے مل کر کچھ اس قسم کا اظہار کر رہا تھا جیسے وہ بہت سپر چیز ہو‘ ہمارے لیے یہ بات سب سے زیادہ اذیت ناک ہوتی ہے۔ میں نے آپ کے سامنے اس پر احتجاج بھی کیا تھا لیکن اس احتجاج کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی وہاں سے میرا مائنڈ بدل گیا میں نے سوچا کہ شاید روز آرگنائزیشن یہاں بھی اپنی برتری کا اظہار کرنا چاہتی ہے اور اس کے بعد مسٹر دانش منصور میں نے خفیہ طریقے سے آپ کو اپنی تحویل میں لے لیا اور اس وقت آپ ڈان سینٹر کے ایک ٹھکانے پر موجود ہیں۔ میں نے بہت سے بڑوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد اپنے تجویز کردہ ایک پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ نے اپنے مستقبل کے بارے میں کیا سوچا ہے لیکن جو گفتگو آپ نے اس وقت کی تھی اس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ اب آپ اپنے آپ کو فری سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ جو بھی سلوک کرنا چاہتے میرے خیال میں وہ بہتر نہیں ہوتا‘ نجانے آپ کو کیا بنانے کی کوشش کی جاتی یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اوپر سے فیصلہ ہوتا کہ آپ سے نجات حاصل کر لی جائے اس طرح ایک ماسٹر برین کو ختم کر دیا جاتا‘ ڈان سینٹر میں یہ خوبی ہے کہ وہ اچھے دماغوں کو اپنے ساتھ شامل کرنا پسند کرتا ہے‘ میرے تمام سربراہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ آپ کو نہ صرف زندہ رہنے دیا جائے بلکہ ڈان سینٹر کے مفادات کے لیے استعمال کیا جائے مسٹر دانش منصور بات مختصر کرنے کے باوجود طویل ہوتی جا رہی ہے۔ ہم آپ کو ڈان سینٹر کی ایک ذیلی شاخ کی سربراہی دینا چاہتے ہیں۔“ میں نے کسی قدر مسکرا کر کہا۔

”مسٹر ہیرل بیکر‘ کیا یہ میرے ساتھ ایک دلچسپ مذاق نہیں ہے؟“

”یہی تو پر لطف بات ہے میرے دوست کہ یہ گفتگو دلچسپ بے شک ہے لیکن مذاق نہیں ہے۔“

”آپ لوگ اس وقت مجھ پر مستقل کمانڈ رکھتے ہیں اور میرے ساتھ جو دل چاہے سلوک کر سکتے ہیں‘ آپ کو اس بات کا یقین کیسے ہو گیا کہ اگر آپ مجھے ڈان سینٹر کی کسی ذیلی شاخ کی سربراہی دے دیتے ہیں تو میں آپ کے مفادات کے لیے کام کرنے پر تیار ہو جاؤں گا؟“

”بڑا پر خلوص سوال ہے‘ ہم اس کی اہمیت کو سمجھ رہے ہیں اصل میں بات یہ ہے

کہ ہر انسان کا ایک نقطہ نگاہ ہوتا ہے آپ کو اگر آپ کی شخصیت میں جینے دیا جائے اور کچھ ایسی ذمے داریاں سونپ دی جائیں جنہیں انجام دے کر آپ کے اپنے راستے بھی ہموار ہوتے ہوں تو میرا خیال ہے کوئی دیوانہ ہی اس سے انکار کر سکتا ہے۔“

”ہاں یہ ایک جامع بات ہے۔“

”ہم اسی راستے پر سفر کرنا چاہتے ہیں۔“

”تب میں خلوص دل سے آپ کی ہر بات سنوں گا۔“

”بالکل اور اس وقت آپ کو اختیار ہے کہ اسے قبول کریں یا مسترد کر دیں۔“

”مسترد کرنے کی شکل میں میرے ساتھ کیا سلوک ہو گا؟“

”کچھ نہیں‘ آپ کو ایک بہترین جگہ قید کر دیا جائے گا اور وہ ایک آزاد قید ہو گی‘ جیسے ایک جزیرہ جس سے باہر نکلنے کا کوئی انتظام نہیں ہو گا اور جس کے چاروں طرف ایسا بھیانک سمندر ہو گا جس میں خودکشی تو کی جا سکتی ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا‘ باقی وہاں آپ کو ہر آسائش حاصل ہو گی‘ ہم لوگ کسی بھی قیمت پر آپ کو ضائع کرنا پسند نہیں کریں گے۔“

”دوسری صورت کیا ہو گی؟“

”ہم پچھلے کچھ عرصے سے یہ محسوس کر رہے ہیں کہ روز آرگنائزیشن اپنی وسعتیں بڑھاتا جا رہا ہے۔ اس نے ایک باقاعدہ ڈپارٹمنٹ اس کام کے لیے مخصوص کیا ہے کہ وہ ڈان سینٹر پر نگاہ رکھے‘ جہاں بھی ڈان سینٹر اپنی کارروائیاں کرتا ہے روز آرگنائزیشن کا وہ ڈپارٹمنٹ اس کے راستے کاٹتا ہے اور اس کے مفادات پر ضربیں لگاتا ہے۔ ہم نے جوابی کارروائی کے طور پر اسکائی لارک آرگنائزیشن بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور ہم اس میں آپ جیسے کسی دماغ کو استعمال کرنا چاہتے ہیں‘ اب آپ اس سلسلے میں دوسری تفصیلات سن لیجیے‘ آپ کو ڈان سینٹر سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا ہو گا‘ اپنے ڈپارٹمنٹ کے آپ ہی سربراہ ہوں گے اور آپ ہی اس کے سرگرم رکن۔ آپ کو دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی ایک مقصد کے لیے کام کرنا ہو گا‘ اصل میں ہماری سوچیں بہت گہرائیاں رکھتی ہیں‘ مثلاً“ آپ یہ دیکھیے کہ اس وقت بہت سے مسائل چل رہے ہیں‘ بوسنیا اور سربیا کا معاملہ ہے‘ کشمیر کا معاملہ ہے‘ فلسطین اور اسرائیل کا معاملہ ہے۔ یہ ایک بہت لمبی سازش ہے اور یقینی طور

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

پر صرف ہم نے ہی نہیں بے شمار دانش منصوروں نے اس بارے میں سوچا ہوگا کہ خاص طور سے مسلمانوں ہی کو تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اسرائیل' ہندوستان' یورپ اور امریکہ مل کر ایک ہی کھیل کھیل رہے ہیں جس میں بظاہر وہ مشترک نہیں ہیں لیکن درپردہ ایک ہی مقصد کام کر رہا ہے۔ وہ لوگ زبردست مالی مفادات بھی حاصل کر رہے ہیں' سیاسی مفادات بھی اور غالباً مذہبی بھی' ہم لوگ بھی انہی میں سے ایک ہیں لیکن ہم نسل' علاقے یا مذہب کے نام پر کام کرنا نہیں چاہتے' اسکائی لارک ہر اس جگہ اپنے مفادات کی نگرانی کرے گا جہاں روز آرگنائزیشن نے اپنا پاؤں پھنسایا ہوا ہے اور اس وقت روز آرگنائزیشن یہودی دنیا کے لیے سب سے زیادہ مصروف عمل ہے۔ دنیا بھر سے اسے مالی مفادات حاصل ہو رہے ہیں' ہم اسکائی لارک کی پوری توجہ اس جانب مبذول کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ہمیں کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی جو اپنی ذات میں ایک مکمل آرمی کی حیثیت رکھتا ہو جو اپنے وجود میں ایک مکمل ڈپارٹمنٹ ہو' ہمارے پاس آپ کا ریکارڈ موجود ہے مسٹر ڈانش منصور آپ کے نظریات کا بھی ہمیں علم ہے۔ مثلاً" یہ کہ آپ ایک وطن پرست نوجوان ہیں اور اپنے وطن کے مفادات کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اگر مسٹر دانش منصور آپ کو اسکائی لارک ڈپارٹمنٹ کا چیف بنا کر عربوں کے مفادات کے لیے کام کرنے کی پیشکش کی جائے تو اصولی طور پر آپ کو انکار نہیں کرنا چاہیے' اس طرح آپ اپنا مذہبی فریضہ بھی سرانجام دیں گے اور مالی فوائد بھی حاصل کریں گے۔ آپ کو آیندہ کا طریقہ کار بتایا جائے گا کہ آپ کو کیا کرنا ہے اور اس سلسلے میں ہمیں ایک باقاعدہ کمیٹی بنانا ہوگی جو یہ تصفیے اور تجزیے کرے گی کہ آپ کے ذریعے حاصل ہونے والے یہ مفادات کیا حیثیت رکھتے ہیں' اس کے بعد ہم آپ کا ایک معقول کمیشن جو آپ کے تصور سے کہیں زیادہ ہوگا متعین کر دیں گے۔ یہ بڑی بڑی رقومات آپ اپنے وطن بھیج سکتے ہیں اور اس طرح آپ اپنے وطن کو مالی فائدے پہنچا سکتے ہیں اس کے علاوہ اگر کوئی صنعتی مسئلہ ہو' کوئی تکنیکی مسئلہ ہو' آپ کو مکمل اختیارات دیے جائیں گے کہ آپ اس میں اپنے وطن کے مفادات کا خیال رکھ سکتے ہیں لیکن شرط یہی ہوگی کہ جہاں ڈان سینٹر کے مفادات کا معاملہ آئے آپ پیچھے نہیں ہٹیں گے۔"

میں کسی قدر چونک پڑا تھا' ایک ناقابل یقین پیشکش تھی جس کا میں شاید تصور بھی

نہیں کر سکتا تھا لیکن بہرحال یہ پیشکش مجھے کی گئی تھی اور میں ان الفاظ کو نظرانداز بھی نہیں کر سکتا تھا' میں نے پرخیال لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے اگر آپ کے پاس سچائیوں کو پرکھنے کا کوئی ذریعہ ہے تو آپ ان سچائیوں کو ضرور پرکھیے اور اس سے پہلے میرے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کیجیے' یہ پیشکش مجھے بہت دلچسپ اور دلکش لگی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس نئی حیثیت سے کام کرنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

"آپ اس بات کو ہم پر چھوڑ دیجیے کہ آپ ان معاملات میں مخلص ہیں یا نہیں' اگر آپ خوشی سے یہ پیشکش قبول کر لیتے ہیں تو سمجھ لیجیے کہ جو لوگ اس وقت آپ کے سامنے موجود ہیں' وہ فیصلے کے اختیارات رکھتے ہیں گویا یہاں چند لمحات کے اندر اندر یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ آپ کے سلسلے میں کیا کرنا ہے' ہاں اس دوران ایک بات اور ہمارے ذہن میں آئی ہے آپ کا اپنا ایسا کوئی ذاتی مسئلہ ہو جسے آپ نمٹانا چاہتے ہیں' مثلاً" روز آرگنائزیشن کے خلاف کارروائی' مافیا یا کسی اور کے خلاف' ہماری بات تو اب آپ اس لیے رہنے دیں کہ ہم اور آپ دوستی کی جانب قدم بڑھا چکے ہیں تو ہم آپ کو ڈان سینٹر کی نمائندگی میں اس کا پورا پورا موقع دیں گے کہ آپ اپنے اس عمل کو سرانجام دے سکیں۔"

"تب پھر مجھے ایک آدمی کی تلاش ہے اس کے ذریعے میں ایک اور آدمی کی طلبی چاہتا ہوں۔"

"کون ہے وہ..........؟"

"ٹٹ مین۔"

"اوہو ٹٹ مین' حیرت ہے حیرت ہے۔" ہیرل بیکر نے کہا۔

"کیوں..........؟"

"ایک منٹ۔" ہیرل بیکر بولا اور اس نے اپنے عقب میں ایک ٹیبل پر رکھے ہوئے اخبارات اٹھا لیے' ان میں خبریں تلاش کرتا رہا اور پھر چند خبروں کو مارک کر کے انہیں میرے سامنے رکھ دیا۔ "ذرا انہیں ملاحظہ فرما لیجیے۔"

میں نے حیرانی سے ان خبروں کو دیکھا' کئی اخبارات نے ٹٹ مین کی موت کی خبر

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

شائع کی تھی اور اس کے گروہ کے بارے میں تفصیلات بتائی تھیں‘ ٹٹ مین کو اس کے مخالف گروہ نے اس کے پورے گروہ سمیت ختم کر دیا تھا‘ زبردست خونریزی ہوئی تھی‘ ٹٹ مین کے ٹھکانے فنا کر دیے گئے تھے اور اب ٹٹ مین کا کوئی وجود اس دنیا میں نہیں تھا‘ میرے دل سے آنسو نکل پڑے‘ گویا امید کا یہ آخری سرا بھی خلاؤں میں گم ہو گیا تھا۔ نادرہ کتنی سخت جان ہو گی کہ اس بار بھی بچ گئی ہو گی جبکہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ وہ ٹٹ مین کے قبضے میں ہے بہرحال اب یہ ساری کارروائی بے سود تھی۔ میں نے ایک بار پھر وہی احساس دل میں پیدا کیا‘ اللہ کو یہ منظور نہیں ہے کہ میں اپنی شخصیت کو پا جاؤں تو میری تمام کوششیں بے مقصد ہیں مجھے اس راستے سے ہٹ ہی جانا چاہیے اور اس مسئلے کو خدا پر چھوڑ دینا چاہیے‘ وہ جب مناسب سمجھے گا اس کی تکمیل کر دے گا اور اگر میری زندگی میں یہ ممکن نہیں ہے تو لاکھ کوشش کروں کچھ نہیں کر پاؤں گا۔" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر تمام اخبارات واپس رکھ دیے۔

"اس کے باوجود‘ آپ کو اجازت ہے کہ اگر آپ چاہیں تو اپنے طور پر بھی یہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں‘ ہم آپ کو مکمل آزادی دے کر چھوڑ دیں گے۔ آپ واپس جانا چاہیں تو پاکستان بھی جا سکتے ہیں‘ آپ یقین کیجیے یہ ایک عجیب و غریب فیصلہ ہے اور عجیب و غریب منصوبہ ہے‘ دراصل ہم آپ کو اوریجنل حالت میں چاہتے ہیں‘ کوئی فریب کوئی ایسا عمل جو آپ کرنا چاہیں آپ کو اس کی مکمل آزادی دینا چاہتے ہیں اور اس کے بعد پھر آپ سے یہ درخواست کی جائے گی کہ اگر ممکن ہو سکے تو آپ اسکائی لارک ڈپارٹمنٹ سنبھال لیں۔"

"اور وعدہ کر لیا گیا ہے کہ مجھ پر مکمل اعتماد کیا جائے گا۔"

"وعدہ نہیں اس بات کا ہمیں پورا پورا یقین ہے اور یہ آپ کا مسئلہ بالکل نہیں ہے۔"

"تو پھر مسٹر ہیرل بیکر میں اس مقصد کو خوشی سے قبول کرنے کے لیے تیار ہوں اور اب وقت ضائع کیے بغیر مجھے یہ بتایا جائے کہ مجھے کرنا کیا ہو گا؟"

"ہم آپ کو کچھ راستے منتخب کر کے ان کی جانب متوجہ کر دیں گے‘ دنیا کے کسی بھی ملک میں‘ کسی بھی شہر میں جہاں آپ کارروائی شروع کر دیں گے آپ کو اپنے

نمائندے ملیں گے‘ ڈان سینٹرا اپنے طور پر ان تمام نمائندوں کو آپ کی شخصیت سے مکمل طور پر آگاہ کر دے گا‘ اس کے لیے ہمارے پاس بہت سے سائنٹفک طریقے ہیں۔ آپ کو یہ ہدایت دے دی جائے گی کہ آپ کا ٹارگٹ کیا ہے‘ کیا کرنا ہے آپ کو بس اس کے مطابق آپ کام شروع کر دیں گے اور اپنے کام کو جاری رکھیں گے‘ البتہ آپ یہ بھول جائیں گے کہ آپ ڈان سینٹر کے نمائندے ہیں آپ اپنے آپ کو صرف اسکائی لارک کہیں گے اور اپنا کام جاری رکھیں گے۔"

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے اس سلسلے میں مجھے مزید کیا اقدامات کرنا ہوں گے؟"

"ہم بہت ہی نفاست سے اس کام کو کر رہے ہیں‘ کوئی قدم نہیں اٹھانا پڑے گا آپ کو بس آپ یوں سمجھ لیجیے کہ آپ نے جن لوگوں کے درمیان اپنے اس منصب کو قبول کیا ہے وہ اب آپ کو مبارک باد دینے کے لیے بے چین ہیں۔"

"شکریہ! آنے والا وقت آپ کو یہ بتائے گا کہ جس کام کے لیے مجھے مخصوص کیا گیا ہے میں اسے کتنے خلوص سے سرانجام دیتا ہوں۔"

"ویری گڈ۔" وہ سب کھڑے ہو گئے جو لوگ مجھے لائے تھے وہ بھی یہیں موجود تھے اور اس گفتگو میں شامل تھے‘ باری باری مجھ سے مصافحہ کیا گیا اور ان لوگوں نے مجھے پر خلوص مبارک باد پیش کی‘ ابھی تک کھوپڑی چکرائی ہوئی تھی‘ واقعی یہ ایک انوکھا طریقہ کار تھا‘ ایک انوکھا اعتماد تھا لیکن دنیا اس قدر جدید ہو چکی ہے کہ اب جرم کے انداز بھی بدلتے جا رہے ہیں‘ پرانے تمام طریقہ کار مسترد کر دیے گئے ہیں‘ بہت بڑا کام چند لمحوں میں ہو گیا تھا ایک یقین نہ کرنے والی بات تھی لیکن آدمی یقین کرے یا نہ کرے جو حقیقت ہوتی ہے وہ تو اپنا وجود رکھتی ہی ہے۔ بہرحال اس کے بعد میری شخصیت بالکل بدل گئی‘ یہاں اسی جگہ۔ جہاں میں موجود تھا میری رہائش کا عارضی بندوبست کیا گیا۔ ملازموں کو میرے بارے میں ہدایت کی گئی تھی کہ یہاں مجھے ذرہ برابر کوئی تکلیف نہ ہو‘ میں بہت بڑی شخصیت کا مالک ہوں‘ ان لوگوں نے درحقیقت مجھے اپنا ممنون بنانے کی کوشش کی تھی۔ میں اپنی اسی شاندار رہائش گاہ میں آ گیا‘ واقعات کا آغاز میری مرضی کے مطابق نہیں ہوا تھا سب فیصلے حالات نے کیے تھے جو تجویز میرے سامنے رکھی گئی تھی اس میں ابتدائی طور پر میں نے یہی سوچا تھا کہ اگر اس طرح زندگی بھی بچ رہی ہے اور مجھے اپنے مقاصد

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی تکمیل کا بھی موقع مل رہا ہے تو اس موقعے کو ہاتھ سے نہ جانے دوں' بس یہی جذبہ تھا جس نے عارضی طور پر مجھے ان لوگوں کے ساتھ تعاون کرنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن گزرنے والے وقت کے ساتھ جب چاروں سمت مکمل سکوت چھا گیا اور میں اس آرام دہ بستر پر لیٹ کر چھت کو گھورتے ہوئے حالات کا تجزیہ کرنے لگا تو دفعتہً" دماغی کیفیت بدلنا شروع ہوگئی مجھے ابھی تک موقع ہی کہاں ملا تھا کہ میں ماضی کے بارے میں کچھ سوچ سکوں جو کچھ ہو چکا تھا' اس پر غور کر سکوں غالباً" یہ سکون کی پہلی رات تھی جو مجھے حاصل ہوئی تھی اور یہی رات میری تمام سوچوں کا مسکن تھی' دماغ میں تیز ہوائیں چلنے لگیں' اطراف کا ماحول نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور مجھے ماضی کے گزرے ہوئے واقعات یاد آنے لگے جو کچھ ہو چکا تھا اس پر غور کیا اور اس کے بعد رفتہ رفتہ ایک صورت میری آنکھوں میں ابھرتی چلی۔ یہ سعید خان کا چہرہ تھا' سعید خان کی صورت کا تو مجھے ابھی ماتم کرنے تک کا موقع نہیں ملا تھا۔ یہ پہلا مرحلہ تھا جب میں ذرا سکون سے ان تمام واقعات کے بارے میں سوچ رہا تھا اور سعید خان کی بے بس لاش میری نگاہوں کے سامنے گھوم گئی۔ وہ ایک ایک لمحہ یاد آنے لگا جو میں نے زخمی سعید خان کے ساتھ گزارا تھا۔ آہ اس نے میرے لیے جان دے دی' میرا اہم شکل جس نے ہمیشہ میری شخصیت کو سنبھالے رکھا تھا اور میرے لیے اتنے بیش بہا کارنامے سرانجام دیے تھے کہ انہیں سانسوں کے آخری لمحے تک نہیں بھلا سکتا تھا اور بالآخر اس نے میرے ہی مقصد کے لیے جان دے دی' یقینی طور پر جو تشدد اس پر کیا گیا تھا اس میں اس سے میرے ہی بارے میں سوالات کیے گئے ہوں گے اور تشدد اتنا کرنے کا مطلب ہے کہ اس نے میرے بارے میں کسی سوال کا جواب نہیں دیا ہوگا' گویا اس نے اپنا فرض پورا کر دیا تھا اور مجھ سے نمک حلالی کی اعلیٰ مثال قائم کی تھی۔ وہ لمحات میری نگاہوں سے اوجھل نہیں تھے جب وہ بے بسی کی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے مجھ سے موت مانگ رہا تھا۔ آہ! کتنی بے بسی تھی اس کے انداز میں جس اذیت سے وہ گزر رہا تھا اس سے بچنے کے لیے اس نے مجھ ہی سے موت طلب کی تھی اور میں آخری لمحے میں اس کی یہ آخری خواہش بھی پوری نہیں کر سکا۔ نجانے کہاں سے آنکھوں میں گرم گرم آنسو رینگ آئے اور ان آنسوؤں کی افادیت کا میں پہلے بھی جائزہ لے چکا تھا۔ جب یہ آنسو آنکھوں سے نکل جاتے تھے تو طبیعت اس

قدر ہلکی ہو جاتی تھی کہ دل و دماغ بہترین فیصلے کرنے کے قابل ہو جاتے تھے' گرم گرم آنسو ابلتے رہے اور میں سعید خان کی بے بسی پر ماتم کرتا رہا۔ تبھی میرے دل میں ایک خیال گزرا کہ مصلحت پسندی نے مجھے سعید خان کی موت سے بے پروا کر دیا ہے۔ اس کے قاتل میرے آس پاس موجود تھے اور میں صرف ان مقاصد کے بارے میں سوچ رہا تھا جو میری اپنی ذات میں پیدا ہوئے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میرا ہر مقصد اپنے وطن کے مفاد کے لیے تھا لیکن میں زندگی میں جو کچھ کر چکا تھا' میرا خیال ہے ایک شخص اس سے زیادہ اپنا فرض پورا نہیں کر سکتا تھا حالانکہ میں رکنے کا خواہش مند نہیں تھا لیکن اگر کوئی ایسا قدم جو مجھے اپنے کسی ایسے محبت کرنے والے سے بیگانہ کر دے' میرے لیے قابل قبول نہیں تھا۔ سعید خان کی موت اور اس کی موت کا انتقام میرا اول فرض تھا' اگر اسے نظرانداز کر کے میں اپنے مقاصد ہی کے راستے پر گامزن ہو جاؤں تو اسے خود غرضی کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ میں بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا' میں نے واقعی اب تک یہ کیوں نہیں سوچا تھا اور اس سلسلے میں ہیرل بیکر سے گفتگو کیوں کی تھی' اس کا یہ مشورہ کیوں قبول کر لیا تھا جو اس نے مجھے پیش کیا تھا لیکن یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی۔ سعید خان! تمہیں نظرانداز نہیں کروں گا بے فکر رہو' تمہارا جو قرض ہے مجھ پر میں اپنا قرض ضرور چکاؤں گا' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چند لمحات کے لیے انہی مفادات کے تحت جو جذبات کی رو میں بہ گیا تھا جو میں اپنے وطن کے لیے حاصل کرنا چاہتا ہوں لیکن میرا فیصلہ تو اب ذرا مختلف ہو گیا ہے۔ میں اب کسی اور نئے سلسلے میں پڑنے کے بجائے اپنی ذات کی تلاش کروں گا' اپنا فرض کافی حد تک ادا کر چکا ہوں اور اب دوسرے فرائض بھی مجھے آواز دے رہے ہیں' سوری سعید خان سوری' ویری سوری' انسان ہی ہوں' چند لمحات کے لیے بھٹک گیا تھا' مجھے معاف کر دینا۔

دل و دماغ میں اس قدر بے چینی چھائی ہوئی تھی کہ پورا بدن سنسنا رہا تھا' ہلکی ہلکی سی کپکپاہٹ وجود پر طاری تھی اور میں کوئی ایسا لائحہ عمل مرتب کرنے میں مصروف تھا جو سعید خان کی موت کے انتقام کو مکمل کر دے۔ آہستہ آہستہ دماغ پر خون کی چادر چڑھتی چلی جا رہی تھی اور سعید خان میرے دل و دماغ میں زندہ ہوتا جا رہا تھا' بے چینی کچھ اس طرح بڑھی کہ باہر نکل آیا اور پھر ایک آوارہ روح کے مانند پوری عمارت کی تلاشی لینے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگا۔ عمارت مکمل طور سے تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی، شاید ہیرل بیکر وغیرہ یہاں سے چلے گئے تھے، لازمی امر تھا کہ یہ ان کی قیام گاہ نہیں ہوگی۔ چند ملازم البتہ وہاں موجود تھے جو آرام کر رہے تھے، غالباً" میرے انداز نے ہیرل بیکر اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح مطمئن کر دیا تھا کہ اب انہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں رہا تھا اور اس بات سے مجھے اس عمارت کی تلاشی لینے میں کافی آسانی ہوئی۔ سات آٹھ کمرے تھے اس عمارت میں، ایک کمرے میں داخل ہوا تو کچھ الماریاں وغیرہ رکھی ہوئی نظر آئیں، انہیں کھولنے کی کوشش کی لیکن ان میں ایسی کوئی چیز نہ مل سکی جو کسی سلسلے میں معاون ثابت ہوتی۔ مجھے تو یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ بار سلونا سے وہ لوگ مجھے لے کر کہاں تک پہنچے ہیں جس جگہ اس وقت میں موجود تھا وہاں کے بارے میں میری معلومات بالکل صفر تھیں لیکن بہرحال یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ اب دل و دماغ پر جو طوفان سوار ہوا ہے اسے بہر طور کسی نہ کسی طرح ختم ہونا ہی ہے، اسی کمرے میں مجھے ایک ایسا دروازہ نظر آیا جس کے بارے میں یہ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ اس کے عقب میں کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی دوسرا کمرا ہو، دروازہ کھول کر دیکھا تو نیچے جانے والی سیڑھیاں نظر آئیں، غالباً" کوئی تہ خانہ تھا، جسے پوشیدہ کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی تھی۔ میں یونہی تہ خانے میں اترتا چلا گیا، سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا، جسے کھولنا مشکل ثابت نہیں ہوا اور میں دروازہ کھول کر تہ خانے میں داخل ہوگیا، تہ خانے میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے قابل ذکر کہا جاسکے لیکن وہ خاصی وسعت میں تھا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ ساؤنڈ پروف تھا، ہو سکتا ہے یہاں وہ لوگ تشدد وغیرہ کا کاروبار کرتے ہیں کیونکہ اس کے لیے یہ جگہ نہایت مناسب تھی۔ دیر تک تہ خانے کا جائزہ لیتا رہا اور اس کے بعد باہر نکل آیا۔ بس ایک بے کلی تھی، ایک بے چینی تھی جو کچھ پانے کی آرزو مند تھی۔ میں نے یہاں پانچ ملازم دیکھے تھے جو آرام کی نیند سو رہے تھے، صرف دروازے پر پہرے دار جاگ رہا تھا لیکن اسے بھی نہیں" جاگنا چاہیے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا پھر ایک کمرے میں مجھے ایک باقاعدہ میڈیکل اسٹور نظر آیا، پتا نہیں اس کی یہاں موجودگی کیا معنی رکھتی تھی لیکن بے شمار دوائیں موجود تھیں، بینڈیج اور دوسرا ضروری سامان بھی موجود تھا، البتہ مجھے وہاں ایک ایسی چیز مل گئی جسے دیکھ کر میں خوشی سے اچھل پڑا، اس کے لیبل پر کلوروفائن

لکھا ہوا تھا، کلوروفائن کے بارے میں، میں جانتا تھا کہ ایک ایسی گیس ہوتی ہے جو کلوروفارم ہی کی طرح بے ہوش کرنے کے کام آتی ہے اس پر سانفن لگا ہوا تھا۔ میں نے شیشی اٹھائی ایک بہت ہی ہلکی سی پھوار اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر ماری، چند لمحات انتظار کرتا رہا اور اس کے بعد اسے سونگھ کر دیکھا۔ ایک لمحے کے اندر چکر سا آیا تھا، میں نے فوراً" ہی ہاتھ چہرے کی قریب سے ہٹالیا۔ کلوروفائن کی یہ شیشی میرے لیے بڑی کارآمد ثابت ہو سکتی تھی اور اس کے مل جانے سے میرے ذہن میں ایک نیا منصوبہ ترتیب پارہا تھا۔ ویری گڈ، گویا سعید خان کے انتقام کی راہیں ہموار ہو رہی ہیں۔ میں نے کلوروفائن کی شیشی اپنے قبضے میں کرلی اور اس کے بعد مزید کمروں کی تلاشی لینے لگا۔ میری مرضی کی چیزیں مجھے دستیاب ہوگئی تھی، بہت مضبوط قسم کی ریشمی رسیاں ایسے ٹیپ جنہیں ہونٹوں پر چپکانے سے آوازیں بند ہو جاتی ہیں۔ میں نے یہ تمام چیزیں اپنے قبضے میں کیں، بہترین جگہ وہ تہ خانہ تھا جہاں میں اپنا کام سرانجام دے سکتا تھا، چنانچہ اس کے بعد میں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ تہ خانے کا دروازہ تو پہلے ہی کھول آیا تھا، اس کے بعد میں نے ایک ایک کرکے ان تمام ملازموں پر کلوروفائن آزمائی اور وہ بے ہوش ہوتے چلے گئے، ملازموں کے وزنی جسم اپنے کاندھوں پر لاد کر میں تہ خانے میں اتر گیا۔ پانچوں ملازموں کو بے ہوش کرکے وہیں تہ خانے میں ڈال دیا تھا اور اس کے بعد ریشمی رسی کے ٹکڑے کرکے ان کے ہاتھ ان کی پشت پر کسے اور ہونٹوں پر ٹیپ چپکا دیا۔ کلوروفائن کے اثرات چھ سے آٹھ گھنٹے تک رہتے ہیں اس کا مجھے بخوبی اندازہ تھا گویا میرا یہ کام بہ آسانی ہوگیا۔ کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا تو اندازہ ہوا کہ رات پانچ گھنٹے سے زیادہ باقی نہیں ہے اس کے بعد میں انتظار کرتا رہا۔ سونے کا تصور بھی ذہن میں نہیں آیا تھا، ایک ایسی جگہ منتخب کرلی جہاں سے باہر کا جائزہ لیا جاسکتا تھا، بہت دیر تک وہاں بیٹھا رہا۔ باہر تاریکی اور سناٹے کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس عمارت کے کسی بھی حصے سے یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ میں بار سلونا ہی میں ہوں یا مجھے وہاں سے باہر نکال لایا گیا ہے اب اس قدر شناسا بھی نہیں تھا ان علاقوں کا کہ انہیں پہچان لیتا، بالآخر صبح کی روشنی پھوٹنے لگی پھر خوب دن نکل آیا، تہ خانے میں جاکر ملازموں کا جائزہ نہیں لیا لیکن مجھے اندازہ تھا کہ وہ آہستہ آہستہ ہوش میں آرہے ہوں گے پھر کوئی ساڑھے سات بجے ہوں گے کہ میں نے گیٹ پر ایک کار

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھی جو دروازہ کھلنے کے بعد اندر آ گئی تھی۔ کار سے اترنے والا ہیرل بیکر ہی تھا' نجانے اتنی صبح اسے یہاں آنے کی کیا سوجھی ہے لیکن اس کے بعد میں نے تین اور افراد کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا' یہ بھی انہی لوگوں میں سے تھے جن سے میری ملاقات ہو چکی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کی شامت انہیں گھسیٹ لائی ہے اور میرے راستے بڑی آسانی سے ہموار ہو رہے ہیں' ہیرل بیکر کی اتنی صبح آمد کوئی معنی رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو لیکن بہرحال میرے لیے ایک خوش آیند تصور کے مانند تھی۔ میں واپس اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ اندر آنے کے بعد ہیرل بیکر وغیرہ کو چند ہی لمحات میں یہ احساس ہو جائے گا کہ ملازم پراسرار طور پر غائب ہیں اور اس کے بعد ہو سکتا ہے وہ میری جانب ہی آئیں۔ میں اپنے بستر پر لیٹ گیا اور میں نے اس طرح چادر اوڑھ لی جیسے ساری رات آرام کی نیند سوتا رہا ہوں' وہ لوگ یقینی طور پر عمارت میں ملازموں کو تلاش کر رہے ہوں گے لیکن مجھے یہ خدشہ بھی تھا کہ کہیں یوں نہ ہو کہ ان میں سے کسی کا رخ تہ خانے کی جانب ہی ہو جائے' بہرحال جو کچھ بھی ہو اب اس کا جائزہ تو لینا تھا۔ میرا اندازہ درست نکلا' چند ہی لمحات کے بعد مجھے اپنے دروازے پر قدموں کی آہٹیں محسوس ہوئیں' لازمی طور پر ان کے ذہن میں یہ تصور جاگا ہو گا کہ ملازموں کی گمشدگی میں کہیں میرا ہاتھ تو نہیں ہے ویسے احمقوں نے چوکیدار سے اس بارے میں سوالات نہیں کیے اور سیدھے میرے پاس آ گئے' یہ میرے حق میں بہتر تھا' اصولی طور پر انہیں چوکیدار سے ملازموں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیے تھی لیکن شامت جب آتی ہے تو سب سے پہلے عقل خبط ہو جاتی ہے۔ انہوں نے مجھے میرے کمرے میں موجود دیکھا تو غالباً حیران ہو گئے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے میرے ہی بارے میں سوچا ہو' بہرحال وہ دروازہ کھول کر اندر آ گئے اور پھر ہیرل بیکر ہی نے میرا پاؤں پکڑ کر اسے جھنجھوڑا تھا۔

"مسٹر دانش' مسٹر دانش پلیز۔" میں ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔ آنکھوں کی سرخی بھی قدرتی تھی کیونکہ ساری رات جاگتا رہا تھا۔ ہیرل بیکر نے معذرت آمیز انداز میں کہا۔

"آپ کو اس طرح جگانے پر میں انتہائی معذرت خواہ ہوں لیکن کیا رات کو یہاں کوئی خاص واقعہ پیش آیا تھا؟"

"خاص واقعہ.........." میں نے آنکھیں بھینچ کر گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم ویری سوری مسٹر دانش منصور۔ اگر آپ پسند کریں تو اپنا چہرہ دھو لیجیے تاکہ نیند کا اثر ختم ہو جائے لیکن ایک حیرت انگیز بات ہوئی ہے' اس عمارت کے تمام ملازمین غائب ہیں' نجانے کہاں چلے گئے؟"

"ملازمین غائب ہیں۔"

"ہاں جبکہ انہیں اس وقت یہیں اپنی ڈیوٹیوں پر مستعد ہونا چاہیے تھا۔"

"مم.......... مگر کہاں غائب ہو گئے؟"

"کچھ پتا نہیں' نجانے کہاں غائب ہو گئے؟"

"کیا آپ لوگ رات کو اس عمارت میں موجود نہیں تھے؟"

"نہیں ہم دوسرے کاموں میں مصروف تھے اور یوں سمجھ لیجیے کہ رات گئے تک ہم کام کرتے رہے ہیں' ہمیں آج صبح ہی سے کچھ ایسے نئے کاموں کا آغاز کرنا تھا جس کی وجہ سے ہم رات بھر مصروف رہے لیکن ملازموں کی گمشدگی کا کیا کیا جائے' اوہو ایک منٹ چوکیدار سے ذرا معلوم کرو۔"

"نہیں چوکیدار سے معلوم نہ کریں آپ لوگ براہ کرم تشریف رکھیے' میں آپ کو رات کے کچھ واقعات بتاتا ہوں۔"

"گویا کچھ واقعات پیش آئے ہیں یہاں۔" ہیرل بیکر نے متحیرانہ انداز میں کہا اور ایک صوفے کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے تینوں ساتھی بھی اس کے قریب مئودب بیٹھ گئے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا' میں نے تکیے کے نیچے سے کلوروفائن کی شیشی اٹھائی۔

"جی ہاں میں نے دیکھا کہ چند افراد جن کے چہرے میرے لیے اجنبی تھے' اندر آئے۔ انہوں نے میرے پاس آ کر یہ شیشی میرے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ میں اسے اپنے چہرے پر استعمال کروں۔"

"یہ شیشی!"

"ہاں دیکھیے کیا ہے یہ؟" میں نے آگے بڑھ کر کہا اور کلوروفائن کی شیشی ان کے سامنے کر دی دوسرے لمحے میں نے برق رفتاری سے کلوروفائن کی پھواریں ان کے چہرے پر ماریں اوہ ایک دم گھبرا کر کھڑے ہو گئے لیکن چاروں ہی اس کا شکار ہو گئے تھے جبکہ میں نے اپنی ناک چٹکی سے دبائی تھی۔ اس کے بعد میں پھرتی سے دروازے کی جانب بھاگا اور

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ ہیرل بیکر کو غالباً" فوراً" ہی یہ احساس ہو گیا تھا کہ کوئی سنسنی خیز کارروائی ہو گئی ہے لیکن کلوروفائن اسی طرح سریع الاثر ہوتی ہے کہ چند ہی لمحات میں آدمی کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے' جیسا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ پر ہلکا سا اسپرے کر کے سونگھ کر دیکھا تھا اور میرا سر فوراً" ہی چکرا گیا تھا۔ ہیرل بیکر دو قدم آگے بڑھا اور اس کے بعد لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اس کی ساتھیوں کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں ہوئی تھی۔ میں نے اطمینان سے کلوروفائن کی شیشی تکیے کے نیچے رکھی اور ان لوگوں کا جائزہ لیتا رہا۔ چند لمحات کے بعد میں نے محسوس کیا کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے ہیں اس کے بعد بھلا انہیں تہ خانے تک پہنچانے میں کیا دقت پیش آ سکتی تھی۔ شکر تھا کہ چوکیدار کو ابھی تک اس بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ بھی ایک مستعد اور تندرست و توانا آدمی تھا۔ ان چاروں افراد کو بھی گدھوں کی طرح لاد کر میں نے تہ خانے میں پہنچا دیا" وہ لوگ ہوش میں آ گئے تھے جنہیں میں نے رات کو کلوروفائن کا شکار کیا تھا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے بہت بڑا رسک لیا تھا کیونکہ اس کے بعد انہیں کلووفائن کے اثر سے نجات پانے میں کافی وقت لگ جاتا لیکن فکر کی کوئی بات نہیں تھی اب جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ کچھ دیر کے لیے میں ماحول پر قادر ہو گیا تھا بہرحال اس کے بعد آخری آدمی چوکیدار تھا جسے میں نے ہی اشارے سے بلایا اور جب وہ قریب آیا تو میں نے اس سے کہا کہ مسٹر ہیرل بیکر اسے طلب کرتے ہیں اور وہ اس وقت تہ خانے میں موجود ہیں' اس قدر تھکن ہو گئی تھی کہ اب چوکیدار کو بے ہوش کر کے یہاں سے لاد کر لے جانے کا تصور ہی محال محسوس ہو رہا تھا چنانچہ چوکیدار کو تہ خانے میں پہنچایا تو وہیں پر میں نے اس پر کلوروفائن استعمال کر دی اور چوکیدار بھی لمبا ہو گیا' البتہ وہ لوگ اب ہوش میں آ گئے تھے' اس طرح اس وقت اس عمارت میں میرا مکمل اقتدار قائم ہو گیا تھا۔ جو لوگ ہوش میں آئے تھے ان میں سے ایک کے منہ پر سے میں نے ٹیپ ہٹا دیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا' ملازم قسم کا آدمی تھا اس لیے اس نے کوئی زیادہ جدوجہد نہیں کی بلکہ صرف خوفزدہ نظر آتا رہا۔

"ہیلو۔" میں نے مسکرا کر اس سے کہا اور وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں میری جان۔" میں نے انگریزی میں کہا۔

"یہ سب کیا ہے؟"

"یہ سب وہ کچھ ہے جس کے تم لوگ مستحق ہو' البتہ مجھے میرے سوال کا جواب دو ورنہ۔"

"کک.......... کیسا سوال؟"

"یہ کونسی جگہ ہے؟"

"مسٹر ہیرل کا مکان ہے یہ۔"

"کونسے شہر میں واقع ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"لزبن میں۔"

"لزبن" میری بھویں سکڑ گئیں۔

"ہاں یہ لزبن ہے کیا تمہیں اس کا علم نہیں؟"

"لزبن۔ لزبن۔ لزبن۔" میں ہونٹوں ہی ہونٹوں میں دہراتا رہا۔ اصولی طور پر یہ پرتگال کا دارالخلافہ ہونا چاہیے۔ تاہم میں نے اس سے سوال کر لیا۔

"کیا پرتگال کا شہر لزبن؟"

"ہاں کیوں تمہیں یقین نہیں ہے؟"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی' اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں نے اسپین سے زیادہ طویل سفر نہیں کیا ہے اور اس کے مغرب میں واقع ملک پرتگال میں مجھے لے آئے ہیں۔ گڈ' گویا میں اس وقت پرتگال میں ہوں۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ بہت سی مشکلات نگاہوں کے سامنے آ گئی تھیں لیکن اب تو مشکلات کا آغاز ہو ہی چکا تھا اب کیا فائدہ۔ البتہ مجھے یہ خدشہ تھا کہ کہیں ان لوگوں کے ہوش میں آنے تک کچھ اور لوگ بھی یہاں نہ پہنچ جائیں' کوئی ایسا مسئلہ نہ ہو جائے جس سے میری سازش طشت ازبام ہو جائے اور ایسا ہوا۔ ان کا آخری آدمی بھی تقریباً" پونے گیارہ بجے یہاں پہنچ گیا اور اس کا استقبال میں نے کیا۔ اس کا نام ویرن تھا۔ ویرن نے ایک خوشگوار حیرت سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"مسٹر دانش باقی لوگ کہاں ہیں؟"

"شاید آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کوئی خاص بات.........."

"جی......... آیئے۔" میں نے اس سے کہا اور ویرن کو ساتھ لیے ہوئے تہہ خانے کی جانب چل پڑا۔

"یقینی طور پر کوئی اہم اور خفیہ نشست ہے لیکن تمام لوگ ادھر چلے گئے اس پر مجھے حیرت ہے۔" البتہ اس کی یہ حیرت اس وقت ایک عجیب شکل اختیار کر گئی جب اس نے تہ خانے میں ملازموں کو بندھے ہوئے دیکھا اور اپنے ساتھیوں کو بے ہوش۔ وہ وحشت زدہ انداز میں میری جانب پلٹا آدمی چالاک تھا۔ فوراً ہی ہولسٹر میں ہاتھ ڈال کر پستول نکال لیا لیکن میں بھی غیر مستعد نہیں تھا۔ میرے پاؤں کی ٹھوکر اس کی کلائی پر پڑی اور پستول اچھل کر دیوار سے ٹکرایا اور جسے میں نے کیچ کر لیا اور اس کا رخ اس کی جانب کر دیا۔

"ہاں مسٹر ویرن۔ اب آپ سے کچھ باتیں رہیں گی لیکن ایسے نہیں۔ بہتر ہے اپنے دونوں ہاتھ پشت پر کر لیں بلکہ پہلے انہیں بند کر دیں تاکہ میں آپ کی تلاشی لے لوں۔"

مسٹر ویرن کی جیب سے جو پرس برآمد ہوا اس میں پرتگالی کرنسی ایس کیوڈو کی بہت بڑی مقدار بھی برآمد ہوئی۔ چند اور دوسری چیزیں تھیں جو میرے لیے بے کار تھیں البتہ کرنسی میں نے اپنے قبضے میں کر لی' مجھے اس کی ضرورت تھی پھر میں نے مسٹر ویرن کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور ان کی جیب سے برآمد شدہ کرنسی کے خیال سے میرا ذہن ان تمام معززین کی جانب بھی چلا گیا جو کلوروفائن کے زیر اثر تھے۔ مجھے کرنسی کی تو واقعی ضرورت تھی اور یہ عمل مجھے نہایت بہتر محسوس ہوا کیونکہ میری تو جیبیں بھر گئی تھیں۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ انہی میں سے ایک صاحب کی جیب سے اسپینی کرنسی پیسٹا کی کافی مقدار برآمد ہوئی تھی' گویا یہ دونوں کرنسیاں میرے لیے بڑی اہمیت کی حامل تھیں' کچھ ڈالر بھی ہاتھ آئے تھے جو بین الاقوامی مارکیٹ میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ مسٹر ویرن بڑی حیرانی سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں نے ان کے ہونٹوں پر ٹیپ نہیں چپکایا تھا البتہ ان کی آنکھوں میں خوف کی لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں۔

"جی مسٹر ویرن کہئے کیسے مزاج ہیں آپ کے؟"

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے.........."

"ہاں میں نے دھوکا دیا آپ لوگوں کو۔ اس کا مجھے افسوس بھی ہے۔"

"لل لیکن کیوں.........." تمہارا ذہن اچانک کیوں پلٹ گیا؟

"آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں مسٹر ویرن کہ میں جس ملک سے تعلق رکھتا ہوں اس کی وفاداری میرے ضمیر اور خون میں رچی ہوئی ہے۔ میرے ایک آدمی کو اس طرح ہلاک کیا گیا ہے کہ میں اس کی موت نہیں بھول سکتا اور ہلاک کرنے والوں میں مسٹر ہیرل بیکر بھی شریک تھے۔ میں نے نجانے کس طرح اپنے آپ پر قابو پائے رکھا ہے اور وقت کا انتظار کیا ہے۔ بالآخر دیکھ لیجئے۔ وقت اب میرے کنٹرول میں ہے۔"

"احمق ہو تم' جو موقع تمہیں دیا جا رہا ہے تم تصور نہیں کر سکتے کہ اس سے تمہیں کیا مفادات حاصل ہوں گے اور پھر کس احمق نے تم سے کہا ہے کہ ہم تمہاری ملکی وفاداری کی راہ میں آئیں گے' دیکھو حماقت کا کوئی کام نہ کرو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا کوئی کام مجھے ملتا تو میں ہر قسم کی جذباتی حماقت کو نظر انداز کر دیتا۔" جواب میں مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے کہا۔

"مسٹر ویرن' آپ کو یقینی طور پر میرے بارے میں بہت زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں۔ جہاں تک مفادات کا تعلق ہے تو میں آپ سے اتنا عرض کر دوں کہ میرے پاس بے پناہ دولت ہے اور مجھے مزید دولت کی قطعی خواہش نہیں ہے بلکہ میں نے اپنا سب کچھ اپنے وطن کے لیے وقف کر کے اس دولت کو بھی وطن ہی کے نام پر مخصوص کر دیا ہے۔ بہرحال اب مجھے ان لوگوں کے ہوش میں آنے کا انتظار ہے۔ تھوڑی سی معلومات حاصل کر لوں اس کے بعد آپ لوگوں کی تمام مشکلات دور ہو جائیں گی۔ ویسے کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے مسٹر ویرن کہ اسپین سے پرتگال تک لانے کے لیے آپ نے کیا طریقہ کار استعمال کیا.........."

"تم احمق ہو اور میں کسی احمق آدمی سے گفتگو کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

"چلئے کوئی بات نہیں۔ اوہو میرا خیال ہے ان لوگوں پر کلوروفائن کی زیادہ مقدار استعمال نہیں ہوئی یہ تو بہت جلدی ہوش میں آنے لگے ہیں۔" میں نے بے ہوش لوگوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ دو تین افراد ہلکی ہلکی جنبش کر رہے تھے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر میں نے ان کے ہاتھ بھی کس دیئے اور انہیں بے بس کر دیا اس دوران ان میں سے ایک کو

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوش آگیا تھا اور وہ آنکھیں بھینچ بھینچ کر گردن جھٹکنے لگا تھا پھر میری توقع کے خلاف باقی افراد بھی ہوش میں آگئے اور مسٹر ہیرل بیکر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھنے لگے۔ انہوں نے ماحول کا جائزہ لیا اور ہر چیز کا اندازہ لگایا اور اب اس کے بعد انسانی بے بسی کا آغاز ہوتا ہے اور ہر شخص حسب توفیق ایسے موقع پر گالیاں بکتا ہے۔ چنانچہ مسٹر ہیرل بیکر بھی اس موڈ میں آگئے۔ انہوں نے مجھے بہت برا بھلا کہا اور میں صبر و سکون سے مسکراتے ہوئے ان کی کہانی سنتا رہا پھر انہوں نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آخر تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا ہے۔ کیا تم ہماری تجویز سے متفق نہیں ہو؟"

"مسٹر ہیرل بیکر آپ نے جس معصومیت کا ثبوت دیا ہے اس پر قربان ہو جانے کو دل چاہتا ہے' دانش منصور کے بارے میں اتنا کچھ معلوم کرنے کے بعد بھی آپ نے یہ نہیں سوچا کہ دانش منصور کے پاس دولت کے انبار ہیں اور وہ ہر طرح سے ایک آسودہ حال شخص ہے باقی جہاں تک وطن کے لیئے دولت کے حصول کا معاملہ ہے تو بھلا آپ لوگوں سے اس سلسلے میں تعاون کیوں کیا جائے۔ آپ کے ادارے تو آج تک میرے وطن عزیز کو نقصان پہنچاتے رہے ہیں اور میں ایک وطن پرست ہی کی حیثیت سے آپ لوگوں کی نگاہوں میں آیا ہوں۔ ایک وطن پرست سے آپ نے یہ توقع کیوں قائم کرلی کہ وہ وطن دشمنوں کے دیئے ہوئے لالچ کا شکار ہو جائے گا۔ بات صرف ان لمحات کی تھی مسٹر ہیرل بیکر' جن میں آپ نے مجھے بے بس کر دیا تھا۔"

"دیکھو دوست میں ایک بار پھر تمہیں یہ دوستانہ مشورہ دے رہا ہوں کہ کسی قسم کی حماقت میں مبتلا نہ ہو۔ میں تمہارے مستقبل کے لیے بے پناہ کارآمد نہ صرف تمہارے مستقبل کے لیے بلکہ اس سے تمہارے وطن کی ترقی کی راہیں بھی ہموار ہوں گی۔ تمہیں اتنے وسائل حاصل ہو جائیں گے کہ تم اپنے وطن کے لیے وہ تمام چیزیں بھی حاصل کر سکو گے جو تہذیب کے دائرے میں رہ کر کبھی حاصل نہیں کی جاسکتیں۔"

"ساری باتیں اپنی جگہ درست ہیں مسٹر بیکر اور میں سچائی کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کی تجویز کردہ شخصیت حاصل کر کے میں اپنے وطن کو بھی بہت سے فائدے پہنچا سکتا ہوں لیکن بس ایک پیچ ہے۔"

"کیا.........! اگر کوئی ایسا مسئلہ تھا تو یہ انداز اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم

سے گفتگو کر لیتے۔"

"بات گفتگو سے حل ہونے والی نہیں تھی مسٹر بیکر۔"

"کیا مطلب.........؟"

"میں اپنے اس وفادار ساتھی کی موت کا حساب چاہتا ہوں' جسے آپ لوگوں نے شدید اذیتیں دے کر قتل کر دیا تھا۔" میں نے کہا اور ہیرل بیکر بھویں سکوڑ کر مجھے دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

"اس شخص کی بات کر رہے ہو' جو لیتھ اشمیر بن کر بار سلونا میں مافیا کا گروہ سنبھالے ہوئے تھا۔"

"ہاں مسٹر ہیرل بیکر۔ اس کا نام سعید خان تھا اور وہ میرا بہترین دوست تھا اس کا حکومت پاکستان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ میرا ذاتی دوست تھا اور اسے جس طرح اذیت دے کر مارا گیا میں اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ اس کی اس ہلاکت میں آپ کا مافیا اور روز آرگنائزیشن تینوں کا ہاتھ تھا۔ مسٹر ہیرل بیکر جب آپ نے مجھے اس کے پاس قید خانے میں بھجوایا تھا اس نے اپنی اذیتوں سے کنارہ کشی کرنے کے لیے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں اسے قتل کردوں پھر جب وہ موت کی آغوش میں چلا گیا تو میں نے بڑی عاجزی سے درخواست کی کہ مجھے اپنے مذہبی طریقے سے اس کی تدفین کرنے کی اجازت دی جائے۔ جس کے نتیجے میں مجھے دھکے دے کر واپس قید خانے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ مسٹر ہیرل بیکر بات جذباتی جنون کی ہے اور میں اپنے اس ایک آدمی کے عوض اگر آپ یقین کرنا چاہیں تو کر لیجئے کہ ڈان سینٹر' روز آرگنائزیشن اور مافیا کے ہزاروں آدمیوں کو ہلاک کروں گا' آپ یہ بات اپنے ذہن میں رکھ لیجئے اور بس۔ میں نے انہی لمحات کا انتظار کیا تھا۔"

"دیکھو جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے اب بہتر یہ ہے کہ تم ان تمام باتوں کو بھول کر ذہین انسانوں کی طرح ایک اعلیٰ مستقبل کی جانب چل پڑو۔ تم نے تو میرا سارا سوچا ہوا خاک میں ملا دیا۔ تمہارے بارے میں تو میں نے بہت اچھے انداز میں فیصلے کیے تھے۔"

"میں نے بھی آپ کے بارے میں اچھے انداز میں فیصلہ کیا ہے۔ مسٹر ہیرل بیکر۔ دل تو چاہتا ہے کہ آپ کو بالکل اس طرح ہلاک کروں جس طرح میرے عزیز دوست

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

سعید خان کو ہلاک کیا گیا تھا لیکن بد قسمتی سے میں زیادہ رسک نہیں لے سکتا۔ میں نہیں جانتا کہ اس عمارت میں کون کون آئے گا اور مجھے کیسے واقعات کا سامنا کرنا پڑے گا اس لیے مسٹر ہیرل بیکر میری جانب سے شرافت کا یہ تحفہ قبول فرمایئے۔" میں نے سب سے پہلے وہی پستول استعمال کرنا مناسب سمجھا جو میں نے ویرن کے لباس سے حاصل کیا تھا۔ میں نے ہیرل بیکر کا نشانہ لیا تو وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"سنو سنو بات تو سنو' دیکھو حماقت مت کرو دیکھو دیکھو۔" لیکن میری آنکھوں میں صرف سرخی ہی سرخی تھی' مجھ پر خون سوار ہو چکا تھا' دو گولیاں میں نے ہیرل بیکر پر چلائیں۔ ایک نے اس کے دل کا نشانہ لیا دوسری نے پیشانی کا' باقی افراد بری طرح گھبرا کر چیخنے لگے تھے۔ میں نے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی' پستول خالی ہوا تو میں نے ان دوسرے لوگوں کے پستول سنبھال لیے۔ تین آدمیوں کو ہلاک کر چکا تھا' باقی دو کو بھی میں نے اسی طرح موت کے گھاٹ اتار دیا' تہ خانے کے فرش پر خون کی پھواریں اچھل رہی تھیں اور مجھے سعید خان یاد آرہا تھا۔ خون جب سوار ہو جاتا ہے تو اس وقت تک بے سکونی کا شکار رہتا ہے جب تک کہ ایک بھی ذی روح سامنے ہو۔ ملازموں کا قتل اتنا ضروری نہیں تھا لیکن بس ہاتھ میں پستول تھا اور پستول میں گولیاں۔ میں نے ملازموں کو بھی نشانہ بنالیا اور تھوڑی دیر کے بعد یہاں گیارہ لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور فرش پر خون اس طرح بہہ رہا تھا جیسے پانی بہتا ہے' میرے پورے وجود میں دیوانگی بھری ہوئی تھی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"یہ مت سمجھنا سعید خان کہ ان چند لوگوں کو قتل کر کے میں نے تمہاری موت کا حساب چکا دیا ہے' ابھی اور بہت سے باقی ہیں اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میرا دل اندر سے مطمئن نہیں ہو جائے گا قتل عام کرتا رہوں گا تمہارے نام پر۔" میں نے پستول پھینک دیئے' تہ خانے پر ایک نظر ڈالی جو بے حد بھیانک ماحول پیش کر رہا تھا اور اس کے بعد تھکے تھکے انداز میں تہ خانے سے اوپر کی سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ میرے اندر ایک کھولت سی بیدار ہو گئی تھی جیسے اپنے کسی مشن کی تکمیل کے بعد ہر شخص پر ہو جاتی ہے' باہر آکر میں نے دروازہ لاک کر دیا اب اس وقت تک جب تک کوئی ایسی ہی شخصیت یہاں نہ آجائے جو اس تہہ خانے سے پوری طرح واقف ہو۔ ان لاشوں کا راز

کھلنا ممکن نہیں تھا' اول تو تہ خانہ ساؤنڈ پروف تھا' نیچے کا دروازہ بھی میں نے بند کر دیا تھا اور پھر اوپر کا دروازہ بند کرنے کے بعد تو یہ بہت ہی محفوظ ہو گیا تھا' سڑتی رہیں گی سسروں کی لاشیں' اسی قابل تھے یہ لوگ۔ باہر آکر بھی میں نے بے سکونی کا انداز نہیں اختیار کیا بلکہ بہت دیر تک میں یہاں الماریوں وغیرہ کی تلاشی لیتا رہا مجھے بہت بڑی تعداد میں کرنسی حاصل ہو گئی تھی' چونکہ اپنے وطن سے دور تھا اور وسائل بھی نہیں تھے اس لیے یہ کرنسی میں نے اپنی تحویل میں لے لی۔ دنیا کے کسی بھی خطے میں دولت ہی بے شمار مشکلات کا حل ہوتی ہے۔ مجھے جو کچھ کرنا تھا' بڑی احتیاط سے کرنا تھا چونکہ میں یہاں بے وسیلہ تھا' دس بارہ ایسے سوٹ مل گئے جو یا تو مسٹر ہیرل بیکر کے ہوں گے یا پھر کسی کے بھی ہوں میرے بدن کے ناپ کے تھے۔ ضروریات کی دوسری چیزیں اور پھر ایک سوٹ کیس گاڑی بھی موجود تھی جسے میں کم از کم باہر جانے کے لیے استعمال کر سکتا تھا' غرض کہ یہاں سے میں بڑے مطمئن انداز میں باہر نکلا تھا۔ سوٹ کیس گاڑی میں رکھا' گاڑی میں بیٹھا اور اس کے بعد لزبن کی سڑک پر نکل آیا۔ بالکل ناواقف تھا اس شہر سے' تصور میں نہیں تھا کہ اس طرح کبھی پرتگال آنا پڑے گا' بہر طور سارے مسائل کا حل میری جیب میں موجود تھا۔ ایک ایسی سڑک پر رکا جس کے کنارے ایک بک اسٹال موجود تھا۔ بک اسٹال سے لزبن کے شہر کے نقشے حاصل کیے اور پھر کار میں بیٹھ کر وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا۔ ایک ایسی جگہ جسے ایک خوبصورت پارک کہا جاسکتا ہے' رک کر میں نے ان نقشوں پر نظر ڈالی اور انہیں پوری طرح سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ پارک بھی مجھے مل گیا جہاں میں اس وقت موجود تھا۔ ہوٹلوں کے نام بھی معلوم ہو گئے تھے چنانچہ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں نے ایک بازار کا رخ کیا اور بازار میں پہنچ گیا۔ پارکنگ لاٹ پر کار کھڑی کر کے میں نیچے اتر آیا اور بہت بڑے بڑے اسٹور کا جائزہ لینے لگا۔

ایک اسٹور میں مجھے میک اپ کا سامان مل گیا اور میں نے اس سامان کی خریداری کر ڈالی' بہت جدید قسم کے میک اپ کا سامان موجود تھا' چہرے کو اس حد تک بدلنا بے ضروری تھا کہ کوئی مجھے میری اصلی حیثیت سے شناخت نہ کر سکے اور اتنا میک اپ بہر طور مجھے آتا تھا۔ اب یہاں سے کار کو چھوڑ دینا تھا' چنانچہ میں نے کار کی ڈکی سے اپنا سوٹ کیس نکالا اور اسے سنبھالے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹیکسی کو اشارہ

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

کیا اور اس میں بیٹھ کر ڈرائیور کو لیزونا کا پتا بتایا۔ لیزونا ایک فائیو اسٹار ہوٹل تھا اور مجھے اس میں کمرہ حاصل کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ پورٹر نے مجھے لیزونا کی نویں منزل پر ایک وسیع و عریض کمرے میں پہنچا دیا جو نہایت شاندار تھا لیکن لیزونا کو میں نے اپنی عارضی قیام گاہ بنایا تھا۔ اصل میں مجھے کہیں اور ہی رہنا تھا چنانچہ یہاں میں نے بڑے مطمئن انداز میں اپنے چہرے پر میک اپ کیا پوری طرح اس میک اپ کا جائزہ لیتا رہا اور اس کے بعد ایک بار پھر میں نے یہ ہوٹل چھوڑ دیا لیکن ہوٹل کے اس کمرے کو میں اپنے لیے رکھنا چاہتا تھا' ضرورت کے وقت کام آسکتا ہے۔ چنانچہ ہوٹل چھوڑا تھا کمرہ نہیں چھوڑا تھا' سوٹ کیس بھی وہیں چھوڑ دیا اور اس میں سے صرف چند ایسے لباس نکال لیے تھے جو ضرورت کے وقت کام آسکیں' بعد میں خریداری کر لی جائے گی۔ میں نے اسٹورز تو دیکھ ہی لیے تھے چنانچہ اس بار میں نے اسپارہ نامی ہوٹل میں قیام کیا اور یہاں بھی مجھے نویں منزل پر ہی کمرہ ملا تھا۔ اپنے بدلے ہوئے میک اپ میں' میں اسپارہ کے اسی کمرے میں مقیم ہو گیا' اب تک کی کارروائی سے پوری طرح مطمئن تھا۔ پرتگال میں میرے پاس کوئی ایسی شناخت نہیں تھی جس سے میری شخصیت کا اندازہ ہوسکے۔ پولیس کے ہاتھ پڑ گیا تو سخت عذاب میں گرفتار ہو جاؤں گا' اس کا حل یہی تھی کہ ہر شخص کے ہنگامے سے بچا جائے اور کسی ایسی شخصیت کا سہارا حاصل کیا جائے جو مجھے پرتگال سے نکالنے میں معاون ثابت ہو سکے اور ویڈینا ایسی ہی شخصیت تھی۔ ہوٹل کے ریفریشمنٹ ہال میں مجھے ملی' پیشہ ور لڑکی تھی نرم و گداز بدن کی مالک' چہرہ بے حد خوبصورت مجھے دیکھ کر اس انداز میں مسکرائی کہ مجھے اس کی شخصیت کا پتا چل گیا' اب اس قدر اناڑی بھی نہیں تھا کہ اس مسکراہٹ کا جواب نہ دے سکتا' نتیجے میں وہ میری میز پر آگئی۔

"ہیلو۔"

"ہیلو مس۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویڈینا۔"

"گڈ پرکر۔" میں نے اپنا نام بتایا۔

"اسپینی؟" اس نے سوال کیا۔

"تمہیں یہ شبہ کیسے ہوا؟" میں نے پوچھا۔

"تمہاری آنکھیں دیکھ کر' ایسی آنکھیں یا تو ایشیائیوں کی ہوتی ہیں یا پھر اسپین کے رہنے والوں کی اتنی خوب صورت آنکھیں دنیا کے اور کسی خطے میں نہیں پائی جاتیں۔"

"ایک خوبصورت لڑکی اگر کسی خوب صورتی کا اقرار کرے تو مدمقابل کو بڑا عجیب محسوس ہوتا ہے۔"

"بولنا جانتے ہو۔"

"کیوں' گونگا سمجھ رہی تھیں مجھے۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"او مائی گاڈ تمہاری ہنسی تو تمہاری آنکھوں سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔"

"اب یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تم مجھے بے وقوف بنا رہی ہو۔"

"نہیں میری سچائی کو قبول کرو' بتایا نہیں تم نے کہاں کے باشندے ہو۔"

"ایشیائی ہوں۔"

"انڈین؟"

"نہیں پاکستانی۔"

"ویری گڈ' ویری گڈ سویٹ ایسٹرن' تم یقین کرو مجھے نجانے کیوں ان علاقوں سے بڑی محبت ہے' جب بھی کبھی ان کے بارے میں سوچتی ہوں عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔"

"کبھی گئیں نہیں؟"

"نہیں۔" اس نے اداسی سے کہا۔ میں اس کی اداسی پر غور کرنے لگا پھر میں نے پوچھا۔

"کیوں.........؟"

"بس نہیں گئی اب تمہیں کیا بتاؤں؟"

"اوہ سوری ویڈینا' واقعی بے شمار باتیں ذاتی نوعیت کی ہوتی ہیں اور ہر ایک کو نہیں بتائی جاسکتیں۔" اس نے میرے انداز پر چونک کر مجھے دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔

"برا مان گئے میری بات کا؟"

"نہیں' حقیقتوں کو قبول کرنا چاہیے' ذاتیات پر واقعی گفتگو نہیں کی جاسکتی۔"

"ایسی بات نہیں ہے اصل میں' تھوڑی سی مختلف ہوں اپنے جیسی عام لڑکیوں سے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا مطلب؟"

"دیکھو اگر تم نے میرے ساتھ وقت گزارنا پسند کیا تو میں تم سے اس کا معاوضہ لوں گی' بس اتنا معاوضہ جتنا مجھ جیسی کوئی لڑکی لے سکتی ہے' یقین کرو بھیک مانگنے کی ایک عمر ہوتی ہے۔ انسان اگر کوئی ایسا کام کر رہا ہوتا ہے جس سے اس کا پیٹ بھر جائے اور اسے بھیک نہ مانگنی پڑے تو بھیک نہیں مانگنی چاہیے' پتا نہیں کیوں مجھے بچپن ہی سے بھکاریوں سے نفرت ہے' دیکھو کسی سے اپنی مشکل کا حل کہنا اور اس کا دل نرم کر کے پیٹ بھرنے کے سہارے حاصل کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے' بہتر ہے کہ اپنے پاس اگر کوئی ایسا ذریعہ ہے جس سے پیٹ بھرا جاسکتا ہے تو اسے خرچ کیا جائے اسے استعمال کیا جائے۔ میں جوان ہوں اور میرے جسم کی ابھی ایک قیمت ہے۔ جب میں اپنے جسم کی قیمت وصول کر سکتی ہوں تو تھوڑے سے زیادہ پیسے کمانے کی لیے میں اپنے مسائل دوسروں کے سامنے لے کر کیوں بیٹھ جاؤں۔ میں کیوں یہ بات کہوں کہ مسٹر پارکر زندگی میں کبھی میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں ہوسکے کہ میں اپنے لیے ایک گندا کوٹ خرید سکوں ایسے بے شمار کوٹ جو میرے دل کو بھاتے ہیں' ایسی کوئی شخصیت بھلا انڈیا جانے کا کیا تصور کر سکتی ہے اور تم یہ نہ سمجھنا کہ میں نے چالاکی سے تمہیں کچھ ایسے کوٹوں کے بارے میں بتا دیا جنہیں میں حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ اگر تم نے دوستی کے رشتے یا کسی بھی ناتے سے ایسی کوئی کوشش کی ہے تو یقین کرو میری اس سے زیادہ توہین اور کوئی نہیں ہوگی۔ میں نے تو صرف تمہارے پوچھنے پر دل کی بات بتائی ہے۔"

لڑکی تھوڑی سی عجیب تھی' البتہ چالاک بھی تھی۔ اس نے ایک لمحے میں اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ اب پتا نہیں جو کچھ وہ کہہ رہی تھی اس میں کہاں تک سچائی ہے لیکن میں اسے کوئی کوٹ خرید کر دینا بھی نہیں چاہتا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"تو مس ویڈینا۔"

"مس نہ کہو تو اچھا ہے' کیا تمہیں عجیب سا نہیں لگتا؟"

"مگر تم مسز بھی تو نہیں ہو۔" میرے ان الفاظ پر وہ بے اختیار ہنس پڑی پھر بولی۔

"اگر تم میرے ساتھ کچھ وقت گزارنا پسند کرلو تو میں وقتی طور پر اپنے آپ کو تمہاری مسز بھی کہہ سکتی ہوں۔"

"آدمی اچھے لگتے ہو۔ گفتگو بھی اچھی کرتے ہو"

اچھا یہ بتاؤ کیا تمہیں میری ضرورت ہے؟"

"ہاں۔"

"ویری گڈ' اصل میں' میں یہ اس لیے معلوم کر رہی ہوں کہ میں تمہیں اپنی قیمت بتادوں۔"

"نہیں ویڈینا مجھے تمہاری قیمت نہیں معلوم کرنا۔"

"دیکھو اگر کم دو گے تو لے لو تو میں تم سے لوں گی لیکن مجھے افسوس ہوگا کہ پہلے ہی میں نے تم سے یہ پوزیشن کلیئر کیوں نہ کرلی۔ خیر زیادہ دو گے تو میں پوری ایمانداری سے واپس کردوں گی۔"

"ایک بات کہوں میڈم آپ برا تو نہیں مانیں گی؟"

"نہیں' اب جبکہ تم یہ بات کہہ چکے ہو کہ تمہیں میری ضرورت ہے تو یقین کرو میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانوں گی۔"

"تو پھر میری ایک بات مان لو۔ ہم تم جس انداز میں ملے ہیں اس میں دوستی کا ایک پہلو بے شک ہے۔ رقم وغیرہ کے سلسلے میں اب کوئی بات نہ کرو۔"

"اوکے منظور یہیں اس ہوٹل میں ہو؟"

"ہاں۔"

"تو پھر آؤ چلو۔ اصل میں جس پروفیشن میں' میں ہوں اس میں میری جیسی لڑکیوں کے بے شمار شناسا ہوتے ہیں۔ اگر کوئی اور میرے پاس آگیا تو تمہیں کوفت ہوگی۔"

"ہوں۔ بات تو ٹھیک ہے۔" میں نے اس کے سراپا کا جائزہ لیا۔ اچھا لباس تھا۔ دیکھنے میں خوبصورت نظر آتی تھی۔ میں ہال سے اٹھ گیا۔ ہم دونوں باہر نکل آئے تھے لیکن اوپر جانے والی سیڑھیوں کے بجائے جب میں نے باہر جانے والے راستے کا رخ کیا تو وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔

"کیوں تم نے تو کہا تھا کہ اسی ہوٹل میں تمہارا قیام ہے؟"

"ہاں۔ میں نے سچ کہا تھا۔"

"تو کیا اپنے کمرے میں نہیں چلو گے؟"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ابھی سے۔"

"کیا مطلب؟"

"کیا لزبن بہت بد صورت ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہرگز نہیں۔"

"تو پھر لزبن کی خوبصورتی کو دیکھنے کے بجائے اپنے کمرے میں کیوں جا گھسا جائے۔" میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی۔

"اوہ یہ بات ہے تو پھر آؤ۔ میں نے بھی بہت عرصے سے رات کو شہر کا منظر نہیں دیکھا۔" ہم دونوں آگے بڑھ کر ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل آئے۔ مجھے اب کم از کم اتنا اطمینان ضرور تھا کہ چہرے میں جو تبدیلی میں نے پیدا کی ہے اس کے تحت کوئی مجھے پہچان نہیں سکے گا۔ اپنے آپ کو پر اعتماد کر کے میں اس کے ساتھ کچھ دیر تک فٹ پاتھ پر چلتا رہا پھر میں نے کہا۔

"لزبن کے حسین گوشوں کے بارے میں تمہیں معلوم ہوگا اور اس وقت تم میری میزبان ہو۔" وہ پھر ہنس پڑی اور بولی۔

"ہاں، ایسی کچھ حسین جگہیں ہیں جہاں جا کر تم بھی بہت سکون محسوس کرو گے لیکن افسوس میں میزبانی کے فرائض سرانجام نہیں دے سکوں گی۔"

"پے انگ گیسٹ بھی تو ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" پھر اس نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کر دیا۔ ٹیکسی ہمارے قریب آ کر رک گئی اور ہم دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

"نیکورا گوئے۔" اس نے کہا اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ میں خاموشی سے لزبن کے بارونق علاقوں کو دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"تم نے بہت عرصے سے لزبن کی راتوں کا منظر نہیں دیکھا۔"

"کیا اس کی وضاحت کرنا ضروری ہے۔ میری راتیں عموماً ہوٹلوں کے کمروں میں یا کسی رہائش گاہ میں گزرتی ہیں۔ نیکورا گوئے ایک خوبصورت جھیل ہے جس میں چھوٹے چھوٹے ہاؤس بوٹ نظر آتے ہیں اور اگر ان میں بیٹھ کر موسم کا لطف اٹھایا جائے تو بہت اچھا لگتا ہے۔"

"کیا یہ ہاؤس بوٹ ساری رات کے لیے حاصل کیے جا سکتے ہیں؟"

"ہاں عموماً" لیکن ہم بس تھوڑی سی سیر کریں گے۔ جھیل بہت وسیع ہے۔"

نیکورا گوئے واقعی ایک خوبصورت جگہ تھی۔ مجھے بے حد پسند آئی۔ رات کی تاریکیوں میں اطراف میں مکمل اندھیرا تھا۔ یہاں خاص طور سے روشنی کا بندوبست نہیں کیا گیا تاکہ جھیل پر تیرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے مکان مزید حسن اختیار کر جائیں۔ واقعی بہت لطف آیا تھا اور ہم بہت دیر تک ایک چھوٹے سے ہاؤس بوٹ میں جھیل پر تیرتے رہے تھے پھر وہاں سے پلٹے تو ایک سڑک چھاپ ریسٹورینٹ میں کافی اور خاص قسم کے ڈاگ سینڈو یچز کھائے۔ وہ بھی خوش نظر آ رہی تھی۔ خوب رات گئے ہم لوگ ہوٹل واپس پلٹے۔ وہ میرے ساتھ میرے کمرے میں آ گئی تھی۔ میں نے لباس وغیرہ تبدیل کیا تو وہ ہنس کر بولی۔

"دو ہی باتیں ہیں یا تو میں لباس ہی نہ پہنوں یا پھر تم مجھے اپنا کوئی سلیپنگ سوٹ دو۔ ڈھیلا ڈھالا سا لباس بعض اوقات بڑا اچھا لگتا ہے۔"

اس کی پہلی بات سے میں خوفزدہ ہو گیا تھا چنانچہ جلدی سے میں نے اسے اپنا ایک سلیپنگ سوٹ دیا جسے اس نے بڑے اطمینان سے وہیں کمرے میں تبدیل کر دیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس وقت میں ایک کھڑکی پر جا کھڑا ہوا تھا۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد اس نے مجھے آواز نہیں دی۔ جب دیر ہو گئی تو میں نے خود ہی پلٹ کر دیکھا۔ وہ مسہری پر بیٹھی میری جانب دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ میں مسکراتا ہوا اس کے قریب آ گیا تو اس نے کہا۔

"ایشیا مقدس ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"بس تفصیل میں نہ جاؤ۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ابتدا ہی نہ کریں۔"

"ابتداء۔"

"ہاں جو لوگ سرمایہ خرچ کرتے ہیں وہ شروع سے ہی اپنی ضرورتوں کا خیال کرتے ہیں۔ یعنی جب لباس تبدیل کیا جائے تو مستقبل کے فیصلے کر لیے جائیں۔" میں اس کی بات کا مطلب سمجھ کر ہنس پڑا پھر میں نے اس کا بغور جائزہ لیا اور کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اس لباس میں تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"

"لباس ہی خوبصورت ہے۔ میں کیا خوبصورت لگ رہی ہوں۔" اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ میں تھوڑا سا اوپر سرک کر بستر پر لیٹ گیا تھا۔ وہ میرے قریب آ گئی۔ میں نے کہا۔ ویڈینا عموماً کس وقت سو جاتی ہو؟" میری بات پر وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑی اور بولی۔

"دوسرا معصوم سوال' میری نیندیں مرضی کے تابع نہیں ہوتیں۔"

"تم تلخ گفتگو کیوں کرتی ہو؟"

"سوری یہ تلخ گفتگو تو نہیں تھی' ایک سچائی تھی' آئی ایم سوری مائنڈ مت کرو پلیز۔" وہ معذرتیں کرنے لگی۔ میں نے کہا۔

"تو پھر ویڈینا آج تم اپنی پسند کی نیند سو جاؤ۔" اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"میں سمجھی نہیں۔"

"تم ہر رات بکتی ہو نا ویڈینا۔"

"ہاں۔" اس نے سنگین لہجے میں کہا۔

"اور خریدنے والا تمہیں اپنی مرضی کے مطابق سونے اور جاگنے کی اجازت دیتا ہے۔"

"ہاں۔" وہ پھر اسی انداز میں بولی۔

"اور تم اس کے احکامات کی تعمیل کرتی ہو؟"

"ہاں ہاں ہاں۔"

"تو پھر میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اس نرم تکیے پر سر رکھو' کروٹ بدلو اور آرام سے سو جاؤ۔"

"کیا بکواس ہے؟" وہ کسی قدر جھلا کر بولی۔

"دیکھو میں تمہیں وہ سب کچھ دوں گا جو تمہارے ذہن میں ہوگا۔ یہ رات میری ہے ناں پھر جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کیوں نہیں کر رہیں' میں جانتا ہوں ویڈینا کہ ایسی راتیں تمہارے لیے نہ تو جذبات انگیز ہوتی ہیں اور نہ ہی تم ان راتوں کی طلبگار ہوگی

بلکہ جو بھی تمہارے قریب ہوتا ہوگا تم اس کی صورت میں نجانے کیسے دیکھتی ہوگی۔ میں اس وقت تمہارے سامنے ہوں میری دلی آرزو ہے کہ تم آرام سے سو جاؤ اور اگر یہ ممکن نہیں ہو تو لباس تبدیل کرو اور یہاں سے چلی جاؤ۔" وہ حیران نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ شانے اچکائے پھر آہستہ سے بولی۔

"او کے۔" اور اس کے بعد اس نے کروٹ بدل لی۔ میں اس کی قریب ہی موجود تھا لیکن میں نے اپنے اور اس کے درمیان تکیے رکھ لیے تھے تاکہ اس کے جسم کا لمس مجھے پریشان نہ کرے۔ ایسے عالم میں نیند آنا تو نہایت مشکل کام تھا لیکن پھر بھی آنکھیں بند کر کے ذہن کو خالی کرنے کی کوشش کرنے لگا اور اس سلسلے میں مجھے خاصی محنت کرنا پڑی تب کہیں جا کر آنکھوں میں نیند گھس آئی۔

پھر اس وقت جاگا جب خوب صبح ہو گئی۔ چند لمحات تک تو ماحول کا احساس نہ ہو سکا پھر جب رات کے واقعات کا خیال آیا تو چونک کر آنکھیں پھاڑ دیں۔ ویڈینا ایک کرسی پر بیٹھی صبح کا اخبار پڑھ رہی تھی۔ مجھے جاگتا محسوس کر کے اس نے اخبار رکھ دیا اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگی پھر بولی۔

"ناشتا تو کراؤ گے ناں؟"

"ایں' ہاں کیوں نہیں؟"

"تو پھر میں روم سروس کو ناشتے کا آرڈر دیتی ہوں۔ اتنی دیر میں تم جا کر اپنا حلیہ درست کرلو۔" میں خاموشی سے اٹھ کر باتھ روم کے اندر چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں واپس آیا تو وہ اسی طرح بیٹھی میرا انتظار کر رہی تھی۔ ہم لوگوں نے کوئی بات بھی نہیں کی تھی کہ ویٹر نے دروازے پر دستک دی اور ناشتے کی ٹرالی گھسیٹتا ہوا اندر لے آیا۔ بہت عمدہ ناشتا تھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔

"بہت کوئک سروس ہے۔" ویٹر واپس چلا گیا تو وہ میرے لیے ٹوسٹ وغیرہ بنانے لگی۔ بڑا گھریلو سا انداز تھا اس کا۔ ہم دونوں نے خاموشی سے ناشتا کیا۔ وہ کہنے لگی۔

"پتا نہیں تم کیسے آدمی ہو چلو ٹھیک ہے اب مجھے اجازت دو گے نا؟" میں ناشتے میں مصروف رہا۔ میں نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ جانا چاہتی ہے چنانچہ میں نے اپنی جیب سے اچھی خاصی رقم نکالی قریب سے اس کا پرس اٹھایا اور اس رقم کو پرس میں رکھ دیا۔ وہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

سنگین انداز میں مجھے دیکھتی رہی تھی۔ کچھ دیر کے بعد وہ اٹھی، میری طرف دیکھا اور بولی۔

"اچھا میں چلتی ہوں۔" میں نے پر خیال انداز میں گردن ہلا دی تھی۔ وہ چلی گئی اور میں یہ سوچتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے پھر یہی فیصلہ کیا کہ ابھی ذرا تھوڑا سا وقت گزار کر اپنے بارے میں لزبن کے حالات کا جائزہ لے لوں۔ ہو سکتا ہے ابھی کوئی فوری کوشش میری لیے نقصان دہ ہو۔ چنانچہ کاہلوں کے سے انداز میں اخبار لے کر مسہری پر لیٹ گیا۔ بہت سے خیالات دل میں آ رہے تھے لیکن اپنے آپ کو ان خیالات سے آزاد کر لیا۔

دوپہر کو ہلکا پھلکا سا لنچ کیا۔ بس یہی فیصلہ کیا تھا کہ شام کو کمرے سے باہر نکلوں گا۔ کم از کم تین دن مجھے خاموش گزارنے چاہئیں۔ دن کے کوئی پونے تین بجے کا وقت تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے اجازت دی تو ویڈینا اندر آ گئی۔ میں اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ لباس تبدیل کر لیا تھا اس نے اور اس وقت کچھ اور زیادہ حسین نظر آ رہی تھی لیکن چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

"ہیلو ویڈینا۔"

"کہیں باہر نہیں نکلے؟" اس نے بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔"

"کوئی اور پروگرام ہے؟"

"بالکل نہیں۔"

"پھر بھی اصولی طور پر مجھے تمہارے ساتھ بہت دیر نہیں رکنا چاہیے۔ آئی ایم سوری تم نے مجھے کافی بڑی رقم دی ہے۔ اول تو یہ میرے حساب سے تین گنا زیادہ ہے۔ دوئم یہ کہ میں اسے لینے کی حقدار نہیں ہوں۔"

"مطلب؟"

"نہیں پلیز دیکھو میری انا کو مجروح مت کرو۔ اگر تم دوستی نبھانا چاہتے ہو تو کیا میں کسی کی دوست نہیں بن سکتی، کیا میرے دل میں کسی کے لیے دوستی کے جذبے نہیں جاگ سکتے۔" میں ہنس پڑا اور کہا۔

"اگر یہ بات ہے ویڈینا تو تم مجھے اپنے دوستوں میں سے کیوں خارج کر رہی ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر محبت سے کسی کو کچھ دے دیا جائے تو اتنی بری بات تو نہیں ہوتی۔ تم ان تھوڑے سے پیسوں کو تحفہ سمجھ کر رکھ لو۔" وہ خاموش ہو گئی۔ اس کے بعد وہ روز مجھ سے ملتی رہی۔ تین دن گزر چکے تھے۔ حالات پر سکون نظر آ رہے تھے۔ میں نے پورے لزبن کا جائزہ لے لیا تھا لیکن کوئی خاص بات سننے کو نہیں ملی تھی۔

اس وقت ہم دن کی روشنی میں اسی ہاؤس بوٹ میں تھے جسے ہم نے پہلے دن حاصل کیا تھا۔ وہ بولی۔ "کتنے دن لزبن میں قیام ہے مسٹر پارکر۔"

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔"

"ایک بات کہوں؟"

"ہاں ضرور۔"

"اب تک تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"تم نے پوچھا۔"

"نہیں۔"

"پھر؟"

"دل چاہتا ہے اب پوچھوں۔"

"میرے لیے سچ بولنا مشکل ہو جائے گا۔"

"اوہ۔ ایسی بات ہے تو پھر جانے دو۔"

"تم نے خود میرے بارے میں کوئی اندازہ لگایا؟"

"ہاں۔" وہ بولی اور میں چونک پڑا۔

"کیا؟" میرے اس سوال پر وہ دیر تک کچھ نہ بولی پھر کہا۔

"تمہارے ذہن میں کوئی الجھن ہے تم اپنے ماحول سے چونکے رہتے ہو۔ یوں لگتا ہے جیسے.......... جیسے تم کسی سے خوف زدہ ہو۔" میں نے حیرت سے اسے دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

"ہاں۔" میں اسی سچ سے بچنا چاہتا تھا۔

"اگر.......... اگر میں تمہاری کرائے کی دوست نہ ہوتی تو تم سے پورے اعتماد سے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

تمہاری الجھن کے بارے میں پوچھ سکتی تھی مگر مجھے یہ حق حاصل نہیں ہے۔" وہ سسکی سی لے کر بولی۔

"تم میری کرائے کی دوست نہیں ہو وِیڈینا۔"

"حقیقتیں نظرانداز تو نہیں کی جاسکتیں؟"

"میری مشکل کا حل تمہارے پاس ممکن نہیں۔"

"پھر بھی انسان کی خواہش تو ہوتی ہے۔"

"تو پھر سنو ویڈینا۔ یہاں مجھے چند جرائم پیشہ لوگ اغوا کرکے لائے تھے۔ میں ان کے چنگل سے نکل آیا لیکن لزبن میں بے سہارا ہوگیا۔ میرے پاس نہ کاغذات ہیں نہ پاسپورٹ۔ میں کسی بھی وقت قانون کے شکنجے میں پھنس سکتا ہوں۔ میرے پاس یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ میری پریشانی ہے۔"

"اوہ۔" وہ آہستہ سے بولی پھر کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ دیر تک خاموش رہی پھر کہا۔ "کہاں جانا چاہتے ہو؟"

"اسپین۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"او مائی گاڈ۔"

"کیوں؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی میں نے یہی سوچا تھا۔"

"کیا؟"

"یہی کہ اگر تم اسپین جانا پسند کرو تو میں تمہارے لیے بندوبست کرسکتی ہوں۔"

"کیسے؟" میں نے سرسراتی آواز میں پوچھا۔

"ہمیں اس کے لیے میڈرویا جانا پڑے گا۔ میڈوریا پرتگال کا ایک جزیرہ ہے۔ وہاں کی دنیا الگ ہے۔ میڈوریا میں میرا کزن ہاربن گال رہتا ہے۔ ہاربن گال اسمگلر ہے۔ اس کی غیر قانونی لانچیں اسپین جاتی ہیں۔ اس کا دوسرا ٹھکانا اسپین کے جزیرے کینری میں ہے۔ وہ تمہیں بہ آسانی کینری پہنچا سکتا ہے لیکن اسپین سے تم کیسے نکل سکو گے؟" وہ تشویش سے بولی۔

میرا پورا بدن سنسنا رہا تھا۔ میں نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ "وہاں میرے پاس وسائل ہیں۔

"واقعی؟"

"ہاں۔"

"تو اطمینان رکھو۔ میں تمہیں بہ آسانی یہاں سے نکال سکتی ہوں۔"

وہ پرمسرت لہجے میں بولی اور میں اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔ میں بس اسے وقت گزاری کے لیے ساتھ رکھ لیا تھا۔ ان لوگوں سے حاصل شدہ کرنسی اتنی تھی کہ میں بہ آسانی کافی وقت گزار سکتا تھا اس لیے میں نے تھوڑی سی اس پر خرچ کردی تھی لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ اس قدر کام آسکتی ہے۔ کچھ دیر کے بعد میں نے کہا۔

"تمہیں یقین ہے ویڈینا؟"

"سو فیصد اور خوشی بھی ہے۔"

"واقعی؟"

"ہاں۔ میرے دل سے بوجھ ہلکا ہوگیا۔ مجھے بھی دوستی کا کچھ قرض ادا کرنے کا موقع مل گیا۔"

"تو پھر ہم میڈوریا کب روانہ ہو رہے ہیں؟"

"کل!" اس نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں بے حد اعتماد تھا اور یہ اعتماد اس بات کا اظہار کرتا تھا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے اس کا اسے پورا پورا یقین ہے۔ حالانکہ میرے لیے یہ ایک بہت اہم بات تھی اور ان دنوں میں انہی الجھنوں کا شکار تھا کہ لزبن سے نکلنے کے کیا انتظامات ہوسکتے ہیں۔ فی الحال یہاں میرے پاس ایسے ذرائع نہیں تھے اور نہ اس کا کوئی بندوبست تھا۔ اگر یہ معمولی سی لڑکی اس کام آسکتی ہے تو بلاشبہ یہ اپنی دوستی کا فرض ادا کرے گی۔ جہاں تک میرا معاملہ تھا تو درحقیقت میں نے اس کے لیے کچھ نہیں کیا تھا۔ رات تک ہم ساتھ رہے اور اس کے بعد اس نے مجھ سے رخصت مانگ لی۔ کہنے لگی۔

"آج تمہارے ساتھ نہ رہ سکوں گی۔"

"کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں، بس یوں سمجھ لو کل کے سفر کے لیے تیاریاں کرنا ہیں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ذریعہ سفر کیا ہوگا؟"

"اس کا بندوبست بھی میں خود ہی کرلوں گی۔ تم بالکل بے فکر رہو۔"

اس کے جانے کے بعد البتہ میں نے ذرا مختلف انداز میں سوچا۔ بہ ظاہر یہ لڑکی عام سی صورت حال کے تحت میرے نزدیک آگئی تھی۔ اس کے درپردہ کوئی اور شخص تو نہیں ہے۔ جن حالات سے میرا واسطہ پڑتا رہا تھا ان کے تحت یہ سوچنا میرے لیے کوئی ناممکن بات نہیں تھی۔ ہر پہلو پر غور کرتا رہا اور اس کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ بہرحال نامساعد حالات میں تو پوری زندگی ہی گزری ہے۔ لڑکی کے ساتھ بھی رسک لے لینے میں کیا فرق پڑے گا۔ چنانچہ اس کے بعد مطمئن ہوگیا۔

دوسری صبح خاصی دیر سے جاگا تھا۔ کچھ گہری ہی نیند آگئی تھی۔ معمولات سے فراغت حاصل کی اور اس کے بعد ویڈینا کا انتظار کرنے لگا۔ دن کے تقریباً گیارہ بجے وہ میرے پاس پہنچی اور اس نے کہا۔

"ہم چار بجے یہاں سے میڈوریا روانہ ہو رہے ہیں۔"

"میں ذریعہ سفر کے بارے میں بھی نہیں پوچھوں گا۔"

"نہیں اس کا بندوبست بھی میں نے کرلیا ہے۔ ہم کرائے کی گاڑی سے ایک مخصوص جگہ تک سفر کریں گے اور اس کے بعد اسٹیمر میں بیٹھ کر میڈوریا روانہ ہو جائیں گے۔" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر گردن ہلا دی تھی۔ بہرحال مجھے کیا تیاریاں کرنا تھیں البتہ وہ پھر تھوڑی دیر کے لیے مجھ سے اجازت لے کر گئی تھی اور دوبارہ واپس آئی تو ایک چھوٹا سا سوٹ کیس اس کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔

"ضروریات کے کچھ سامان ہیں۔" میں نے آنکھیں بند کرکے گردن ہلا دی تھی۔ کرائے کی گاڑی نیچے کھڑی ہوئی تھی جس میں ڈرائیور بھی موجود تھا۔ غالباً کوئی افریقی نژاد تھا۔ ویسے گاڑی پرائیویٹ تھی۔ اپنے طور پر میں ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کے لیے تیار تھا اور وہ لڑکی نہیں جانتی تھی کہ میری کارکردگی کیا ہے' جس مخصوص راستے پر اسے سفر کرنا تھا اس کا سفر کوئی ڈھائی گھنٹے کا رہا۔ ہم لزبن سے باہر نکل آئے اور پرتگال کے مضافات میں دوڑتے رہے' پرتگال کی روایات کا ہلکا سا نمونہ میرے سامنے تھا۔ بہرحال ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک سمندری کھاڑی نظر آرہی تھی۔ یہ کوئی صنعتی علاقہ تھا'

جگہ جگہ خاص قسم کی عمارتیں نظر آرہی تھیں۔ انگور کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے ویڈینا سے اس بارے میں سوال کر ڈالا تو اس نے کہا۔

"ہاں شاید تمہیں اس بات کا علم ہو کہ ہمارے ہاں اہم زرعی پیداوار اناج' آلو' کافی' شراب اور یہاں سے انگور اور اس کی مصنوعات باہر بھیجی جاتی ہیں۔" ویڈینا نے یہاں پہنچنے کے بعد گاڑی کے ڈرائیور کو اپنی جیب سے ایک اچھی خاصی رقم ادا کی۔ میں نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا تو وہ بولی۔

"اس جگہ سے ہمیں میڈوریا کے لیے اسٹیمر مل سکتا ہے۔ وہ دیکھو وہ اسٹیمر کمپنی کا دفتر ہے عموماً" لوگ یہاں سے ان جزائر کے درمیان سفر کرتے رہتے ہیں۔"

ہم اسٹیمر کمپنی کے دفتر پہنچ گئے۔ یہاں سے ہمیں باقاعدہ میڈوریا کے لیے دو سمندری ٹکٹ حاصل کرنا پڑے۔ دلچسپ طریقہ کار تھا۔ میں بغور ہر کام کا جائزہ لے رہا تھا۔ اسٹیمر کی روانگی رات کو ساڑھے نو بجے کے قریب تھی اور اس دوران ہمیں کمپنی ہی کے گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرا دیا گیا۔ ایک بڑا سا شیڈ بنا ہوا تھا جس میں میڈوریا کے لیے سفر کرنے والے دوسرے اور بھی مسافر موجود تھے۔ مقامی لوگ' شکل و صورت سے بحری قزاق نظر آنے والے کچھ بیرونی ممالک کے لوگ بھی تھے۔ ان کے بارے میں ویڈینا نے مجھے بتایا کہ یہ میڈوریا میں کام کرنے والے لوگ ہیں جو وہاں مختلف کام سرانجام دیتے ہیں اور چھٹی گزارنے کے لیے لزبن آجایا کرتے ہیں۔ اسٹیمر جس میں سفر کا آغاز کیا گیا تھا خاصا پرانا تھا لیکن اندر بڑا اچھا انتظام کیا گیا تھا۔

ساڑھے نو بجے ہمارے سفر کا آغاز ہوگیا۔ اسٹیمر میں گنجائش کے مطابق ہی مسافر تھے اور کوئی ایسی بات نہیں تھی جو قابل تردد ہو۔ ہمیں آرام دہ سیٹیں دے دی گئی تھیں اور اس کے بعد دیر تک ہم سمندر میں ادھر ادھر نظر آنے والی روشنیاں دیکھتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ اطراف تاریک ہوگئے اور اس کے بعد سر پر تاروں بھرا آسمان اور اطراف میں پھیلی ہوئی تاریکیوں کے سوا اور کچھ نہیں رہا تھا۔ سمندر پر سکون تھا۔ غالباً" یہ سمندر کے سکون ہی کا موسم تھا۔ سفر جاری رہا۔ ویڈینا مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ ابھی تک تو کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی جس پر مجھے شبہ ہو سکے۔ اب آگے دیکھنا ہے کیا ہوتا ہے۔ ویسے ویڈینا کے انداز سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ مخلص ہے اور یقیناً" کوئی الٹی

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

سیدھی بات نہیں ہو سکتی۔ وہ مجھے اس دوران میرے اچھے سلوک کا صلہ دینا چاہتی تھی۔

بالآخر یہ سفر ختم ہوا صبح کی روشنی پھوٹ رہی تھی اور ہمیں دور سے میڈوریا نظر آ رہا تھا۔

ایک وسیع و عریض جزیرہ جسے پرتگال کا ایک شہر کہنا مناسب ہو گا۔ اسٹیمر ساحل سے جا لگا اور ہم میڈوریا کے ساحل پر اتر گئے۔ بہت جدید جزیرہ تھا اور یہاں بے شمار صنعتیں لگی ہوئی تھیں۔ ہوائی اڈا بھی تھا اور اندرون ملک پروازیں ہوا کرتی تھیں۔ مین ہوائی اڈا غالباً لزبن ہی میں تھا۔ ویڈینا میڈوریا سے مکمل واقفیت رکھتی تھی۔ ایک ٹیکسی نے ہمیں ایک عمارت کے سامنے اتار دیا اور ویڈینا پر اطمینان انداز میں عمارت میں داخل ہو گئی۔

ہاربن گال خاصا دولت مند آدمی معلوم ہوتا تھا جس کا اندازہ اس عمارت سے ہوتا تھا۔ وہ ایک درمیانی عمر کا شاطر سی شکل والا آدمی تھا۔ اس نے ویڈینا کا پرتپاک استقبال کیا تھا۔ ویڈینا نے کہا۔

"مسٹر پارکر میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ تعلق ایشیا سے ہے۔ مطلب یہ کہ ان کے والدین کا تعلق کہیں سے بھی ہو لیکن یہ ایشیا میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔"

"گڈ ویری گڈ۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی مسٹر پارکر۔ فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"مسٹر پارکر اسپین جانا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں بتا دیا تھا کہ مسٹر ہاربن گال بہ آسانی آپ کو جزیرہ کینری تک پہنچا سکتے ہیں۔ وہاں سے آگے جانے کے لیے آپ کو اپنے طور پر انتظامات کرنا ہوں گے۔"

"ہوں اتفاق کی بات ہے کہ میری ایک لانچ کل یہاں سے روانہ ہونے والی ہے لیکن مائی ڈیئر سسٹر تم نے انہیں کینری تک کے سفر کے اخراجات بتا دیے ہیں۔" ویڈینا کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے کبیدگی کے آثار ابھرے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"میرا تمہارا جو رشتہ ہے ہاربن گال اس میں رعایتوں کا تصور موجود ہے۔ تاہم تم مجھے بتاؤ کہ ہمیں کیا ادائیگی کرنا ہے؟"

"معاوضوں میں رعایت تو کی جا سکتی ہے اور پھر یہ کام جس قسم کے ہوتے ہیں تمہیں خود اس کا اندازہ ہے ویڈینا۔ تاہم میں ان سے رعایتی قیمت لے لوں گا۔" ہاربن گال نے جو رعایتی قیمت مجھے بتائی وہ اتنی تھی کہ میں بہ آسانی ادا کر سکتا تھا۔ میرے کرم

فرماؤں نے جو کچھ کر دیا تھا وہ اچھا خاصا تھا۔ میں نے اپنی تمام رقم نکال کر چیک کی اور اس کے بعد ہاربن گال سے کہا۔

"مسٹر ہاربن گال میں آپ کو وہ ادائیگی کر سکتا ہوں جس کے بارے میں آپ نے کہا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے بقیہ رقم اسپین کی کرنسی میں چاہیے۔ یہ سب آپ کے سامنے موجود ہے۔" ہاربن گال نے نہایت پرجوش لہجے میں کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں میرے معاوضے کے علاوہ پرتگالی کرنسی کی جو رقم بنتی ہے وہ میں آپ کو تھوڑی دیر کے بعد تبدیل کرا دوں گا۔"

میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی تھی۔ اس کے بعد ہاربن گال نے کہا۔

"کہو تمہاری جاب کیسی چل رہی ہے ویڈینا؟"

"ملازمت پیشہ ہوں بس کام کر رہی ہوں اپنا۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے کہ انسان اپنی ذمے داریاں خود سنبھالے، میرا خیال ہے تمہاری رہائش کا بندوبست کر دوں۔ آخر میں تمہارا بھائی ہوں، تمہاری خاطر داری مجھ پر فرض ہے۔"

کمرے میں پہنچنے کے ویڈینا نے کسی قدر اداسی سے کہا۔ "اس سے پہلے زندگی میں، میں نے کبھی ہاربن گال سے کوئی ایسا کام نہیں لیا اور اس کا مجھے کوئی تجربہ نہیں تھا۔ انسان کی ایک فطرت بن جاتی ہے مائی ڈیئر پارکر اور وہ اس فطرت سے مجبور ہوتا ہے۔ مجھے شرمندگی ہے کہ میرے دعوے کسی حد تک جھوٹے ثابت ہوئے۔"

"ارے نہیں ویڈینا، ہاں اگر میرے پاس اتنی رقم نہ ہوتی تو ظاہری بات ہے میں تم سے رعایتوں کے لیے کہتا اور میرا خیال ہے مسٹر ہاربن گال تمہیں سامنے رکھتے ہوئے یہ رعایت ضرور کر دیتے۔" ویڈینا نے پھیکے سے انداز میں گردن ہلائی۔ بعد میں مسٹر ہاربن گال نے ہماری خاطر مدارات کا سلسلہ شروع کر دیا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس خاطر مدارت میں انہوں نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ میں نے جو رقم تبدیل کرائی تھی وہ بھی اتنی تھی کہ کینری پہنچنے کے بعد مجھے بار سلونا تک کے سفر میں کوئی دقت نہ ہوتی اور پھر سچی بات یہ تھی کہ میں کونسا نیک فطرت انسان تھا اگر رقم کی ضرورت آتی تو اول تو بار سلونا میں اس کا بندوبست ہو سکتا تھا۔ لیتھ اشمیر کی حیثیت سے میں نے جو وقت وہاں

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

گزارا تھا اس میں تھوڑی سی معلومات اور بھی حاصل کر لی تھیں۔ رقم کے حصول کے لیے کسی کی گردن دبانا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا لیکن بس اتنی گردن دبا سکتا تھا اپنے کسی ذاتی مقصد کے لیے کہ دوسرا زیادہ سے زیادہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو جائے اور میرا کام بن جائے۔ دنیا میں جینے کے یہی ڈھنگ رائج ہو چکے ہیں۔ میں کیا کر سکتا تھا۔ بہرحال میں نے تبدیل کرانے والی رقم میں سے ایک بڑی رقم نکال کر الگ کر لی تھی جو پرتگالی کرنسی ہی میں تھی۔ ویڈینا کو میں نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے مسائل بھی میری نگاہوں کے سامنے تھے اور ابھی تک اس نے محبت اور اپنائیت کا ثبوت دیا تھا۔ اس پر مجھے کوئی شبہ نہیں رہ گیا تھا۔ بہرحال میری یہاں سے کینری تک روانگی کے لیے جو انتظامات کرنے تھے ہاربن گال کو کرنے تھے۔ مجھے اس سلسلے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ البتہ دوپہر کو جب مجھے ہاربن گال کی طرف سے میسج ملا کہ لانچ روانگی کو تیار ہے اور ایک گھنٹے کے اندر اندر مجھے ساحل پر پہنچ جانا ہے تو میں نے ویڈینا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ڈیئر ویڈینا‘ تم سے کوئی جھوٹا وعدہ کرتے ہوئے میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ دوبارہ میری تم سے ملاقات ہو گی لیکن تمام سچائیوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جو کام تم نے میرے لیے کر دیا ہے شاید کسی اور ذریعے سے وہ اتنا آسان نہ ہوتا۔ میں تمہیں کبھی نہیں بھولوں گا ویڈینا۔ آئی ایم سوری ہم لوگ جدا ہو رہے ہیں بہرحال۔“

ویڈینا کی آنکھوں میں آنسو ابھر آئے۔ یہ آنسو اس کے رخساروں پر بہتے رہے۔ اس نے کہا۔

”ہائی ڈیئر پارکر‘ محبت کا کوئی مرکز نہیں ہوتا۔ کب کہاں کس سے دل لگ جائے میں تمہارے جانے کے بعد بہت عرصہ تک اداس رہوں گی۔ ایک مختلف کردار ملا ہے مجھے‘ خیر اور کیا کہوں اس سلسلے میں؟“

میں نے ایک لفافہ ویڈینا کو دیتے ہوئے کہا۔ ”اس میں میرے کچھ دلی جذبات چھپے ہوئے ہیں ویڈینا میرے جانے کے بعد یہ لفافہ کھولنا۔“

ویڈینا نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر کچھ نہ سمجھتے ہوئے لفافہ اپنے لباس میں رکھ لیا۔ اس کے بعد وہ مجھے ساحل تک چھوڑنے آئی۔ یہاں ہاربن گال موجود تھا۔

اپنے آفس میں اس نے ہم سے ملاقات کرتے ہوئے کہا۔

”مسٹر پارکر آپ کو خلاصی کی وردی پہننا پڑے گی‘ لانچ میں آپ خلاصی کا کام نہیں کریں گے لیکن کم از کم چیکنگ کے دوران اپنے آپ کو خلاصی ہی ظاہر کریں گے اگر چیکنگ ہوئی تو۔ ویسے میں نے اپنے ایک خلاصی کو ڈراپ کیا ہے اور اس کی حیثیت سے آپ کو لے جا رہا ہوں۔ ہمارے اس سفر کی نوعیت کچھ قانونی ہے کچھ غیر قانونی بہرحال تفصیل سمجھنا آپ کے لیے ضروری نہیں ہے۔ آپ براہ کرم اب لانچ پر چلے جائیے۔ وہاں آپ کو گائیڈ کر دیا جائے گا۔“ میں نے ویڈینا سے آخری ملاقات کی اور وہ بے اختیار رو پڑی۔ میں بھی کسی قدر افسردہ سا ساحل کی جانب چل پڑا تھا۔

لانچ پر خلاصی کی حیثیت سے سفر کرنے کا تجربہ میرے لیے دلچسپ بھی تھا اور خوشگوار بھی۔ میں نے وہاں کے برج سنبھال لیے تھے۔ ہاربن گال نے جس چیکنگ کا شبہ ظاہر کیا تھا وہ کہیں نہ ہوئی۔ لانچ پرتگال کی بیرونی حدود سے آگے نکل آئی اور کوئی ایسا مرحلہ پیش نہ آیا جسے چیکنگ کا مرحلہ کہتے ہیں۔ بحر اوقیانوس میں میرا یہ سفر جاری رہا۔ میں نے مختصراً" لوگوں سے شناسائیاں بھی کر لی تھیں۔ بہرحال اس سفر میں ایسا کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا جس کی تفصیل درج کی جائے۔ لانچ کینری کے ساحل پر پہنچ گئی۔ میڈوریا سے کینری تک کا یہ سفر نہایت خوشگوار گزارا تھا اور مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ یہاں میں نے اپنا لباس وغیرہ تبدیل کر لیا۔ غالباً" لانچ کی یہاں آمد قانونی تھی کیونکہ کسٹمز کے حکام وغیرہ نے باقاعدہ لانچ کی چیکنگ بھی کی تھی۔ پتا نہیں یہ کس قسم کی اسمگلنگ تھی۔ ریگو نامی ایک شخص سے میرا خصوصی طور پر تعارف کرایا گیا تھا اور لانچ پر بھی اسی سے میرا رابطہ رہا تھا۔ جب میں نے لباس وغیرہ تبدیل کر لیا تو ریگو نے کہا۔

”اور اس کے بعد آپ چند اور خلاصیوں کے ساتھ کینری کی سیر کو نکلیں گے مسٹر پارکر اور اس کے بعد کہاں جائیں گے‘ یہ صرف آپ جانتے ہیں۔ یہاں سے ہم اپنا ایک اور آدمی اپنے ساتھ لیں گے جو آپ کی جگہ واپسی کا سفر کرے گا۔“

”تھینک یو مسٹر ریگو۔“ میں نے کہا اور جب پانچ خلاصیوں کی ایک ٹولی کینری کی سیاحت کو نکلی تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جزیرہ کینری میرے لیے اجنبی جگہ نہیں تھی۔ یہاں میں ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے چکا تھا۔ ایک بار پھر یہی جزیرہ میرے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

قدموں تلے آگیا تھا لیکن اس وقت کوئی اور بھی میرے ساتھ تھا۔ میرے ذہن میں ماضی کی یادیں تازہ ہونے لگیں۔ یہاں بہت اچھا وقت گزرا تھا۔ میں یہاں سے نکلنے کے بارے میں بھی تفصیلات جانتا تھا۔ غرض کہ اب میرا لانچ وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔ میں نے کینری سے بارسلونا تک جانے کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ دو دن جزیرہ کینری میں قیام کیا اور اس کے بعد بالا آخر بارسلونا چل پڑا۔ میرے دل و دماغ میں عجیب سی ہلچل مچی ہوئی تھی۔ مجھے وہ تمام مناظر یاد آرہے تھے۔ میری آنکھوں میں سعید خان بھی گھوم رہا تھا۔ آہ' سعید خان جب بھی یاد آتا تھا دل کے گوشوں میں غم واندہ کا طوفان امنڈنے لگتا تھا۔ بہت اچھا انسان تھا وہ اور بلاشبہ اس نے میرے مشن کو اتنا آسان کر دیا تھا کہ میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔ بارسلونا تک کا سفر بالا آخر اختتام کو پہنچا اور یہاں آکر میں نے اپنے ذہن سے وہ تمام کھولت جھٹک دی جو اب تک مجھ پر طاری تھی۔ اگر کھولتوں کا شکار رہتا تو وہ مستعدی نہیں پیدا ہوسکتی تھی جو یہاں آنے کے بعد مجھے درکار تھی۔ کرنسی کا جائزہ لیا مقدار اتنی تھی کہ عارضی طور پر چند روز گزار سکتا تھا اس کے بعد کرنسی کا بھی بندوبست کرنا ہوگا۔ ایک معمولی سے ہوٹل میں قیام کیا اور اس کے بعد بارسلونا کے اسٹور سے اعلیٰ درجے کا میک اپ کا سامان خریدنے لگا۔ مجھے اس کی اشد ضرورت تھی۔ حالانکہ میک اپ میں ایکسپرٹ نہیں ہوا تھا لیکن دو چار بار جب اپنے چہرے پر میک اپ کیا تھا تو رشید ناگی نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ چیف آپ نے یہ شعبہ بھی بڑی خوش اسلوبی سے سنبھال لیا ہے۔ بہرحال جب بھی کسی اہم میک اپ کی ضرورت پیش آتی تو رشید ناگی ہی اپنے متعین کردہ نمائندوں سے میک اپ کرایا کرتا تھا' اب تو سب سے رابطے کٹے ہوئے ہیں۔ تاہم میں نے نہایت ہوشیاری سے لیتھ اشمیر کی صورت کو نگاہوں میں رکھتے ہوئے میک اپ کا سامان وغیرہ خریدا تھا۔ پہلے تو یہ جائزہ لینا تھا کہ لیتھ اشمیر کو کھونے کے بعد مافیا کے رہنماؤں نے اپنے اس کیریکٹر کو قائم رکھنے کے لیے کیا کارروائیاں کی ہیں' ہوسکتا ہے انداز بدل دیا گیا ہو۔ اس کا جائزہ لینے کے لیے مجھے بارسلونا میں لیتھ اشمیر کی اس خانقاہ تک جانا پڑا۔ خانقاہ کے اطراف کے جو مناظر میری نگاہوں کے سامنے تھے ان سے ایک لمحے میں یہ اندازہ ہوگیا کہ لیتھ اشمیر کا کھیل جاری ہے۔ زائرین کی ٹولیاں خانقاہ کے اطراف میں بکھری ہوئی تھیں۔ یہ سب سے بہترین

ذریعہ تھا۔ لیتھ اشمیر کے معتقدین اشمیرس ہر وہ کام اعتقاد کی بنیادوں پر کیا کرتے تھے جو عام حالات میں مشکل ہو۔ مافیا کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے تھا۔ انہیں جانباز سپاہی ٹے ہوئے تھے جو اپنے روحانی پیشوا کے اشارے پر موت کا دہانہ کھولنے کے لیے تیار رہتے تھے چنانچہ لیتھ اشمیر کے کردار کو قائم رکھنا پڑا تھا۔ اب اس کردار کو کون سرانجام دے رہا ہے۔ یہ ایک الگ بات تھی ویسے درحقیقت اصل لیتھ اشمیر کے بعد جو کارروائیاں ہوئی تھیں وہ بے حد مضحکہ خیز تھیں۔ میں نے طویل عرصے تک ان کے روحانی پیشوا کا درجہ سنبھالے رکھا۔ اس کے بعد سعید خان نے یہ فرائض سرانجام دیے اور اب نجانے کون گدھا یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ خانقاہ کے معمولات جاری رہے۔ میں نے لیتھ اشمیر کی زیارت بھی کی۔ ویسے یہ شخص اپنا کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا تھا اور اس نے یقیناً لیتھ اشمیر کی حرکات و سکنات کا بغور جائزہ لیا تھا اور اس سے واقف تھا کیونکہ اس کا کردار نبھانے میں اسے کوئی دقت پیش نہیں آرہی تھی۔ روحانی پیشوا کی حیثیت سے جس وقت وہ زائرین کے سامنے آیا تو میں بھی انہی زائرین میں شریک تھا۔ خانقاہ سے میری اس قدر واقفیت تھی کہ مجھے خفیہ طور پر بھی اس میں داخل ہونے میں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی تھی۔ اب یہاں کسی بھی مسئلے میں بہت زیادہ وقت ضائع کرنا بے سود تھا۔ مجھے اپنی کارکردگی میں جس قدر تیزی اختیار کرنا پڑی وہ میرے لیے بہتر ہے ورنہ کہیں بھی کوئی ایسا مرحلہ درپیش آسکتا ہے جس سے مجھے دقتوں کا سامنا کرنا پڑ جائے۔ دل و دماغ میں ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ سعید خان کا انتقام میں اس طرح لینا چاہتا تھا کہ دل کو تسلی ہوسکے۔ اس کے علاوہ اپنے وطن میں جو انتظامات کر کے آیا تھا ان کے بعد اپنے آپ کو ان ذمے داریوں سے بری الذمہ سمجھتا تھا جو میں نے خود پر لادلی تھیں۔ ایک ایسے عمل کا آغاز ہوگیا تھا کہ میں یا وہ لوگ قائم رہیں یا نہیں جن کے سپرد میں نے یہ ذمے داری کر دی ہے۔ ایک عمل جاری رہے گا۔ ایک سسٹم بن گیا تھا اور اس سسٹم کے تحت پاکستان کے مفادات کے لیے ہمیشہ کام ہوتا رہے گا۔ اس کام کی نوعیت سیاسی نہیں تھی۔ یہ صرف ایک خراج تھا اپنے وطن کی سرزمین کو ان تمام افراد کا جو میرے مشن پر کام کر رہے تھے۔ وطن عزیز کو فائدہ پہنچتا رہے بس اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں تھا ہمارا۔ اب میں اپنی ذات کے لیے سرگرداں تھا۔ آخر کب تک عمر یونہی گنواتا رہوں گا۔ زندگی کو کسی ایک مرحلے پر تو

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

پہنچنا چاہیے۔ بہت سے فیصلے کیے تھے میں نے تنہائیوں میں بیٹھ کر اور اب اپنے فیصلوں پر عملدرآمد کر رہا تھا۔ بہرحال یہاں قیام کی پہلی رات تو میں نے صورت حال کا جائزہ لینے میں گزاری۔ دوسرا دن بھی محتاط انداز میں ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے گزارا۔ کچھ تبدیلیاں ضرور پائی تھیں۔ مثلاً" یہ کہ یہاں سکیورٹی سخت کر دی گئی تھی۔ سادہ لباس میں ہی کچھ مسلح افراد جو یقیناً" اشمیرس نہیں تھے آس پاس میں گھومتے ہوئے نظر آتے تھے۔ ان کی نگاہیں ایک ایک شخص کو ٹٹولتی تھیں یا تو یہ صرف احتیاط کے طور پر تھا یا پھر ہو سکتا ہے ان کے پاس کچھ ہنٹس ہوں۔ میں نے ایک زائر کی حیثیت سے خانقاہ کے اطراف کا جائزہ لیا اور بالآخر ایک ایسی جگہ منتخب کر لی جہاں سے میں خانقاہ میں داخل ہو سکا تھا۔ لیتھ اشمیر چونکہ اپنا کردار بڑے پراسرار طریقے سے ادا کرتا تھا اور اس کے لیے اس نے چند ایسے خفیہ راستے بنا رکھے تھے جن سے وہ دوسروں کی نگاہوں میں آئے بغیر باہر آ اور جا سکتا تھا۔ میں ان راستوں سے بخوبی واقف تھا۔ ایک مخصوص جگہ تک پہنچنا تو ذرا مشکل کام تھا لیکن اس کے بعد میرے سامنے ایسے راستے موجود تھے جن سے میں بہ آسانی لیتھ اشمیر کی خفیہ رہائش گاہ تک پہنچ سکتا تھا۔ میں نے یہاں بھی مسلح افراد کو گشت کرتے ہوئے دیکھا اور ان کی نگاہوں سے بچنے کے لیے ہر ممکن طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے بالآخر اس مخصوص جگہ تک پہنچ گیا جہاں سے میں اندر داخل ہو سکتا تھا۔

لرزتے اور دھڑکتے دل کے ساتھ میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے لیتھ اشمیر کی رہائش گاہ تک رسائی مشکل کام نہیں تھا۔ یہاں کسی انسان کا وجود بھی نہیں تھا۔ تاریکی میں محتاط قدم اٹھاتا ہوا بالآخر خانقاہ کے بالکل اندرونی حصے میں پہنچ گیا۔ لیتھ اشمیر نے اپنی رہائش کے لیے وہی جگہ مخصوص کی تھی جسے لیتھ اشمیر کی حیثیت سے پہلے لیتھ اشمیر پھر میں اور پھر سعید خان استعمال کرتے رہے تھے۔ اس رہائش گاہ میں مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اس مدھم روشنی میں جب میں نے جھانک کر دیکھا تو لیتھ اشمیر کے میک اپ میں ایک شخص ایک خوبصورت بیڈ پر نیم دراز تھا۔ سامنے میز پر شراب رکھی ہوئی تھی اور اس کے برابر ایک مست شباب جس کا تعلق یقیناً" اسپین ہی سے تھا خوبصورت لباس میں ملبوس لیتھ اشمیر کی معیت میں شراب نوشی کر رہی تھی۔ گویا یہ لوگ رنگ رلیاں منا رہے تھے۔ مجھے وہاں کے قواعد بھی معلوم تھے۔ ایک مخصوص وقت کے بعد لیتھ اشمیر کے پاس

کسی کو آنے جانے کی اجازت نہیں تھی۔ یہاں تک کہ سکیورٹی گارڈ بھی اتنے فاصلے پر رہا کرتے تھے کہ جب تک لیتھ اشمیر خود انہیں طلب نہ کرے ان میں سے کوئی کسی آواز پر وہاں نہ پہنچ سکے۔

میرے ہونٹوں پر ایک سفاک مسکراہٹ پھیل گئی۔ تقدیر نے مجھے وہ موقع فراہم کر دیا تھا کہ میں سعید خان کے قاتلوں میں سے ایک اور قاتل کو کیفر کردار تک پہنچا سکوں اور اپنے منصوبے کی تکمیل بھی کر سکوں۔

چند لحات میں اطراف کا جائزہ لیتا رہا اور یہ پلاننگ کرتا رہا کہ اندر داخل ہونے کے بعد مجھے ابتدائی عمل کیا کرنا چاہیے۔ میں وہاں کی پچویشن سے پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ دیر تک جائزہ لیتا رہا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا کہ دونوں کس قدر پی چکے ہیں یا لیتھ اشمیر کے میک اپ میں جو شخص ہے اس وقت اس کی جسمانی کیفیت کیا ہے۔ اس دروازے کو بھی آزمایا جس سے مجھے اندر داخل ہونا تھا پھر ایک مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے بعد میں برق رفتاری سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور پلٹ کر دروازہ بند بھی کر دیا تاکہ کسی قسم کی بیرونی مداخلت کا خطرہ نہ رہے۔ ان دونوں نے میری آمد کو محسوس کیا اور ہکا بکا رہ گئے۔ میں ان کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔ میری بدن میں برق دوڑ رہی تھی اور اس وقت میں ہر صورت حال سے نمٹنے کے لیے تیار تھا کیونکہ میرے لیے یہ زندگی اور موت کا مسئلہ تھا' لیتھ اشمیر کے میک اپ میں جو شخص تھا وہ پتھرایا ہوا مجھے دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر کے وہ سنبھلا اس نے اپنے جسم کو جنبش دی تو میں نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر انگوٹھا رکھ دیا اور انگوٹھے ہی کی قوت سے اسے کھڑا کر دیا پھر میں نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر پہلے مجھے اپنی تلاشی دو اس سے پہلے اگر تم نے ذرا برابر جنبش کی تو یہ سمجھ لو یہی انگوٹھا میں تمہارے حلق تک پہنچا دوں گا کیا سمجھے؟؟"

شراب جہاں انسان کو ہوش و حواس سے بیگانہ کرتی ہے وہیں اس میں اعصابی کمزوریاں بھی پیدا کر دیتی ہے۔ میری آواز کی غراہٹ نے اسے متاثر کر دیا تھا۔ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور میں نے ایک لمحے میں اس کے لباس کی تلاشی لے ڈالی۔ عورت کی جانب سے بھی میں غافل نہیں تھا۔ وہ نیم مدہوشی کے انداز میں دونوں کہنیاں ٹکائے پھٹی پھٹی

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

خوفزدہ آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ بھلا کیف و سرور کے ان لمحات میں اسلحے کی کیا گنجائش ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اس وقت لیتھ اشمیر کے میک اپ میں موجود شخص کے پاس کوئی قلم تراش چاقو تک نہیں تھا۔ میں نے اسے انگوٹھے ہی کے بل پر پیچھے دھکیل دیا اور اس سے دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"یقینی طور پر تم مجھے نہیں پہچان سکے ہو گے مائی ڈیئر۔ میں تمہیں لیتھ اشمیر کے نام سے تو مخاطب نہیں کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم لیتھ اشمیر نہیں ہو۔ اپنے بارے میں بتانا پسند کرو گے مقدس روحانی پیشوا کہ تمہارا اصل نام کیا ہے؟"

"کک.........کون ہو تم اور یہاں تک کس طرح پہنچ گئے؟"

"پہلے تم اپنا چہرہ اس میک اپ سے بے نیاز کر دو اور اس کے لیے بہتر ہے کہ تم اپنے ہی ہاتھ استعمال کرو۔ اگر میرے ہاتھ استعمال ہوئے تو ہو سکتا ہے کچھ اصل چیزیں بھی تمہارے چہرے سے جدا ہو جائیں جو ذاتی نوعیت کی ہوں۔"

"مم.........مگر مگر آخر تم ہو کون؟"

"کیا مار کھائے بغیر میری ہدایت پر عمل نہیں کر سکتے۔ میں تمہارے جسم کی ہر ہڈی توڑ دوں گا اگر تم نے فوراً ہی میری بات پر عمل نہیں کیا؟"

اس نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اپنے چہرے سے میک اپ اتارنا شروع کر دیا اور جو چہرہ اس میک اپ کے پیچھے سے برآمد ہوا اسے دیکھ کر میرے دل پر ٹھنڈک کی ایک بوند پڑی۔ مافیا کا وہی رکن تھا جس کے سامنے میری پیشی ہوئی تھی اور جو سعید خان کے قاتلوں میں شامل تھا۔ اس کے رگ و پے میں چنگاریاں دوڑ رہی تھیں۔ میں نے عورت کو دیکھا اور کہا۔

"کبھی کبھی گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے تمہیں اسی شخص کے ساتھ موت نصیب ہونی تھی میڈم۔ خبردار اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا۔" میں نے عورت کو سنبھلتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ مافیا کا رکن اعصابی طور پر خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ چند لمحات کے بعد اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم یہاں سے بچ کر نکل جاؤ گے تو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دو۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟" میں نے سوال کیا۔

"لیتھ اشمیر۔" اس نے کہا اور میرا ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر پڑا۔ اس کی گردن ٹیڑھی ہو گئی تھی اور وہ گرتے گرتے بچا تھا۔ اس تھپڑ کی قوت سے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ مدمقابل کس پائے کا ہے۔

"کیا نام ہے تمہارا؟" میں نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

"آرتھرپال۔"

"مافیا کے نمائندے ہو؟"

"تم کون ہو؟" اس نے سوال کیا اور میں نے اس کے دوسرے گال کو بھی تھپڑ سے محروم نہ رہنے دیا۔ وہ گر پڑا تھا۔ میں نے گریبان سے پکڑ کر اسے اٹھایا اور بٹھا دیا۔

"مسٹر آرتھرپال میرا نام دانش منصور ہے۔ بہت معمولی سا میک اپ ہے میرے چہرے پر۔ تم نے میری آواز سے بھی اندازہ نہیں لگایا۔" میرے ان الفاظ سے اس کے بدن میں تھرتھری دوڑ گئی۔

"تو.........تم.........تم........."

"ہاں ہاں کہو' کیا خیال تھا میرے بارے میں تمہارا؟" مگر اس نے جواب نہیں دیا اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

"خیر مائی ڈیئر آرتھرپال میں جانتا ہوں کہ تم مجھے زیادہ کچھ نہیں بتاؤ گے اور مجھے تم سے کوئی خاص معلومات بھی نہیں حاصل کرنا۔ میں تو اس شخص کے بارے میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں جسے تم نے اذیتیں دے دے کر قتل کر دیا تھا۔"

"کون کس کی بات کر رہے ہو؟"

"وہ نمائندہ جو تم سے پہلے تمہاری جگہ لیتھ اشمیر کا کردار ادا کر رہا تھا۔"

"مگر وہ تو.........وہ تو' سرکاری آدمی تھا۔"

"چلو یہ بھی مان لیتے ہیں۔ تعلق کون سے ملک سے تھا۔ میرا ہم وطن تھا نا وہ؟"

"مم.........مگر اس میں تو اور بھی لوگ شامل تھے۔ روز آرگنائزیشن اور ڈان سینٹر کا وہ مکار چور بھی جو تمہیں اپنے ساتھ لایا تھا۔"

"وہ مکار چور بھی اب اس دنیا میں نہیں ہے اور دوسرے نمبر پر تم ہو'

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

روز آرگنائزیشن کے اس نمائندے کو بھی ہیں' تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ زندہ نہیں چھوڑوں گا لیکن تم نے اس پر جو ظلم کیا اس وقت تمہیں اس کی سزا مل رہی ہے۔"

"بکواس مت کرو تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔" آرتھرپال اچانک اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا۔ میں اس وقت کوئی بڑا ڈراما کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ آگے کے بہت سے کام تھے۔ جونہی وہ کھڑا ہوا میں نے اس کی پنڈلی پر ایک زوردار ٹھوکر رسید کی اور یہ ٹھوکر ایسی تھی کہ اس کے پاؤں زمین سے اکھڑ گئے اور کروٹ ہی کے بل گر پڑا۔ عورت کی چیخ نکلی تھی اور اس نے اٹھ کر دروازے کی جانب بھاگنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اسے بالوں سے پکڑ لیا' خوبصورت ریشمی بال میری مٹھی میں جکڑ گئے۔ میں نے آرتھر پال کا بھی سر پکڑا اور دونوں کے سر اتنی طاقت سے ٹکرائے کہ عورت کا تو کام ہی تمام ہوگیا۔ سر میں تو خیر جو چوٹ لگی ہوگی' لگی ہی ہوگی لیکن پیشانی کی کھال بھی پھٹ گئی اور اس کے چہرے پر خون کی لکیریں بہنے لگیں۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر اندھوں کی طرح فضا میں ٹٹولتی ہوئی اوندھے منہ نیچے آرہی۔ آرتھرپال بھی چکرا گیا تھا۔ سر ٹکرانے کی آواز ہی اتنی زوردار تھی کہ یقین نہ آئے پھر میں نے آرتھرپال کے دونوں سائیڈ کے جبڑے پکڑے اور وحشیانہ انداز میں اس کی گردن کو مخالف سمت موڑ دیا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز خاموش فضا میں ابھری تھی اور آرتھرپال کے منہ سے دو ہچکیاں نکلی تھیں۔ اس کے بعد اس میں زندگی باقی نہ رہی۔ لڑکی اس تمام ماحول کی چشم دید گواہ تھی اور میں کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ میں نے اس کے نرخرے پر انگوٹھا جمایا اور دباؤ ڈالنے لگا۔ اس نے شدید جدوجہد کی تھی لیکن میں جانتا تھا کہ جو عمل مجھے کرنا ہے اس کے لیے کسی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ چند لمحات کے بعد لڑکی کو حقارت سے دیکھا۔ سعید خان کے قاتلوں کے لیے بھلا میرے دل میں رحم کی کیا گنجائش ہو سکتی تھی۔ اب ان دونوں کی لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا مسئلہ تھا۔ میں نے خصوصاً" آرتھرپال کے جسم سے لباس اتارا۔ میں جانتا تھا کہ یہ لاشیں مجھے کہاں ٹھکانے لگانا ہیں۔ اس زمین دوز غار کے بارے میں' میں اچھی طرح جانتا تھا۔ یہاں اصل لیتھ اشمیر اپنے دشمنوں کو ٹھکانے لگاتا تھا۔ یہ ایک خوفناک جگہ تھی۔ جو بارسلونا سے باہر کی مضافات میں واقع تھی۔ اس جگہ کے بارے میں یقینی طور پر تمام تر معلومات حاصل تھیں۔ البتہ ان لاشوں کو وہاں تک لے جانے میں مجھے

خاصی محنت کرنا پڑی تھی اور اس کے بعد ان تاریک گڑھوں میں جہاں نجانے کیسے کیسے حشرات الارض موجود ہوں گے میں نے ان دونوں لاشوں کو دھکیل دیا اور اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد پر اطمینان قدموں سے چلتا ہوا واپس اس جگہ آگیا جہاں لیتھ اشمیر کی رہائش گاہ تھی۔ نہایت محفوظ جگہ تھی۔ بس یہاں تک پہنچنے کا مسئلہ اہمیت رکھتا تھا۔ ابھی مجھے بہت سے کام کرنا تھے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ جس کردار کی ادائیگی مجھے دوبارہ کرنا تھی اس کے معمولات سے بہترین واقفیت رکھتا تھا۔ آئینہ سامنے رکھ کر میک اپ کے سامان سے اپنے چہرے کو لیتھ اشمیر کا رنگ دینے لگا اور کچھ دیر کے بعد مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔ اب تک کی مہارت کام آئی تھی اور مجھے یقین تھا کہ عام لوگ اس بات میں ذرہ برابر شبہ نہ کر پائیں گے کہ میں لیتھ اشمیر ہوں یا نہیں۔ ان معمولات کی بھی خوب مشق تھی جو لیتھ اشمیر کے معمولات تھے بہرحال یہاں تک تو کامیابی نے میرے قدم چومے تھے لیکن اب چونکہ لیتھ اشمیر کا دوسرا نمائندہ لیتھ اشمیر کے فرائض انجام دے رہا تھا اس لیے کچھ نئے لوگوں کی شمولیت بھی ہوئی ہوگی۔ مجھے احتیاط سے ان نئے لوگوں سے نمٹنا تھا۔ اس کا اندازہ مجھے بخوبی ہوگیا تھا کہ یہاں بارسلونا میں مافیا کو اپنے کام جاری رکھنے کے لیے ان اشمیرس کی ضرورت تھی جو لیتھ اشمیر کے بے دام غلام تھے اور ان سے لیتھ اشمیر بہت سے کام لیتا رہتا تھا۔ اس لیے مافیا کے نمائندے کو کوئی اور شکل دینے کے بجائے لیتھ اشمیر کی حیثیت سے یہاں رہنے کا حکم دیا گیا تھا۔ بہرحال میں نے ان لمحات سے فراغت حاصل کرلی تھی اور اب مجھے یہاں کی تلاشی لے کر ان ضروری امور سے واقفیت حاصل کرنا تھی جن کے تحت میں یہاں کچھ وقت گزار سکوں۔ پرتگال سے یہاں پہنچنا میرے لیے بعض اہم امور کے سلسلے میں ضروری تھا۔

میں صبح تک خاصی معلومات حاصل کرچکا تھا اور اس کے بعد صبح کے معمولات کا آغاز ہوگیا۔ ایک شخص نے مجھ سے ملاقات کی جس کا نام کارپن تھا۔ کارپن' آرتھرپال کا اسسٹنٹ تھا اور ایک طرح سے اس کا دست راست۔ اس نے کچھ ایسے الفاظ ادا کیے تھے جن کی بنا پر مجھے یہ احساس ہوگیا تھا۔ بہرحال یہ لمحات میرے لیے امتحان کے لمحات تھے اور میں کارپن سے گفتگو کے دوران یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے مجھے آرتھرپال کی حیثیت قبول کرلیا ہے یا نہیں۔ حالانکہ میں آرتھرپال کی آواز کی مکمل کاپی

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرنے میں کامیاب نہیں ہوا تھا لیکن اس کے لیے میں نے کھانس کھانس کر اپنی طبیعت کی خرابی کا اظہار کیا اور اسے بتایا کہ مجھے شدید نزلہ ہوگیا ہے۔ کارپن نے اپنی دن بھر کی کارکردگی کی تفصیلات میرے سامنے رکھیں اور میں اسے ہدایات دیتا رہا پھر میں نے اس سے کہا۔

"اس بات کے امکانات ہیں کارپن کہ ہمیں ایک ہفتے کے لیے مناکو جانا پڑے۔ تم اپنی ان تمام تر ذمے داریوں کے ساتھ ساتھ میرے اور اپنے مناکو جانے کے انتظامات بھی کرلو۔"

"او کے چیف۔ وہاں کے لئے کوئی خاص بندوبست کرنا ہے؟"

"نہیں بالکل نہیں، ہم عام لوگوں کی حیثیت سے وہاں جائیں گے اور مناکو میں کسی مناسب ہوٹل میں قیام کرلیں گے۔"

"میں انتظامات کیے لیتا ہوں، اگر ہمیں روانہ ہونا ہوا تو کب روانہ ہوں گے چیف؟"

"جتنی جلد ممکن ہو۔" کارپن نے اس سے زیادہ کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ میں نے ایک بہت آسان طریقہ کار دریافت کیا تھا۔ یہاں سے نکل جانے کا اور اس کے بعد مجھے باقی معمولات سے آگاہی حاصل کرنا تھی۔ البتہ کچھ ایسے انتظامات میں نے ضرور کیے کہ مناکو پہنچنے کے بعد مالی مشکلات کا شکار نہ ہوں۔ دل و دماغ میں عجیب سی کیفیت چھائی رہتی تھی، بس منزل کا متلاشی تھا لیکن خود ہی منزل سے دور بھی ہٹنا چاہتا تھا۔ شاید ان دنوں میں شدید نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوگیا تھا۔ اپنے آپ کو اس دباؤ سے آزاد کرنے کی کوششوں میں بھی مصروف تھا لیکن بات بن نہیں پارہی تھی۔ ایک راستہ چھوڑ دیا تھا۔ ایک منزل ذہن پر چھاگئی تھی۔ اب اس بات کا پورا پورا اطمینان تھا مجھے کہ مغل شاہ اور رشید ناگی مل کر میرے اس مشن کو آگے سے آگے بڑھاتے چلے جائیں گے جو میرے دل کی آواز تھا۔ میں اپنے آپ کو تلاش کرکے اپنے لیے سکون کی وہ وادیاں چاہتا تھا جن کی آرزو اب میرے دل میں اترنے لگی تھی۔

"پورا دن پر سکون گزر گیا۔ میں نے اپنے تمام معمولات خوش اسلوبی سے نبھائے تھے۔ یہاں بارسلونا میں لیتھ اشمیر کے اتنے اہم تعلقات تھے کہ کارپن کے لیے مناکو

روانگی کی تیاریاں کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ اسی شام اس نے تمام کاغذات وغیرہ میرے سامنے رکھ دیئے تھے۔ اس نے کہا۔"

"بس اب مناکو روانگی کے لیے چیف۔ جیسا بھی آپ پسند کریں۔"

"یہاں کے معمولات تقریباً میں نے سنبھال لیے ہیں اور ایک ہفتے کی غیر موجودگی کسی کے لیے الجھن کا باعث نہیں ہوگی۔ ہم جلد از جلد یہاں سے کب روانہ ہو سکتے ہیں کارپن۔"

"کل دوپہر کو چیف ساڑھے بارہ بجے۔"

"بس تو تم مکمل تیاریاں کرلو اور سنو یہ کام نہایت رازداری سے کرنا ہے۔ وہاں پہنچ کر اگر ہمارا کام جلدی ہوگیا تو ضروری نہیں ہے کہ ہماری واپسی میں کتنا ہی وقت لگ جائے۔" کارپن نے آنکھیں بند کرکے گردن ہلا دی۔ میرے دل میں بہرطور اس وقت تک خدشات جاری رہے تھے جب تک کہ دوسرے دن صبح میں اور کارپن مناکو کے لیے روانہ نہ ہوگئے۔ ہم نے سفر کی بات بالکل خفیہ رکھی تھی۔ مجھے اس سفر کے آغاز کے بعد ہی یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ کارپن آنکھیں بند کرکے مجھ پر بھروسہ کرتا ہے میرا مطلب ہے آرتھر پال پر۔ اس نے کسی تشویش کا اظہار نہیں کیا تھا۔ جہاں تک میرے انداز کا تعلق تھا میں نے اسے بھی اپنی زندگی کی شدید محنت کرکے قائم رکھا تھا اور اس کی کامیابی مجھے نظر آگئی تھی۔ بالآخر ہم مناکو پہنچ گئے۔ جنوبی یورپ میں بحیرہ روم میں فرانس کے ساحل پر واقع یہ چھوٹی سی مملکت جس کا سرکاری نام پرنسی پاٹی ڈی مناکو تھا اور یہاں بادشاہت قائم تھی۔ ملک پر مکمل فرانسیسی اثرات تھے لیکن بڑی خوبصورتی سے اس کی ترتیب کی گئی تھی۔ ایک حسین ہوٹل میں ہمیں قیام گاہ مل گئی۔ یہاں تک آتے ہوئے کارپن نے ایک بار بھی یہ سوال نہیں کیا تھا کہ مناکو میں ہمیں کیا کرنا ہے؟ بہرحال اب اس کے بعد کارپن سے نجات حاصل کرنا ضروری تھا۔ میں نے بارہا اس شخص کو بھوکی نگاہوں سے دیکھا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہ مافیا کا رکن ہے بلاشک و شبہ انہی لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے سعید خان کو زندگی سے محروم کیا تھا۔ اس کے باوجود مجھے یہ خیال بھی رکھنا تھا کہ کارپن بہرطور ایک چالاک آدمی ہے۔ میری لغزش کا ایک بھی لمحہ میرے لیے عذاب بن سکتا ہے۔ اس سے بھی مجھے محفوظ رہنا تھا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوٹل میں قیام کے بعد میں نے ایک دن وہاں گزارا اور اس کے بعد اپنے طور پر تیاریاں کرنے لگا۔ کام کے آغاز کے لیے مجھے کوئی صحیح طریقہ کار اختیار کرنا تھا۔ دوسرے دن کارپن کو ساتھ لے کر باہر نکل گیا۔ ایک ٹیکسی ہائر کی اور اس میں بیٹھ کر مناکو کے مختلف مقامات کی سیر کرتے رہے۔ کارپن نے صرف ایک بار پوچھا۔

"چیف آپ کو یہاں کسی کی تلاش ہے؟"

"ہاں ایک نہایت اہم شخص کی جو مافیا کے لیے کچھ مشکلات کا باعث بنا ہوا ہے۔"

"اس کے بارے میں کوئی خاص معلومات حاصل ہوئی ہیں۔" میں نے نگاہیں اٹھا کر کارپن کو دیکھا تو وہ جلدی سے بولا۔

"سوری چیف، اصل میں اس لیے پوچھ رہا تھا کہ اگر کوئی اہم مسئلہ ہو تو یہاں میرے بہت اچھے شناسا موجود ہیں۔ وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔"

میں نے ایک ایسا علاقہ دیکھا تھا جسے ایک نگاہ دیکھنے پر ہی یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ گولف کلب ہے۔ سرسبز و شاداب گھاس اور اس پر ایسے نشانات نظر آ رہے تھے جن سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ گولف کلب ہی ہے۔ میں نے یہاں ٹیکسی رکوا دی اور کارپن نے جلدی سے ٹیکسی ڈرائیور کو بل ادا کر دیا۔ جب ٹیکسی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو میں نے گولف کلب کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جس شخص کی مجھے تلاش ہے ڈیئر کارپن وہ گولف کا ایک نامور کھلاڑی ہے اور مناکو کے اس گولف کلب میں ہی نظر آتا ہے۔ ہم بالکل عام لوگوں کے مانند اس کی وسعتوں میں اسے تلاش کریں گے۔"

"ٹھیک ہے چیف جیسا آپ پسند کریں۔"

ہم گولف کلب کی وسعتوں میں چکرانے لگے۔ میں نے تاحد نظر نگاہ دوڑائی اور مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ اس وقت گولف کلب میں کوئی موجود نہیں ہے۔ یقینی طور پر یہاں آج کل گیم نہیں ہو رہا البتہ ان تمام حصوں میں چکراتے ہوئے میں نے اپنی پسند کی کچھ جگہیں تلاش کر لی تھیں۔ مثلاً ایک چھوٹی سی مصنوعی جھیل جو گولف کلب ہی کا ایک حصہ تھی اور غالباً کھیل ہی کے سلسلے میں اسے بنایا گیا تھا۔ جھیل کے اطراف اس قدر صاف ستھرے علاقے تھے کہ وہاں دور دور تک نگاہوں میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی

Uploaded By Muhammad Nadeem

تھی۔

گویا یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ آس پاس کوئی موجود ہے یا نہیں، میری خوش قسمتی کہ اس وقت وہاں کوئی موجود نہیں تھا، کوئی ایسی بلند جگہ بھی نہیں تھی جہاں سے میرے اس عمل کے دیکھ لیے جانے کا امکان ہو۔ کارپن البتہ کچھ الجھا الجھا سا نظر آ رہا تھا۔ غالباً موت نے اس پر سایہ ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ اس سے نہ رہا گیا تو اس نے کہا۔

"چیف عموماً گولف کے میدان اس طرح خالی نہیں ہوتے۔ کچھ حیرت ناک سی خاموشی اور سناٹا ہے۔"

"ہاں بیٹھو۔" میں نے جھیل کے قریب اپنے بدن کو اس طرح جنبش دی جیسے بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میرے حکم کو محسوس کر کے کارپن بھی نیچے بیٹھ گیا۔ میں یہی چاہتا تھا۔ جیسے ہی وہ بیٹھا میں نے جھک کر اس کی گردن میں عقب سے ہاتھ ڈال دیا اور اپنے بدن کی پوری قوت اپنی کلائی پر صرف کر کے کارپن کی گردن دبانے لگا۔ کارپن کے فرشتوں کو بھی ایسے کسی عمل کا اندازہ نہیں تھا۔ اس کے چند لمحے تو حیرت ہی میں گزر گئے اور پھر جب وہ مدافعت کی پوزیشن میں آیا تو میں اس کی گردن کو اس طرح گرفت میں لے چکا تھا کہ وہ میری گرفت سے آزاد نہ ہو سکے حالانکہ وہ ایک توانا آدمی تھا لیکن اس وقت میری نگاہوں میں سعید خان کا وہ چہرہ تھا جس پر موت کھنڈی ہوئی تھی اور سعید خان اشارہ کر رہا تھا کہ میں اسے گردن دبا کر مار دوں۔ اس کی یہ کیفیت انہی لوگوں کی وجہ سے ہوئی تھی چنانچہ کارپن کی موت میں مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ جھیل میں جھلکتے ہوئے پانی میں، میں نے عقب سے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے۔ اس کی زبان باہر لٹک گئی تھی اور آنکھیں ناقابل یقین حد تک پھیل گئی تھیں پھر اس کے جسم میں ڈھیلا پن اور آنکھوں میں بے نوری نظر آئی تو میں نے اپنی گرفت کو آہستہ آہستہ کم کرنا شروع کر دیا اور پھر اسے زمین پر لٹا دیا۔ میں خود بھی اس کے نزدیک اس طرح بیٹھ گیا جیسے دو تھک جانے والے لوگ آرام کر رہے ہوں۔ ایک نیم دراز ہو اور دوسرا بیٹھا ہوا ہو۔

یہ پوزیشن اختیار کرنے کے بعد میں نے گردن موڑ کر ایک بار پھر چاروں طرف دیکھا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ کوئی اس وقت میرے اس عمل کو دیکھ تو نہیں رہا پھر مطمئن ہونے کے بعد میں کارپن پر مصروف ہو گیا۔ میں نے اس کی جیب سے تمام

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

کاغذات، کرنسی اور دوسری چیزیں نکال لیں پھر نہایت پھرتی سے میں نے اس کا کوٹ اتارا اور اس طرح اس کے جسم پر فٹ کر دیا کہ وہ کس جائے۔ اس کے بعد میں نے اسے اٹھا کر پوری قوت سے جھیل کے بیچوں بیچ پھینک دیا۔ کارپن آہستہ آہستہ پانی میں بیٹھتا جا رہا تھا۔ میں جانتا تھا کہ کچھ وقت کے بعد اس کی لاش سطح پر ابھر آئے گی لیکن مجھے اس کی بالکل پروا نہیں تھی۔ کارپن کی جیب سے نکالی ہوئی تمام چیزیں میں نے اپنے لباس میں منتقل کیں اور اس کے بعد وہیں لیتھ اشمیر کا میک اپ اتار دیا۔ البتہ میک اپ کا یہ سامان میں نے اپنے پاس ہی محفوظ کیا تھا۔ اسے یہاں نہیں پڑا ہونا چاہیے تھا۔

ان تمام کاموں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں نے جھیل ہی کے پانی میں اپنا چہرہ دیکھا اور مطمئن ہو کر وہاں سے پلٹ پڑا۔ میرے انداز میں بے پروائی تھی اور طبیعت میں فرحت کا احساس۔ سعید خان کے قاتلوں میں سے ایک اور کو میں نے جہنم رسید کر دیا تھا۔ گولف کلب کے آخری سرے تک آنے کے لیے طویل فاصلہ طے کرنا پڑا لیکن میرے بدن کو تھکن کا ذرا بھی احساس نہیں تھا کیونکہ میں ایک اچھے فرض سے سبکدوش ہوا تھا۔ اصل میں اول تو یہ عام دن تھے اور گولف کے کھیل کے رسیا اپنی مصروفیت کی وجہ سے ادھر نہیں آئے تھے۔ دوسرے موسم بھی کچھ سخت تھا اور کھیل کے لیے شاید ناموزوں۔ یہ میرا خیال تھا ورنہ میں گولف کے کھیل سے بالکل واقفیت نہیں رکھتا۔ میری اصطلاح میں یہ زندگی کے آخری لمحات کا کھیل ہوتا ہے۔ اتنا ہی بور اور اکتا دینے والا۔

کارپن کے لباس سے حاصل شدہ بیکار اشیاء اپنے چہرے کا میک اپ میں نے ایک ایسی مناسب جگہ پھینک دیا جہاں سے وہ کسی کو دستیاب نہ ہو سکے۔

اس کے بعد میں اپنی جگہ واپس پہنچ گیا جہاں میں نے ٹیکسی کو چھوڑا تھا لیکن ٹیکسی دوبارہ حاصل کرنے کے لیے مجھے دور تک کا سفر اختیار کرنا پڑا تب کہیں جا کر ٹیکسی ملی تو میں واپس اسی ہوٹل میں پہنچ گیا جہاں لیتھ اشمیر کی حیثیت سے میرا قیام تھا۔ یہاں میں نے ایک کمرا کرائے پر حاصل کیا۔ لیتھ اسمیرا کے کمرے کی چابی میں نے اپنے پاس ہی رکھی تھی۔ مکمل پروگرام کے تحت میں نے یہ سارے اقدامات کیے تھے۔ دوسرا کمرا ایک اور منزل پر تھا اور اس کے حصول میں مجھے کوئی دقت پیش نہیں آئی تھی۔ میں نے یہاں اپنا نام بھی چینج کر کے ہی لکھوایا تھا۔ غرض کہ یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے ہو گیا تھا اور

میں مناکو منتقل ہو چکا تھا۔ بعد میں، میں نے اپنے چہرے کو مکمل درستگی کے ساتھ آراستہ کر لیا البتہ اب یہاں میری قانونی حیثیت مشکوک ہو گئی تھی۔ وہ کاغذات بھی تقریباً بے مقصد ہو گئے تھے جو لیتھ اشمیر کی حیثیت سے میرے کمرے میں میرے سامان میں موجود تھے۔ البتہ موقع پا کر میں نے اپنا سامان اس کمرے سے اس نئے کمرے میں منتقل کر لیا۔ غیر ضروری چیزیں البتہ وہیں چھوڑ دی تھیں اور اس کمرے کی چابی ایک ڈسٹ بن میں پھینک دی تھی کیونکہ اب مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی۔ اپنی نئی حیثیت سے یہاں قیام کرنے کے بعد اب مجھے دوسرے مرحلے کا آغاز کرنا تھا۔

مناکو سے ضرورت کے وقت نکلنا پرتگال اور بارسلونا کی نسبت زیادہ آسان تھا۔ چونکہ یہاں ابھی تک میرا کوئی دشمن موجود نہیں تھا۔ البتہ اب مجھے ٹٹ مین کے بارے میں تمام معلومات حاصل کرنا تھیں۔ جو اطلاع مجھے ٹٹ مین کے بارے میں ملی تھی، وہ بڑی مایوس کن تھی، لیکن ہو سکتا ہے کوئی ایسا روشن نقطہ نظر آ جائے جو نادرہ کی نشاندہی کر دے اور مجھے اب اس کے لیے باقاعدگی سے کام کا آغاز کرنا تھا لیکن اس سے پہلے میں مناکو سے مکمل واقفیت حاصل کر لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ "تقریباً" تین دن میں نے اس چھوٹے سے ملک کی آوارہ گردی میں گزارے اور اس کے بارے میں بڑی تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ ان معلومات میں ٹٹ مین کے بارے میں تھوڑی سی معلومات بھی تھیں۔ جو مجھے ایک مقامی ٹیکسی ڈرائیور سے حاصل ہوئی تھیں۔ ٹیکسی ڈرائیور فرانس کا باشندہ تھا۔ اچھی شخصیت کا مالک پڑھا لکھا نوجوان۔ بہت سی باتیں کرتے ہوئے اس نے ٹٹ مین کے بارے میں بتایا۔

"ہاں یہ نام بہت معروف ہے مگر سنا ہے مسٹر ٹٹ مین کسی جرائم پیشہ گروہ سے تعلق رکھتے تھے؟"

"اس شخص کا تعلق ہی جرائم پیشہ گروہ سے تھا۔ بہت بڑا آدمی تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شاہی خاندان سے بھی اس کا کچھ تعلق تھا، لیکن اس کی مجرمانہ فطرت کی بنیاد پر مناکو کے شاہی خاندان نے اسے خاندان سے خارج کر دیا تھا لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ عموماً" مناکو کے شاہی خاندان کی مدد کرتا رہتا تھا اور اس کے کچھ افراد سے اس کے باقاعدہ روابط تھے۔ کوئی اندرونی سازش ہی ہو سکتی ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مگر ہوا کیا تھا؟"

"اس کی رہائش گاہ پر بموں سے حملہ ہوا تھا۔ پوری رہائش گاہ تباہ و برباد کر دی گئی۔"

"ٹٹ مین کی لاش دستیاب ہو گئی؟"

"ہاں۔"

"کچھ لوگ بچ گئے ہوں گے انہوں نے بتایا نہیں کہ ٹٹ مین پر حملہ کرنے والے کون تھے؟"

"اس میں کوئی شک نہیں کہ چند ضرور بچ گئے تھے اور آج تک ہسپتالوں میں مقیم ہیں لیکن کوئی تفصیل سامنے نہیں آسکی۔ یہ بات سب ہی کے ذہنوں میں ہے کہ ٹٹ مین کو شاہی خاندان کے افراد نے ہی مروا دیا ہے کوئی اندرونی چکر چل گیا ہوگا۔"

"بچ جانے والے افراد کہاں مل سکتے ہیں؟"

"اب اتنا نہیں جانتا میں ان کے بارے میں لیکن ان میں سے اب بھی چند ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ یہ بات اخبارات ہی کے ذریعے معلوم ہوئی ہے۔"

"پولیس کی تحویل میں ہوں گے۔"

"پتا نہیں؟" ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیا اور خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد میں بھی چپ ہو گیا تھا بہرحال ٹیکسی ڈرائیور سے جو معلومات حاصل ہوئی تھیں وہ میرے لیے خاصی کارآمد تھیں اور اس کے بعد میں نے یہاں کے ہسپتالوں کی خاک چھاننا شروع کر دی ہے۔ نجانے کیا کیا جتن کر کے میں نے ان لوگوں کا سراغ لگایا جو ٹٹ مین کے ساتھ تھے اور اس کی رہائش گاہ میں زخمی ہوئے تھے۔ اس تمام کارروائی کو تقریباً ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور میرے سامنے مایوسیوں کے اندھیروں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ آخری ہسپتال میں بھی دیکھ لیا۔ نادرہ کا کوئی نام و نشان نہیں ملا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ بھی انہی لاشوں کے ساتھ دفن ہو گئی ہو جو اجتماعی طور پر دفن کر دی گئی تھیں کیونکہ وہ اعضا بریدہ لاشیں تھیں۔ اب مایوسی ہی مایوسی تھی اور میں اپنے کمرے میں ان سوچوں میں غرق تھا کہ اب مناکو سے پاکستان واپسی کا بندوبست کرنا چاہیے۔ ایسے کچھ لوگوں کو تلاش کرنے پڑے گا جو جعلی کاغذات پر میرے پاکستان تک کے سفر کا بندوبست کر دیں گے۔ وہاں جاؤں گا

معلومات حاصل کروں گا اور اس کے بعد دیکھوں گا کہ مزید اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے اور کچھ نہ ہو سکا تو کم از کم گوشہ نشینی کی زندگی تو اختیار کر سکتا تھا۔ ہاں یہی اب مناسب ہے۔ ایک تھکن کا سا احساس ہو رہا تھا۔

اس شام میں مناکو کے ایک خوبصورت پارک میں چہل قدمی کرتے ہوئے بہت سے فیصلے کر رہا تھا۔ شام جھک آئی تھی۔ پارک میں موجود لوگ آہستہ آہستہ باہر نکل رہے تھے۔ دفعتہً مجھ پر ایک تیز روشنی پڑی اور میں چونک کر سامنے دیکھنے لگا۔ وہ کوئی مقامی لڑکی تھی۔ عمر اٹھارہ اور بیس کے درمیان ہوگی۔ اچھے حسین خدوخال تھے۔ خوب صورت لباس میں ملبوس گلے میں کیمرا پڑا ہوا تھا اور اس کیمرے سے میری تصویر کھینچی گئی تھی۔ کیمرا اس نے اب بھی ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس نے فوراً ہی میری دوسری تصویر بھی بنائی اور پھر اس طرح مسکرانے لگی جیسے اس نے کوئی دلچسپ شرارت کی ہو۔ میں ایک لمحے کے لیے اسے گھورتا رہ گیا پھر آگے بڑھا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

"یہ کیا حرکت تھی۔"

"سوری سر میں ایک پروفیشنل فوٹو گرافر ہوں بعض اوقات ایسے چہروں کی تصویر بنانے میں بہت مزہ آتا ہے جو فوٹو جینک ہوں، میری نگاہوں نے آپ کو جس رنگ میں دیکھا ہے اگر آپ خود اس رنگ میں دیکھنا چاہیں تو یہ میرا کارڈ ہے۔ میں آپ کو چار خوبصورت پرنٹ مفت پیش کروں گی۔"

لڑکی کے چہرے سے یہ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کسی خاص اہمیت کی حامل ہے۔ ہو سکتا ہے وہ جو کچھ کہہ رہی ہو درست ہی ہو لیکن پھر بھی میرے ذہن میں ایک خلش سی پیدا ہو گئی۔ میں نے فوراً ہی کہا۔

"لیکن بغیر اجازت تصویر اتارنا ایک مناسب بات ہے۔"

"سر میں پروفیشنل فوٹو گرافر ہوں۔ میرا اپنا اسٹوڈیو ہے اور پھر صرف تصویر اتار لینے سے کسی کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچتا اس کے باوجود اگر آپ اس بات کو مائنڈ کر رہے ہیں تو میں آپ سے سوری کیے لیتی ہوں۔"

"سوری کرنے سے کام بن جائے گا مس۔"

"کیٹی ہام۔" اس نے جواب دیا۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مجھے آپ کے نام سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ میں اپنی تصویر آپ کے پاس نہیں چھوڑنا چاہتا۔"

"دیکھنے میں ایک شریف لڑکی ہوں آپ جس طرح چاہیں میرے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اب میں پوری فلم تو ضائع نہیں کر سکتی۔ اس میں بڑی قیمتی تصویریں ہیں۔ مجھے امید نہیں تھی کہ آپ اتنا احتجاج کریں گے ورنہ میں یہ جرات نہ کرتی۔"

"آپ یہ تصویریں کب تیار کر لیں گی؟"

"آج ہی رات۔ پلیز اگر آپ چاہیں تو کل گیارہ بجے میرے اسٹوڈیو آ کر اپنی یہ تصویریں دیکھ سکتے ہیں اور اس کے بعد اگر آپ نے پسند نہ کیا تو میں یہ تصویریں اور نیگٹو آپ کے حوالے کر دوں گی۔ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے پتا نہیں آپ کیوں ناراض ہو رہے ہیں؟"

"لڑکی کا انداز شکایتی سا ہو گیا۔ وہ انگریزی بول رہی تھی لیکن صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یا تو فرانسیسی بولتی ہے یا پھر مناکو کی اپنی زبان اور انگریزی پر اسے عبور حاصل نہیں ہے۔"

"میں نے اس کا کارڈ لے کر جیب میں رکھ لیا اور کہا۔"

"بہرحال آپ کو سزا ضرور بھگتنا ہوگی مس کیٹی ہام۔"

"سزا۔" وہ چونک کر بولی۔

"ہاں میرے ساتھ ایک ڈنر۔" میں نے کہا۔ اصل میں' میں یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ لڑکی کا نظریہ کیا ہے۔ کیا اس تصویر کشی کے پس پردہ کوئی عمل ہے۔ اگر وہ میرا ساتھ قبول کر لیتی ہے تو اسے کھول لینا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔ اس نے الجھے انداز میں کہا۔

"آپ کو یہ بتاتے ہوئے مجھے شرمندگی بھی ہے کہ میں ایک مزدور قسم کی لڑکی ہوں۔ ان عیاشیوں کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ میرے کیمرے میں ابھی تین تصویریں باقی ہیں۔ انہیں مکمل کروں گی اور اسٹوڈیو واپس چلی جاؤں گی پھر مجھے اسٹوڈیو میں کام کرنا ہوگا اس لیے افسوس میں آپ کی دعوت قبول نہیں کر سکتی۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

"تو پھر کل گیارہ بجے آپ سے آپ کے اسٹوڈیو میں ملاقات ہو سکتی ہے؟"

"جی ہاں' ضرور۔ آپ سمجھ لیجئے کہ میں آپ کا انتظار کروں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ دیکھئے یہ اسٹوڈیو اس کارڈ پر درج شدہ پتے پر ملتا بھی ہے کہ نہیں۔"

"میں سمجھی نہیں جناب۔"

"اوکے مس کیٹی ہام۔" میں واپسی کے لیے مڑ گیا۔ پتا نہیں کیا قصہ تھا؟ میں اس وقت اس میک اپ میں تھا جس میں' میں نے اپنا سارا کام سرانجام دینا تھا لیکن کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ یہاں اس اجنبی جگہ میرے فوٹوگراف کس کے کام آ سکتے تھے۔ رات تک میں نے اس واقعے کو ذہن سے نکال بھی دیا۔ دوسرے دن بھی شاید میرے ذہن میں کوئی تصور نہیں آتا تھا لیکن جب میں تیار ہونے لگا تو اتفاق سے وہ کارڈ جیب سے سامان نکالتے ہوئے میرے ہاتھ میں آ گیا اور میں نے سوچا کہ چلو دیکھ لیا جائے۔ کیا حرج ہے۔ میں نے نیچے ٹیکسی میں بیٹھ کر ڈرائیور کو وہ پتا بتایا جو لڑکی کے کارڈ میں لکھا ہوا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ڈرائیور نے مجھے اس جگہ اتار دیا۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد اس فوٹو اسٹوڈیو کا سائن بورڈ نظر آ گیا تھا جس کے بارے میں لڑکی نے کہا تھا۔ میں اسٹوڈیو میں داخل ہو گیا۔ کاؤنٹر پر میں نے کیٹی ہام کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو ایک لڑکی نے ڈارک روم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مس کیٹی ہام ڈارک روم میں مصروف ہیں سر۔"

"آپ انہیں میرے بارے میں اطلاع دے دیجئے۔ ان سے کہئے کہ مسٹر پارکر ان سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ مسٹر پارکر جن سے کل شام پارک میں ان کی ملاقات ہوئی تھی۔"

لڑکی نے وہیں انٹرکام پر ڈارک روم سے رابطہ قائم کیا اور میری آمد کے بارے میں بتایا۔ دوسری جانب کے الفاظ سنتی رہی اور پھر اس نے اوکے میڈم کہہ کر انٹرکام کا ریسیور رکھ دیا اور خود کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلتی ہوئی بولی۔

"آئیے آپ کو اندر پہنچا دوں۔" میں نے شانے ہلائے اور ایک عجیب سا احساس لیے لڑکی کے ساتھ چل پڑا۔ اسٹوڈیو اچھا خاصا بڑا تھا لیکن وہ نو عمر لڑکی جس نے نہایت معصومیت سے مجھ سے میرے بارے میں کہا تھا میرے لیے اب خاصی پراسرار بن گئی تھی۔ ہو سکتا ہے وہی اسٹوڈیو کی مالک ہو۔ ریسپشنسٹ لڑکی کے انداز سے یہی لگتا تھا جیسے

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ کسی بڑی شخصیت سے بات کر رہی ہو۔

میں ڈارک روم میں اندر داخل ہوگیا۔ اندر سرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ ایک شاندار ڈارک روم تھا جس میں تمام لوازمات نظر آرہے تھے پھر مجھے کیٹی ہام نظر آئی۔ وہ اپنا کام چھوڑ کر میرے قریب پہنچ گئی۔

"آیئے مسٹر پارکر۔ کیسی انوکھی بات ہے کہ شام کو میں نے آپ کا نام بھی نہیں پوچھا تھا۔"

"ایک چھوٹے سے کام میں بعض اوقات انسان کو کتنی الجھنوں کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے مس کیٹی۔"

"نہیں بالکل نہیں شوق تو دنیا میں سب سے بڑی چیز ہوتا ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ مجھے فوٹو جینک فیس بہت خوبصورت لگتے ہیں اور میری نگاہیں انہیں ایک لمحے میں شناخت کر لیتی ہیں۔ آیئے یہ سائیڈ روم ہے۔ آپ یہاں بیٹھ کر میرے ساتھ ایک کپ چائے پیجئے۔ مجھے خوشی ہوگی۔"

"کیا آپ نے وہ تصویریں تیار کر لیں۔"

"ہاں۔"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"آیئے میں آپ کو پیش کرتی ہوں۔"

ڈارک روم کے اندرونی حصے میں ایک اور کمرے کا دروازہ بنا ہوا تھا۔ وہ اس دروازے سے اندر داخل ہوگئی اس میں بھی اندھیرا تھا لیکن دروازہ بند کرنے کے بعد اس نے تیز روشنی والا بلب جلا دیا۔ ایک اچھا خاصا کمرا تھا جس میں صوفہ سیٹ پڑا ہوا تھا۔ ایک جانب الماری رکھی ہوئی تھی۔ لڑکی نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگی۔

"آپ کیا لینا پسند کریں گے کافی چائے یا........"

"نہیں آپ ان تکلفات میں نہ پڑیں۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں نے واقعی آپ کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ بس نجانے کیوں کچھ عجیب سا لگا تھا۔" وہ مسکرا دی پھر بولی۔

"میں آپ کو آپ کی تصویریں دکھاتی ہوں لیکن آپ کو چائے پینا پڑے گی میرے ساتھ۔"

"کوئی حرج نہیں ہے لیکن ذرا بعد میں۔ میں بھی تو دیکھوں میرا فوٹو جینک فیس کیا ہے۔"

لڑکی الماری کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک لفافہ نکال کر میری جانب بڑھا دیا۔ میں نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا وہ کھلنڈرے انداز میں مسکرا رہی تھی پھر میں نے لفافے کے اندر ہاتھ ڈال کر چار پانچ تصویریں نکال لیں۔ یہ میری ہی تصویروں کے پرنٹ تھے لیکن میری نگاہ ان پر پڑی تو میں دھک سے رہ گیا۔ یہ میری اصل شکل تھی۔ حالانکہ لڑکی نے میک اپ میں میری تصویریں بنائی تھیں لیکن ان تصویروں میں میرا اصلی چہرہ میرے سامنے تھا۔ دانش منصور کا چہرہ۔ میں نے متحیرانہ انداز میں لڑکی کی جانب دیکھا تو وہ ہنس کر بولی۔

"کیا اب بھی آپ میری بات سے اختلاف کریں گے کہ آپ واقعی خوبصورت نوجوان ہیں۔"

"لیکن یہ وہ تصویریں تو نہیں ہیں جو آپ نے کل بنائی تھیں؟"

"وہی تصویریں ہیں آپ ان کا پس منظر دیکھ لیجئے لیکن جو کیمرا میں نے استعمال کیا تھا وہ ذرا مختلف قسم کا ہے۔ وہ ہمیشہ انسان کی اصل تصویریں کھینچتا ہے۔"

"تو آپ نے میری اصل تصویریں حاصل کی ہیں۔"

"جی ہاں۔"

"لیکن کیوں؟"

"اس کا جواب آپ کو کوئن میکویا دے گی۔"

"کوئن میکویا؟" میں نے حیرانی سے سوال کیا۔ "وہ کون ہے؟"

"آپ ان سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"تمہاری باتیں ہی میری سمجھ میں نہیں آرہیں۔"

"تو پھر بہتر ہے باقی باتیں آپ کو کوئن میکویا ہی سمجھا دیں گی۔ یہ دیکھئے یہ ان کا ایڈریس ہے۔ لڑکی نے اپنا دوسرا ہاتھ سامنے کر دیا جس پر میں نے غور نہیں کیا تھا اور جسے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ اپنے عقب میں چھپائے ہوئے تھی۔ اس ہاتھ میں ایک عجیب سی پستول تھی جس کی نال اتنی چوڑی تھی جیسے ائرگیس پھینکنے والی پستول کی نالی ہوتی ہے۔ یہ نال اس نے میرے چہرے کے سامنے کرکے فائر کر دیا۔ سبز رنگ کا ایک گہرا غبار اس سے نمودار ہوا اور میرے چہرے کے گرد چھا گیا۔ تصویریں میرے ہاتھ سے گر گئیں۔ میں نے فوراً ہی اٹھ کر اس پر جھپٹنے کی کوشش کی لیکن غبار اتنا سریع الاثر تھا کہ میرے پاؤں اٹھنے میں میرا ساتھ نہ دے سکے اور میں نہ جانے کیسی کیسی کیفیات کا شکار وہیں صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔

نجانے کب تک اس عالم میں رہا لیکن اس کے بعد آہستہ آہستہ طبیعت بحال ہو گئی۔ میں نے آنکھیں بند کرکے گردن جھٹکی۔ وہ لمحہ میرے ذہن میں محفوظ تھا جس میں مجھ پر غبار پڑا تھا۔ سب کچھ یاد تھا۔ میں نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے لڑکی کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن اس کی جگہ ایک اور لڑکی نظر آئی جو گلابی رنگ کے خوبصورت لباس میں ملبوس مجھ سے کچھ فاصلے پر بیٹھی کسی رسالے کی ورق گردانی کر رہی تھی۔ ایک لمحے کے لیے دماغ چکرا کر رہ گیا۔ یہ ماحول ایک دم تبدیل کیسے ہو گیا؟ میں نے دل میں سوچا لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ البتہ اندر سے طبیعت کچھ متلاسی رہی تھی۔ میں نے ایک کراہ لے کر اٹھنے کی کوشش کی اور اٹھ کر بیٹھ گیا لیکن سربری طرح چکرا رہا تھا۔ ماحول بھی بدلا بدلا سا محسوس ہو رہا تھا۔ میں غالباً کسی مسہری پر لیٹا ہوا تھا۔ وہ ڈارک روم والا کمرا بھی نہیں تھا۔ دماغ پوری مستعدی سے کام کر رہا تھا لیکن اندرونی کیفیت عجیب سی تھی۔ اس دوران کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے شاید مجھے اٹھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ چند لمحات کے بعد وہ میرے قریب پہنچی اور اس نے ایک گلاس میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

”یہ فریش لائم ہے اسے پی کر آپ کی طبیعت بحال ہو جائے گی۔ براہ کرم۔“ اس نے گلاس میرے سامنے کر دیا۔ اعصاب پر کچھ ایسی بے چارگی طاری تھی کہ میں نے لڑکی سے تعرض نہیں کیا اور فریش لائم کا گلاس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ کچھ پیاس بھی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے گلاس کا مشروب اپنے معدے میں انڈیل لیا اور لڑکی کا کہنا درست ہی ثابت ہوا۔ چند ہی لمحات میں طبیعت پر سے وہ کیفیت زائل ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ لڑکی ایک میز کے قریب پہنچ کر کچھ کرنے لگی۔ میں طائرانہ نگاہوں سے اس کمرے کا جائزہ لینے لگا پھر میں نے اسے پکارا۔

”مس۔“

”جی ایک منٹ۔“ اس نے کہا اور پھر اپنا کام ختم کرکے میری جانب رخ کیا۔ ”جی فرمائیے۔“

”یہ سب کیا ہے۔ کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ یہ کون سی جگہ ہے؟“

”بس چند لمحات۔ یہ بتائیے آپ کی کیفیت کیسی ہے؟“

”ٹھیک ہوں لیکن آپ مجھے فوراً اس بارے میں بتائیے۔“

”دیکھیں مسٹر میں کچھ نہیں جانتی ان تمام باتوں کے بارے میں بس میری ڈیوٹی تھی، جو میں نے سرانجام دی اب اس کے بعد.........“

”اس کے بعد ساری ذمے داری ہم سنبھالیں گے۔ مسٹر دانش منصور۔“

ایک ایسی دلکش، ایک ایسی انوکھی آواز سنائی دی کہ میں حیرانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس آواز میں نسوانیت کا ہر وہ حسن تھا جو کسی حسین ترین آواز میں تصور کیا جا سکے لیکن بولنے والا سامنے نہیں تھا۔ میں نے ایک بار پھر چاروں طرف نگاہیں دوڑانے کے بعد لڑکی کو دیکھا تو اس نے ایک دیوار کی طرف اشارہ کر دیا جہاں سیاہ رنگ کا ایک سوراخ نظر آ رہا تھا۔ بات میری سمجھ میں آ گئی۔ وہ سوراخ کوئی اسپیکر تھا جس سے یہ آواز نکل رہی تھی۔

میرے دماغ میں ہزاروں وسوسے رینگنے لگے۔ دل میں بس ایک ہی احساس آیا تھا وہ یہ کہ میری شناخت ہو گئی اور میں اپنے تین دشمنوں میں سے کسی ایک دشمن کے جال میں پھنس گیا۔ یہ مافیا کے لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ روز آرگنائزیشن یا ڈان سینٹر کے۔ تو یہ ہوا ہے کام۔ کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی تھا۔ یہ بددلی اور بے نام سی اداسی کسی نہ کسی شکل میں ختم تو ہو۔ اس احساس نے میرے اندر بڑی شگفتگی پیدا کر دی۔ نہ جانے کون سی حس بیدار ہو گئی تھی۔

”خاموش ہو!“ آواز پھر آئی۔

”تمہاری آواز کی دلکشی پر غور کر رہا ہوں۔“ میں نے کہا۔ ایک ہلکا سا قہقہہ ابھرا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا۔ اس آواز کی مالک جو بھی شخصیت ہو گی وہ حسن و دلکشی میں لاثانی ہو گی۔ اس کی ہنسی میں بھی بڑی نغمگی تھی۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مجھ سے ملنا پسند کرو گے؟"

"دلی خواہش ہے۔"

"ریٹا۔ انہیں لے آؤ۔" آواز نے لڑکی کو حکم دیا اور لڑکی نے مجھے دیکھا۔

"چلو۔" میں نے کہا اور لڑکی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ مجھے راہداری سے گزار کر ایک دروازے کے سامنے لے گئی اور پھر اشارہ کر کے بولی۔ "آپ اندر چلے جائیے۔"

میں بڑے سکون سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ درمیانے سائز کا کمرا تھا۔ ایک طرف صوفہ سیٹ پڑا تھا۔ سامنے کے حصے میں ایک چھوٹی سی خوبصورت میز اور اسی میز کے پاس سلک کے خوبصورت لباس میں ایک بے حد دلکش عورت کھڑی ہوئی تھی۔ اس آواز کے ساتھ حسن کا جو تصور پیدا ہو سکتا تھا وہ اسی معیار کی حسین تھی۔ اسے دیکھ کر انسان مبہوت ہو سکتا ہے۔

"ہیلو۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ہیلو۔ میں آپ کو کس نام سے مخاطب کر سکتا ہوں؟"

"کوئن میکویا۔"

"اور مجھے تو آپ جانتی ہی ہیں۔" میں نے کہا اور وہ ہنسنے لگی۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ براہ کرم آپ بیٹھیے۔" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا اور میں خوشدلی سے بیٹھ گیا۔ میں کسی مصنوعی جرات کا اظہار نہیں کر رہا تھا بلکہ حقیقتاً میرے دل سے خوف نکل چکا تھا اور میں ہر مرحلے سے گزرنے کے لیے تیار تھا۔

وہ پر اطمینان قدموں سے چلتی ہوئی میز کے عقب میں جا بیٹھی تھی۔

"جی کوئن۔" میں نے بیٹھ کر کہا۔

"آپ کے بارے میں غلط نہیں کہا میں نے دانش منصور۔ میں آپ کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔ آپ اس وقت سے میری کتاب میں شامل ہوئے ہیں جب روز آرگنائزیشن نے آپ کو اپنی ایک لیبارٹری کے سپرد کیا تھا۔ وہاں آپ پر لاتعداد تجربات کیے گئے تھے اور وہاں سے بھی سب کچھ تباہ کر کے آپ نکل بھاگے۔ بس اسی وقت سے میں آپ کی کھوج میں لگ گئی تھی۔"

"آپ کا تعلق ڈان سینٹر سے ہے؟"

"نہیں۔"

"مافیا سے؟"

"بالکل نہیں۔" وہ ہنسی۔

"اوہ تو پھر آپ روز آرگنائزیشن کی رکن ہیں۔"

"نہیں مسٹر دانش منصور۔ بس ایک گمنام شخصیت ہوں۔ ابھی مجھے کوئی نہیں جانتا۔"

"فنٹاسٹک۔ پھر آپ کون ہیں۔"

"آپ بہت بڑے انسان ہیں دانش منصور۔ عام آدمی نہیں ہیں آپ......... میری ایک آرزو ہے اگر آپ قبول کریں۔"

"ان الفاظ کے بعد میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"یقین کریں میں آپ کی فین ہوں۔ آپ سے روشناس ہونے کے بعد میں نے آپ پر بہت کام کیا ہے۔ دراصل آپ نے جس لیبارٹری کو تباہ کیا تھا میں اس کے بارے میں تشویش زدہ تھی۔ اگر آپ اسے تباہ نہ کر دیتے تو کچھ عرصہ میں یہ کام میں کر ڈالتی۔"

"میرے بارے میں کیا جانتی ہیں آپ؟"

"وحشی اور سنگدل دنیا میں ایک انسان دوست شخصیت۔ جس کے دل میں انسانیت کا درد ہے۔ جس نے بے لوث انسانوں کے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ اس میں وطن پرستی کا جذبہ نمایاں ہے لیکن یہ بھی دل کی بات ہے کسی کے دل میں دوسرے کا درد ہو۔ میں دنیا کی بے کسی کا تذکرہ نہیں کروں گی۔ سب ہی جانتے ہیں کہ اب اس دنیا میں بسنے والوں کی سوچ کیا ہے لیکن کوئی دردمند اگر دوسرے کے بارے میں سوچ لے تو بہت بڑی بات ہے۔ آپ ہی کے وطن میں ایک اور شخص نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔"

"کون؟"

"شاید اس کا نام عبدالستار ایدھی ہے۔ رنگ و نسل۔ قومیت سے بے نیاز ہو کر وہ صرف انسانیت کے حوالے سے سوچتا ہے۔ میں اس کی بے پناہ عزت کرتی ہوں۔ اگر وقت نے کبھی موقع دیا تو میں بھی اس کی کچھ خدمت کروں گی۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کافی معلومات حاصل کی ہیں آپ نے میرے وطن کے بارے میں میڈم میکویا۔"

"ہاں۔ آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہوئے یہ عظیم شخصیت بھی علم میں آئی تھی۔ بہرحال آپ نے اپنے وطن کے لیے بہت کچھ کیا ہے اور میں اس کی قدر کرتی ہوں۔"

"شکریہ۔ اب میں آپ کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"یہ بھی ضروری ہے لیکن میں نے جس آرزو کی خواہش کی تھی آپ نے اس کے بارے میں نہیں پوچھا۔"

"ہاں۔ ہم گفتگو میں بھٹک گئے تھے۔ فرمایئے۔"

"اتنے بڑے انسان سے میں صرف ایک خواہش رکھتی ہوں۔ میں آپ سے بے حد مخلص ہوں مسٹر دانش منصور۔ جب تک آپ کو میرے خلوص میں کھوٹ نہ نظر آئے آپ مجھے مخلص ہی تصور کریں اور جو کچھ میں کہوں اسے جھوٹ نہ سمجھیں بس آپ سے دوستی اور اعتماد کا رشتہ چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے گردن ہلائی۔

"شکریہ۔ اپنا نام بتا چکی ہوں۔ تعلق یوں سمجھ لیں پوری دنیا سے ہے۔ خود کو کسی خطے سے منسوب کرکے محدود نہیں کرنا چاہتی۔ میرے دادا آرڈن میکویا ایک سائنس دان تھے۔ انیس سو چودہ کی جنگ عظیم کے بعد ان کی دور رس نگاہوں نے دنیا کے مزاج کو دیکھ لیا تھا۔ انہیں اندازہ ہوگیا تھا کہ انسان کے اندر جنگی جنون پروان چڑھنا شروع ہوگیا ہے اور گزرنے والے وقت کے ساتھ یہ جنون شدت اختیار کرتا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے دنیا کے ایک ویران گوشے میں اپنی ایک پناہ گاہ بنائی اور وہاں آنے والے وقت کے لیے کام کرنے لگے۔ عمر نے ان کا زیادہ ساتھ نہیں دیا اور دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے ساتھ ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ وہ یہ ذمے داری میرے والد جیمس میکویا کو سونپ گئے۔ وہ ان کے صحیح جانشین ثابت ہوئے اور خاموشی سے اپنا کام آگے بڑھاتے رہے مگر ان سے کوئی بیٹا نہیں پیدا ہوا۔ میں ان کی تنہا اولاد تھی۔ انہوں نے یہ مشن مجھے سونپ دیا اور آنے والے وقت کے لیے مجھے تیار کرنے لگے۔ ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے مسٹر دانش منصور اب اس مشن کی تکمیل میں کر رہی ہوں۔"

"بہت دلچسپ۔"

"میرے بہت سے ساتھی ہیں جو میرے ساتھ کام کرتے ہیں لیکن آپ کے بارے میں جاننے کے بعد میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے آپ میرے ساتھ کام کریں۔"

"میں؟"

"ہاں۔ حیرت کا اظہار نہ کریں۔ میں سب کچھ آپ کو بتا چکی ہوں۔ مجھے آپ جیسے ایک دردمند ساتھی کی ضرورت ہے جو میرے شانہ بشانہ کام کرسکے۔"

میں عجیب مخمصے میں پھنس گیا تھا۔ ایک نئی کہانی شروع ہو رہی تھی۔ کتنی سچ ہے' کتنی غلط' تجزیہ فوراً تو نہیں ہوسکتا تھا لیکن بات عجیب تھی بلکہ وہ چاہتی تھی کہ اسے سچ بھی سمجھا جائے۔ کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں الجھی ہوئی نظروں سے اس حسین عورت کو دیکھ رہا تھا جو حسن و جمال میں یکتا تھی لیکن اس نے جو کچھ کہا تھا وہ ناقابل فہم تھا' بات حلق سے اتر نہیں رہی تھی' حسین عورت کی نگاہیں میرا جائزہ لیتے ہوئے غالباً" میری دماغی کیفیات کا جائزہ لے رہی تھیں' اس نے کہا۔

"ہاں' میں جانتی ہوں تم کسی الجھن کا شکار ہو ڈیئر دانش منصور بے شک جب تمہیں میرے بارے میں مکمل طور سے معلومات حاصل ہوں گی تو تم مزید حیران ہوگے' میرے ساتھ دنیا کے بہترین دماغ کام کرتے ہیں' گرانڈ فادر نے پہلی جنگ عظیم کے بعد جس منصوبے کا آغاز کیا تھا اسے انہوں نے صرف اپنی ذات تک محدود رکھا تھا' بعد میں میرے فادر نے اپنے کچھ ایسے دوستوں کو اس منصوبے میں شامل کیا جو ان کے ہم مزاج تھے اور دنیا کی مشکلات کے بارے میں ان جیسے ہی خیالات رکھتے تھے' جب مجھے اس کام میں شامل کیا گیا تو میں نے اپنے ڈیڈی سے کہا کہ ہم ذاتی طور پر جو کچھ کر رہے ہیں اس سے ہماری ذہنی تسکین تو بے شک ہوتی ہے لیکن جس طرح گرانڈ فادر اپنے کام میں ناکام رہے اور ڈیڈی کو یہ سب کچھ منتقل کر گئے' اسی طرح ڈیڈی بھی مجھے یہ سب کچھ دینے کے بعد اس دنیا سے چلے جائیں گے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ میرے بعد بھی کوئی ایسی شخصیت ہو جو ہمارے اس مقصد کو سنبھال لے' میں نے ڈیڈی سے کہا کہ اب اس منصوبے کو محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس میں ہم مزاج لوگوں کو تلاش کر کے شامل کیا جائے' ڈیڈی نے بہت غور کرنے کے بعد مجھے اس کی اجازت دے دی اور میں نے دنیا کے بہترین

دماغوں کا حصول شروع کر دیا' کچھ ہم سے متفق ہوئے کچھ نے انحراف کیا لیکن جو بے حد ضروری تھے۔"

"انہیں حاصل کرنے کے لیے میں نے ایک طریقہ کار ایجاد کیا اور اس کے مطابق کام کرنے لگی' نتیجے میں کچھ عرصے کے بعد انہیں ہم نوا بنانے میں کامیابی ہو گئی۔"

"وہ کیسے؟"

"اس کے لیے میرے پاس ایک طریقہ کار ہے' میں ذہن تبدیل نہیں کرتی افکار و خیالات تبدیل کر دیا کرتی ہوں' انسان کی اپنی شخصیت میں کوئی جھول نہیں پیدا ہو سکتا لیکن جو مقاصد میرے اپنے ذہن میں ہیں وہ خود بھی ان سے اس قدر متفق ہو جاتا ہے کہ باقی کام پس پشت ڈال دیتا ہے' یہ میرا ایک طریقہ کار ہے۔"

"یہی میں جاننا چاہتا تھا میڈم میکویا کہ اگر میں آپ کے اس مقصد سے انکار کر دوں تو میرا حشر کیا ہو گا؟"

"نہیں بات اصل میں یہ نہیں ہے کہ میں زبردستی تمہیں اس کام کے لیے آمادہ کرنا چاہتی ہوں میری دلی آرزو ہے کہ میرے موقف کو سمجھتے ہوئے تم اس سے متفق ہو جاؤ' تمہاری شمولیت کے لیے جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا کہ ایک طویل عرصے سے کام کر رہی ہوں اور یہ کام بلاوجہ ہی نہیں تھا اگر کوئی شخصیت میرے جی کو بھا جاتی ہے تو پھر میں اسے ہر قیمت پر حاصل کر لیتی ہوں' میں تمہیں اپنے موقف سے قائل کرنے کی کوشش کروں گی اور تم مجھے جواب دو گے' مائی ڈیئر مسٹر دانش منصور اگر تم مجھے اس بات کے لئے قائل کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ میرا جو نظریہ ہے وہ ٹھیک نہیں ہے تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں اپنے کام کے لیے مجبور نہیں کروں گی۔"

"تو پھر میں پہلے یہی سوال کیے لیتا ہوں کہ تمہارا نظریہ کیا ہے؟"

"مختصراً" بتا چکی ہوں تم اپنے وطن سے پیار کرتے ہو' وطن کی محبت میں تم نے اپنے آپ کو اس قدر مصروف کر لیا ہے کہ تمہاری اپنی ذات تمہارے لیے کچھ نہیں رہ گئی' ایک ایسا آدمی جس قدر قابل قدر ہو سکتا ہے کاش اسے اس کا صحیح مقام دیا جا سکے اور بلاشبہ تم نے اپنے وطن کے لیے وہ سب کچھ کر ڈالا ہے جو صدیوں کیا جاتا لیکن میری ایک بات کا جواب دینا کیا' دنیا صرف تمہارے وطن تک ہے انسان تو زمین کے گوشے گوشے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں بستے ہیں' بھوک' افلاس' غربت' بیروزگاری' بیماریاں اور اس کے بعد بڑی قوتوں کی ریشہ دوانیاں طاقت حاصل کرکے اپنے آپ کو درجہ اول قرار دینے والے ممالک جنہوں نے انسانیت کے ہر پہلو کو نظرانداز کرکے صرف قوت حاصل کرنے ہی کو انسانیت کی معراج سمجھا ہے' ایتھوپیا' گھانا' صومالیہ اور دنیا کے بیشتر ممالک میں قحط و افلاس کے مارے ہوئے ننھے ننھے سے ڈھانچے نما بچے' انسان جو زمین کریدتے نظر آتے ہیں کہ ہو سکتا ہے زمین کی گہرائیوں میں انہیں کوئی دانہ گندم مل جائے' کیا تمہیں کبھی ایسی تصویروں نے متاثر نہیں کیا' جنگیں ہوتی ہیں' بعض اوقات جنگیں مسلط کر دی جاتی ہیں اور مظلوم اور بے کس لوگ موت کے گھاٹ اترتے ہیں' وہ جو زندہ رہنا چاہتے ہیں اور زندگی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں کیا وہ امداد کے مستحق نہیں ہیں' آج دنیا کے بے شمار خطوں میں طاقت اور وحشت کی جنگ لڑی جارہی ہے کیا ان وحشی لوگوں کو آزاد چھوڑ دینا انسانیت ہے وادی' کشمیر کے لہلہاتے پہاڑوں میں جہاں سبزہ زار مخملی فرش کی طرح بچھے ہوئے ہیں' خون میں نہائے ہوئے مظلوم انسان' بوسنیا' فلسطین' چیچنیا اور اس طرح کے دوسرے ممالک میں طاقتوروں کے ہاتھوں پسنے والے' کیا یہ سب مظلوم نہیں ہیں' دانش منصور اپنے وطن کے لوگوں کے لیے تم نے اتنا کچھ کیا ہے کہ کیا کبھی ان بے کس اور مظلوم لوگوں کی جانب نگاہ نہیں اٹھاؤ گے' جواب دو میرا کسی سے جھگڑا نہیں ہے' تم نے مجھ سے سوال کیا تھا کیا میرا تعلق ڈان سینٹر سے ہے' کیا میں روز آرگنائزیشن اور مافیا سے تعلق رکھتی ہوں' نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میں انسان ہوں اور انسانیت سے تعلق رکھتی ہوں اور جو کچھ کر رہی ہوں اس کی بقا کے لیے کر رہی ہوں میری مجرمانہ کارروائیوں کے نتیجے میں حاصل ہونے والی رقم جو میں دنیا کے بڑے بڑے ممالک کو بلیک میل کرکے حاصل کرتی ہوں' نادار اور غریب لوگوں میں تقسیم ہوتی ہے' بھوک سے تڑپتے ہوئے انسانوں کو زندگی کی چند سانسیں دینے کے لیے صرف ہوتی ہے اس لیے تمہیں میرے مشن کا ہمنوا ہونا چاہیے۔"

میں سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا' اس کی باتیں دل میں اتر رہی تھیں تاہم میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"میرے ذہن میں سب سے بڑی الجھن یہ ہے کوئن میکویا کہ اتنے بڑے مقصد کے

لیے مجھ جیسے معمولی آدمی کا انتخاب تم نے کیوں کیا؟"

"تم معمولی انسان ہوتے تو میں تمہارا انتخاب کبھی نہ کرتی' ماضی میرے سامنے ہے جس میں تم نے جو کچھ کیا ہے اس نے مجھے متاثر کیا ہے' ہم دنیا کے ان بے شمار مسائل کو حل نہیں کر سکتے لیکن ان میں سے جتنے مسائل بھی ہم کم کر سکیں ہمیں یہ احساس ہوگا کہ ہم نے اپنے فرض کا تھوڑا سا حصہ پورا کر دیا ہے' یہ ہے میرا نقطہ نگاہ اور اس کے لیے میں نے اب تک کاوشیں کی ہیں' ہم نے جو کچھ کیا ہے اس کی تفصیل بھی میں تمہیں بتادوں گی' میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ کیا تم میرا ساتھ دینا پسند کرو گے؟"

"اس کا فیصلہ مجھے ابھی اسی وقت کرنا ہوگا؟"

"فیصلے تو لمحوں میں ہوتے ہیں' تمہارے بارے میں اگر ایسی کوئی بات جانتی جس سے مجھے یہ احساس ہوتا کہ تم کسی کو جواب دہ ہو اور اپنے طور پر فیصلے نہیں کر سکتے تو میں بے شک تمہیں اس کے لیے وقت دے سکتی تھی۔"

"خیر یہ بعد کی بات ہے' فرض کرو اگر میں تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں کوئن میکویا تو میری ذمے داریاں کیا ہوں گی؟"

"دنیا کے مختلف گوشوں میں کسی بھی حصے میں تمہیں اپنے نمائندے کی حیثیت سے بھیجوں گی میں' انسان' انسان کے طور پر ہی کام کر سکتا ہے' تم اپنی بے پناہ ذہانتوں اور صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے وہ مشکل مسئلہ حل کردو گے اصل میں ہم دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے پاس اب اس قدر اعلیٰ وسائل بھی نہیں ہیں لیکن تم اپنی محنت اور کاوشوں سے اگر ان چھوٹے چھوٹے مسائل کو حل کردو گے جو آگے چل کر بڑے بھی بن سکتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں یہ تمہارا بہترین کارنامہ ہوگا' مائی ڈیئر دانش منصور اپنے آپ کو ان معاملات میں ضم کردو تمہیں دلی سکون نصیب ہوگا۔"

"گویا تمہارا مقصد ہے کہ تمہارے نمائندے کی حیثیت سے میں دنیا کے مختلف گوشوں میں کام کروں گا؟"

"سو فیصد' میرا مقصد یہی ہے۔"

"بڑا مشکل مرحلہ ہے کوئن میکویا کیونکہ میری اپنی زندگی کا بھی ایک سیٹ اپ ہے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں اسے متاثر نہیں کرنا چاہتا۔"

"غور کرلو سوچ لو دانش منصور میں تمہارے بارے میں جو فیصلہ کر چکی ہوں اس سے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہوں' اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اپنی کاوشیں کسی حد تک دکھا سکتی ہوں میرا کام معمولی نوعیت کا نہیں ہے' دنیا کے ان شاندار دماغوں سے ملو گے تو حیران رہ جاؤ گے جو خلوص دل سے میرے لیے کام کرنے پر آمادہ ہیں۔"

"میں وہ سب کچھ کس طرح دیکھ سکتا ہوں؟"

"صرف خواہش کا اظہار کر کے۔"

"تو پھر سمجھ لو کہ میں اس کی خواہش کرتا ہوں۔" میں نے کہا اور اس نے اچانک کچھ کہا جس کے نتیجے میں چھت پر سے ایک سفید دائرہ نیچے اترنے لگا' وہ دائرہ اس جگہ پر محیط ہوگیا جہاں میں بیٹھا ہوا تھا اور میں تیز روشنی میں نہا گیا' روشنی جس کے پڑتے ہی مجھے یہ احساس ہوا تھا جیسے میرا وجود ہلکا ہوتا جارہا ہو' میرے کانوں میں سنسناہٹ گونج رہی تھی اور پھر یہ سنسناہٹ تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی' میں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن میرا جسم سن ہوچکا تھا پھر میں نے اچانک اپنے اردگرد ایسا ماحول محسوس کیا جیسے ٹیلی ویژن کے اسکرین پر پروگرام بند ہو جانے کے بعد ننھے ننھے نقطے رقصاں ہو جاتے ہیں' میرے اطراف میں ایسے ہی بے شمار ذرات پھیل گئے تھے اور مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے میں ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا ہوں۔ کوئی تکلیف نہیں تھی کوئی پریشانی نہیں تھی' بس یہ اجنبی ماحول متاثر کر رہا تھا' میرا وجود بالکل ہی ہوا کے مانند ہوگیا تھا ہاتھ تک اٹھانا چاہتا تو نہ اٹھا سکتا تھا' چند لمحات یہ کیفیت مجھ پر سوار رہی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ ننھے ننھے ذرات چھٹتے گئے' تب میں نے اپنے آپ کو شیشے کے ایک ایسے بڑے کیبن میں پایا جو ایک بہت وسیع جگہ موجود تھا' کوئن میکویا اب بھی میرے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی' مجھ سے تھوڑے فاصلے پر ایک اور میز کے پیچھے اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ اب میں تمہیں اپنی اس دنیا کا سفر کراتی ہوں۔"

میں حیران نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا' میرے اطراف میں برف پوش پہاڑیاں سرسبز و شاداب میدان۔ ان پہاڑوں میں ایک عجیب و غریب لیبارٹری پھیلی ہوئی تھی۔ میدانوں میں بھی اور کھوکھلے پہاڑوں میں بھی بے شمار افراد یہاں موجود مشینوں پر

کام کر رہے تھے' بڑے بڑے ٹرالر ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے اور یہ سب ایک تماشے کے مانند ہو رہا تھا۔ دفعتہً ہی مجھے اپنے جسم میں پھر جنبش محسوس ہوئیں اور اس کے بعد وہ جگہ جہاں میں بیٹھا ہوا تھا' متحرک ہوگئی بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے میں کسی ٹرالی کار پر بیٹھا ہوا آگے کی سمت بڑھ رہا ہوں' کوئن میکویا مسلسل میرے ساتھ تھی' ہم نے سست روی سے یہ سفر شروع کر دیا' شیشے کے کیبن سے باہر کے مناظر صاف دیکھے جاسکتے تھے' ایک عجیب دنیا آباد کی گئی تھی پہاڑوں کی وسعتوں میں جگہ کے بارے میں کوئی تعین نہیں تھا کہ کونسی جگہ ہے لیکن یہاں بلامبالغہ ہزاروں افراد مصروف عمل تھے کچھ ایسے لوگ بھی نظر آرہے تھے جو معمر لیکن شاندار شخصیتوں کے مالک تھے' وہ مشینوں پر کام کر رہے تھے' کبھی شیشے کا یہ کیبن کسی بہت بڑے ہال میں جا رکتا جہاں چاروں سمت مشینیں لگی ہوئی تھیں' بڑے بڑے دیوہیکل پائپ جو انتہائی بلندیوں پر جا کر غائب ہو جاتے تھے' بلندیوں سے لفٹیں نیچے اوپر آتی جاتی نظر آرہی تھیں' غرض ایک عجیب و غریب سماں تھا جسے عالم خواب تو تصور کیا جاسکتا تھا' عالم حقیقت میں انسانی عمل کا یہ کارنامہ دیکھنا ناممکن تھا' میں نجانے کب تک اس وادی حیرت میں بھٹکتا رہا کوئن میکویا مجھے ایک ایک چیز کے بارے میں بتلارہی تھی میرا ذہن اس کی آواز کی جانب منتقل تھا لیکن طبیعت میں ایک عجیب سا اڑا اڑا پن تھا' سوچ کے دائرے محدود ہوگئے تھے میں بس نگاہ حیرت سے ان تمام چیزوں کو دیکھ رہا تھا پھر اچانک ہی جیسے تاریکی چھاگئی بالکل ہی یوں لگا جیسے کسی نے روشنی کے بٹن آف کر دیئے ہوں اور اس کے بعد میرے سامنے نارنجی رنگ کا ایک بہت بڑا پردہ آگیا' میرے چاروں سمت اندھیرا تھا' اگر کوئی چیز روشن تھی تو صرف وہ نارنجی رنگ کا پردہ اور اس پر ویسے ہی ننھے ننھے نقطے اڑ رہے تھے پھر کچھ آوازیں میرے ذہن میں سرائیت کرنے لگیں۔

دنیا بھر میں سسکتی ہوئی انسانیت کی مدد کرنا چاہیے۔ انسان بے بس ہے اسے تیز رفتاری سے ختم کیا جارہا ہے' افلاس' قحط' زلزلے' زمینی آفات' اسمانی آفات لوگ تسخیر چاند کے لیے تو کاوشیں کر رہے ہیں وہاں اپنی آبادیاں بنانا چاہتے ہیں' کائنات کا کوئی سیارہ شاید زمین سے زیادہ خوب صورت نہ ہو اس خوب صورت زمین کو کیوں برباد کیا جارہا ہے اگر اسی پر زندگی پھیلا دی جائے تو اس سے زیادہ حسین سیارہ اور کوئی نہیں ہوگا' سائنسی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

امور میں انسانیت کی حدود سے گزر جانے والے پہلے انسانیت کی بھلائی کے لیے کچھ کریں اور اس کے بعد تسخیر چاند کا فیصلہ کریں' نجانے کیسی کیسی آوازیں میرے ذہن میں گڈمڈ ہوتی رہیں پھر اچانک ہی مجھے احساس ہوا کہ جو سوچ میرے ذہن میں ہے وہ تو میری زبان سے ادا ہو رہی ہے' میں خود وہ الفاظ ادا کر رہا ہوں جو اس وقت میرے ذہن سے گزر رہے ہیں۔ کافی دیر تک یہ کیفیت طاری رہی اور اس کے بعد اچانک مجھ پر نیند سی طاری ہوگئی میں دنیا سے بے خبر ہوگیا تھا' ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں پایا اور میری نگاہیں ان آہٹوں کی جانب اٹھ گئیں جو شاید کسی کاغذ کی پھڑپھڑاہٹوں سے پیدا ہو رہی تھیں' میں نے دیکھا کوئی بیٹھا ہوا اخبار پڑھ رہا ہے' اخبار کے پیچھے اس کا چہرہ پوشیدہ تھا لیکن اخبار جن ہاتھوں نے تھاما ہوا تھا وہ اور جو پاؤں اخبار کے نیچے نظر آرہے تھے وہ نسوانی تھے' اسکرٹ میں ملبوس کوئی لڑکی' میں نے آہستہ سے کھنکار کر گلا صاف کیا تو لڑکی نے جلدی سے اخبار اپنے چہرے کے سامنے سے ہٹا دیا' یہ ریٹا تھی جس سے میری ملاقات ہو چکی تھی' میں نے اسے پہچان لیا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"مس ریٹا۔" وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے پاس آگئی۔

"ہیلو ڈیئر دانش کیسے مزاج ہیں تمہارے؟"

"کونسی جگہ ہے یہ؟"

"مادام کوئن میکویا کی کوٹھی۔"

"کہاں ہے؟"

"مونا کو میں۔"

"گویا ہم مونا کو واپس آگئے۔"

"آپ یہاں سے گئے تھے مسٹر دانش۔" اس نے حیرانی سے سوال کیا اور میں بھی تعجب سے اسے دیکھنے لگا تب اسے نے خود ہی گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری سوری' میرے خیال ہی میرا خیال ہے میڈم نے آپ کو ٹرانسمیٹ کرکے شاید ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا تھا۔"

میں بری طرح ذہنی دباؤ کا شکار تھا لیکن اس طرح کے ذہنی دباؤ انسان کو کچھ نہیں دیتے' معلومات حاصل کرنا ہے تو ذہن کو قابو میں رکھنا ہوگا' میں نے آنکھیں بند کرکے کئی

بار سر جھٹکا اور اس کے بعد آنکھیں کھول کر ریٹا کو دیکھنے لگا' وہ مسکرا رہی تھی' کہنے لگی۔

"کیا بات ہے مسٹر دانش کیا سر میں گرانی محسوس ہو رہی ہے؟"

"ہاں ریٹا۔"

"کیا میں آپ کے لیے چائے یا کافی لے آؤں؟"

"کافی مل سکے گی؟"

"آپ حکم کرکے تو دیکھیں دنیا کی ہر شے آپ کو یہاں دستیاب ہو سکتی ہے' میڈم نے مجھے بتایا تھا کہ شاید آپ پینے پلانے کے عادی نہیں ہیں۔"

"بالکل نہیں لیکن میڈم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟" جواب میں ریٹا ہنس پڑی پھر بولی۔

"آپ یقین کریں مسٹر دانش منصور! میڈم آپ کے بارے میں اتنا ہی جانتی ہیں جتنا آپ کے قریب ترین ساتھی' وہ کسی طرح بھی ان سے کم واقفیت نہیں رکھتیں آپ کے بارے میں۔"

"اس وقت کہاں ہیں؟"

"میڈم؟"

"ہاں۔"

"شاید میڈم نے آپ کو یہ بات نہیں بتائی کہ وہ جسمانی وجود نہیں رکھتیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ایسا نہیں ہے کہ ان کا وجود ہی نہ ہو لیکن بس وہ مشینی ذرائع سے لوگوں سے ملاقات کرتی ہیں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا مشینی ذرائع سے؟" میں نے سوال کیا۔

"اچھا آپ یہ بتائیے کسی شے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں' اگر کوئی چیز درکار ہو؟"

"میں نے آپ سے کافی کے لیے کہا ہے۔"

"اوہو ہاں' ابھی ایک منٹ۔" اس نے کہا اور اس کے بعد ایک بٹن دبا دیا۔ غالباً دبایا ہی اس لیے جاتا تھا کہ کافی طلب کی جارہی ہے کیونکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ملازمہ کافی کے برتن ڈھکیلتی ہوئی اندر آ گئی تھی۔ بہت عمدہ کافی تھی لیکن مجھے بے مزا محسوس ہو رہی تھی۔ یہ بھی اندرونی کیفیت تھی۔ کافی پیتے ہوئے میں عجیب سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ میری ذہنی قوتیں زوال پذیر نہیں ہوئی تھیں سوچ سمجھ جسمانی کیفیت سب کچھ ٹھیک تھی لیکن میں اس پورے ماحول سے بے حد متاثر ہو گیا تھا۔

"میڈم اس وقت کہاں ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے امریکہ میں ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت شنگھائی میں اپنے نمائندوں سے میٹنگ کر رہی ہوں۔ ریٹا نے جواب دیا۔"

"میرے لیے کوئی ہدایت ہے۔"

"مجھے ہدایت دی گئی ہے۔"

"کیا؟"

"یہی کہ آپ کو کوئی تھکن نہ ہو۔ ایک گاڑی مخصوص کر دی گئی ہے آپ کے لیے اور میں ایک اچھی ڈرائیور ہوں۔"

"تم بہت بولتی ہو۔ میں نے بے اختیار مسکرا کر کہا۔"

"آپ حکم دیں گے تو خاموش ہو جاؤں گی۔" اس نے بھی مسکرا کر کہا پھر بولی۔

"اصل بھی آپ سے مکمل تعارف کرانا بھی تو ضروری ہے تاکہ آپ کو الجھن نہ ہو۔"

میں نے اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اور خاموشی سے سوچتا رہا۔ تب اس نے کہا۔

"اور آپ تنہائی چاہتے ہیں تو میں اس کے لیے بھی آپ سے تعاون پر آمادہ ہوں۔"

"بہتر ہو گا کہ مجھے کچھ دیر کے لیے تنہا چھوڑ دیا جائے مس ریٹا۔"

"اوکے سر، پلیز آپ آرام کیجئے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور باہر نکل گئی۔ میں اپنی اس ذہنی کیفیت کے دباؤ سے نکلنے کی کوشش کرتا رہا۔ ذہن کچھ مناسب فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا جو کچھ میں نے دیکھا تھا اور جس طرح یہ سب میرے اوپر اثر انداز ہوا تھا اسے سوچ سوچ کر عقل حیران رہ جاتی تھی۔ زندگی کا ایک بڑا حصہ ڈان سینٹر اور روز آرگنائزیشن سے نبرد آزمائی میں گزر گیا تھا۔ اور مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ یہ دونوں ادارے عالمی

سیاست پر زبردست دباؤ رکھتے ہیں نیز واسطہ مافیا سے پڑا تھا، تو مافیا کے بارے میں متضاد خبریں میرے پاس موجود تھیں اس کا اپنا انداز مختلف ہوتا ہے لیکن اس سے بھی زیادہ طاقتور اور ایسے جدید ترین پیمانے پر کارکردگی کی حامل ایک ایسی شخصیت یا کوئی ادارہ موجود ہے اس کا مجھے گمان بھی نہیں تھا اور رشید ناگی نے زندگی بھر کی کاوشوں کے بعد ڈائمنڈ سٹی کی تشکیل کی تھی وہ چھوٹا سا جزیرہ تو اس سارے کارخانے کے سامنے مضحکہ خیز محسوس ہوتا تھا جو میں نے دیکھا تھا۔ سائنسی دور ہے ہر چیز ممکن ہے، کیا پتا کہ یہ سب کچھ بھی ایک تصوراتی شکل ہو جو مجھے دکھائی گئی۔ میں عالم ہوش میں کہاں تھا۔ وہ سب کچھ جو نگاہوں کے سامنے آیا، ذہن میں تصوراتی خاکہ بھی ہو سکتا تھا لیکن کیا کہا جا سکتا ہے۔ فیصلہ کن بات تو وہی ہو سکتی ہے۔ جس کا مکمل طور پر تجزیہ ہو جائے۔ آہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی پھر وہی خیال ذہن کے پردوں پر ابھرا ان سارے معاملات میں ایک اور قوت محیط ہے، جس کے سامنے دنیا کی ہر قوت ہیچ ہے، یہ سارے ادارے ہزاروں بار پیدا ہو جائیں اپنے آپ کو پوری دنیا پر مسلط کر لیں لیکن ایک ہلکی سی جنبش ان سب کو تہ و بالا کر سکتی ہے۔ ایک حکم ایک اشارہ ہر چیز کو فنا کر سکتا ہے یہ میرا ایمان تھا۔ اللہ کی قوت کے سامنے بھلا یہ دنیاوی قوتیں کیا حیثیت رکھتی ہیں۔ وہ جو کچھ بھی جسے چاہے دے اور جب لینا چاہے تو کوئی روکنے والا نہ ہو۔ ہاں یہ اعتماد یہ یقین اطمینان دل کو کتنا سکون بخشتا ہے۔ میں نے رشید ناگی اور اپنے تمام ساتھیوں سے رخصت لے لی تھی سب سے زیادہ یہ کہ رخسار کے اندر بے درد شخصیت پیدا ہو گئی تھی۔ میری محبت میں وہ اس قدر مکمل ہو گئی تھی کہ اب اسے میری ضرورت بھی نہیں تھی اور میں نے اس سے اجازت لے لی تھی کہ پہلے اپنا کام مکمل کر لوں اس کے بعد اس کی جانب رجوع کروں گا۔"

میں نے بہت کچھ کر لیا تھا۔ دنیا کے سامنے میں ایک مافوق الفطرت ہیئت اختیار کر چکا تھا۔ میرے وطن کے بڑے بڑے لوگ میری شخصیت کا لوہا مانتے تھے، فوجی حکام حکومت کے اعلیٰ ترین نمائندے سب کے سب میری کاوشوں کے گن گاتے تھے لیکن کیا ہی دلچسپ بات تھی کہ اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود ایک بہت چھوٹا سا بہت معمولی سا کام نہیں کر سکا تھا۔ وہ یہ کہ اپنی اصلیت معلوم کر لیتا۔ جب بھی اس جانب قدم بڑھائے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

راستے اس طرح رکے کہ یقین ہی نہ آئے۔ اب ٹث مین کا معاملہ تھا۔ نادرہ کے اس کے پاس مل جانے کا امکانات پیدا ہوئے تھے لیکن یہ دیوار بھی مسمار ہو گئی تھی اور میں ایک بار پھر تاریکی میں تھا اس کا مقصد ہے کہ قدرت ابھی مجھ سے کچھ اور کام لینا چاہتی ہے' اگر مجھے میری اصلیت مل جائے تو اس کے بعد لازمی امر ہے کہ زندگی بھر کی یہ دوڑ ختم ہو جائے اور میں یقیناً" سکون سے بیٹھنے کا ارادہ کرلوں نہیں' مجھے شاید اور بھی بہت کچھ کرنا ہے ہوسکتا ہے کوئن میکویا نے میرے ذہن پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی ہو لیکن میرا ذہن تو اب بھی آزاد ہے' میری جسمانی قوتیں تو اب بھی اسی انداز میں بحال ہیں۔ میں اس سے سودے بازی کروں گا۔ ٹھیک ہے انسانیت کے لیے جو کچھ کیا جارہا ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس میں ہر شخص کا حصہ ہونا چاہیے جو اس زمین پر رہتا ہے وہ اس زمین کا مقروض ہے اور قدرتی طور پر بھی یہی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے انسانوں کے کام آؤ اس کے بعد ہی تمہاری ساری عبادتیں قبول ہو سکتی ہیں۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو میں کوئن میکویا کے اچھے مقاصد کے لیے کام کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ ان میں سچائی ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں اس سے سودے بازی بھی کروں گا۔ وطن عزیز کے لیے اگر کچھ نہ کیا تو پھر ساری کارکردگی بے کار ہے۔

ان سارے خیالات نے دل و دماغ کو ایک فرحت ایک تقویت بخشی تھی' اپنے آپ کو سمجھانے کے علاوہ اور کیا کرسکتا تھا۔ جب بھی فیصلے کیے تھے تنہا ہی کیے تھے اور بہرحال جس حد تک بھی ممکن ہوسکتا تھا ان پر عمل کیا تھا۔ چنانچہ ریٹا کو آواز دی اور اس سے پوچھا۔

"مس ریٹا جب میڈم میکویا نے میرے لیے ہر طرح کے انتظامات کرلیے ہیں تو یقیناً" لباس وغیرہ کا بندوبست بھی ہوگا۔"

سر! میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ آپ صرف حکم کریں کہ آپ کو یہ درکار ہے۔"

"تم واقعی بہت دلچسپ لڑکی ہو!"

"تو پھر سر جب انسان کسی کے بارے میں اس قسم کے خیالات کا اظہار کردیتا ہے تو اس کے کچھ حقوق بھی ہو جاتے ہیں۔"

میں نے گہری نگاہوں سے ریٹا کو دیکھا اور کہا۔ "مطلب کیا ہے تمہارا۔"

"حقوق کا مطلب حقوق ہی ہوتا ہے سر۔"

"تم جانتی ہو ریٹا میں ایک ایسٹرن آدمی ہوں مشرق کا رہنے والا۔"

"تم جن حقوق کی بات کررہی ہو' شاید ان کی ادائیگی میں نہ کرسکوں۔"

ریٹا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آئے اس نے آہستہ سے کہا۔

"سر میں سمجھی نہیں۔"

"کس قسم کے حقوق درکار ہیں تمہیں؟"

"صرف اتنے سر کہ بے تکلفی سے آپ سے گفتگو کرلوں کہیں بھی آپ سے خوف زدہ ہوکر بات نہ کروں۔"

"بس.........."

"جی سر۔"

میں ہنس پڑا۔ میں نے کہا۔ "تو پھر تمہیں اس کی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اجازت ہے۔"

"تھینک یو سر تھینک یو ویری مچ۔ اصل میں جب انسان کسی کو خلوص دل سے ہر طرح کی خدمت پیش کرنا چاہے تو پھر اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس سے ایک دلی رابطہ بھی ہو' میں نے صرف اس لیے آپ سے یہ عرض کیا تھا۔"

"سوری ریٹا۔ میں کچھ اور سمجھا تھا۔" وہ ہنس پڑی جان گئی تھی کہ میں کیا سمجھا تھا۔ بہرطور میرے لیے لباسوں کے انبار بھی موجود تھے۔ تعجب ہوتا تھا کوئن میکویا پر' کس قسم کی عورت ہے اور پھر لے دے کر تصور وہیں پہنچ جاتا تھا کہ مجھ میں ایسے کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں کہ اس نے اپنے دل کے دروازے میرے لیے کھول دیے ہیں' بس اتنی سی بات سمجھ میں آجاتی تو چکر کوئی پیچ نہ رہتی۔

بہرحال ریٹا سے لباس وغیرہ حاصل کرنے کے بعد میں نے بہترین غسل کیا اور اپنے آپ کو تروتازہ کرنے کے بعد ایک خوبصورت سا لباس پہن لیا' جو میرے جسم کی مناسبت سے بالکل درست تھا۔ ریٹا نے مجھے محبوبانہ نگاہوں سے دیکھا تو میں نے ہنس کر کہا۔

"جی کیا دیکھ رہی ہیں آپ؟"

"بائی گاڈ سر آپ بہت خوب صورت لگ رہے ہیں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا یہ لباس میرے ہی لیے سلوائے گئے تھے۔"

"جی سر۔ سلوائے نہیں گئے تھے بلکہ بازار سے خریدے گئے تھے۔"

"کیا میڈم کو یقین تھا کہ میں یہاں ان کے پاس طویل عرصے قیام کروں گا۔"

"ان کے دل کی بات تو وہی بتا سکتی ہیں سر۔"

"اچھا بابا چلو تم بھی لباس تبدیل کرلو۔ مناکو کی سیر کریں گے۔"

"او۔ کے چیف۔ ابھی آئی۔"

ریٹا ایک مستعد لڑکی تھی خوش مزاج ہنس مکھ اور اچھی گفتگو کرنے والی وہ مجھے لے کر مناکو کی سیر کے لیے نکل کھڑی ہوئے اور میں اپنے آپ کو ذہنی طور پر آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ جب یہ سب کچھ کرنا ہی ہے تو پھر پریشان ہونے سے کیا فائدہ پھر ریٹا مجھے مناکو کے بارے میں بتانے لگی اس نے کہا۔

"جنوبی یورپ' بحیرہ روم میں' فرانس کے ساحل پر واقع مناکو ایک بہت چھوٹی سی آبادی ہے سر اس کا رقبہ چار سو پینتیس مربع کلو میٹر ہے' ہمارے مسائل بالکل یوں سمجھ لیجئے نہ ہونے کے برابر ہیں یہاں جیسا کہ آپ کے علم میں ہوگا آئینی بادشاہت ہے اور عوام کے لیے خاصی سہولتیں فراہم کردی گئی ہیں۔"

ریٹا کی بے شمار خصوصیتیں آہستہ آہستہ سامنے آرہی تھیں وہ ایک بہترین گائیڈ تھی۔ بہرحال خاصی دیر تک سیر کرنے کے بعد جب ہم واپس لوٹے تو کوئن میکویا نے اپنی مخصوص آرام گاہ میں میرا استقبال کیا۔ ہمیں اندر داخل ہوتے ہی اطلاع مل گئی تھی کہ کوئن میکویا واپس آگئی ہے اور اس نے میرے بارے میں پوچھا ہے۔ میں کوئن میکویا کے کمرے میں داخل ہوگیا وہ اپنی مخصوص جگہ بیٹھی ہوئی تھی۔ تب میرے ذہن میں اچانک ہی یہ تصور ابھرا۔ ریٹا نے مجھ سے کہا تھا کہ کوئن میکویا کوئی جسمانی ہیئت نہیں رکھتی۔ بہرحال اس تصور کو لیے ہوئے میں آگے بڑھا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو........"

"ہیلو دانش مناکو گھوم آئے اس نے کہا۔ میں نے اس کی طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا اور وہ ایک لمحے کے لیے بھونچکی سی رہ گئی پھر اس نے مسکرا کر کہا۔"

"ریٹا تمہیں بتا چکی ہوگی کہ۔ کہ۔؟"

"وہی دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"تو دیکھو اس نے اپنا خوب صورت ہاتھ آگے بڑھا دیا' میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا' میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی لیکن میرا ہاتھ خلا میں کسی چیز سے ٹکرائے بغیر جھولتا رہ گیا۔ میں نے دیکھا تھا کہ میرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے نکل گیا ہے۔ میں نے شدید حیرت کے عالم میں کہا۔"

"ناقابل یقین۔ انتہائی تعجب خیز۔"

"نہیں بیٹھو........ جب سب کچھ تمہیں بتا دیا ہے تو اس بارے میں بھی بتانا ضروری سمجھتی ہوں۔ تمہیں اندازہ ہے ڈیئر دانش کہ میرا واسطہ کیسے کیسے لوگوں سے رہتا ہے دنیا کے ہر گوشے میں میرے دشمن موجود ہیں۔ میں سمجھتی ہوں میرے دوستوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے لیکن میرے دشمنوں کی تعداد اس طرح نہیں گنی جاسکتی جس طرح آسمان پر ستارے۔"

"ویری گڈ آپ نے یہ دشمنی پالنے میں بڑی محنت کی ہوگی کوئن میکویا........"

میرے اس سوال پر وہ ہنس پڑی۔ اس نے کہا "ہاں محنت کی ہے' واقعی محنت کی۔ اصل میں دیکھو نا دنیا کا رنگ ڈھنگ کتنا بدل چکا ہے' ہر شخص اپنے مفاد کی بات کرتا ہے تم کتنے ہی مخلص ہو جاؤ اس دنیا سے لیکن دنیا تمہارا خلوص تسلیم نہیں کرے گی۔ ہاں اس سے سودے بازی کرو یہ اتنے خلوص سے سودے کے لیے تیار ہو جائے گی کہ تم حیران رہ جاؤ گے۔"

"آپ کا یہ کہنا بالکل درست ہے کوئن۔"

"خیر میں محسوس کر رہی ہوں کہ جس طرح تم اس سے پہلے ذہنی دباؤ کا شکار نظر آتے تھے اب اس ذہنی دباؤ کا شکار نہیں ہو۔"

"ہاں اصولی طور پر میں نے آپ کے موقف کو تسلیم کرلیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی صرف ایک یا دو باتیں ایسی رہ جاتی ہیں' جنہیں آپ سے طے کرنا ضروری ہے۔"

"یوں سمجھ لو' میں خلوص دل سے تمہاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں۔"

"اس سلسلے میں سب سے پہلے ایک سوال ہے کوئن میکویا حالانکہ یہ سوال میں آپ سے پہلے بھی کر چکا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میری تشفی نہیں ہوئی۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"پلیز پوچھو......... اس نے کہا۔"

"کوئن میکویا میں اپنے آپ کو قطعی طور پر اس قابل نہیں سمجھتا کہ جتنا بڑا آرگنائزیشن آپ نے قائم کیا ہے اس میں مجھے اتنا بڑا مقام ملے۔ پہلے سوال یہ ہے کہ آپ نے مجھے یہ مقام کیوں دینا پسند کیا؟"

جواب میں کوئن میکویا خاموش ہوگئی۔ اس نے گردن جھکالی پھر بولی۔

"اگر میں یہ کہوں مائی ڈیئر دانش منصور کہ تم یہ سوال نہ کرو تو کیا تم میری یہ بات مان لوگے؟"

"ذہن میں تشنگی رہے گی۔"

"اس کے جواب میں صرف ایک جملہ کہہ سکتی ہوں کہ بعض لوگ اپنے آپ کو اتنا کچھ نہیں سمجھتے جتنا وہ ہوتے ہیں۔ یہ بھی ان کی بڑائی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو کچھ نہ ہوتے ہوئے اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھ لیتے ہیں وہ درحقیقت وہ نہیں ہوتے جو وہ اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور جو یہ تصور کرتے ہیں کہ ابھی وہ کچھ بھی نہیں ہیں انہیں آگے بڑھنا ہے' حقیقت یہ ہے کہ وہی دنیا کے بڑے لوگ ہوا کرتے ہیں۔"

"بات بہت دلچسپ ہے میرے لیے خوشی کا باعث بھی ہے اور میری زبان بھی بند کر دیتی ہے۔ تاہم میں اس سے یہ نتیجہ اخذ کروں کہ آپ نے مجھے میری اوقات سے بہت زیادہ سمجھ لیا ہے۔"

"نہیں۔ ابھی تو میں تمہیں سمجھنے کی کوششیں کر رہی ہوں جتنا چاہتی ہوں اس سے مجھے یہ اندازہ ہے دانش کہ تم دنیا کی بہت بڑی شخصیتوں میں سے ہو اور پھر یہی بات یہ ہے کہ انسان کی اپنی ایک پسند ہوتی ہے' بعض اوقات وہ جسے پسند کرے' وہ اسے دنیا کی سب سے بڑی شخصیت محسوس ہوتی ہے۔"

"ہمارے ہاں اس سلسلے میں ایک مثال کہی جاتی ہے۔ میں نے کہا اور ہنس پڑا۔"

"کیا......... وہ بھی مسکرا کر بولی۔"

"چھوڑیئے کوئن میکویا بڑی گھٹیا سی مثال ہے اس میں کچھ دل اور گدھی کا مسئلہ آتا ہے۔"

"وہ حیران نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی اچھا خیر تو مسٹر دانش منصور آپ نے

یہ سب کچھ جاننے کے بعد کیا فیصلہ کیا۔"

"فیصلہ تو میرا خیال ہے میں کر چکا ہوں آپ کو خود بھی اس کا اندازہ ہوگیا ہوگا۔"

"یعنی........." وہ خوشی سے بھرپور لہجے میں بولی۔

"میں چند لمحات خاموش رہا پھر میں نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "کوئن میکویا میں جانتا ہوں کہ آپ نے جدید ترین سائنسی ذرائع سے کام لے کر میرے ذہن کو متاثر کیا ہے۔ لیکن آپ یقین کریں کہ ابھی تک آپ کا جو موقف میرے علم میں آیا ہے' اگر آپ ان سائنسی ذرائع سے کام نہ بھی لیتیں تب بھی میں آپ کے اس موقف سے انحراف نہیں کرتا۔ میں نے آپ کو ایک معتدل شخصیت پایا ہے اور خود میرے اپنے اندر بھی اس قسم کے جذبات موجود تھے کہ میں دنیا میں رہنے والے ہر بے کس اور بے بس کی مدد کروں۔ میں کیا اور میری اوقات کیا لیکن انسان جب تک سانسیں لیتا رہتا ہے اپنی ایک اہمیت محسوس کرتا رہتا ہے۔ کہیں ایک چھوٹے سے گھر میں چند بچوں کے ساتھ' کہیں اپنے آفس میں اپنی سیٹ پر بیٹھ کر اور کہیں تھوڑے سے وسیع پیمانے پر۔ میں اپنی اس مختصر سی صلاحیت اور ذہنیت کے مطابق آپ کے ساتھ خلوص دل سے کام کرنے پر آمادہ ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں آپ سے ایک سوال کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔"

"کیا........." وہ نرم لہجے میں بولی۔

"ان تمام کاوشوں سے مجھے کیا فائدہ ہوگا؟"

"میں یہی جاننا چاہتی ہوں کہ آپ کیا فائدہ پسند کریں گے؟"

"دیکھیے کوئن میکویا آپ کو اچھی طرح علم ہے جیسا کہ آپ نے کہا کہ میری زندگی کچھ عجیب نشیب و فراز سے گزری ہے' اس کی تفصیل میں آپ کو قطعی بتانا پسند نہیں کروں گا لیکن یوں سمجھ لیجئے کہ بہت عرصے سے میرے دل میں اپنے وطن کے لوگوں کے لیے ایک آرزو ایک خواہش تھی۔ میں نے اپنی سرزمین کو اپنے خوابوں میں نجانے کیا سے کیا دیکھا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ کرنا میری عمر تمام کے لیے ممکن نہیں ہے لیکن آرزوؤں کی کوئی عمر نہیں ہوتی انسان اپنی خواہشات میں جو کچھ بھی کر جائے اور تھوڑا بہت جو میں نے اپنے وطن کے لیے جو کچھ بھی کیا ہے اسے بالکل ناکافی سمجھتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے اس نے آہستہ سے کہا۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"چنانچہ میری آرزو ہے کہ ان تمام کاوشوں کے درمیان میں اپنے وطن کے مفاد کا ہر جگہ خیال رکھوں۔" وہ گہری سوچ میں ڈوب گئی اور اس نے کہا۔ "مسٹر دانش منصور آپ اپنی کاوشوں کے درمیان اگر کسی جگہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کے وطن کو کوئی شے درکار ہے یا آپ کوئی خاص چیز اپنے وطن بھیجنا چاہتے ہیں تو میں اس کے حصول میں بھی آپ کی مدد کروں گی اور اس شے کو آپ کے ملک تک پہنچانے میں بھی۔ اس کے علاوہ مسٹر دانش منصور بہت سے ایسے کام ہیں جو ہم معاوضہ لے کر کرتے ہیں' میں اصل میں ان کا تجزیہ اس طرح کرتی ہوں کہ اگر کسی بڑے ملک نے کوئی کام میرے سپرد کیا اور میں آپ کو بتادوں کئی بڑے ملک میرے کلائنٹ ہیں اور مجھ سے کام لیتے رہتے ہیں۔ میں نہ مافیا سے متعلق ہوں اور نہ کسی اور ادارے سے۔ میری اپنی ایک الگ حیثیت ہی اور کچھ لوگوں میں میری شناسائی میری اپنی حیثیت سے ہے۔ وہ لوگ مجھ سے کام لیتے ہیں اور اس کا بھرپور معاوضہ دیتے ہیں۔ یہ معاوضہ میں اپنی پسند کے مطابق طے کرتی ہوں اور جو کچھ بھی مجھے حاصل ہوگا اس کا بیس پرسنٹ میں آپ کو پیش کردوں گی۔ آپ اسے بہ خوشی اپنے وطن بھجوا سکتے ہیں میں نے مطمئن انداز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اس کے بعد ساری باتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ یقین کرنا آپ کا کام ہے کہ میری ذمے داریاں کیا ہوں گی۔"

"میں سمجھتی ہوں کہ جو کام کل کرنا ہو' وہ آج شروع کر دینا چاہیے۔ اس طرح کارکردگی میں بہتری پیدا ہوتی ہے۔"

"میں حاضر ہوں۔"

"گویا ہمارے درمیان تمام معاملات طے.........

"بالکل طے......... مسٹر دانش منصور اب اس کے بعد میں قطعی طور پر یہ ضروری نہیں سمجھتی کہ آپ سے اور کوئی شرط رکھوں اور اس کی بنیادی وجہ ہے۔"

"وہ کیا.........؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"ذہنی طور پر میں آپ کو اس حد تک ٹریس نہیں کر سکی ہوں کہ آپ کے ذہن کو ہر طرح کے کاموں کے لیے آمادہ کرلوں لیکن ایک بات جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے مخلص ہیں اور بالکل جھوٹ نہیں بولیں گے۔"

"اگر آپ یہ جانتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آخری بات بھی ختم ہوگئی۔"

"تو پھر ہم آجاتے ہیں اصل کام پر۔"

"جی......... میں نے ہمہ تن گوش ہو کر کہا۔ کوئن میکویا اس طرح سوچ میں ڈوب گئی جیسے کچھ واقعات کو ذہن میں تازہ کر رہی ہو۔ دیر تک وہ اس کیفیت میں رہی اور اس کے بعد اس نے کہا۔"

"کہانی بہت دلچسپ ہے اور ایک طرح سے روایتی حیثیت رکھتی ہے۔ میں خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا وہ بولی۔"

"یہ یقینی طور پر ۱۹۰۸ء کی بات ہے شی آئی جا نامی ایک شخص چین کے شہر ہربن کا رہنے والا تھا۔" شی آئی جا درحقیقت درویش صفت آدمی تھا' ہربن کے نواح میں اس نے ایک پہاڑی علاقے میں اپنی خانقاہ بنا رکھی تھی اور اسی خانقاہ میں وہ انسانیت کی بھلائی کے کاموں میں مصروف رہتا تھا' قدیم چینی طریقہ علاج کے سلسلے میں اس کی کاوشیں آج بھی چین میں بڑے احترام سے یاد کی جاتی ہیں۔ سی آئی جا جڑی بوٹیوں اور معدنیات کا ماہر تھا' اسے گیسوں کے علوم پر عبور حاصل تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جدید سائنس سے بہت پہلے سائنس کے ایسے فارمولے دریافت کرلیے تھے جن میں سے کچھ شاید آج تک دنیا کے لیے ناقابل یقین ہیں اور دنیا ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی' کام ہو رہا ہے اور یقینی امر ہے کہ شی آئی جا کے فارمولے آگے چل کر زیر عمل آجائیں۔ ایک سیاح جس کا نام جان کاربس تھا اور جو یورپ سے وہاں پہنچا تھا' اتفاقیہ طور پر کچھ حالات کا شکار ہو کر شی آئی جا کے پاس جا پہنچا دونوں کے درمیان کچھ اس طرح کی انڈر اسٹینڈنگ ہوگئی کہ شی آئی جا نے جان کاربس کو اپنے ساتھ ہی رکھ لیا اور جان کاربس اس کے لیے خدمات سر انجام دینے لگا' شی آئی جا کا ایک گہرا دوست جس کا تعلق منگولیا سے تھا اور جس کا نام کاراکاخ تھا' عموماً" شی آئی جا سے ملنے آتا رہتا تھا' وہ ایک صنعت کار تھا اور ساتھ ہی ساتھ شی آئی جا کے معتقدوں میں سے بھی تھا' دونوں کے درمیان گہری دوستی تھی اور ہربن کے پہاڑوں میں دونوں طرح طرح کے تجربات کرتے رہتے تھے' شی آئی جا کسی مخصوص ذریعے سے اس وقت کاراکاخ کو طلب کرلیتا تھا جب وہ کوئی تجربہ کرنے جارہا ہوتا' جان کاربس اپنی عقیدت میں انتہا سے آگے بڑھ گیا تھا اور ایک طرح سے ان لوگوں

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

کا دست راست بن چکا تھا' انیس سو چودہ میں پہلی جنگ عظیم کا آغاز ہوگیا اور اس سے جو تباہ کاریاں پھیلیں شی آئی جا نے انہیں تشویش کی نگاہوں سے دیکھا اور پھر وہ ایک ایسے فارمولے پر عمل کرنے لگا جس سے ان تباہ کاریوں کو روکا جاسکے' اس نے اپنی کوششوں اور کاوشوں سے ایک ایسا فارمولا دریافت کرلیا جس سے شدید ترین جنگی نقصانات کو روکا جاسکے اور ان سے بچا جاسکے' کاراکاخ بھی اس کے ساتھیوں میں سے تھا لیکن غالباً" ان لوگوں کی کاوشوں کا کچھ علم دنیا کی کئی حکومتوں کو ہوگیا جن میں شاید جرمنی بھی شامل تھا' شی آئی جا اور کاراکاخ کے لیے کارروائیاں کی جانے لگیں اور شاید انیس سو تیس کی بات ہے کہ ان دونوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی' خاموشی سے ان پر قابو بھی پالیا گیا لیکن قید میں آنے کے بعد چند ہی دن کے اندر اندر ان لوگوں نے خودکشی کرلی' جان کاربس البتہ جان بچا کر نکل گیا تھا' ان دونوں کی خودکشی سے دنیا کے ان ممالک کے مقاصد پر اوس پڑ گئی جنہوں نے شی آئی جا اور کاراکاخ کی کاوشوں کو اپنے قبضے میں کرنا چاہا تھا' بات پرانی ہوگئی' جان کاربس یورپ کے ایک ایسے گوشے میں جا چھپا جہاں اسے تلاش نہ کیا جاسکا لیکن عمر کے آخری حصے میں اس نے ایک کتاب لکھی جس میں اس نے اپنے مشاہدات کا تذکرہ کیا' شی آئی جا اور کاراکاخ کے فارمولے کے بارے میں بھی اس نے تفصیلات لکھتے ہوئے کہا کہ جب ان دونوں کو یہ احساس ہوا کہ یہ فارمولا چوری کرلیا جائے گا یا اسے حاصل کرنے کے لیے کاوشیں شروع ہو چکی ہیں تو انہوں نے اسے محفوظ کرنے کا فیصلہ کرلیا' کاراکاخ نے اپنے کارخانے میں ایک ایسا ڈریگن بنوایا جس میں وہ فارمولا محفوظ کیا جاسکتا تھا انہوں نے کس طرح فارمولے کو اس میں محفوظ کیا یہ بات جان کاربس کو بھی نہیں معلوم تھی' بس وہ اتنا جانتا تھا کہ ان دونوں نے فارمولے کو وہائٹ ڈریگن میں محفوظ کرکے کہیں دفن کردیا ہے' جان کاربس نے اپنے طور پر وہائٹ ڈریگن کی تصویر بھی بنائی تھی پھر اس کی اس حماقت کا نتیجہ اس کو ہی نہیں بلکہ اس کے اہل خاندان تک کو بھی بھگتنا پڑا' کتاب شائع ہونے کے بعد جان کاربس تو طبعی موت مرگیا لیکن اس کے خاندان کے نو افراد وہائٹ ڈریگن کے چکر میں قتل کردیئے گئے اور اس کے بعد یہ مسئلہ تقریباً" ختم ہی ہوگیا پھر یہ غالباً" انیس سوچوں کی بات ہے کہ ہیوم بارٹ نامی ایک شخص جو ایک عجیب و غریب شخصیت کا مالک تھا منگولیا پہنچا اور اس نے کسی خاص مقصد کے تحت

منگولیا کے دارالحکومت بولان بٹور کے مشرقی حصے میں کچھ کھنڈرات کی کھدائی کی اور اسے وہائٹ ڈریگن مل گیا لیکن وہ خود بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا' کیونکہ اس فیلڈ کا آدمی نہیں تھا' ہیوم بارٹ نے وہائٹ ڈریگن کو اپنے نوادرات میں شامل کرلیا اور اسے لیے ہوئے مصر پہنچا جہاں نوادرات کی ایک نمائش میں اس نے وہائٹ ڈریگن بھی رکھا اس نمائش کی کوریج ہوئی اور جان کاربس کی بنائی ہوئی تصویر کے مطابق وہائٹ ڈریگن کو پاکر اچانک ہی دنیا کے ان ممالک میں کھلبلی مچ گئی جو بہت پہلے سے اس وہائٹ ڈریگن کے چکر میں تھے' چین نے اس پر اپنی ملکیت ہونے کا دعویٰ کیا تو منگولیا بھی اس میں کود پڑا اور زبردست ہنگامہ خیزی ہوگئی۔ ہیوم بارٹ کی دوستی مصر کے محکمہ انٹیلی جینس کے سربراہ صمد العمران سے تھی' غالباً" اس نے صمد العمران سے وہائٹ ڈریگن کے بارے میں کہا کیونکہ اس کے حصول کے لیے ہیوم بارٹ کے گرد گھیرا تنگ ہوگیا تھا' بس اس کے بعد سے وہائٹ ڈریگن کا پتا نہیں چل سکا' ہیوم بارٹ کو اغوا کرلیا گیا تھا اور پھر حکومت مصر اسے دوبارہ نہ پاسکی' رفتہ رفتہ شبہ صمد العمران تک پہنچا اور صمد العمران نے وہائٹ ڈریگن کی تباہ کاریوں کی کہانیاں سن کر دہشت زدہ ہوکر اپنے آپ کو روپوش کرلیا' اس نے اپنے خاندان کے افراد کو دنیا کے مختلف حصوں میں چھپا دیا' خود اس کے بارے میں خیال یہ ہے کہ وہ مصر ہی میں موجود ہے البتہ وہائٹ ڈریگن کہاں ہے اس کے بارے میں اب بھی کوئی تفصیل کسی کو نہیں معلوم۔ یہ طویل کہانی تم نے سنی مائی ڈیئر دانش منصور ہمارا کردار اس میں یہ ہے کہ ہم بھی وہائٹ ڈریگن کے متلاشیوں میں شامل ہوسکتے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں متعدد کارروائیاں کی ہیں اور مصر کے مختلف شہروں میں ہمارے آدمی پھیلے ہوئے ہیں' تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ میرا ایک خاص آدمی جس کا نام طفیل شمشی ہے اس وقت وہاں موجود ہے اور وہائٹ ڈریگن کے سلسلے میں اسے کچھ معلومات حاصل ہوچکی ہیں اور اب میرا مفہوم بالکل واضح ہے' میں چاہتی ہوں کہ تم قاہرہ پہنچ کر وہائٹ ڈریگن کے حصول کی کوشش کرو جو لوگ وہاں تمہارے مددگار ہوں گے ان کے بارے میں تمہیں تمام تفصیلات میں فراہم کردوں گی اصل میں وہائٹ ڈریگن کے حصول کے بعد ہم اس کی انتہائی شاندار قیمت وصول کرسکتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے ذریعے تباہ کاریوں کو روکا جاسکتا ہے' چاہے کوئی ملک اس سلسلے میں کام کرے لیکن اس کے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

مقاصد بہتر ہی ہیں میں جیسا کہ تم سے وعدہ کر چکی ہوں کہ اس کے نتیجے میں ہمیں جو کچھ حاصل ہوگا اس میں سے بیس پرسنٹ تمہارے حصے میں آئے گا اس سے تم کوئی بھی ایسی چیز خرید کر اپنے وطن کو پہنچا سکتے ہو جو تعمیر وطن میں نمایاں کارکردگی کی حامل ہو' مثلاً" شاید تمہیں اس بات کا علم نہ ہو کہ جرمنی نے ایک ایسے پلانٹ کی تیاریاں شروع کر رکھی ہیں جس سے بجلی پیدا کی جاسکتی ہے' یہ کوئی اہم بات نہیں ہے' اعلیٰ ترین ایٹمی پلانٹ بجلی کی پیداوار میں معاون ہو رہے ہیں لیکن وہ ایک ایسا پلانٹ ہے جس کے فوائد بعد میں دنیا کے سامنے آئیں گے کیا میں تمہیں اس کی تفصیل بتاؤں؟ میں نے دلچسپی سے گردن ہلا دی تو کوئن میکویا نے کہا۔

"یہ پلانٹ کسی بھی وسیع جگہ نصب کیا جاسکتا ہے اور بجلی کی پیداوار کے سلسلے میں اس میں ایک خاص طریقہ کار رکھا گیا ہے' دنیا کے ہر ملک میں کروڑوں ٹن کوڑا جمع ہوتا ہے جسے ٹھکانے لگانا بھی اس وقت دنیا کے لیے ایک مسئلہ بن گیا ہے' بہت سے ممالک ویسٹ کو مختلف طریقوں سے استعمال کر رہے ہیں لیکن اب بھی دنیا کے بے شمار خاص طور سے ترقی پذیر ممالک کا بہت بڑا مسئلہ یہ ویسٹ ہے جسے ٹھکانے لگانے کا کوئی طریقہ ان کے پاس نہیں ہے اگر اسے جلایا جاتا تو ماحولیاتی آلودگی شدید تر ہو جاتی ہے مگر اسے سمندر برد کیا جاتا ہے تو بالآخر سمندر کی لہریں اسے ساحلوں پر جمع کر دیتی ہیں اور اس سے وہی مسئلہ دوبارہ آکھڑا ہوتا ہے لیکن اس ویسٹ کو بڑے بڑے بوائلرز میں جلا کر اس سے شاندار طریقے سے ہزاروں میگاواٹ بجلی حاصل کی جاتی ہے اور اس سے آلودگی بھی ختم ہو جاتی ہے میری جان دانش منصور تمہارے وطن کے لیے میں تمہیں اس پلانٹ کی پیشکش کرتی ہوں' یوں سمجھ لو کہ تم اپنے کام میں مصروف ہو گے اور میں تمہارے لیے اپنے طور پر اس پلانٹ کے لیے سودے بازی کروں گی' یہ کس طرح حاصل ہو گا اور کیسے تمہارے وطن پہنچے گا اس کی ذمے داری تم مجھ پر چھوڑ دو۔"

میں چکرا کر رہ گیا تھا میرا رواں رواں خوشی سے سرشار ہو رہا تھا' اگر میری کاوشوں کے صلے میں ایسا کوئی عمل ہو جاتا ہے تو میرے خیال میں اس سے بڑا میری زندگی کا مقصد اور کوئی نہیں ہو سکتا' اسی طرح سہی میرے وطن کے کم وسائل میں میری خدمات کام آسکیں تو اس سے اچھی اور کونسی بات ہو سکتی تھی' میں نے شاید اس وقت سب سے

زیادہ خلوص دل سے یہ بات کوئن میکویا سے کہی۔

"کوئن میکویا یوں سمجھ لیجیے کہ اگر اس قسم کے تعلقات میرے اور آپ کے درمیان جاری رہیں تو شاید مجھ سے زیادہ مستعد اور کوئی شخص آپ کو اپنے ادارے میں نہیں ملے گا۔"

"تو پھر یہ میرا وعدہ ہے تم سے ڈیئر دانش منصور۔"

"اس ادارے کا آپ نے کوئی نام نہیں رکھا؟"

"مطلب؟"

"میرا مطلب ہے کہ آپ نے اس ادارے کو کوئی نام نہیں دیا۔" کوئن میکویا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"نام کے بغیر تو شاید دنیا کی کوئی چیز بھی نہیں ہوتی لیکن یہ نام ابھی تک صیغہ راز میں رکھا گیا ہے' ہم خاص لوگ اس ادارے کو بلیک چینل کہتے ہیں' ہم بلیک چینل کو ابھی منظر عام پر نہیں لائے' بس یہ ہمارے درمیان ایک شناختی نام ہے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ ہم براہ راست بڑے بڑے ملکوں سے تصادم کریں' ہمارے مدمقابل جیسا کہ تم نے دو نام لیے' تیسرا نام مافیا کا بھی ہو سکتا ہے تو یہ سب ہمارے مدمقابل آسکتے ہیں لیکن ہمارا مقصد جنگ وجدال کے بجائے صرف اپنے کام سے کام رکھنا ہے اور ہم اسی کے لیے کاوشیں کر رہے ہیں' میرا خیال ہے مسٹر دانش منصور تمہارے تمام خدشات کی تشفی ہو گئی ہو گی۔"

"خدشات نہیں میں اسے معلومات کہوں گا اور اب میں قاہرہ جانے کے لیے خلوص دل سے تیار ہوں۔"

کوئن میکویا مسرت سے مسکرا اٹھی پھر اس نے کہا۔ "اور میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے روز آرگنائزیشن کا وہ چینل تباہ کیا تھا میں نے تمہارے بارے میں سوچا تھا اور آج میری اس سوچ کی تکمیل ہو گئی ہے۔"

"لیکن میں اب بھی اتنا ہی حیران ہوں کہ اتنے بڑے آرگنائزیشن کو مجھ سے کہیں زیادہ بہتر افراد مل سکتے تھے لیکن آپ نے میرا انتخاب کیا اور مجھے میری حیثیت سے بڑھ کر مقام دیا کاش اس کی وجہ میری سمجھ میں آجائے۔" جواب میں کوئن میکویا نے مجھے ایسی

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

نگاہوں سے دیکھا کہ میں حیران رہ گیا اور اگر خوش فہمیوں کا شکار نہیں تھا تو اپنے انتخاب کی وجہ میری سمجھ میں آ رہی تھی' بہرحال اب ان احمقانہ خیالات میں کچھ نہیں رکھا ہوا تھا جو کام میرے سپرد کیا گیا تھا وہ ذہن پر سوار ہو گیا تھا' بعد میں مجھے مزید تفصیلات بتا دی گئیں' قاہرہ میں مقیم طفیل شمسی کا حوالہ مجھے پہلے ہی دے دیا گیا تھا اور کچھ سوچنا بے سود تھا' زندگی کے ان واقعات میں یہ ایک تبدیلی رونما ہوئی تھی۔ ٹٹ مین کی تباہ شدہ رہائش گاہ میں اب کچھ تلاش کرنا بیکار ہی تھا' چنانچہ ضروری ہدایات لینے کے بعد میں کوئن میکویا سے رخصت ہو گیا' مجھے وہ تمام معلومات فراہم کر دی گئی تھیں جو آیندہ میری معاون ہو سکتی تھیں۔

طیارے نے جب فضا میں پرواز کا آغاز کیا تو میں اپنے ذہن سے تمام وسوسے اور تمام خیالات نکال چکا تھا' ماضی ایک ایسی چاشنی ہے کہ انسان جب بھی چاہے اس میں ڈوب جائے' کچھ تلخ کچھ خوشگوار یادیں معاون زندگی بن جاتی ہیں لیکن میرے اندر سکون کا دریا موجزن تھا اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جن کاوشوں کا میں نے آغاز کیا تھا ان کا صلہ مجھے بھرپور دیا جا رہا تھا' بات وہی وطن سے یاری کی تھی' یار کے لیے مٹنے میں جو مزا ہے وہ زندگی میں کسی اور چیز میں کہاں' چنانچہ جب قاہرہ ایئرپورٹ پر اترا تو بالکل پرسکون تھا' مصر کی صدیوں پرانی کہانیاں ذہن میں تازہ ہونے لگیں' بہت سے دلچسپ خیالات دل میں آئے۔ ضروری امور سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ایئرپورٹ سے باہر آیا تو ایک پلے کارڈ لیے ہوئے ایک لڑکی نظر آئی جس نے بلیک اسکرٹ اور سرخ بلاؤز پہنا ہوا تھا' بہت ہی دلکش خدوخال کی مالک تھی۔ پلے کارڈ پر دانش منصور لکھا ہوا تھا' میں مسکراتا ہوا اس کی جانب بڑھ گیا اور جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نعیمہ عاکف آپ کو خوش آمدید کہتی ہے' مسٹر دانش منصور براہ کرم تشریف لائیے۔" میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس کی چال میں بے پناہ دلکشی تھی' وہ ایک سرخ رنگ کی کار تک پہنچ گئی' کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اس نے مجھ سے بیٹھنے کی فرمائش کی تو میں نے اس سے کہا۔

"آپ کے ساتھ کوئی اور ہے؟"

"جی نہیں۔"

"تب میں آپ کے برابر بیٹھنا چاہوں گا محترمہ نعیمہ عاکف۔"

"عزت افزائی ہے جناب" اس نے پچھلا دروازہ بند کر کے پہلے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور پھر گھوم کر دوسری جانب چلی گئی' ادھر کے دروازے کا لاک کھول کر وہ منتظر ہو کر کھڑی ہو گئی تو میں ڈرائیونگ سیٹ کے برابر والی سیٹ پر جا بیٹھا' اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اپنے بال سمیٹ کر پیچھے کیے اور غالباً" ان کا رخ درست کیا اس طرح سرخ بلاؤز میں اس کا حسین جسم نمایاں ہو گیا۔ لباس کی مغربی تراش نگاہوں کو چوری پر مجبور کر رہی تھی لیکن فطری طور پر میں بدنگاہ نہیں تھا اب یہ دوسری بات ہے کہ دلکش خطوط آنکھوں کو چوری کرنے پر مجبور کر ہی دیتے ہیں لیکن مجھے فوراً" احساس ہوا کہ عورت کی چھٹی حس بیدار ہو گئی ہے اس نے اپنے گریبان کو درست کیا اور پھر اگنیشن میں چابی لگا کر سوئچ آن کر دیا اور اس کے بعد کار کو گیئر میں ڈال کر سست روی سے آگے بڑھ گئی۔"

"رات کا وقت تھا' قاہرہ روشنیوں سے جگمگا رہا تھا لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے۔ ایئرپورٹ سے ہوٹل الاسکا کا سفر کافی طویل تھا' فائیو اسٹار ہوٹل کے ایک خوب صورت کمرے میں وہ میرے ساتھ پہنچی۔ پورٹر ہمارا مختصر سا سامان قرینے سے رکھنے کے بعد واپسی کے لیے پلٹا تو اس نے خود ہی اسے ٹپ دیا اور میری طرف رخ کر کے بولی۔"

"کسی شے کی حاجت محسوس ہو رہی ہے سر۔ میرا خیال ہے آپ ڈنر لینا پسند کریں گے۔"

"آپ کا مہمان ہوں محترمہ نعیمہ' جیسا آپ پسند کریں۔"

"ٹھیک ہے سر' میں روم سروس کو آرڈر لکھوا دیتی ہوں براہ کرم اگر آپ ضروریات سے فراغت حاصل کرنا چاہیں تو وہ باتھ روم ہے کیا میں آپ کو شب خوابی کا لباس نکال کر دوں؟"

"نہیں سفر پر لطف اور آرام دہ تھا۔ میں ابھی لباس نہیں تبدیل کروں گا آپ کے ساتھ ایک نشست ہو جائے۔"

اس نے گردن خم کر دی۔ بہرحال میں باتھ روم کی جانب چل پڑا۔ باتھ روم سے نکلا تو وہ ٹیلی فون پر روم سروس کو آرڈر بک کرانے کے بعد ٹیلی فون بند کر رہی تھی' مجھے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھ کر خوش دلی سے مسکرا دی اور میں ایک کرسی پر جا بیٹھا اس نے مجھ سے اجازت لے کر میرا سوٹ کیس کھولا اور میرا سامان الماری میں سجانے لگی۔

"ابھی تک میں آپ کو محترمہ نعیمہ عاکف کہتا رہا ہوں۔ کیا آپ کو مس نعیمہ کہوں؟"

"نہیں سر عاکف میرے شوہر کا نام ہے اور ہم دونوں نے محبت کی شادی کی ہے۔"

"گڈ۔ میں مسکرا کر بولا پھر میں نے کہا۔"

"کیا مسٹر عاکف یہیں قاہرہ میں مقیم ہیں؟"

"جی سر وہ ایک آئل کمپنی میں پرچیز آفیسر ہیں۔"

"اور آپ۔ میں نے مسکرا کر سوال کیا؟"

"آپ کی خادمہ.......... وہ بھی مسکرا کر بولی۔"

"یہ آپ کی کسر نفسی ہے ورنہ آپ میری خادمہ کہاں سے ہوگئیں۔"

"اس نے ہنس کر اپنا کام ختم کیا' بڑا سلیقہ تھا اس کے انداز میں لیکن میں اس کی فطرت کے بارے میں اندازہ نہیں لگا سکا تھا' یہ تو اس نے بتا دیا تھا کہ اس نے محبت کی شادی کی ہے لیکن بعد کے معاملات کچھ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ اندازہ یوں ہو رہا تھا جیسے وہ مجھے بھی لبھا رہی ہے لیکن کچھ ہی دیر کے بعد یہ احساس آہستہ آہستہ رفع ہونے لگا۔ ویٹر نے کھانا لا کر چن دیا تو میں ڈائننگ ٹیبل پر جا بیٹھا۔"

"تشریف لائیے مسز عاکف۔"

"نہیں سر شاید آپ کو میری حیثیت کے بارے میں بتایا نہیں گیا۔ میں صرف آپ کی اٹینڈنٹ ہوں' میری حیثیت صرف خادمہ کی ہے' میں کسی بھی قیمت پر آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتی۔"

"کیا آپ کھانا کھا چکی ہیں؟"

"جی نہیں۔ مسٹر عاکف تقریباً" رات کے گیارہ بجے گھر پہنچتے ہیں اور ہم دونوں رات کا کھانا ساتھ ہی کھاتے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ آپ اب تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہونا چاہتی ہیں۔"

"جی نہیں اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے اگر آپ حکم دیں گے تو میں یہاں بہت دیر تک رک سکتی ہوں بس اتنی اجازت لوں گی آپ سے کہ عاکف کو ٹیلی فون کر دوں۔"

"خیر میری یہ خواہش تھی کہ آپ ایک اچھی دوست کی حیثیت سے میرے ساتھ کھانا کھائیں لیکن اگر پسند نہیں کرتیں تو نا سہی۔ مجھے اجازت ہے۔"

"پلیز۔ اس نے خوش دلی سے کہا اور میں نے کھانے کا آغاز کر دیا۔ کھانا کھاتے ہوئے میں نے کہا۔"

"آپ بہت نفیس خاتون معلوم ہوتی ہیں محترمہ نعیمہ' آپ سے مل کر مجھے خوشی ہوئی ہے لیکن ایک سوال میرے ذہن میں ذرا چبھ رہا ہے۔"

"جی فرمائیے۔"

"آپ پلے کارڈ لے کر کھڑی ہوگئیں اور آپ نے اس پر دانش منصور لکھ دیا میں آپ کے پاس پہنچ گیا لیکن آپ نے مجھے شناخت کیسے کرلیا۔ میرا مطلب ہے کوئی گڑبڑ بھی ہو سکتی تھی۔"

"نہیں سر یہ پلے کارڈ حقیقی طور پر آپ کے لیے تھا تاکہ آپ مجھ تک تشریف لے آئیں جہاں تک میرا معاملہ ہے میرے پاس آپ کا یہ ریڈیو فوٹو موجود ہے' اس نے بلاوز کے گریبان سے ایک چھوٹی سی تصویر نکال کر میرے سامنے رکھ دی۔ میری تصویر تھی اور بالکل نئی تھی۔"

"اوہو یہ آپ کو کوئن میکویا نے فراہم کی ہے۔"

"جی۔ بلیک چینل کے لاسلکی ڈیپارٹمنٹ نے۔"

"گڈ۔ کام بڑی خوش اسلوبی سے ہوتا ہے۔ خیر تو محترمہ نعیمہ کیا اس سے آگے کی باتیں بھی ابھی ہو جائیں گی۔"

"اگر آپ پسند کریں سر یہ سب کچھ آپ پر منحصر ہے۔"

"بے حد شکریہ محترمہ نعیمہ عاکف' اب یہ بتائیے میرا آئندہ پروگرام کیا ہے؟"

"سر آج سٹرڈے ہے۔ آپ کے پاس سنڈے اور منڈے موجود ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو کل اتوار کا دن قاہرہ کی سیر میں گزار سکتے ہیں میں آپ کی معاون رہوں گی۔ اس کے بعد منگل کو ڈھائی بجے آپ کو غزہ کے قصبے المغیر میں پہنچنا ہے اس نے یہ جملہ آہستہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

لہجے میں کہا تھا تاکہ میری سمجھ میں آجائے پھر وہ آگے بولی۔"

"المغیر سے کوئی آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر اہرام میبرا پھیلا ہوا ہے یہاں اہراموں کا ایک وسیع سلسلہ ہے لیکن وہ سب ٹوٹے پھوٹے اور نگہداشت سے عاری ہیں ایک اہرام وہاں سالم ہے' اس اہرام کے پاس آپ کی ملاقات طفیل شمسی سے ہوگی۔ مسٹر طفیل شمسی نے یہی وقت دیا ہے آپ سے ملاقات کے لیے سر اتوار کو اگر آپ قاہرہ کی سیر کریں تو رات کو یہاں قیام کر سکتے ہیں۔ پیر کی صبح آپ کو غزہ روانہ ہو جانا ہوگا اور پھر غزہ سے کرائے کی گاڑی حاصل کر کے قصبہ المغیر جانا ہوگا ویسے تو المغیر ایک خوبصورت قصبہ ہے اور وہاں ضروریات زندگی کا تمام سامان موجود ہے لیکن آپ کو کچھ ایسی پریشانیاں بھی ہوسکتی ہیں جیسے کار وغیرہ۔ البتہ غزہ سے آپ کو کرائے کی گاڑیاں مل سکتی ہیں' میں آپ کو وہ شناخت نامہ فراہم کر سکتی ہوں۔ جس کے تحت کرائے پر گاڑیاں دینے والی کمپنی آپ کو بہ آسانی آپ کی پسند کی گاڑی دے سکتی ہے۔ اہرام میبرا میں ٹھیک ڈھائی بجے سالم اہرام کے قریب۔"

میں نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن تعجب کی بات ہے' مجھ سے اس بارے میں کچھ نہیں کہا گیا تھا۔"

"یہ یہاں کے حالات کے مطابق ہے سر اور مسٹر طفیل شمسی بہرطور ایک صاحب اثر شخصیت ہیں اور انہیں مکمل طور سے [illegible] صاحب ہوش ہی [illegible] یقینی طور پر کوئی ایسی ہی بات ہوگی [illegible] جب ہی انہوں نے آپ سے وہاں ملنے کی فرمائش کی۔"

"آپ یقین فرمایئے اگر میرے علم میں ایسی کوئی بات ہوتی تو میں ضرور آپ سے عرض کر دیتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔ جیسا کہ میں آپ سے پہلے عرض کر چکی ہوں۔"

"تو پھر آپ میرے لیے مزید کیا کر سکتی ہیں؟"

"کل دن کو گیارہ بجے میں آپ کے پاس حاضری دوں گی' آپ کو وہ شناخت نامہ بھی فراہم کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ غزہ کے لیے سفر کا بندوبست بھی میری ہی ذمے داری ہے۔ مزید کوئی شے آپ کو درکار ہو تو فرما دیجیے گا۔"

"مجھے پستول وغیرہ درکار ہوگا۔"

"سر اس کے لیے تو مجھے پہلے ہی ہدایت کر دی گئی تھی' اس نے کہا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے اب آپ اگر پسند کریں تو جا سکتی ہیں۔ ویسے آپ کی شخصیت نے مجھ پر بڑا اچھا اثر چھوڑا ہے' بے حد شکریہ۔"

اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر معذرت کر کے اٹھ گئی۔

"سر آپ کی اجازت سے جا رہی ہوں۔ ورنہ میں نے تو عرض کیا تھا۔"

"نہیں بے شکریہ۔" میں نے اب کسی قدر خشک لہجے میں کہا۔ "ایک ایسی مشینی شخصیت سے بلاوجہ کی باتیں کرنا بھی طبیعت پر بوجھ ہی محسوس ہوتا جو نا صرف شادی شدہ تھی بلکہ محبت شدہ بھی تھی۔ وہ مجھے سلام کر کے چلی گئی اور میں بہت دیر تک اس کے بارے میں غور کرتا رہا۔ اس دوران کھانا ختم ہوگیا اور میں اٹھ کر غسل خانے کی جانب چل پڑا' اب کمرے سے باہر نکلنے کا موڈ بالکل نہیں ہو رہا تھا۔ ورنہ قاہرہ کی حسین راتوں کی کہانیاں یہاں کے قہوہ خانے' یہاں کی زندگی کے بارے میں جس قدر معلومات تھیں وہ دل میں گدگدی پیدا کر رہی تھیں لیکن اصل کام کے بارے میں سوچنا زیادہ موزوں تھا۔

ویٹر برتن وغیرہ لے کر چلا گیا اور میں سوچوں میں ڈوب گیا۔"

طفیل شمسی نے ملاقات کے لیے کچھ عجیب سے راستے اختیار کیے ہیں پتا نہیں کیوں۔ بہر طور معاملہ خاصا الجھا ہوا تھا کوئن میکویا مجھے بتا چکی تھی کہ اس سلسلے میں بے شمار افراد سرگرم عمل ہیں ہو سکتا ہے طفیل شمسی نے بغرض احتیاط یہ راستے اختیار کیے ہوں۔ منگل کے دن' ڈھائی بجے' بہت دیر تک بیٹھا اس بارے میں سوچتا رہا اور پھر کھڑکی کی جانب بڑھ گیا۔ کھڑکی سے ہوا کے سرد جھونکے اندر آ رہے تھے' موسم خوشگوار تھا۔ ورنہ مصر کی گرمی خاصی شہرت رکھتی تھی لیکن یہ دن ایسے تھے کہ کہیں بھی گرمی موجود نہیں تھی۔ روشنیوں میں ڈوبا ہوا قاہرہ ایک عجیب سا پر سحر منظر پیش کر رہا تھا اور درحقیقت اس کی سحر انگیز فضاؤں میں ہزاروں سال کی داستانیں تیرتی پھر رہی تھیں' جنہیں صرف صاحب دل ہی محسوس کر سکتے ہیں اور جن کا تعلق زندگی کی لطافتوں سے نہ ہوا ان پر بھلا قدیم داستانیں کیا اثر کر سکتی ہیں۔

بہت دیر تک یونہی کھڑا رہا اور ان ہواؤں کو اپنے ذہن سے گزرتا ہوا محسوس کرتا رہا پھر کھڑکی بند کر کے بستر پر آ گیا۔ اب لیٹ کر سو جانا ہی بہتر تھا۔ بستر پر لیٹ کر ذہن کو

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

وطن عزیز کی جانب روانہ کردیا اور چشم تصور سے ایک ایک کو دیکھنے لگا۔ اب اس وقت باقی سوچوں کو روکنا کسی طور ممکن نہیں رہا تھا۔ دل کے دریچے کھل گئے تھے اور ان دریچوں میں بہت سے چہرے چھپے ہوئے تھے' جن سے دل ہی کا تعلق تھا۔ خصوصاً رخسار کیا عجیب تھی۔ بہت عرصے تک میں نے اسے ذہنی طور پر قبول ہی نہیں کیا تھا لیکن بعد میں جب دل کی لگی رنگ لائی تو حالات اس طرح بدلے کہ روایت بن گئے۔ بلاشبہ رخسار کا کردار بھی عظیم تھا اور میں اس کی عظمت سے ہی متاثر ہوا تھا۔ رخسار کو آنکھوں میں بسائے گہری نیند سو گیا اور پھر خوابوں میں اس کے ساتھ نجانے کون کون سے جہانوں میں اٹھکیلیاں کرتا رہا۔ صبح کو خوب دیر سے جاگا تھا' طبیعت پر کوئی بوجھ نہیں تھا جس طرح مناکو سے روانہ ہوتے وقت ذہن کو آزاد چھوڑ دیا تھا اس طرح اب بھی میں نے اپنی قوت ارادی سے کام لے کر اپنے آپ کو بالکل تروتازہ کرلیا۔ بہترین ناشتہ کیا اور پروگرام بنانے لگا کہ آج کا دن کس طرح گزارا جائے۔ دن میں نعیمہ عاکف کا خیال آیا تو میں نے تہیہ کرلیا کہ اس لڑکی کو پروقار رہنے دیا جائے' جس طرح اس نے اپنی نفیس طبیعت کا مظاہرہ کیا تھا۔ اسی طرح میں اس کی اس فطرت کو قائم رہنے دوں' ویسے بھی برائی کی جانب دل راغب نہیں ہوتا تھا' زندگی میں چند ہی لمحات ایسے آئے تھے' جب جذبات ہوش و حواس پر حاوی ہوگئے تھے' اگر کوئی ایسا ہی مرحلہ درپیش ہو جہاں گریز کرنا ممکن نہ رہے' تب تو بات مختلف' ورنہ بہتر ہے کہ کام سے کام رکھا جائے' چنانچہ ٹھیک گیارہ بجے' جب دروازے پر دستک ہوئی اور مدھم سی خوشبو فضا میں لہرائی جو نعیمہ عاکف کے بدن سے اٹھتی تھی تو میں نے اسے طلب کرلیا۔ ہمیشہ خوب صورت لباس پہنتی تھی۔ دن کی مناسبت سے اس وقت بھی ہلکے رنگ کا' ایک سلیقے کا لباس پہنے ہوئے تھی' مسکراتی ہوئی اندر آگئی' سلام و دعا کی اور اس کے بعد میری تمام ضرورتوں کی چیزیں میرے سامنے رکھ دیں جن کا اس نے وعدہ کیا تھا پھر مجھ سے بولی۔

"سر یہ چیک بک ہے۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے بلیک چینل کا فنڈ ہے آپ اس سے [illegible] کیجئے گا اگر آپ کو اس کی ضرورت ہو۔"

"دوسری بات' مسز عاکف' چلتے ہوئے مجھے ٹریولر چیک دیے گئے تھے' وہ موجود ہیں' کل بھول گیا تھا۔ ورنہ آپ سے کہتا کہ آپ انہیں کیش کرادیجئے۔"

"سر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے' آج تو آپ قاہرہ میں موجود ہیں' میں چیک کیش کرادوں گی۔"

تھوڑی دیر تک گفتگو کرنے کے بعد ہم نکل کھڑے ہوئے وہ اسی سرخ کار میں تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

"اصولی طور پر مجھے مسٹر عاکف سے ملاقات کرنی چاہیے لیکن میرا شیڈول آپ کے سامنے ہے' میرا خیال ہے چیک کیش کرانے کے بعد آپ اپنے معمولات میں مصروف ہو جائیے جو تفصیل آپ نے بتائی ہے میرا خیال ہے وہ بہت کافی ہے' میں غزہ روانہ ہو جاؤں گا۔"

"نہیں سر مجھے آج فرصت ہے۔ ہاں اگر آپ خود میرا ساتھ پسند نہ کریں۔ معاف کیجئے گا کچھ خیالات ہیں ذہن میں لیکن ادا کرتے ہوئے الجھتی ہوں۔"

"مثلاً"۔ میں نے سوال کیا اور وہ مجھے دیکھ کر مسکرا دی۔"

"سر پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ آپ نوجوان ہیں' پرکشش ہیں اور میں نے اس تھوڑے سے وقت میں بہت سے نگاہوں کو آپ کی جانب نگراں دیکھا ہے۔ سر زندگی کی کچھ دلچسپیاں ہوتی ہیں اور اگر انسان مردہ دل نہ ہو' تو ان سے لطف اندوز بھی ہوتا ہے۔ اب میں نہیں جانتی کہ پچھلی رات آپ نے کیسی گزاری لیکن دن بھی خوب صورت ہوتے ہیں۔"

مجھے ہنسی آگئی' میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسز نعیمہ عاکف ایک اچھے دوست کی حیثیت سے آپ کی زبانی یہ الفاظ برے تو نہیں لگتے لیکن اس بے حجاب گفتگو سے انسان بھٹک جاتا ہے' بعض لوگ کچھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ پہلے ایک مضبوط تعارف پسند کرتے ہیں اور اس کے بعد قربتوں کا آغاز ہوتا ہے آپ کے ان الفاظ سے اگر میں بھٹک جاؤں تو آپ کو الجھن نہیں ہوگی۔"

"سوری سر۔ ویری سوری۔ دیکھئے بات اصل میں یہ ہے کہ میں ہر طرح سے یہی چاہتی ہوں کہ آپ یہاں اپنے ذہن پر کوئی بوجھ نہ سمجھیں اور یہ محسوس کریں کہ آپ کی دوست یا آپ کی اٹینڈنٹ ایک عورت ہے' میں اس لیے آپ سے مردوں والی گفتگو کر رہی ہوں اور پھر دیکھیں ناں پروٹوکول ہوں اور آپ کی ہر آسائش کا خیال رکھنا میرا فرض

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے آپ نے جو الفاظ کہے ان کا مطلب بھی میری سمجھ میں آگیا ہے لیکن سر بدقسمتی میری یہ ہے کہ میں نے عاکف سے وفاداری کے وعدے کیے ہوئے ہیں اور اس سے کیا ہوا ایک بھی وعدہ میں نے آج تک نہیں توڑا سر آپ ایک اچھے انسان کی حیثیت سے یقینی طور پر اس بات کو پسند کریں گے کہ وعدے توڑتے نہیں چاہئیں۔ ہاں یہاں میرے علم میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو آپ کو قاہرہ کی سب سے حسین لڑکیوں سے ملا دیں گے۔ میں نے مسکرا کر کہا۔"

"نہیں مسز عاکف میں اپنے معیار سے گرے ہوئے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔"

"سر آپ بے حد نفیس انسان ہیں' میں خلوص دل سے اس کا اعتراف کرتی ہوں نہ آپ کی نگاہوں میں برائی ہے نہ آپ کے طرز عمل اور گفتگو میں۔ آئی ایم سوری سر۔ واقعی میں نے آپ کے شایان شان گفتگو نہیں کی۔"

"تو پھر آپ مجھے اب اتار دیجئے گا۔"

"اوکے سر اوکے۔"

"چیک کیش کرا کے میں نے محفوظ کر لیے ویسے بھی زیادہ رقم ساتھ رکھنا مناسب نہیں تھا۔ جرم ہر جگہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ مجھے لٹیروں کا خوف نہیں تھا لیکن اپنی قوت کو بے مقصد کاموں کے لیے کیوں زائل کیا جائے۔"

نعیمہ عاکف کے جانے کے بعد میں نے پر اعتماد انداز میں قاہرہ کے مشہور مقامات کی سیر کی۔ ابو الہول ایونیو قاہرہ ٹاور اور ایسی دوسری جگہیں' جن تک جانا مشکل نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ مصر کا ایک ایسا نقشہ جو اس کے اندرونی شہروں کی نشاندہی کرتا تھا۔ جس کام کے لیے میں یہاں آیا تھا اس میں تھوڑی واقفیت ضروری تھی۔ شام کو پانچ بجے کے قریب جب کہ صحیح معنوں میں مصر کی سیر کا وقت ہوتا ہے میں واپس ہوٹل میں آیا اور اپنے کمرے میں بیٹھ کر اس نقشے کا جائزہ لینے لگا۔ غزہ سے المغیر تک کی لکیر موجود تھی' اہرام مہرا لی بھی نشاندہی ہو رہی تھی میں ان تمام راستوں کو ذہن نشین کرتا رہا پھر وہ تمام کاغذات وغیرہ دیکھے جن میں میری نشاندہی کی گئی تھی۔ اپنے طور پر بالکل مطمئن ہو گیا تھا۔ سامان کے ساتھ نعیمہ عاکف ایک جدید ترین ساخت کا پستول بھی لے کر آئی تھی جو بغیر لائسنس کا تھا اس کے ساتھ ہی اس نے مجھے چند کارتوسوں کے پیکٹ بھی میرے حوالے

Uploaded By Muhammad Nadeem

کیے تھے۔ میں نے اس سے کہا تھا۔

"اگر لائسنس کے بغیر یہ اسلحہ میرے پاس سے برآمد ہو جائے تو۔"

"سر آپ اس کی بالکل فکر نہ کریں کم از کم اس اسلحے کے سلسلے میں آپ پر کوئی کیس قائم نہیں ہو سکے گا اس کی ذمے داری قبول کی جاتی ہے ہاں اسے استعمال کرتے ہوئے آپ کو یہ خیال رکھنا ہوگا کہ چشم دید گواہ کوئی نہ مل سکے میں اس بات پر ہنس رہا تھا پھر میں نے اپنے لیے ایک لائحہ عمل ترتیب دے لیا اور دوسری دن نعیمہ عاکف کا انتظار کیے بغیر میں غزہ روانگی کے لیے تیار ہو گیا۔"

مصر کے بڑے شہروں میں غزہ کا شمار بھی ہوتا ہے۔ ایک خاص طرز تعمیر۔ زندگی کی گہماگہمی اور وہ سب کچھ جو ضروری ہوتا ہے۔ یہ رات غزہ میں گزاری دوسرے دن ڈھائی بجے قصبہ المغیر پہنچنا تھا۔ وہ شناخت نامہ لے کر اس کمپنی پہنچ گیا جس کی نشاندہی کی گئی تھی کرائے کی گاڑی حاصل کرنے کے لیے بس یہ شناخت نامہ جمع کرا دینا کافی ہوا۔ ایک طاقتور لینڈ کروزر بہ آسانی حاصل ہو گئی جس کا ایک دن کا کرایہ میں نے پیشگی ادا کر دیا اور مجھے متعلقہ چیزیں دے دی گئیں۔

قصبہ المغیر کے بارے میں اب تک جو معلومات حاصل ہوئی تھیں انہیں ذہن میں رکھ کر میں نے سست روی سے سفر کا آغاز کر دیا کچھ ایسی چیزیں بازار سے ساتھ لے لی تھیں جنہیں راستے میں استعمال کیا جا سکتا تھا۔ مثلاً" سینڈوچز کے دو پیکٹ' کافی کا ایک بھرا ہوا تھرماس جس کے ساتھ تین کپ خود بخود مل گئے تھے' پانی کے برتن اور گلاس وغیرہ بس انہی چیزوں کی ضرورت تھی اور اس سے زیادہ مجھے کچھ درکار نہیں تھا۔ راستے میں چھوٹے چھوٹے آباد علاقے ملتے رہے۔ ایک دو جگہ رک کر میں نے قصبہ المغیر کے بارے میں معلومات حاصل کیں' بس المغیر کا نام ہی کام آیا تھا ورنہ راستے کے لوگ انگریزی سے واقف نہیں تھے وہ حیران نگاہوں سے مجھے دیکھتے اور پھر جب میں سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھ کر المغیر دہراتا تو وہ انگلی سے سیدھا اشارہ کر دیتے۔ اب تک یہ سفر صبر و سکون سے طے ہوا تھا اور مطلوبہ سفر طے کرنے کے بعد میں قصبہ المغیر جا پہنچا۔

بہت سے ممالک کی سیر کر چکا تھا بے شمار علاقے دیکھے تھے۔ یہ جدید ترین ممالک کے جدید ترین علاقے تھے۔ قصبہ المغیر بھی مجھے یورپ کے کسی خوب صورت قصبے سے

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

کسی طور کم نہیں محسوس ہوا، بے شک سرخ رنگوں کے پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا لیکن یہاں سبزے کی بہتات تھی اور مکانات بھی بہت خوب صورت بنے ہوئے تھے۔ المغیر سے میں نے اہرام میرا کے بارے میں معلومات کیں اور یہاں بہت سے لوگوں نے میری رہنمائی کر دی۔ البتہ المغیر سے نکلنے کے بعد جب میں نے اہرام میرا کا رخ کیا تو مصر کی روایتی سرزمین میرے سامنے آگئی۔ ناہموار جگہ جگہ سے اجڑی ہوئی سڑکیں۔ اہرام میرا تک کوئی باقاعدہ سڑک نہیں جاتی تھی بلکہ اس کے لیے بہت سے نشیب و فراز عبور کرنا ہوتے تھے۔ دو بج کر بیس منٹ ہوئے تھے جب میں نے انتہائی قدیم تاریخ کا فراعنہ کا وہ قبرستان دیکھا جو اہرام میرا کے نام سے مشہور تھا۔ پیچ در پیچ ناہموار پہاڑی کٹاؤ اور گھاٹیوں سے گزرنے کے بعد ہی وہاں تک پہنچا جا سکتا تھا، حالانکہ قاہرہ کا موسم بہت خوبصورت تھا اس کے علاوہ غزہ میں بھی گرمی کا وہ احساس نہیں تھا لیکن یہاں کا ماحول کافی گرم تھا، پتھروں سے تپش کا سا احساس ہوتا تھا، تاحد نگاہ زندگی کا نام و نشان نہیں نظر آرہا تھا ایک بار پھر ذہن میں کچھ وسوسے پیدا ہوئے، آخر طفیل شمسی نے اس ویرانے میں ملاقات کا فیصلہ کیوں کیا، کیا اس میں کوئی خاص بات تھی، اہرام میرا کا پورا قبرستان نہایت بوسیدہ تھا، پتا نہیں اس کی تاریخ کیا ہوگی، بہر طور وہاں جانا تو تھا چنانچہ میں نے ایک مناسب جگہ تلاش کرکے گاڑی احتیاط سے نیچے اتار دی، تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ مجھے اندازہ ہوگیا کہ یہاں سے کوئی گاڑی گزری ہے بعض جگہ پر ٹائروں کے نشانات نظر آرہے تھے کم از کم اس سے یہ تقویت تو ہوئی کہ کوئی ادھر آیا ہے اور لازمی امر تھا کہ وہ طفیل شمسی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا، جن جن راستوں کو میری نگاہوں نے تلاش کیا انہی پر ٹائروں کے نشانات بھی نظر آئے اور میں اب انہی کو نگاہ میں رکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا، کچھ ... لمحے بعد ہی مجھے پرانے طرز کی وہ لمبی کار نظر آگئی جو کھلی چھت کی لیموزین تھی، میں نے ایک گہری سانس لی، طفیل شمسی یہاں پہنچ چکا ہے، بہرطور کار کے قریب ہی اپنی گاڑی روک کر میں نیچے اتر آیا اور اطراف میں نگاہیں دوڑانے لگا۔ اگر وہ میرا منتظر ہے تو اس نے مجھے دیکھ لیا ہوگا اور اب کسی بھی سمت سے اس کی آواز سنائی دے گی، میں اس کا صورت آشنا نہیں تھا لیکن یہ کوئی اہم بات نہیں ہے ہمارے درمیان بلیک چینل کا کوڈ رابطے کا کام دے گا ایک لمحے تک میں وہیں کھڑا رہا، اس کے بعد لیموزین کی جانب بڑھ گیا

لیکن لیموزین کے قریب پہنچ کر جو سب سے پہلی چیز مجھے نظر آئی اس نے مجھے ششدر کر دیا لیموزین کا لیفٹ سائیڈ کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کے ڈیش بورڈ پر دو ننھی ننھی روشنیاں جل رہی تھیں، ڈیش بورڈ کچھ اس اسٹال کا تھا کہ اس کے گلاس کور تھے ورنہ سورج کی اس روشنی میں یہ ننھی روشنیاں جلتی محسوس نہ ہوتیں، کوئی سمجھدار ڈرائیور دروازہ اس طرح کھلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا اس کی وجہ کچھ اور ہی ہو سکتی ہے، میں قریب پہنچا اور میرا یہ احساس شدت اختیار کر گیا کہ یہاں کوئی خاص بات ضرور ہوئی ہے، دروازے کے باہر کے حصے میں تھوڑا سا خون پڑا ہوا تھا یعنی دروازے کا دوسرا حصہ جو باہر کی سمت ہوتا ہے اور جس کا رخ میری جانب نہیں تھا خون آلود تھا۔

ایک لمحے میں میرے ذہن میں خطرے کا احساس گونج اٹھا۔ یہاں کوئی گڑبڑ ضرور ہے، میں مستعد ہوگیا اور میں نے فوراً ایسی جگہ تلاش کرنا شروع کر دی جہاں مورچہ بنایا جا سکے پھر میں نے ایک پتھر کی آڑ لے کر زور سے آواز لگائی۔

”مسٹر طفیل شمسی۔“ میری آواز ہزاروں آوازوں میں تقسیم ہو کر اس ویران صحرا میں گونجنے لگی اور مجھ تک واپس پہنچ گئی، میں نے کئی بار یہ آوازیں لگائیں لیکن کوئی جواب نہیں ملا حیرت اور سنسنی عروج کو پہنچتی جا رہی تھی اس کار کا یہاں موجود ہونا اور اس کے بعد طفیل شمسی کا جواب نہ دینا، یقینی طور پر اپنے اندر بڑی پراسرار کیفیت رکھتا تھا، اب آوازیں دینا بیکار تھا، میں نے ایک بار پھر کار کے قریب پہنچ کر اطراف کا جائزہ لیا پھر اس کی ڈیش بورڈ کی چھوٹی ڈکی کھول کر اس میں کاغذات تلاش کیے اور مجھے طفیل شمسی کا ڈرائیونگ لائسنس اور کار کے دوسرے کاغذات مل گئے، کار طفیل شمسی ہی کی ملکیت تھی مگر اب کیا کرنا چاہیے، یقینی طور پر طفیل شمسی کو کوئی حادثہ پیش آیا ہے اور ضروری امر تھا کہ میں اسے اس طرح نہ چھوڑوں، ہو سکتا ہے کہیں زخمی حالت میں پڑا ہو بس اس کے بعد ٹوٹے پھوٹے احراموں کے درمیان میں نے اس کی تلاش شروع کر دی اپنا پستول میں نے نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا تاکہ کسی بھی لمحے کسی غلط صورت حال سے نمٹ سکوں، میں اس سالم احرام کے پاس پہنچا جہاں طفیل شمسی نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا اور یہاں پھر مجھے چونکنا پڑا، ایک پتھر پر بہت سا خون پڑا ہوا نظر آرہا تھا اس کے ساتھ ہی پتھر پر خون آلود ہاتھوں کے نشانات بھی تھے، احرام کا چھوٹا دروازہ کھلا نظر آرہا تھا، میرا

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ذہن چیخنے لگا' اطراف کی خاموشی کا مکمل جائزہ لینے کے بعد میں احرام کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوگیا باہر چونکہ تیز روشنی تھی اور اندر گھور تاریکی جس کی وجہ سے چند لمحات کے لیے اندھا ہوگیا کچھ نظر نہیں آرہا تھا آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بہت دیر تک اسی طرح کھڑا رہا پھر جب آہستہ آہستہ دماغ میں ٹھنڈک اتر آئی تو میں نے آنکھیں کھول دیں' احرام کے نیچے کا ماحول اب نگاہوں سے اوجھل نہیں تھا' میں نے اس ماحول کا جائزہ لیا' بوسیدہ تابوتوں کے کچھ ٹکڑے پڑے ہوئے تھے کچھ تابوت بہتر حالت تھے لیکن ان کے ڈھکن کھلے ہوئے تھے صرف ایک تابوت ایسا تھا جس کا ڈھکن بند تھا اور وہ باقی تابوتوں سے کچھ بہتر نظر آرہا تھا' میں نے زمین کا جائزہ لیا لیکن کوئی ایسی خاص چیز نہ ملی جو کچھ نشاندہی کرتی بس یہی سالم تابوت تھا جس پر ایک نگاہ ڈال لینا ضروری تھا میری چھٹی حس مجھے بتا رہی تھی کہ یہ تابوت خالی نہیں ہے' لرزتے ہاتھوں سے میں نے اس کا ڈھکن کھولا اور میرے ذہن میں شدید سنسنی دوڑ گئی' بدن ایک لمحے کے لیے اعصابی دباؤ کا شکار ہوگیا تابوت میں ایک انسانی لاش موجود تھی' سفید قمیص اور براؤن پتلون میں ملبوس ایک قوی ہیکل شخص کی لاش' جس کا چہرہ دیکھ کر ہی یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ مقامی ہی ہے اور اگر میرا خیال غلط نہیں تھا وہ طفیل شمسی ہی تھا' میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کا جائزہ لینے لگا' اس کے شانے کے نیچے سینے کے پاس خون کے بڑے بڑے دھبے موجود تھے اور غالباً" اسے عقب سے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا' اس کی پشت تو مجھے نظر نہیں آرہی تھی لیکن کوئی گولی شانے کے اس حصے کے پار ہوگئی تھی جس کی بنا پر سینے پر بھی خون ابھر آیا تھا' طفیل شمسی کو ہلاک کر دیا گیا' میں نے دل ہی دل میں سوچا' پستول میرے ہاتھ میں مضبوطی سے تھما ہوا تھا اور میرے کان آہٹوں کے منتظر تھے کم از کم اس ٹھنڈے احرام کے نیچے کوئی موجود نہیں تھا کیونکہ اگر کوئی ہوتا تو نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکتا تھا' کیا کرنا چاہیے' فضول کاوشوں کا عادی نہیں تھا' طفیل شمسی کی لاش سے مجھے کیا لینا تھا میں نے اس کے لباس کی تلاشی لے لینا مناسب سمجھا' پتلون کی جیبیں الٹی ہوئی تھیں' قمیص کی جیب خالی تھی گویا اسے ہلاک کرنے والوں نے یا والے نے اس کی تلاشی بھی لی تھی لیکن پھر میری نظر ایک رومال پر پڑی جو طفیل شمسی کی لاش کی مٹھی میں دبا ہوا تھا' سفید رنگ کا یہ رومال جگہ جگہ سے خون آلود نظر آرہا تھا لیکن جس ہاتھ میں طفیل شمسی نے اسے دبایا

تھا وہ خون آلود نہیں تھا جبکہ دوسرا ہاتھ پوری طرح خون میں ڈوبا ہوا تھا' میں نے جھک کر رومال اس کی مٹھی سے نکالنے کی کوشش کی انگلیاں جکڑ گئی تھیں' بہرحال اس کے درمیان سے رومال کو کھینچ لینا مشکل نہ ثابت ہوا میں نے رومال کو کھول کر دیکھا اور ایک بار پھر مجھ پر سنسنی کا حملہ ہوگیا' رومال پر انگریزی کے کچھ الفاظ خون آلود انگلی سے لکھے گئے تھے' یہ الفاظ خون میں گڈ مڈ ہوگئے تھے لیکن بغور دیکھنے سے کچھ اندازہ ہو رہا تھا لکھا تھا۔

"صمد العمران!" پورٹ سیعد میں ہے آٹھ ایک آٹھ ڈیش ایک' باقی بھی کچھ لکھا تھا لیکن وہ لکھا دوسرے خون کے دھبے میں شامل ہوکر اپنی اصل حیثیت کھوچکا تھا' میرے ذہن میں مسلسل سناٹے گونجتے رہے' صورت حال کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا' یقیناً" یہ نشاندہی میرے لیے تھی کیونکہ طفیل شمسی مجھے صمد العمران کے بارے میں ہی بتانے والا تھا لیکن اسے موقع نہیں ملا' غالباً" اسے ہلاک کرنے والوں نے اپنی دانست میں اسے ہلاک کرکے اس کی لاش تابوت میں ڈال دی تھی لیکن وہ کچھ دیر زندہ رہا اور ہوش و حواس قائم کرکے اس نے اپنے ہی خون سے میرے لیے یہ تحریر لکھی' یہ صرف ایک اندازہ تھا' بظاہر اس کے علاوہ اور کچھ نہیں نظر آتا تھا میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور احتیاطاً" اس پر ایک تنقیدی نظر ڈالی کہ ہوسکتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی اس کے پاس کچھ موجود ہو لیکن اس میں ناکامی ہوئی اب اس لاش کو کاندھے پر لاد کر واپسی۔ حماقت کے سوا کچھ نہیں تھی چنانچہ میں وہاں سے واپس پلٹ پڑا اور احرام کے چھوٹے دروازے سے آہٹیں لے کر باہر نکل آیا۔ اسی وقت میرے کانوں میں کسی گاڑی کے انجن کی آواز ابھری تھی اور یہ آواز اسی سمت سے آئی تھی جہاں میں نے گاڑی کھڑی کی تھی' میں نے تیزی سے اپنی جگہ چھوڑی اور گردن اٹھا کر اس گاڑی کو دیکھنے لگا جو گرے کلر کی گاڑی اور ابھی ابھی وہاں آکر رکی تھی' میں ایک لمحے کے لیے رک کر اس کا جائزہ لینے لگا' گاڑی سے دو لڑکیاں نیچے اتری تھیں' جینز اور جیکٹ میں ملبوس تھیں' دراز قامت تھیں اور یقینی طور پر مصر سے تعلق نہیں رکھتی تھیں' ان میں سے ایک کے ہاتھ میں کیمرا تھا' میں نے ایک لمحہ کچھ سوچا اور پھر اپنی جگہ سے آگے بڑھ گیا' کیمرے والی لڑکی نے فوراً" ہی کیمرے کا رخ میری جانب کیا اور میں نے کیمرے کی فلیش لائٹ چمکتی ہوئی دیکھی' اسنگل مجھ پر ہی

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھا' میں تھوڑا سا چکرا گیا میری تصویر کیوں بنائی گئی تاہم خود کو سنبھال کر آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا' دونوں لڑکیاں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں' میں چند لمحات کے بعد ان کے قریب پہنچ گیا ان میں سے ایک کسی قدر نرم خدوخال کی مالک لیکن دوسری کرخت چہرے والی تھی' دونوں جسمانی طور پر بالکل فٹ نظر آرہی تھیں ان کے علاوہ اور کوئی گاڑی سے نہیں اترا تھا' میں نے ایک لمحے سوچا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا' تبھی ان میں سے ایک لڑکی نے مجھے مخاطب کیا۔

"ہیلو۔" میں رک کر اسے دیکھنے لگا تو وہ دو قدم آگے بڑھ آئی' یہ کرخت چہرے والی لڑکی تھی اور کیمرا اس کے پاس تھا۔ غالباً" تم بھی سیاح ہو' شکل و صورت سے مقامی آدمی نہیں معلوم ہوتے؟"

"ہاں میں سیاح ہوں لیکن تم نے میری تصویر کیوں بنائی ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"تمہاری تصویر۔"

"ہاں مجھے علم ہے کہ میری تصویر تمہارے اس کیمرے میں محفوظ ہو چکی ہے۔"

"اگر یہاں اس خوبصورت ماحول کی تصویریں بناتے ہوئے تمہاری تصویر بھی میرے کیمرے میں منتقل ہو گئی ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں یہ ایک اچھی بات ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ خوب صورت چیزیں مجھے پسند ہیں اور تم ایک خوب صورت نوجوان ہو۔"

"پھر بھی مس یہ مناسب نہیں ہے۔"

"نہیں غیر مناسب بھی نہیں ہے' ویسے ڈیئر تمہارا تعلق کونسے ملک سے ہے' بے شک پہلی نگاہ میں تم مقامی نہیں معلوم ہوتے لیکن تمہارے چہرے کے نقوش بتاتے ہیں کہ تمہارا تعلق بھی انہی علاقوں سے ہے' شامی ہو یا عراق کے رہنے والے ہو؟"

"میں اپنا تعارف نہیں کرانا چاہتا۔"

"تھوڑے سے بد اخلاق ہو ورنہ باقی سب ٹھیک ہے' اچھا چلو یہ تو بتادو کہ ان اہراموں کی تاریخ کیا ہے تھوڑی بہت معلومات اگر تمہیں حاصل ہوں۔" دفعتہً ہی مجھے فضا میں تمباکو کی بو محسوس ہوئی اور میں نے اطراف میں دیکھا' تبھی کار کی عقبی کھڑکی

سے ایک مردانے جوتے کا تلا سامنے آگیا' وہ جو کوئی بھی تھا گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لیٹا ہوا سگریٹ پی رہا تھا' میں نے ایک گہری سانس لی اور لڑکیوں کی طرف توجہ دیے بغیر میں اپنی گاڑی کی جانب چل پڑا۔ لڑکیاں ہلکی سی ہنسی کے ساتھ ایک بار پھر اطراف کی تصویریں بنانے میں مصروف ہو گئی تھیں' گاڑی کا دروازہ کھول کر میں اندر بیٹھ گیا' یہ لوگ سمجھ میں نہیں آئے تھے' ابھی میں اندر بیٹھا ہی تھا کہ میں نے نئی آنے والی کار کے عقبی حصے سے ایک دیو قامت شخص کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا' خاص قسم کی جرسی اور پتلون میں ملبوس رسلر قسم کا آدمی تھا جس نے سر پر کیپ لگائی ہوئی تھی' اس کے ہونٹوں میں سگریٹ دبا ہوا تھا' میں نے گاڑی اسٹارٹ کرکے ریورس کی اور ریورس ہی میں دور تک لیتا چلا گیا اس کے بعد گاڑی موڑ کر واپس چل پڑا' نجانے کیوں یہ لڑکیاں اور یہ شخص مجھے پراسرار محسوس ہوئے تھے' حالانکہ ان کی آمد کوئی ایسی اجنبی بات بھی نہیں تھی' اہرامین مبرا کی تلاش میں دوسرے سیاح بھی آسکتے تھے اور پھر جس طرح انہوں نے گاڑی یہاں پارک کی تھی اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کسی سے چھپنا نہیں چاہتے بلکہ کھلم کھلا یہاں آئے ہیں اور دو گاڑیوں کو دیکھ کر انہوں نے بھی اپنی گاڑی یہیں پارک کر دی ہے' کچھ دیر کے بعد میری لینڈ کروزر اچھلتی کودتی ہوئی بالآخر سڑک پر پہنچ گئی اور میں نے اسے قصبہ المغیر کی جانب موڑ دیا' اب ان لوگوں کو نظر انداز کرکے میں طفیل شمسی کے بارے میں سوچنے لگا تھا' یہ تو بہت برا ہوا' طفیل شمسی کی موت کی اطلاع بہرطور کوئن میکیڈیا تک پہنچنی چاہیے تاکہ مجھے آئندہ کے لیے احکامات مل سکیں' دیر تک سوچتا رہا کہ اس کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے اور بعد میں یہی طے کیا کہ قصبہ المغیر پہنچنے کے بعد ٹیلی فون پر نعیمہ عاکف سے رابطہ قائم کروں گا اور اسے اس بارے میں تفصیلات بتاؤں گا' حالانکہ نعیمہ عاکف نے مجھ سے کہا تھا کہ اس کی ذمے داریاں محدود ہیں اور وہ بہت سے معاملات میں اختیارات نہیں رکھتی' بہرحال اسے اس بارے میں اطلاع تو دوں گا' وہ رومال جس پر صمد العمران کے بارے میں نشاندہی کی گئی تھی میں نے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا لیکن اب وہ بھی خطرناک تھا' چنانچہ ایک جگہ گاڑی روکنے کے بعد میں نیچے اتر آیا اور میں نے رومال جلا کر اس کی راکھ فضا میں منتشر کر دی پورٹ سعید آٹھ ایک آٹھ ڈیش ون کو میں نے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا پھر سورج خاصا نیچے ڈھل گیا تھا جب میں قصبہ المغیر پہنچ گیا' فی

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

البااں اسی چھوٹے سے قصبے میں قیام کرنا تھا تاکہ نعیمہ عاکف صورت حال بتانے کے بعد اے کے لیے کوئی فیصلہ کرسکوں۔ قصبے کا میں نے کوئی جائزہ نہیں لیا تھا بس یہاں سے گزرتے ہوئے ایک نگاہ اسے دیکھا تھا اب مجھے وہاں کسی قیام گاہ کی تلاش ہوئی کچھ لوگوں سے معلومات حاصل کی تو ان میں ایک نے موٹیلا کا نام لیا' ذرا عجیب سا نام تھا لیکن بعد میں اس کی تشریح ہوگئی' موٹیل کو موٹیلا کا نام دیا گیا تھا' یہ موٹیل ایک بلند جگہ بنا ہوا تھا' مخصوص طرز کی کچی پکی عمارت جو ایک منزلہ ہی تھی لیکن اسے ایک پہاڑی سلسلے پر دور تک پھیلایا گیا تھا' اوپر تک جانے کے لیے کچی سڑک بنی ہوئی تھی' پہاڑی راستے ہی کو ہموار کرکے سڑک کی شکل کا بنالیا گیا تھا لکڑی کے ٹوٹے پھوٹے گیٹ کے دوسری جانب وسیع احاطہ تھا جس میں پانی کا حوض بھی بنا ہوا تھا اور پانی میں بطخیں بھی تیر رہی تھیں کنارے کنارے بنچ بھی ڈال دیے گئے تھے پھر ایک دالان تھا اور دالان ہی میں ان بے شمار کمروں کے دروازے تھے جو دونوں سمت دور تک پھیلے ہوئے تھے اور راہداری کے ساتھ ساتھ گھومتے چلے گئے تھے' بالکل سامنے کے حصے میں ایک مدقوق سا بوڑھا آدمی سال خوردہ میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا ایک موٹے رجسٹر کی ورق گردانی کر رہا تھا میرے قریب پہنچنے کے بعد بھی اس نے کئی ورق الٹے اور رجسٹر ہی میں کھویا رہا' تب میں نے میز کی سطح انگلی سے کھٹکھٹائی اور وہ گردن اونچی کرکے مجھے دیکھنے لگا۔

"مجھے قیام کے لیے جگہ چاہیے۔" اس نے رجسٹر الٹا کر دیا اور ایک بال پوائنٹ میرے ہاتھ میں دے کر کچھ اوراق الٹے اور سادہ ورق سامنے کردیا' میں سمجھ گیا تھا کہ وہ مجھ سے نام اور پتا مانگ رہا ہے' میں نے قاہرہ کے ایک علاقے کا اوٹ پٹانگ پتا لکھ دیا اور اپنا نام بھی غلط ہی لکھا' احتیاط اچھی چیز ہوتی ہے اس کے بعد اس نے مجھ سے چار پونڈ طلب کیے اور میں نے یہ رقم اس کے حوالے کردی' تب وہ ایک چابی میرے طرف بڑھا کر بولا۔

"کمرہ نمبر بائیس۔" میں نے گردن ہلائی اور کمروں کی قطار پر پڑے ہوئے نمبروں کا جائزہ لیتا ہوا بائیس نمبر پر پہنچ گیا' دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا' بس واجبی ہی سی جگہ تھی جہاں قیام کیا جاسکتا تھا' اندر پہنچنے کے بعد میں نے ایک قدیم طرز کی آرام کرسی پر بیٹھ کر جوتے کے فیتے کھول لیے' بڑے الجھن محسوس ہو رہی تھی' طبیعت اڑی اڑی سی تھی' نجانے کیوں طفیل شمسی کی موت نے میرے ذہن پر برا اثر ڈالا تھا نعیمہ عاکف کا نمبر ذہن میں دہرایا اور پھر اٹھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھول کر ایک عمر رسیدہ عورت اندر داخل ہوگئی اس نے ایپرن باندھا ہوا تھا' جسم فربہی کی جانب مائل تھا' نہایت شستہ انگریزی میں بولی۔

"آپ کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہو جناب' چائے' کافی وغیرہ اور ہاں' کیا رات کا کھانا آپ یہیں کھائیں گے؟"

"جی میڈم اور اس وقت مجھے بہت عمدہ کافی درکار ہے۔"

"براہ کرم بل ادا کر دیجیے۔" اس نے کہا اور میں نے اسے حیرانی سے دیکھتے ہوئے اس کا طلب کردہ ایک پونڈ اس کے حوالے کر دیا۔ "اور اگر رات کا کھانا آپ یہیں کھائیں تو اس کی قیمت ڈھائی پونڈ اور ادا کر دیجیے۔" میں نے اس کی اس ہدایت پر بھی عمل کیا اور پوچھا۔

"میڈم کیا یہاں مجھے ٹیلی فون کی سہولت مل سکتی ہے؟"

"ہاں بالکل' ہم نے مہمانوں کے لیے ٹیلی فون بوتھ بنا دیا ہے آپ کو یہ ٹیلی فون بوتھ شاید نظر نہ آیا ہو۔ دالان کے بالکل سامنے ہے۔"

"بے حد شکریہ۔ کافی کے لیے مجھے کتنی دیر انتظار کرنا ہوگا؟"

"زیادہ سے زیادہ دس منٹ' میں ابھی لائی۔" اس نے کہا۔

کافی بہترین تھی اور اس وقت ذہنی تھکن کو زائل کرنے کے لیے بڑی کارآمد ثابت ہوئی تھی۔ اخلاقاً کافی کے ساتھ کچھ نمکین بسکٹ بھی رکھ دیے گئے تھے جس کی پلیٹ میں نے صاف کر دی۔ پنیر کے بنے ہوئے یہ بسکٹ بہت لذیذ تھے۔ کافی پیتے ہوئے میں مختلف خیالات میں گم رہا اور اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل آیا۔ یقینی طور پر اس موٹیلا میں دوسرے مہمان بھی قیام پذیر ہوں گے لیکن ماحول کچھ سنسان نظر آرہا تھا۔ میں باہر نکلا ہی تھا کہ سال خوردہ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے مدقوق آدمی نے کہا۔

"غالباً آپ ٹیلی فون کرنا چاہتے ہیں۔"

"جی۔"

"تو پھر مجھ سے ٹوکن خرید لیجیے۔" وہ بولا اور میں پلٹ کر اس کے پاس آگیا۔ اس

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

"بد قسمتی سے لوگ بے ایمانی کرتے ہیں اور دوسروں کو توہین کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ہم نے ٹیلی فون کے لیے ٹوکن سسٹم رکھا ہے تاکہ بے ایمانی کے امکانات ختم ہو جائیں۔"

میں نے اس سے ٹوکن خریدے اور ٹیلی فون بوتھ کی جانب بڑھ گیا۔ ٹیلی فون بوتھ میں لوکل کال اور شہر سے باہر کی کالوں کے ریٹ لکھے ہوئے تھے۔ میں نے ٹوکن ڈالے اور نعیمہ عاکف کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ٹیلی فون بہت پرفیکٹ تھا۔ چند ہی لمحات کے بعد مجھے نعیمہ عاکف کی آواز سنائی دی۔

"جی آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں؟"

"مسز عاکف۔"

"بول رہی ہوں فرمایئے۔"

"آپ کا مہمان دانش منصور۔"

"اوہ مسٹر دانش کہاں سے بول رہے ہیں؟"

"قصبہ المغیر سے۔"

"گڈ ویری گڈ فرمایئے میرے لائق کوئی خدمت۔"

"جس شخص سے ملاقات کے لیے مطلوبہ جگہ پہنچا تھا وہ اللہ کو پیارا ہو چکا ہے اور مجھے اس کے بارے میں مزید کچھ نہیں معلوم۔" دوسری طرف ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی پھر نعیمہ عاکف کی آواز ابھری۔

"میرے لیے کیا خدمت ہے؟"

"میں یہی چاہتا ہوں کہ کس طرح کوئن سے رابطہ کرکے اسے یہ بات بتا دی جائے۔" دوسری طرف پھر خاموشی طاری ہو گئی اور پھر اس نے کہا۔

"ہر چند کہ یہ ایک مشکل کام ہے لیکن بہر طور میں اپنے ذرائع اختیار کر سکتی ہوں۔ آپ کو جواب کس نمبر پر دینا ہے۔" میں نے ٹیلی فون بوتھ کے اوپر حصے پر لکھے ہوئے نمبر کو پڑھا اور یہ نمبر دہرایا۔

"تو اپنی گھڑی میں ٹائم سیٹ کر لیجیے۔ اب سے دو گھنٹے کے بعد میں آپ کو اس نمبر پر ڈائل کروں گی۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"اور کوئی حکم؟"

"نہیں شکریہ۔" میں نے کہا اور پھر خود ہی ٹیلی فون بند کر دیا۔ ٹیلی فون بوتھ سے نکل کر میں بوڑھے شخص کے قریب پہنچا اور میں نے کہا۔

"اگر آپ کے موٹیلا میں قیام پذیر کسی مہمان کے لیے فون موصول ہوتا ہے تو کیا آپ اسے خبر کر دیتے ہیں۔"

"بالکل جناب' یہ ٹیلی فون کتنی دیر میں موصول ہو گا اور کیا آپ نے اپنا روم نمبر بتا دیا ہے؟"

"نہیں' لیکن اب سے ٹھیک دو گھنٹے کے بعد یہ فون آئے گا اور دانش منصور نامی شخص کو پوچھا جائے گا۔ اصل میں دانش منصور تو موجود نہیں ہے اس کی جگہ میں یہ فون اٹینڈ کروں گا۔" یہ مجبوری پیش آ گئی تھی نہ تو نعیمہ عاکف کو میں نے اپنا کمرا نمبر بتایا تھا اور نہ ہی نقلی نام لیکن بوڑھے شخص نے کسی قسم کا کوئی تعرض نہیں کیا تھا لیکن بوڑھے شخص کو ٹیلی فون کے بارے میں مجھے اطلاع دینے کی ضرورت نہیں پیش آئی۔ وقت کا تعین رکھتے ہوئی میں خود ہی باہر نکل آیا اور جیسے ہی میں اس دالانی کاؤنٹر پر پہنچا بوڑھے شخص نے ٹیلی فون کی طرف اشارہ کر دیا۔ غالباً اس کے سسٹم پر ٹیلی فون بوتھ میں موصول ہونے والی کال کی نشاندہی ہوئی تھی۔ میں نے بوتھ میں داخل ہو کر ریسیور اتارا اور کان سے لگا لیا۔ دوسری جانب سے مجھے نعیمہ عاکف کی آواز سنائی دی۔

"میں مسٹر دانش منصور سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"ہاں نعیمہ میں بول رہا ہوں۔"

"ہیلو دانش! میں گفتگو کر چکی ہوں۔"

"کیا ہدایت ملی ہے؟"

"میڈم کا کہنا ہے کہ اب یہ ذمے داری چونکہ تمہارے سپرد کر دی گئی ہے اس لیے اس کی سارے ان اور آؤٹ تمہیں ہی دیکھنے ہیں جو کام تمہارا ہے اس میں تمہاری معاونت تو ہر شخص کرے گا لیکن تمہیں سب کچھ اپنے طور پر ہی کرنا ہے۔ میڈم کا کہنا

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے کہ بہتر یہ ہوگا کہ اب تم اس سلسلے میں سب کچھ کرنے کے بعد ہی ان سے رابطہ قائم کرو۔"

"بس۔"

"ہاں۔"

"اوکے۔" میں نے جواب دیا۔ اسی وقت احاطے کے لکڑی والے گیٹ کے سامنے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمکیں۔ غالباً کوئی نیا مہمان اس جگہ قیام کرنے آیا تھا۔ نعیمہ کی طرف سے فون بند ہونے کے بعد میں نے ریسیور ہک میں ٹانگ دیا اور بوتھ سے باہر نکل آیا۔ بوڑھا کاؤنٹر میں پھر رجسٹر کھول کر بیٹھ گیا تھا۔ غالباً یہ اس کا دلچسپ مشغلہ تھا کہ جب فرصت ہو تو موٹیلا میں قیام کرنے والے مہمانوں کی فہرست دیکھتا رہے اور ان کی صورتیں یاد کرتا رہے۔ زندگی میں انسان کوئی نہ کوئی مشغلہ تو اپناتا ہی ہے۔ ہوسکتا ہے بوڑھے کے لیے یہ مشغلہ دلچسپ ہو۔ پھر احاطے کے گیٹ کے سامنے سے میں نے کسی کو اندر آتے ہوئے دیکھا۔ مجھے موٹیلا میں قیام کرنے آنے والوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی چنانچہ میں واپسی کے لیے پلٹا اور اسی وقت شی شی کی آواز میرے کانوں میں ابھری یہ آواز اسی سمت سے آئی تھی جدھر سے کوئی شخصیت اندر کی جانب آ رہی تھی۔ میں رک گیا۔ مخاطب مجھے ہی کیا گیا تھا۔ آنے والی شخصیت کو میں نے ایک نگاہ میں پہچان لیا۔ یہ انھی میں سے ایک تھی جنہیں میں نے اہرام مصر کے کھنڈرات کے پاس دیکھا تھا۔ غالباً وہ لڑکی جس کے چہرے کے خطوط نرم تھے میں رک کر اسے دیکھنے لگا۔ یہ دونوں لڑکیاں اور بعد میں میں نے جس شخص کو دیکھا خاصی پراسرار شخصیت کے مالک تھے اور میں انہیں نظر انداز نہیں کرسکتا تھا۔ وہاں سے واپسی پر بھی میں نے ان کے بارے میں سوچا تھا۔ لڑکی میرے قریب آگئی۔

"مسٹر تم سے ایک اہم مسئلے پر گفتگو کرنی ہے۔ کیا تم ہمیں کچھ وقت دے سکو گے؟"

"کیا مسئلہ ہے؟"

"بہتر ہوگا کہ چند لمحات ہمیں دے ہی دو۔ بعض اوقات ایک دوسرے سے کیا جانے والا تعاون سب کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔" میں نے ایک لمحے کچھ سوچا اور اس

کے بعد کہا۔

"آؤ یہاں میرے پاس ایک کمرا موجود ہے۔ بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ کیا تمہارے ساتھ تمہارے دوسرے ساتھی نہیں ہیں؟"

"استارا بھی ہے اور گارین بھی۔ تم بے دھڑک ادھر ہی آجاؤ۔ بے فکر رہو تمہیں ہم سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔"

یہ گویا میری غیرت مردانہ پر ضرب لگانے والی بات تھی اور ضرب لگ گئی۔ میں لاپروائی کے انداز میں بولا۔

"تم لوگ شاید بہت خوش فہمی کے شکار ہو اور اپنی ذات کو بہت کچھ سمجھتے ہو لیکن مجھ سے گفتگو کا موضوع کیا ہے۔ آؤ چلو میں بات کرلوں۔ استارا شاید تمہاری وہ ساتھی لڑکی ہے جو مجھے وہاں ملی تھی اور گارین وہ شخص جو بعد میں گاڑی سے اترا تھا۔"

"تمہاری نگاہیں کافی تیز ہیں۔" لڑکی نے مسکرا کر کہا اور واپسی کے لیے مڑ گئی۔ میں بھی اس کے ساتھ لکڑی کے گیٹ سے باہر نکل آیا تھا۔ دیوہیکل گارین گاڑی سے پشت لگائے کھڑا ہوا تھا اور دوسری لڑکی جسے استارا کے نام سے روشناس کرایا گیا تھا میری ہی سمت رخ کیے کھڑی تھی۔ اندھیرا پھیل چکا تھا لیکن اتنا نہیں کہ مجھے ان کے خدوخال نظر نہ آسکیں۔ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ دیوہیکل شخص نے گردن خم کرکے کہا۔

"شکریہ مسٹر کیا ہم آپ کے نام سے واقف ہوسکتے ہیں۔ ویسے میرا نام گارین ہے۔ یہ مس استارا اور وہ لڑکی جو تمہیں یہاں تک لائی ہے ہیلی وائل کے نام سے پکاری جاتی ہے۔"

"میرا نام تم اپنی پسند کے مطابق لے سکتے ہو کیونکہ میں نہیں کہہ سکتا کہ تم نے اپنے اصل نام بتائے بھی ہیں یا نہیں۔"

"ٹھیک ہے تم کوئی بھی ایکس وائی زیڈ ہوسکتے ہو ویسے ہم تمہیں مسٹر ایکس کہہ سکتے ہیں۔" گارین کے لہجے میں تمسخر تھا۔ میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم بہت خوش مزاج معلوم ہوتے ہو لیکن جو لوگ بغیر کسی تفصیل تعارف کے بے تکلف ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں انہیں احمقوں میں تصور کرتا ہوں۔"

"اپنا اپنا خیال ہے اصل میں مائی ڈیئر وہاں کھنڈرات میں تمہارے جانے کے بعد ہم

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی اندر پہنچے تھے۔ دوسرے احرام تو ٹوٹے پھوٹے پڑے تھے لیکن جو سالم احرام تھا۔ اس میں ایک تابوت کے اندر ہم نے جو کچھ دیکھا اس نے ہمیں تم سے دوبارہ ملاقات پر مجبور کر دیا۔"

"مطلب؟"

"وہاں ایک لاش موجود تھی اور زیادہ پرانی بھی نہیں تھی۔ یعنی بس اتنی ہی پرانی کہ تم اسے قتل کر کے باہر نکل آؤ۔ یہ تو اتفاق کی بات تھی کہ ہم بھی عین اسی وقت وہاں پہنچ گئے اور ہم نے اسے دیکھ لیا۔ بعد میں ہم تمہیں تلاش کرتے ہوئے یہاں آئے۔ اتفاق سے ہمیں علم ہوا کہ واحد قصبہ ہے جہاں کوئی قیام کر سکتا ہے اور پھر تمہاری گاڑی نے ساری تفصیل ہمیں بتا دی۔"

"کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ وہ قتل بے مقصد تو نہ ہوا ہوگا۔"

"اس کی اطلاع تمہیں پولیس کو دینی چاہیے۔ پولیس زیادہ بہتر طریقے سے معلومات حاصل کر سکتی ہے کہ قتل بے مقصد ہے یا بامقصد۔"

"لیکن اتفاق کی بات یہ ہے کہ ہمیں تم سے کچھ اور بھی کام ہے۔ آؤ کسی مناسب جگہ چل کر گفتگو کرتے ہیں۔ آؤ ہماری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔"

"نہیں میں فضول باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ اگر تم مجھے بلیک میل کر کے کچھ حاصل کرنا چاہتے ہو تو پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ایک سیاح ہوں اور سیاحوں کے پاس بڑی رقومات نہیں ہوتیں۔ ہوتی بھی ہیں تو کیش کی شکل میں نہیں چنانچہ تمہیں مجھ سے تھوڑے سے مصری پونڈ کے علاوہ اور کچھ دستیاب نہیں ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ میں آسانی سے بلیک میل نہیں ہوتا ہوں۔"

"دنیا کا کوئی بھی کام آسان نہیں ہے اور ہم تمہیں بھی اتنا نرم چارا نہیں سمجھتے جو شخص [illegible] کو اتنی درندگی سے قتل کر دے وہ اتنی آسان چیز تو نہیں ہو سکتا۔"

"[illegible] تم مجھے [illegible] لے جانا چاہتے ہو؟"

"[illegible] لے جانا چاہتے [illegible]۔" اس وقت میں نے عقب سے اپنی پشت پر ایک [illegible] محسوس کیا اور میں بے اختیار چونک کر پلٹ پڑا۔ یہ ایک چوتھا آدمی تھا کسی

قدر پستہ قامت لیکن کھردرے اور سفاک چہرے والا۔ اس کے ہاتھ میں آٹومیٹک رائفل تھی جس کی نال اس نے میری پشت سے لگائی تھی اور اب دباؤ ڈال رہا تھا۔ میں نے ایک نگاہ اسے دیکھا تبھی اس کی سفاک آواز سنائی دی۔

"اور دونوں ہاتھ بلند کرو کیونکہ میں گارین کی طرح نرم خو انسان نہیں ہوں۔"

مجھے ایک لمحے میں اندازہ ہو گیا کہ یہ شخص جس کے چہرے کی بناوٹ ہی اس کے اندر کی کیفیت کا پتا دیتی تھی جو کچھ کہہ رہا ہے کر ڈالے گا۔ میں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔ تبھی ہیلی وائل آگے بڑھی اور اس نے میری تلاشی لینا شروع کر دی۔ میرا پستول اس نے ایک لمحے میں اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ پیروں تک کی تلاشی لینے کے بعد اس نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی اور پیچھے کھڑے ہوئے شخص نے مجھے رائفل سے آگے دھکیلتے ہوئے کہا۔

"چلو گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔" اس وقت اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں ان کے احکامات کی تعمیل کروں وہ تمام لوگ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ مجھے دونوں سمت سے کور کر لیا گیا تھا اور میں اب ذرا ٹھنڈے دماغ سے اس صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔ کچھ دور سفر کرنے کے بعد میں نے پوچھا۔

"آخر تم لوگ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

"وہ جگہ تمہیں پسند آئے گی اور تم ہماری ایڈونچر پسند فطرت کی داد دو گے۔" اس بار استارا نے جواب دیا تھا۔ وہ انگلش بہت مشکل سے بول رہی تھی لیکن اپنا مفہوم سمجھانے میں کامیاب تھی۔

"آخر تم کیا چاہتے ہو؟"

"ہماری چاہتوں کا پتا تمہیں اس جگہ پہنچ کر چل جائے گا۔ جہاں ہم تمہیں لے جا رہے ہیں۔" میں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

سفر بہت زیادہ طویل نہیں کیا گیا لیکن جس جگہ انہوں نے گاڑی روکی تھی وہ بڑی بھیانک سی جگہ تھی چاروں طرف ٹوٹے پھوٹے پہاڑی ٹیلے۔ ابھری ہوئی چٹانیں، کھائیاں جھاڑیاں لیکن ایک صاف ستھری جگہ پر تاروں کی چھاؤں میں مجھے ایک چھولداری نظر آئی تھی جو تاریک پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے اسی چھولداری کے قریب اپنی گاڑی روک لی۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ ہمارا کیمپ ہے جاؤ ہیلی وائل روشنی کر دو۔"

"خوبصورت لڑکی چھولداری کا پردہ کھول کر اندر داخل ہوگئی اور پھر غالباً" اس نے وہاں کیروسین لیمپ روشن کر دیا کیونکہ مٹی کے تیل کی بو کا ایک جھونکا فضا میں پھیلتا ہوا گزر گیا تھا۔ وہ مجھے چھولداری میں نہیں لے گئے بلکہ چھولداری سے تھوڑے فاصلے پر ایک پتھر پر بٹھا دیا۔ چند لمحات کے بعد ہیلی وائل بھی واپس آگئی تھی۔ پتھر پر بیٹھ کر میں نے اطراف کا جائزہ لیا۔ پتھر کے بالکل پیچھے ایک اچھا خاصا ڈھلان تھا۔ جس میں چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔ پتھروں کے بے شمار ٹکڑے یہاں پڑے ہوئے تھے۔ میں صورت حال کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ تب ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا۔

"ہاں دوست دیکھو جب انسان مشکل حالات کا شکار ہو جاتا ہے تو اس کے لیے سب سے بہترین پالیسی یہی ہوتی ہے کہ اپنی جان بچانے کے لیے سب کچھ سچ سچ اگل دے۔ تمہاری جگہ اگر میں ہوتا تو یقیناً" ایسا ہی کرتا۔ بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے اور یہ شخص جس کا نام بگ کورڈیل ہے انسان نما جانور ہے۔ قتل کرنے کے معاملے میں یہ کبھی پیچھے نہیں رہتا بلکہ سچ بات یہ ہے کہ یہ قتل کرنے کا شوقین ہے۔"

"ہوں اور تم اس سفاکانہ قتل کا الزام مجھ پر لگانا چاہتے ہو جو یقیناً" تمہارے کہنے پر اس شخص نے کیا ہے؟" جواب میں گارین ہنس پڑا اور پھر بولا۔

"چلو ٹھیک ہے مان لیا' تمہارا ساتھی اس کے ہاتھوں قتل ہوا لیکن کیا یہ ایک اچھی بات نہیں کہ تم بھی اسی کے ہاتھوں مارے جاؤ۔"

"اول تو وہ میرا ساتھی نہیں تھا میں ایک سیاح ہوں۔ مصر کے اہرامین کے بارے میں یادداشتیں اور معلومات جمع کر رہا ہوں اور انہی شوقینوں میں سے ایک ہوں جو مصریات کے دیوانے ہوتے ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ احرام مبرا میں' میں نے بند تابوت میں ایک لاش دیکھی تھی اور خاموشی سے وہاں سے نکل آیا تھا لیکن نہ میں نے اسے قتل کیا اور اب جبکہ تم تسلیم کر چکے ہو تو بہرطور یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے اگر تم اسے میرا ساتھی کہہ رہے ہو تو یقیناً" کسی غلط فہمی کا شکار ہو۔"

"وہی پرانی باتیں دوست جو ایسے موقع پر معمولی سے لوگ کیا کرتے ہیں۔ دیکھو۔ اس کے سوا ہم کچھ اور سننا پسند نہیں کریں گے کہ تم ہمیں اس بارے میں تفصیلات

بتاؤ۔"

"آخر کس بارے میں؟"

"وہائٹ ڈریگن کا نام کیسا رہے گا؟" گارین نے کہا۔ اصل میں یہ لوگ میری شخصیت سے بالکل ہی ناواقف تھے اور ایسا ہونا بھی چاہیے تھا کیونکہ میری پیشانی پر تو نہیں لکھا ہوا تھا کہ میں دانش منصور ہوں۔ اس لیے وہ مجھ سے عام قسم کے لوگوں کا سا برتاؤ کر رہے تھے اور میں صورت حال کی ترتیب کر چکا تھا لیکن اس کے باوجود ان سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا۔

"تم کسی انتہائی پراسرار ڈرامائی فلم کے کردار معلوم ہو رہے ہو مجھے۔ وہائٹ ڈریگن کیا ہے؟"

"تم وہاں ان کھنڈرات میں کیا تلاش کرنے گئے تھے؟"

"بتا چکا ہوں تمہیں۔"

"لیکن ہم نے اسے تسلیم نہیں کیا۔"

"تو اس میں تمہارا قصور ہے میرا تو نہیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے چلو بگ کورڈیل تم ایک بہترین باکسر ہو۔ کیا تم اس شخص کو کچھ بہترین پنچ لگانا پسند نہیں کرو گے۔ لاؤ رائفل مجھے دے دو اور تم کھڑے ہو جاؤ۔"

دونوں لڑکیاں اس انداز میں پیچھے ہٹ گئیں جیسے اب وہ ایک دلچسپ تماشا دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں نے دل میں سوچا کہ مائی ڈیئر بگ کورڈیل تم قتل کرنے کے شوقین ہو لیکن اس وقت تمہیں درحقیقت لطف آجائے گا۔ میں خوف زدہ سے انداز میں کھڑا ہوگیا۔ میں نے کہا۔

"اگر ایک بیکار سے آدمی پر تم لوگ تشدد کرنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی ہے۔ ظاہر ہے تم چار ہو اور میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا' لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں کسی [illegible] ڈریگن کے بارے میں نہیں جانتا اور نہ ہی اس شخص کے بارے میں جس کی لاش [illegible] موجود تھی۔"

"ہمارا تعلق ایک ایسے گروہ سے ہے جس کے بارے میں بہت سی کہانیاں منظر [illegible] پر پھیلی ہوئی ہیں اور وہائٹ ڈریگن کی تلاش ہمیں بھی ہے۔ وہ شخص بہت عرصے سے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہماری نگاہوں میں تھا اور ہمیں اندازہ تھا کہ وہ وہائٹ ڈریگن کے بارے میں اہم معلومات رکھتا ہے۔ غالباً اس کا تعلق کسی طرح اس پولیس افسر سے بھی تھا جو ہیوم بارٹ سے مل چکا تھا اور اس سے ملنے کے بعد ہی اس نے اپنے آپ کو روپوش کرلیا۔ ہمیں ہر قیمت پر وہائٹ ڈریگن کی تلاش ہے۔ یہ اندازہ تو ہمیں تھا کہ وہ وہائٹ ڈریگن کسی کو دینے کے لیے نہیں لایا ہوگا۔ میری مراد اس شخص سے ہے جس کی لاش تم نے کھنڈرات میں دیکھی لیکن کم از کم اس کے پاس ایسی معلومات ضرور تھیں جو وہ کسی کو دینا چاہتا تھا۔ ہمیں اس کے بارے میں مکمل اندازہ ہے۔"

"ساری کہانی بے مقصد۔ بے سروپا اور میرے لیے ناقابل فہم۔" میں نے کہا اور اسی وقت بگ کورڈیل نے مجھ پر گھونسا چلایا لیکن یہ صورتحال میرے ذہن میں پہلے سے موجود تھی۔ میں سہمے ہوئے انداز میں اس طرح پیچھے ہٹا جیسے اپنے جبڑے کو اس گھونسے سے بچانا چاہتا ہوں لیکن میرے دونوں ہاتھوں نے مضبوطی سے اس کی کلائی پکڑی اور اس کے بعد میں نے اس قوت سے اسے گھسیٹ کر گارین پر مارا اور گارین اپنا توازن کھو بیٹھا۔ وہ بری طرح اس پتھر سے ٹکرایا جس پر میں بیٹھا ہوا تھا اور الٹ گیا اور اس کا الٹنا میرے حق میں بہتر ہوا تھا کیونکہ پتھر کے عقبی ڈھلان پر وہ اپنے پاؤں نہیں جما سکا تھا اور لڑھکنیاں کھاتا ہوا نیچے چلا گیا تھا۔ رائفل چونکہ اس کے پاس تھی اس لئے رائفل بھی اس کے ساتھ نیچے چلی گئی تھی۔ دونوں لڑکیوں کے منہ سے وحشت ناک چیخیں نکلیں۔ بگ کورڈیل چونکہ پتھر سے بھی ٹکرایا تھا اور اس کے چوٹیں بھی لگی تھیں لیکن وہ سانپ کی طرح پلٹا۔ میں اس کے سر پر ہی موجود تھا۔ میرا داہنا پاؤں پوری قوت سے اس کے پیٹ پر پڑا اور اس کے حلق سے بری طرح دھاڑ نکل گئی۔ وہ جھکا تو میں نے اس کے بال پکڑ کر اسے گھمایا اور پوری قوت سے اس کا سر اسی پتھر سے دے مارا۔ تربوز کے پھٹنے جیسی آواز آئی تھی اور بگ کورڈیل پتھر سے چپکا رہ گیا تھا۔ اسی دوران استارا نے بھی ڈھلانوں پر چھلانگ لگا دی۔ پتا نہیں لڑھکتی ہوئی یا اپنی مہارت سے دوڑتی ہوئی وہ ڈھلان تک پہنچی تھی۔ میرے سامنے صرف ہیلی وائل رہ گئی تھی۔ اس نے کپکپاتی آواز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ایک لمحے میں یقین کرلو کہ میں صرف میں تمہاری دشمن نہیں ہوں بہتر یہ ہے کہ یہاں سے نکل چلو۔"

"بے وقوف بنا رہی ہو مجھے۔"

"نہیں لو یہ اپنا پستول تھامو' رائفل تو ان کے ساتھ گئی۔ یہ تمہارے کام آئے گا۔" اس نے جلدی سے پستول میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ پتا نہیں خوفزدہ ہوگئی تھی یا پھر درحقیقت کچھ اور شخصیت کی مالک تھی۔ میں نے پستول ہاتھ میں لے کر پتھر کی آڑ لی اور ان دونوں کو دیکھنے لگا لیکن کچھ نظر نہیں آیا تھا۔ نہ ہی کوئی تحریک اٹھی۔ اصل میں ڈھلانوں پر اتنے بڑے بڑے پتھر بکھرے ہوئے تھے کہ کوئی بھی ان کی آڑ میں بہ آسانی چھپ سکتا تھا۔ اب میرے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ لڑکی نے کہا۔"

"ایسا کرو مجھے پستول سے کور کرلو اور یہاں سے نکال لے چلو۔ میرا مطلب ہے اگر کوئی دیکھ بھی لے تو اسے یہ اندازہ ہو کہ تم مجھے اغوا کرکے لے گئے ہو۔" لڑکی کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی تھیں۔ چنانچہ مجھے فوراً ہی وہاں سے نکلنا تھا۔ میں نے ایک لمحے سوچا پھر اسے اشارہ کرکے وہاں سے پلٹ پڑا۔ رخ اسی گاڑی کی جانب تھا جس میں وہ مجھے یہاں تک لائے تھے۔ میں نے لڑکی کو گاڑی میں بٹھایا اور آہستہ سے کہا۔

"مجھے راستہ نہیں معلوم' کیا تم مجھے موٹیلا تک لے جاسکتی ہو؟"

"ہاں بخوبی۔" اس نے جواب دیا اور میں نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔ وہ بار بار پلٹ کر پیچھے دیکھ رہی تھی۔ میں بھی اس بات کا منتظر تھا کہ ممکن ہے گاڑی پر فائرنگ کی جائے لیکن ایسا نہیں ہوا اور ہم اس جگہ سے کافی دور نکل آئے۔ یہاں تک آتے ہوئے مجھے راستے کی طوالت کا خاص احساس نہیں ہوا لیکن اب موٹیلا تک پہنچنے میں جتنا وقت لگا اس سے یہ اندازہ ہوا کہ خاصا طویل سفر طے کرنا پڑا تھا۔

بالآخر ہم موٹیلا پہنچ گئے۔ یہاں کے معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ میری گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ یہاں آنے کے بعد مجھے فیصلہ کرنا تھا ویسے تو یہی ارادہ تھا کہ اب طفیل شمسی کی موت کے بعد یہاں میرا رکنا بے مقصد تھا اور پھر اب ایسے لوگوں سے بھی ملاقات ہوگئی۔ پتا نہیں سارا چکر کیا ہے اور اس لڑکی نے عجیب سے انداز میں میری مدد کیوں کی ہے یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ گارین اور استارا کا کیا ہوا' یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

صرف ڈھلان پر گر جانے سے ان کی موت واقع ہو گئی ہو۔ البتہ اس بات کا یقین تھا کہ وہ فوری طور پر یہاں نہیں پہنچ سکیں گے کیونکہ فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ بوڑھا شخص اس وقت کاؤنٹر پر موجود نہیں تھا اور کوئی بھی نظر نہیں آیا چنانچہ میں موٹیلا میں اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔ ہیلی وائل میرے ساتھ ہی تھی اور عجیب سی کیفیت کا شکار نظر آ رہی تھی۔ کمرے میں پہنچنے کے بعد میں نے اس سے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے ڈیئر وائل کہ تم نے اس وقت میری مدد کی ہے لیکن تم خود فیصلہ کر لو کہ کیا ایسی صورت حال ہے کہ میں تم پر مکمل اعتماد کر لوں۔" وہ پھیکے سے انداز میں مسکرا دی پھر بولی۔

"انسان کے لیے زندگی سب سے قیمتی شے ہوتی ہے تم ان خطرناک لوگوں کے ہاتھوں سے بچ گئے ہو مجھے اندازہ ہے کہ بگ کورڈیل شاید زندہ نہ بچا ہو لیکن گارین بہت طاقتور آدمی ہے۔ وہ لڑکی استارا تمہیں اس بات پر ہنسی آئے گی کہ وہ کیپٹن ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ان لوگوں کو وہی کنٹرول کرتی ہے۔ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی چیف ہے۔ بے حد چالاک اور خطرناک آخری وقت میں کام کرنے کی قائل۔ تم یہاں محفوظ نہیں ہو۔ تم کوئی بھی ہو اگر ایک سیاح ہو تو کیا تمہیں یہ بات پسند نہ ہو گی کہ جان بچا کر نکل چلو اور اگر درحقیقت تمہارا تعلق وہائٹ ڈریگن سے ہے تب بھی تمہیں اندازہ ہو جانا چاہیے کہ یہاں اس وقت قصبہ المغیر میں تمہیں شدید خطرات لاحق ہیں۔ یہ نہ سمجھنا کہ ان کی تعداد بس اتنی ہی تھی وہاں اس چھونداری میں ٹرانسمیٹر موجود ہے اور وہ اس ٹرانسمیٹر پر دو مردوں کو تمہارے بارے میں ہدایت دے سکتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ جس قدر جلد ہو سکے تم یہاں سے نکل جاؤ۔ ہاں اگر تم یہاں قیام کرنا بہتر سمجھتے ہو کسی خاص مقصد کے تحت تو پھر تمہاری مرضی۔ میرے بارے میں فیصلہ کرو کہ مجھے کیا کرنا ہے؟" میں نے دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے بارے میں فیصلہ؟"

"ہاں تم نے مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ پایا ہے جو تمہاری زندگی کے دشمن تھے۔ تم سے معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اب یہ تو میرا مسئلہ ہے کہ میں نے ان کی نسبت

تمہیں ترجیح دی اور تمہارے ساتھ یہاں نکل آئی اگر تم ان لوگوں کے سلسلے میں میرے ساتھ کوئی سختی کرنا چاہتے ہو تو میرا خیال ہے میں اس وقت اپنی مدافعت نہیں کر سکتی۔ اتنا ہی کہہ سکتی ہوں کہ مجھ پر سختی بے سود ہو گی۔ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہو تو میں تمہیں اس حد تک بتا سکتی ہوں جتنا مجھے علم ہے۔ نہ پوچھنا چاہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے جو بھی فیصلہ کرو جلدی کرو مجھے قتل کرنے کے خواہش مند ہو تو گردن دبا کر مار دو کیونکہ پستول کا استعمال دوسروں کو متوجہ کر دے گا اور میں دیکھ چکی ہوں کہ تمہارے پستول پر سائلنسر نہیں ہے۔"

"ویری گڈ۔ کافی دلچسپ باتیں کر لیتی ہو؟"

"اس سے زیادہ دلچسپ حالات اس وقت پیدا ہو جائیں گے جب کچھ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے سمجھے۔ میں تو صاف کہہ کر بچ جاؤں گی کہ تم مجھے پستول کے زور پر یہاں لے آئے ہو۔ تمہارے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔"

"تمہارا خیال ہے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

"ہاں۔"

"کہاں چلنا چاہیے؟"

"غزہ۔ وہی ایک مناسب جگہ ہے۔"

"اچھا مشورہ ہے لیکن اس مشورے کا پس منظر بھی کچھ نہ کچھ ہو گا۔"

"عجیب انسان ہو تمہاری مرضی مرنا چاہتے ہو تو مر جاؤ۔ لیکن ایسا کرو میرے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور اس کے بعد مجھ پر جتنا تشدد کرنا چاہتے ہو کر لو۔ میرے لیے نقصان دہ نہیں ہو گا۔"

میں نے اس انداز کو محسوس کیا۔ کم از کم اس کا کہنا کافی حد تک درست تھا۔ میں نے خاموشی سے اپنا مختصر سا سامان اٹھایا۔ ان لوگوں کی گاری کو البتہ میں نے باہر نکل کر اس حد تک ناکارہ کر دیا تھا کہ وہ اسے اسٹارٹ کر کے میرے پیچھے نہ آ سکیں۔ باقی کچھ اور ذرائع تھے ان کے پاس تو میں نہیں کہہ سکتا تھا۔ پتا نہیں موٹیلا کے مالک نے میری گاڑی اسٹارٹ ہونے کو کیا تصور دیا ہو۔ مجھے عقب سے کوئی تحریک نہیں محسوس ہوئی تھی۔ ہیل وائل میرے ساتھ تھی اور میں نے اسے قریب ہی بٹھا لیا تھا۔ پھر میری گاڑی المغیر سے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

غزہ جانے والے راستے پر نکل آئی۔ یہ راستہ میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"وہ لوگ یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ تم المغیر سے فرار ہونے کی کوشش کرو گے کیا تم نے اپنے تحفظ کے لیے اس پستول کے علاوہ اور کچھ نہیں رکھا۔"

"نہیں۔"

"خیر تم کہہ چکے ہو کہ تم ایک سیاح ہو لیکن سنو راستہ کافی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے ہمارے لیے کاش میرے پاس بھی کوئی ہتھیار ہوتا۔"

"میں نے ایک نگاہ سے اسے دیکھا اور اپنا پستول اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔"

"تم راستوں سے محتاط رہو۔ اپنے ساتھیوں کے بارے میں تم زیادہ بہتر طور سے جان سکتی ہو۔ میں پوری توجہ ڈرائیونگ کی جانب رکھتا ہوں۔" اس نے شکر گزار نگاہوں سے مجھے دیکھا اور آہستہ سے بولی۔

"اس اعتماد کا شکریہ۔"

"ڈیرو وائل کیا یہ تمہارا اصل نام ہے؟"

"نہیں"

"کیا مطلب؟" میں نے پوچھا اور وہ آنکھیں بند کر کے سیٹ سے ٹک گئی۔ میں نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی تھی۔ پیٹرول اتنا پہلے ہی بھروا لیا تھا کہ واپس غزہ تک آسانی سے پہنچا جا سکے۔ عجیب سفر رہا تھا۔ یہ بھی میں نے اس سے کہا۔

"اگر تم نے اس طرح آنکھیں بند کر کے سیٹ سے پشت لگائے رکھی تو پھر ان لوگوں کو کون دیکھے گا جن سے ہمیں خطرہ ہے۔" وہ جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی اور دائیں بائیں دیکھ کر کچھ متوحش سی ہو گئی۔

"آہ کس قدر اندھیرا ہے تم آسانی سے ڈرائیونگ کر سکتے ہو نا؟"

"ہاں۔"

"ویسے تم ایک نوجوان اور پرکشش آدمی ہو زندگی میں بڑے نشیب و فراز سے گزرے ہو گے۔ لیکن واقعی تم صرف سیاح ہو؟"

"معلومات کا سلسلہ شروع ہو گیا؟" میں نے کہا اور اس نے ہونٹ سکیڑ لیے میں

نے عقب نما آئینہ اس طرح سیٹ کر لیا تھا کہ عقب کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ برابر میں بیٹھی ہوئی لڑکی کے چہرے پر بھی نظر ڈال سکوں اور اس میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی مجھے۔ ویسے بھی رات کا وقت تھا اگر کوئی روشنیاں بجھا کر ہی تعاقب کرے تو دوسری بات ہے ورنہ سائڈ مرر کام آ سکتے تھے۔ لڑکی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آ رہے تھے۔ پھر اس نے کہا۔

"اپنے بارے میں کچھ نہ بتاؤ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتی ہوں۔ میرا نام ایلیسا رچ ہے۔"

"ان لوگوں کے سامنے تم نے مجھے ہیل وائل کہہ کر روشناس کرایا تھا۔"

"دلچسپ بات ہے کہ وہ لوگ مجھے ہیل وائل ہی کے نام سے جانتے ہیں۔"

"ایک دلچسپ اور پراسرار کہانی۔"

"ہاں سن لو کوئی حرج نہیں ہے ویسے بھی غزہ تک کا راستہ ہمیں کچھ نہ کچھ گفتگو کرتے ہوئے ہی طے کرنا ہے۔"

"ہاں میں متوجہ ہوں۔"

"کیا تم واقعی وہائٹ ڈریگن کے بارے میں پچھ [illegible]

"لعنت بھیجتا ہوں ایسے ڈریگن پر جو میری زندگی کا دشمن بن جائے۔"

"تو پھر کیا اہرام مبرا میں؟"

"ہاں' میں نے کہا نا کہ میں ایک مہم جو آدمی ہوں۔ مصریات سے دلچسپی رکھتا ہوں۔ قاہرہ' مصر اور اس کے نواح میں بہت سے ایسے اہرام دیکھ چکا ہوں جو تاریخی نوعیت کے حامل ہیں اہرام مبرا کا تذکرہ سن کر اس طرف آ گیا تھا اور یہاں ان پراسرار واقعات کا سامنا کرنا پڑ گیا۔"

"اس شخص کے بارے میں کچھ نہیں جانتے جو وہاں تابوت میں پڑا ہوا تھا۔"

"بالکل نہیں' تب میں سوچ رہی ہوں کہ تمہیں حقیقتوں کی تفصیل بتاؤں یا نہیں۔"

"اصولی طور پر تمہیں بتانا چاہیے۔ نہ بتانا چاہو تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ میرا تمہارا زیادہ سے زیادہ غزہ تک ساتھ رہ سکتا ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اور اس کے بعد تم کہاں جاؤ گے؟"

"قاہرہ۔" میں نے جواب دیا۔

"ذریعہ سفر کیا ہوگا؟"

"وہی جو غزہ سے قاہرہ تک کا ہو سکتا ہے۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم قاہرہ تک مجھے اپنے ساتھ رکھو؟"

"وجہ؟"

"میں قاہرہ جانا چاہتی ہوں اور اب بالکل تنہا رہ گئی ہوں میں دوبارہ ان لوگوں کے جال میں نہیں پھنسنا چاہتی کچھ عجیب سے واقعات ہیں۔"

میں خاموشی سے ونڈ اسکرین پر نگاہیں جمائے سامنے دیکھتا رہا کچھ دیر خاموشی گزر گئی۔ اس نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"یوں لگتا ہے جیسے وہ لوگ صحیح طور پر کارروائی نہیں کرپائے؟" میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ پھولداری میں ٹرانسمیٹر موجود تھا اور یہ قصبہ المغیر میں ان کے ساتھ اور بھی لوگ تھے' لیکن شاید اپنے ایک انتہائی اہم آدمی بک کورڈیل کی موت نے ان کے اعصاب پر برا اثر ڈالا ہے اور وہ تمہارے بارے میں صحیح فیصلے نہیں کر سکے۔

"وہائٹ ڈریگن کیا ہے؟" میں نے سوال کیا اور وہ مسکرا دی پھر بولی۔

"دیکھو کچھ بھی کہو اتنا میں جانتی ہوں کہ تم صرف ایک سیاح نہیں ہو' خیر اس کا اعتراف کرو یا نہ کرو وہائٹ ڈریگن کی کہانی میں تمہیں سناتی ہوں۔ وہ ایک ایسا کھلونا ہے جس کی قیمت شاید اربوں ڈالر تک پہنچ جائے۔ اس وقت کئی ممالک اس کے لیے اتنے ہی بے چین ہیں ایک ایسے محقق کی تحقیق جو اس نے دنیا کی بھلائی کے لیے ہی کی تھی' لیکن تخریب کار دنیا اسے بھی صرف اپنے تحفظ کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہے تاکہ دشمن کی کارروائیوں سے محفوظ رہے اور خود اپنے طور پر وہ سب کچھ کرتی رہے جس کی وہ خواہش مند ہے۔ یہ فارمولا وہائٹ ڈریگن کے ایک کھلونے میں محفوظ ہے اور یہ کھلونا کچھ لوگوں کے ہاتھوں سے گزرتا ہوا بالآخر ہیوم بارٹ نامی ایک شخص کے ذریعے مصر پہنچ چکا ہے۔ یہاں اب اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسی مصری پولیس آفیسر کے قبضے میں ہے جو خود بھی اسے لے کر روپوش ہوگیا ہے اور خود حکومت مصر کو اس کے

بارے میں معلومات حاصل نہیں ہیں۔ یہ شخص جس کی لاش یہاں اہرامین مصر میں پائی گئی ہے اصل میں صمد العمران کا ایک بہت قریبی رشتے دار اس کا ماتحت اور دوست تھا اور یہ شبہ کیا جارہا تھا کہ اسے اگر وہائٹ ڈریگن کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تو کم از کم صمد العمران کے بارے میں یہ اچھی طرح جانتا ہے۔ اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی موت کس طرح واقعی ہوئی۔"

"کیا تم اور تمہارے ساتھی اس کی موت میں شریک نہیں تھے؟"

"یہ تو سنسنی خیز بات اور اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا گروپ بھی قصبہ المغیر پہنچ چکا ہے۔ ہمارے گرد خطرات ہی خطرات منڈلا رہے ہیں آہ کاش میں قاہرہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤں۔"

"گویا تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے اس شخص کو قتل نہیں کیا؟"

"نہیں' میں ان کے ساتھ تھی اور میں تم سے جھوٹ نہیں بول رہی تم سے ملاقات کے بعد ہی ہم نے اس کی لاش دیکھی تھی اور یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس کے قاتل تم ہو۔" لڑکی نے کہا۔ میں گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کی شخصیت کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس پر یقین کروں یا نہ کروں' بہرحال یہاں ایک مرحلے میں تو ناکامی ہوئی تھی۔ دوسرا مرحلہ طفیل شمسی کا وہ چھوڑا ہوا پیغام تھا جس میں اس نے پورٹ سعید اور آٹھ ایک آٹھ ڈیش ون لکھا تھا۔ پتا نہیں اس کا کیا راز تھا۔ میں نے لڑکی سے کہا۔

"ڈیئر اب میں تمہیں ایریا رچ کہوں یا ہیلی وائل؟"

"کوئی فرق نہیں پڑتا تم نے مجھ سے میرے بارے میں پوچھا۔ میں نے مخلصانہ طور پر تمہیں بتا دیا۔"

"ہیلی وائل کی حیثیت سے تم کیا تھیں اور ایریا رچ کون ہے؟" میں نے سوال کیا اور وہ ایک بار پھر آنکھیں بند کر کے ہنسنے لگی' پھر بولی۔

"کتنا تم اپنے آپ کو چھپا رہے ہو مجھے ہنسی آرہی ہے کیونکہ تم درحقیقت اور بھی بہت کچھ ہو نہ بتاؤ اپنے بارے میں میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی۔ اپنی کہانی تو تمہیں سنانی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں فرنچ ہوں۔ انٹیلی جنیس کے ایک افسر اعلیٰ کی بیٹی' جس

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے ہمیشہ یہ سوچا تھا کہ وہ اپنا ولی عہد چھوڑ کر جائے گا' لیکن اتفاق سے وہ بیٹے سے محروم رہا اور نوعمری ہی میں اس نے مجھے تربیتیں دینا شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے اس قسم کے معاملات میں طاق کر دیا اور بالآخر فرانس کے محکمہ خفیہ میں مجھے ایک اعلیٰ مقام حاصل ہوگیا اس وقت وہ سب کچھ میرے لیے بہت دلکش تھا۔ میں نے اتنی محنت سے کام کیا کہ میرا رینک بڑھتا چلا گیا۔ مجھے ملٹری انٹیلی جینس میں ٹرانسفر کرلیا گیا اور وہاں بھی نمایاں کارکردگی دکھانے پر بالآخر میرے بارے میں ایک اہم فیصلہ کیا گیا اور مجھے ایک اور ملک بھیج دیا گیا جہاں محنت کرکے میں وہاں کے محکمہ خفیہ میں شامل ہوگئی۔ درحقیقت میں نے اس کے لیے بڑی محنت کی تھی۔ اپنا نام وغیرہ تبدیل کرکے میں اس ملک کے لیے کام کرنے لگی لیکن حقیقت یہ تھی کہ میں فرانس کے لیے کام کرتی تھی اور اہم ترین رازوں سے فرانس کو آگاہ رکھتی تھی۔ یہ لوگ میری مراد اسٹارا' گارین اور بگ کورڈیل سے ہے اسی ملک کے ملٹری انٹیلی جینس کے نمائندے ہیں اور بالآخر ہم لوگوں کو اس ملک کی طرف سے اس مشن کے لیے بھیجا گیا۔ میری مراد وہائٹ ڈریگن کے حصول سے ہے۔ طویل ترین کوشش کے بعد ہمیں صمد العمران کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی اور اب کافی عرصے سے ہم اس کے لیے کام کر رہے ہیں بہت سے معاملات میں ہمیں کامیابی حاصل ہوئی جن میں ایک اہم بات یہ ہے کہ ہماری اطلاع کے مطابق وہائٹ ڈریگن یہیں مصر میں موجود ہے اور شاید صمد العمران اس سے ذاتی طور پر کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس نے اپنا عہدہ چھوڑ کر روپوشی اختیار کرلی ہے اگر وہ حکومت مصر کے لیے مخلص ہوتا تو وہائٹ ڈریگن اب تک حکومت مصر کی تحویل' میں دے چکا ہوتا لیکن تمام تر حالات اس کے شاہد ہیں کہ خود حکومت مصر اس سے ناآشنا ہے اور وہائٹ ڈریگن اس کی تحویل میں نہیں پہنچا ہے۔ یہ ہے تمام تر تفصیل۔ اب اس سے تم کچھ بھی نتیجہ اخذ کرلو۔" میں نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن اچانک ہی تمہارے اندر یہ تبدیلی کیوں رونما ہوئی ہے اریسا ریچ؟" وہ چند لمحات تھکی تھکی سانسیں لیتی رہی پھر اس نے کہا۔

"میں محسوس کر رہی ہوں کہ میری زندگی کا سنہری دور ضائع ہو رہا ہے۔ میرے اندر سے عورت پن ختم ہوگیا ہے مجھ سے میرا عورت پن چھین لیا گیا ہے۔ میرا باپ مر چکا

ہے مجھے اس جنجال میں پھنسانے کے بعد۔ اہل خاندان ہیں' لیکن شاید اب ان میں سے کچھ میرے صورت آشنا بھی نہ ہوں۔ کچھ بھی نہیں رہا ہے میرے پاس۔ میں سوچتی ہوں کہ کیا اسی طرح زندگی کی آخری سانس تک بسر کرلوں گی۔ تم مجھے بتاؤ ڈیئر کیا میں اسی طرح کھیلتی رہوں دوسروں کے ہاتھوں میں۔ میرے اپنے لیے اس کائنات میں کچھ بھی نہ ہو۔" مجھے ہنسی آگئی تو وہ بولی۔

"ہاں تمہیں اختیار حاصل ہے تم خود بھی بہترین کارکردگی کے مالک معلوم ہوتے ہو اگر تم اس طرح بگ کورڈیل کو ختم نہ کر دیتے تو شاید میں تمہیں ایک معصوم سیاح ہی سمجھتی رہتی' لیکن اب تم خود سوچ لو عام لوگ نہ اس قدر پھرتیلے ہوتے ہیں نہ لڑائی بھڑائی کے ماہر کہ ایسے خطرناک لوگوں سے نمٹ سکیں۔ خیر تم کچھ بھی ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میں نے اپنے دل کی بات تمہیں بتادی۔ مت کرو یقین مجھ پر کوئی خاص بات نہیں ہے۔ میں' میں خود ہی اپنی زندگی کا عذاب بھگتوں گی۔ بھلا کون میری مدد کر سکتا ہے اور کیوں کر سکتا ہے' لیکن انسان کے اندر اندر ایک خواہش ہوتی ہے کسی کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کسی سے اپنے بارے میں سب کچھ کہہ دینے کی۔ بس جی چاہا کہہ دیا تمہاری مرضی کچھ بھی سمجھو ہاں ایک غرض ضرور کر رہی ہوں اگر تھوڑا بہت بھی انسانیت کا درد تمہارے دل میں ہے تو ایک انسان کی مدد کرو۔ میں سچ مچ ایک عورت بن کر زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ کسی کے سائے میں' کسی کی پناہ میں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ وہ پناہ تمہاری ہی ہو اپنے لیے کوئی بھی راستہ تلاش کرلوں گی۔ کچھ بھی کرلوں گی۔ بس' بس میں کیا کہوں۔ میں نہیں جانتی کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں۔" اس کی آواز بھرا گئی اور میں اس کے لہجے پر غور کرنے لگا۔ درحقیقت مجھے ہنسی آرہی تھی۔ پتا نہیں اس چالاک لڑکی کا موقف کیا ہے۔ مقصد کیا ہے کیا چاہتی ہے یہ' کوئی بات نہیں سمجھ پایا تھا میں۔ سمجھ پایا تھا تو بس اتنا کہ وہ میرے ساتھ قاہرہ تک جانا چاہتی ہے۔ غزہ تک کے سفر کے دوران بالآخر میں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ میں کم از کم اسے اپنے ساتھ قاہرہ لے جاؤں گا' لیکن بس اس سے زیادہ اسے اور کوئی موقع نہیں دیا جاسکتا کیونکہ بہرحال میں نے اسے ان لوگوں کے درمیان پایا تھا جو وہائٹ ڈریگن کے چکر میں تھے اور اس نے خود بھی کھل کر مجھے بتا دیا تھا کہ وہ کسی اور ملک کے لیے سہی لیکن وہائٹ ڈریگن کے لیے کام کر رہی تھی۔ بڑے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

الجھے ہوئے معاملات تھے۔ غزہ پہنچ گئے اور اس کے بعد ظاہر ہے یہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں تھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ میرے ہر فیصلے کو قبول کرلینا چاہتی ہو۔ میں کچھ بھی کرسکتا تھا اس کے لیے۔ اس نے اپنے آپ کو میرے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔ میں نے اسے تھوڑا تھوڑا کرکے کئی بار اس کا موقع دیا کہ اگر وہ یہاں تک آنے کے بعد چالاکی سے نکل بھاگنا چاہتی ہے تو نکل جائے' لیکن وہ مسلسل میرے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ میں کسی بھی قسم کی حماقت مول لینے کے موڈ میں نہیں تھا اب یہاں قیام کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا چنانچہ میں نے قاہرہ جانے کے لیے تمام تر معلومات حاصل کیں۔ کار کمپنی کے مالک کو واپس کرکے اس سے وہ شناخت نامہ لے لیا۔ جس سے کسی نہ کسی شکل میں بیچاری نعیمہ عاکف کی نشاندہی ہوسکتی تھی اور اس کے بعد غزہ سے قاہرہ جانے کی تیاریاں مکمل کرنے لگا اور اس سفر کا آغاز کردیا۔ اریبارچ میرے ساتھ ہی قاہرہ تک پہنچی تھی لیکن قاہرہ پہنچنے کے بعد اب اسے ساتھ لگائے رکھنے کی حماقت میں نہیں کرسکتا تھا۔ میں نے اس سے مسکرا کر کہا۔

"مس اریبارچ آپ کی خواہش تھی کہ آپ میرے ساتھ قاہرہ تک آجائیں اب اس کے بعد میرے لائق کوئی اور خدمت؟" اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"نہیں بہت شکریہ میں اپنے راستے خود ہی تلاش کروں گی۔"

"ویسے تو آپ یہ تھوڑی سی رقم رکھ لیجیے گا۔ میرا خیال ہے آپ اپنا سب کچھ وہیں المغیر میں چھوڑ آئی تھیں۔"

"شکریہ بہت بہت شکریہ۔" اس نے مجھ سے رقم لی اور بادل نخواستہ آگے بڑھ گئی میں دور تک اسے جاتے دیکھتا رہا تھا اور جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تو میں نے اپنے لیے تیاریاں کیں اور ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو میں نے ایک ہوٹل کا پتہ بتا دیا تھا۔ یہ وہ ہوٹل نہیں تھا جس میں پہلی بار میں نے قیام کیا تھا اور نعیمہ عاکف کے ساتھ گیا تھا' بلکہ قاہرہ کی سیر کرتے ہوئے مجھے راستے میں یہ ہوٹل نظر آگیا تھا۔ اچھا خاصا ہوٹل تھا' لیکن فائیو اسٹار نہیں تھا مجھے اس میں کمرا حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی جو کارروائی قصبہ المغیر تک جاکر کی گئی تھی اس میں مکمل ناکامی ہوئی تھی۔

سوائے اس کے کہ طفیل شمسی کا چھوڑا ہوا وہ پیغام مجھے مل گیا تھا جس میں اس نے صمد العمران کی نشاندہی کی تھی۔

اپنے کمرے میں آرام کرتے ہوئے میں نے سوچا کہ اب مجھے اصولی طور پر پورٹ سعید کے لیے نکل چلنا چاہیے یہاں وقت ضائع کرنا بیکار ہے۔ نعیمہ عاکف نے حتمی طور پر کوئن میکویا کا پیغام دے دیا تھا کہ اب اس بارے میں جو کچھ کرنا ہے مجھے کرنا ہے وہ کوئی مشورہ بھی نہیں دے گی۔ یہ دلچسپ بات تھی اس نے مجھے اتنے مختصر وقت میں اتنے زیادہ انتظامات دے دیے تھے۔ یہ اعتماد کبھی کبھی کچھ غیر حقیقی سا لگنے لگتا تھا لیکن اس کے عوض اس نے مجھے جو کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا وہ اتنا پرکشش تھا کہ میں سوچنے پر مجبور ہوگیا تھا اگر مجھے میری کاوشوں کا یہ صلہ مل سکتا ہے تو اس سے اچھی بات میرے لیے اور کونسی ہوسکتی ہے' ویسے بھی اندر سے جو کیفیت تھی وہ ایسی تھی کہ اب اپنے ماحول سے فرار چاہتا تھا کم از کم یہ سلسلہ بالکل نیا ہے اگر ٹھیک نکلتا ہے تو بہت اچھی بات ہے اور اگر اس کے درپردہ کوئی گہری سازش ہے تو پھر دیکھا جائے گا جو کچھ ہوگا چنانچہ اپنے آپ کو یہ کہہ کر بہلالیا تھا۔ تقریباً چالیس گھنٹے قاہرہ میں مکمل طور سے آرام کیا۔ طفیل شمسی کی موت کے پیچھے جو کوئی بھی تھا مجھے اس کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکا تھا اس لڑکی نے یہی کہا تھا کہ کم از کم وہ لوگ طفیل شمسی کی موت کے ذمے دار نہیں تھے جو مجھے اہرام مصر میں ملے تھے پتا نہیں کون سچا ہے کون جھوٹا۔ اریبارچ کو بہرطور میں نے اپنے پیچھے نہیں لگایا تھا۔ جہنم میں جائے مجھے کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ کی مشکلات میں گرفتار ہوتا رہوں۔ نعیمہ عاکف سے بھی ملاقات نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ بلاوجہ کسی کے سر پڑنے سے کیا فائدہ۔ جب وہ صاف کہہ چکی ہے کہ اب معاملات میرے اپنے ہاتھ میں ہیں۔ جس طرح چاہوں بسر کروں اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے' پھر کیا ضرورت پڑی تھی بہرطور باہر نکلا۔ قاہرہ میں زندگی رواں دواں تھی۔ پورٹ سعید جانے کے لیے ذرائع معلوم کیں۔ مختلف ذرائع تھے بہرطور ایک ذریعہ سفر اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیا اور پھر دوسرے دن تیاریوں کے بعد چل پڑا۔

مختلف راستوں سے بسوں میں سفر بھی کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ میں نے یہی ذریعہ سفر اختیار کیا تھا۔ میں ایک شاندار بس میں بیٹھ کر چل پڑا اور راستے کے مناظر سے لطف اندوز

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

ہوتا رہا۔ سرزمین مصر کے صحراؤں میں اہراموں کا جال بچھا ہوا تھا۔ لمبے لمبے ریگستان اور ان میں جھانکتے ہوئے اہراموں کے سرے جو بعض جگہ ریگستان میں چوٹی تک دفن ہو چکے تھے اور کہیں کہیں اب بھی اسی طرح سربلند نظر آرہے تھے۔ قاہرہ بہت دور رہ گیا تھا مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک بوڑھا جوڑا بیٹھا ہوا تھا۔ خاصے عمر رسیدہ لوگ تھے۔ مرد کسی قدر مدقوق سا تھا، لیکن عورت توانا تھی۔ البتہ بوڑھا جس طرح اپنی ساتھی عورت کی دلجوئی کر رہا تھا وہ متاثر کن تھی۔ بوڑھے کے چہرے پر ایسے تاثرات نظر آرہے تھے جیسے وہ اس عورت پر قربان ہو جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ مجھے ان سے بڑی دلچسپی محسوس ہوئی اور بالآخر میں نے اس سے تعارف حاصل کر ہی لیا۔ بوڑھے کا نام فاضل انعم تھا اور عورت اس کی بیوی رحمانہ تھی۔ بوڑھے نے بتایا کہ رحمانہ طویل عرصے سے بیمار ہے۔ وہ کہنے لگا۔

"اصل میں اس کی صحت تو عالم نوجوانی ہی سے خراب ہے حالانکہ میں نے ہر طرح اس کی نگہداشت کی، لیکن زندگی کے بہت کم لمحات ایسے ملے جن میں میں نے اسے تندرست پایا۔" مجھے ہنسی آنے لگی بوڑھا اگر اپنی کیفیت کا جائزہ لیتا تو زیادہ بہتر تھا۔ عورت تو اچھی خاصی نظر آرہی تھی لیکن بہرطور دونوں میں ایک بات مشترک تھی۔ وہ یہ کہ نہایت خوش مزاج اور ہمدرد قسم کے لوگ تھے جو اچھی طرح گفتگو کرنا جانتے تھے۔ فاضل انعم نے مجھ سے پوچھا۔

"اور تم نوجوان۔ تم کم از کم میرے تجربے کی بنیاد پر مصری نژاد تو نہیں معلوم ہوتے۔"

"ہاں میرا تعلق مصر سے نہیں ہے۔"

"بتاؤ گے کہاں کے رہنے والے ہو؟"

"پاکستانی ہوں؟" میں نے جواب دیا اور پاکستان کا نام سن کر ان کے چہروں پر جس طرح خوشی کے آثار نظر آئے اس نے مجھے بہت متاثر کیا، پھر دوران سفر ہم زیادہ تر پاکستان ـــ ے میں گفتگو کرتے رہے تھے۔ فاضل انعم نے کہا۔

"پور ـعید میں تم کہاں قیام کرو گے؟"

"میں ـ، ایک سیاح کے لیے قیام کوئی اہم مسئلہ نہیں ہوتا۔"

ہوتا ہے۔ اصل میں یا تو سیاح اس قدر فارغ البال ہو کہ اعلیٰ درجے کے ہوٹل اس کا انتظار کر رہے ہوں اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اسے اپنے اخراجات پر نگاہ رکھنا ہوتی ہے۔ پورٹ سعید خاصا بڑا شہر ہے اور وہاں کی زندگی بھی بہت مہنگی ہے، بلکہ تخمینے کے مطابق وہاں کی زندگی قاہرہ سے زیادہ مہنگی ہے۔"

"مجھے یہ بات نہیں معلوم تھی۔"

"چلو اب معلوم ہوگئی۔ ایک پاکستانی دوست کی حیثیت سے اگر تم چاہو تو ہمارے ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے میں قیام کر سکتے ہو۔"

"ارے نہیں آپ لوگوں کو دقت ہوگی مسٹر فاضل انعم۔"

"اصل میں یہی فرق ہے ہماری اور تمہاری عمر کا۔ تم لوگ گفتگو کرتے ہو تو اس میں تصنع ہوتا ہے جبکہ ہم بوڑھے لوگ سادگی سے بات کہہ دینے کے عادی ہوتے ہیں۔"

"میں آپ کی پریشانی کی وجہ سے کہہ رہا تھا۔"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ مہمان کبھی باعث پریشانی نہیں ہوتے دوسری یہ کہ اگر ہمارا گھر تمہارے معیار پر پورا اترے تو ٹھیک ہے ورنہ تم کہیں بھی جا سکتے ہو۔"

"نہیں میرا کوئی معیار نہیں ہے بس۔ پورٹ سعید میں کچھ عرصے قیام کروں گا اور اس کے بعد وہاں سے واپس چل پڑوں گا۔"

"تو پھر اس کے لیے تمہیں ہمارے گھر سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں ملے گی۔"

بڑی دلچسپ بات تھی سیدھے سادھے لوگ تھے۔ کم از کم مجھے اپنے کام میں کسی خطرے کے بغیر آسانی حاصل ہو سکے گی۔" میں نے کہا۔

"آپ کے گھر میں اور کون کون ہے؟"

"یہی تو دلچسپ بات ہے صرف میں اور میری بیوی۔"

"اوہ، ویسے آپ کو زندگی گزارنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔"

"بالکل نہیں ہوتی بلکہ ہم ہمیشہ خدا کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں کہ اس نے ہمیں او کے جھگڑے میں نہیں ڈالا۔" مجھے پھر ہنسی آگئی میں نے کہا۔

"لیکن لوگ تو۔"

"لوگوں کی بات جانے دو۔ جب زندگی میں کوئی شامل ہو جاتا ہے تو محبتوں کو تو

WWW.PAKSOCIETY.COM

تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔ بہر طور ایک دوسرے سے محبت کی جاتی ہے' لیکن اب ہماری محبتیں ایک دوسرے کے لیے وقف ہیں اور ہماری زندگی میں کسی کی مداخلت نہیں ہوئی۔" میں اس کی دلچسپ منطق پر ہنستا رہا بہر طور فاضل انعم ایک اچھا انسان ثابت ہوا۔ راستے ہی میں اس نے مجھے بہت بے تکلف کرلیا تھا۔ اور مجھ سے بڑی مزے کی باتیں کرتا رہا تھا۔ اس کی بیوی رحمانہ کا کہنا تھا کہ اگر شروع ہی سے فاضل انعم کو اس کی صحت کی خرابی کا احساس نہ ہوتا تو آج فاضل انعم خود بھی ایک تندرست و توانا آدمی ہوتا جبکہ وہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ صرف فاضل انعم کا وہم ہے کہ وہ بیمار ہے۔

"حقیقتوں کو انسان خود نہیں سمجھتا بلکہ دوسرے اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔" بڑا دلچسپ جوڑا تھا۔ پورٹ سعید میں ان کا مکان واقعی چھوٹا سا تھا اور ایک پسماندہ سے علاقے میں تھا لیکن مکان میں داخل ہونے کے بعد یہ اندازہ ہوگیا کہ وہ ایک خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں اور اس خوش و خرم زندگی میں ان کی ایک دوسرے سے محبت بنیادی حیثیت رکھتی ہے مثلاً" فاضل انعم گھر کے سارے کام سنبھالے ہوئے تھا اور اس نے رحمانہ کو بستر سے لگا رکھا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کی زندگی ان تمام معاملات میں گزر گئی مجھے اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے' لیکن حقیقت یہ ہے مسٹر فاضل انعم کہ رحمانہ اگر گھر کے کام کاج میں مصروف رہیں تو زیادہ صحت مند رہیں گی' اگر انہیں اسی طرح بیماری کا احساس دلا کر بستر سے لگائے رکھا گیا تو یہ یقیناً بیمار ہو جائیں گی۔" فاضل انعم عجیب سے انداز میں مجھے گھورنے لگا تھا پھر اس نے کہا۔

"دیکھو میری پوری زندگی کا نظریہ بدلنے کی کوشش نہ کرو۔ میں نے ہمیشہ اس کے لیے اپنے آپ کو وقف رکھا ہے۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے لیکن میں نے جو کچھ کہا وہ بھی ایک ٹھوس حقیقت ہے۔" بہرحال یہ ان لوگوں کے ذاتی معاملات تھے۔ پورٹ سعید پہنچنے کے بعد اب مجھے ایٹ ڈیلش ون کی تلاش تھی۔ جس کے بارے میں مجھے میسج ملا تھا اور ایٹ ڈیلش ون چیز تھی اس کا ابھی تک مجھے کچھ علم نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض اوقات ان معاملات سے الجھن محسوس ہونے لگتی تھی اگر خون آلود رومال پر آگے کے الفاظ نہ لکھے

ہوتے تو شاید ایٹ ڈیلش ون کے سلسلے میں مجھے اتنی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا بہرحال یہ ساری باتیں اپنی جگہ تھیں لیکن اپنے اس نظریے سے ابھی دستبردار نہیں ہو سکتا تھا۔ کم از کم اور کچھ نہیں تو یہاں رہنے کے لیے ایک اچھی جگہ مل گئی تھی اور میرے لیے یہ جوڑا باعث رحمت تھا۔ خاصا وقت ان کے ساتھ گزارنے کے بعد بالآخر میں باہر نکل آیا۔ مصر کے اس شہر کی زندگی بھی قاہرہ کی زندگی سے بہت زیادہ مختلف نہیں تھی۔ چوڑی سڑکیں بھی تھیں اور قدیم علاقے کی تنگ سڑکیں بھی۔ میں ایک تنگ سی سڑک پر سفر کرنے لگا جو خاصی پر ہجوم تھی۔ کافی دیر تک میں اس علاقے میں آوارہ گردی کرتا رہا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ ایک بے نام چیز کی تلاش آسان کام نہیں ہوگی' لیکن بہر طور محنت ہی سے کچھ نہ کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت میں بازار کے جس حصے سے گزر رہا تھا وہاں شور بے پناہ تھا۔ ہاکر اور چھوٹے چھوٹے دکاندار چیخ چیخ کر گاہکوں کو اپنی جانب متوجہ کر رہے تھے۔ مختلف قسم کی چیزیں بازار میں بکھری پڑی ہوئی تھیں جن میں تانبے کے برتن' جیولری' قالین' مختلف قسم کے گارمنٹس کا سامان' چمڑے کا سامان اور نجانے کیا کیا کچھ بھرا ہوا تھا۔ اس علاقے میں غیر ملکی لوگوں کی بہتات تھی اور وہ دکانوں میں الٹی سیدھی چیزیں دیکھتے پھر رہے تھے۔ میں کچھ اور آگے بڑھا کہ اچانک میرے عقب سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو ینگ مین' خوب ملے۔" میں نے پلٹ کر دیکھا اور ایک لمحے میں میرا سر چکرا کر رہ گیا۔ یہ استارا تھی۔ میں نے اسے فوراً ہی پہچان لیا۔ استارا ایک خوبصورت لباس میں ملبوس تھی اس کے ہاتھ میں ایک ہینڈ بیگ تھا بس اس نے سینے کے پاس سنبھالا ہوا تھا۔ دوسرا ہاتھ ہینڈ بیگ کے پیچھے تھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔

"یقینی طور پر تم نے مجھے پہچاننے میں غلطی نہیں کی۔ تمہارے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں لیکن سنو۔ یہ ہینڈ بیگ دیکھ رہے ہو نا اس میں ایک بہت ہی خطرناک پستول چھپا ہوا ہے جو ایک خاص کیفیت کا حامل ہے۔ میرا ہاتھ اس پستول کے ٹریگر پر ہے۔ میں اسے آرام سے دباؤں گی اور تمہارے جسم کے کسی بھی حصے میں ایک اتنا وسیع سوراخ ہو جائے گا کہ لوگ حیرانی سے سوچتے رہ جائیں گے کہ کیا تم ٹینک کے گولے سے ہلاک ہوئے ہو۔ بہت دلچسپ ہتھیار ہے یہ۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں سرد نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا اور پھر میں نے آہستہ سے کہا۔ ”کیا چاہتی ہو؟“

”خاموشی سے آگے بڑھو۔ تمہارے ساتھ اس بازار کی سیر کرنے میں مجھے بہت لطف آئے گا۔“ وہ بڑے پرسکون لہجے میں بولی۔ میں نے اس کی آنکھوں میں ایک سفاک چمک دیکھی بہرطور اس وقت اس کا موقع تو نہیں تھا کہ میں اسے نظرانداز کر کے گارین کو تلاش کروں‘ بگ کورڈیل کی موت کا تو خیر مجھے اندازہ ہو گیا تھا‘ لیکن ان دونوں کے بارے میں مجھے یقین تھا کہ وہ زخمی بے شک ہو گئے ہوں گے لیکن ہلاک نہیں ہوئے ہوں گے۔“ وہ مجھے لیے آگے بڑھتی رہی پھر ایک چھوٹے سے ریستوران کے سامنے رک گئی جس کے سامنے کے حصے میں کچھ میزیں پڑی ہوئی تھیں لیکن اصل حصہ عمارت کے اندر تھا۔ پتا نہیں یہاں سے اس کا کیا تعلق تھا۔ وہ مجھے اشارہ کر کے ہوٹل میں داخل ہو گئی اور پھر کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے شخص کی جانب اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو اس نے انگوٹھے سے ایک دروازہ کی جانب اشارہ کر دیا۔

”آؤ۔“ اس نے مجھ سے کہا اور میں اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ وہ بڑے پرسکون انداز میں دروازے سے اندر داخل ہو گئی۔ دروازے کے دوسری جانب تختوں کی دیوار بنی ہوئی تھی۔ اس دیوار کو اس نے تین بار دستک دی جس کے نتیجے میں دیوار میں ایک ایسا دروازہ کھل گیا جو اس سے پہلے دیوار میں بنا ہوا محسوس نہیں ہوتا تھا۔ دروازے کے دوسری جانب ایک وسیع و عریض ہال نظر آ رہا تھا اور اس ہال میں میری توقع کے مطابق گارین موجود تھا۔

”ویری گڈ ویری گڈ۔“ گارین نے چوڑے ہاتھ اٹھا کر تالیاں بجاتے ہوئے کہا تھا اور پھر استارا کی طرف دیکھ کر بولا۔

”ڈارلنگ تم نے اس کے پستول پر نظر نہیں ڈالی۔ اس کے پاس پستول موجود ہے۔“

”ہاں لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ یہ کام تم سرانجام دے سکتے ہو۔“

”ہاں یہ تو ہے۔“ گارین نے کہا اور اٹھ کر میرے قریب آ گیا۔ میں جانتا تھا کہ صورت حال میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس لیے اس وقت ان لوگوں سے تعاون ضروری

تھا۔ گارین نے بڑے اطمینان سے میری جیب سے میرا پستول نکال لیا تھا پھر وہ پستول کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

”عام سی چیز ہے کسی کے پاس بھی ہو سکتی ہے‘ لیکن جس شخص کے پاس اس وقت یہ موجود ہے وہ یقینی طور پر کوئی عام چیز نہیں ہے۔ تو پھر کیا خیال ہے استارا ڈارلنگ۔ ہم اپنے کام کا آغاز کر دیں؟“

”سمجھداروں کا یہی کہنا ہے کہ جس کام کو کرنا ہو اس کے سلسلے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔“ گارین نے استارا کی بات پر قہقہہ لگایا اور پھر اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا۔

”براہ کرم تم اس طرف آ جاؤ اور سنو یہ بالکل محفوظ جگہ ہے۔ یہاں کوئی کم از کم مداخلت نہیں کر سکتا۔“

”ٹھیک ہے لیکن تمہیں خود ہی اپنی کارکردگی پر افسوس ہو گا۔“ میں نے اپنے ذہن مجتمع کرتے ہوئے کہا‘ لیکن یہ اندازہ مجھے ہو گیا تھا کہ بری طرح پھنس گیا ہوں البتہ ان دونوں کا پورٹ سعید تک چلے آنا میرے لیے انتہائی سنسنی خیز اور تعجب کی بات تھی۔ مجھے ایک لمحے میں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ گلو خلاصی آسانی سے نہیں ہو گی ہو سکتا ہے۔ اس جگہ مجھے ایک خوفناک معرکہ سرانجام دینا پڑے لیکن ایک تو اجنبی جگہ۔ حالات کا کوئی صحیح اندازہ نہیں تھا اس لیے محتاط بھی رہنا پڑتا تھا۔ میں نے محسوس کر لیا تھا کہ کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے شخص کا تعلق کسی نہ کسی طرح استارا اور گارین سے ہے کیونکہ میں نے ان دونوں کو اشارے بازی کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ گارین خاموش نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

”ویسے بھی تم پر ایک آدمی کے قتل کا جرم ہے تم نے ہمارے ایک ساتھی کو قتل کیا ہے اس لیے تو یہ کم از کم سمجھ لو کہ تمہارے ساتھ کوئی رعایت کسی بھی قیمت پر نہیں کی جا سکتی۔“

”کیا اس وقت حالات ایسے نہ تھے کہ میں اپنا دفاع کرتا؟“

”یہ سب عام لوگوں کے کرنے کی باتیں ہیں اور میں تمہارے چہرے کو دیکھ کر یہ اندازہ یقیناً“ لگا سکتا ہوں کہ۔“ ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ دفعتہ“ باہر سے ایک شور اٹھا اور

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کے ساتھ ہی فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ گارین اچھل کر کھڑا ہوگیا تھا۔ اس نے ایک لمحے تشویش کی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر عورت کی جانب رخ کرکے بولا۔

"استارا تم اسے تہ خانے میں لے جاؤ۔ خبردار ہوشیاری سے۔ میں دیکھتا ہوں کیا قصہ ہوگیا ہے، ممکن ہے ہمیں خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑے۔"

استارا نے خاموشی سے گردن ہلائی اور ہینڈ بیگ میں رکھا وہ ننھا سا پستول نکال لیا جس کی تباہ کاری کے بارے میں اس نے کہا تھا۔ اس کا سانپ جیسا لہجہ ابھرا۔

"دیکھو تمہاری موت ہمارے لیے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔ کام آسکے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم ان لوگوں کو جن پر ہمیں کوئی شبہ ہوتا ہے راستے سے ہٹانے میں کوئی وقت محسوس نہیں کرتے اور نہ بعد میں اس پر افسوس کرتے ہیں اس لیے خاموشی سے جو کچھ میں کہہ رہی ہوں کرو اٹھو جلدی کرو۔"

اتنی دیر میں گارین اس دروازے سے باہر نکل گیا تھا جو کسی میکنزم کے تحت نمودار ہوا تھا۔ میں نے ایک گہری سانس لی اور استارا کے اشارے پر ایک جانب چل پڑا۔ بہر طور یہ بدترین افتاد پڑی تھی اور نجانے اس کا کیا نتیجہ نکلنے والا تھا۔

===☆☆☆☆===

استارا مجھے لیے ہوئے ایک کمرے میں پہنچی، کمرے میں داخلی دروازے کے علاوہ ایک اور دروازہ بھی تھا جسے کھول کر اس نے مجھے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ میں خاموشی سے کمرے میں داخل ہوگیا۔ چھوٹی سی راہداری تھی۔ جو اختتام تک پہنچ کر گہرائیوں میں اتر جاتی تھی۔ روشنی خاطر خواہ تھی اور اس میں سیڑھیاں نظر آرہی تھیں۔ میں ان سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگا۔ کسی دیوانگی کا مظاہرہ اس وقت نہایت غیر موزوں تھا، کیونکہ جن لوگوں سے واسطہ پڑا تھا ان کی شخصیت کسی حد تک سمجھ میں آگئی تھی۔ انتہائی خطرناک اور شاطر لوگ تھے۔ استارا میری جانب سے غیر محتاط نہیں ہوگی کیونکہ میرے ہاتھوں اس کے ایک ساتھی کا خون ہو چکا تھا۔ میں سیڑھیوں سے اتر کر اس کمرے میں داخل ہوگیا جو خاصا وسیع تھا اور اس میں فرش کے علاوہ ایک دو الماریاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک جانب ایک صوفہ سیٹ پڑا ہوا تھا۔ کچھ خاص قسم کے فینسی اسٹول بھی تھے۔

استارا نے پستول کے اشارے پر مجھے صوفے پر بیٹھنے کے لیے کہا اور میں بیٹھ گیا وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک اسٹول پر جا بیٹھی تھی۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر مائنڈ نہ کریں مس استارا تو ایک بات کہوں۔"

"ہاں، فرصت ہے اس وقت مائنڈ کرنے کی کوئی بات ہے ہی نہیں۔"

"خوبصورت لڑکیاں اپنی ڈگر چھوڑ کر ان راستوں پر کیوں چل پڑتی ہیں۔" وہ ہنس پڑی اور کہا۔

"زندگی کے ہر شعبے میں عورت اتنی ہی دسترس رکھتی ہے جتنی تم۔ اگر تمہیں

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

زندگی میں کبھی موقع ملے تو خود غور کر لینا کہیں بھی کسی جگہ عورت کو اپنے آپ سے کم تر نہیں پاؤ گے۔ ہاں اگر خود کو دھوکا دو تو الگ بات ہے۔"

"اب اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں سوائے اس کے کہ تم خصوصی اہمیت کی حامل ہو' ورنہ میں نے عام طور سے خواتین کو اس قدر مستعد نہیں دیکھا اور وہ بھی ایسی خواتین جو حسین ہوں۔"

وہ قہقہہ مار کر ہنسی' پھر بولی۔ "مردوں کی شاطرانہ چال چل رہے ہو۔ غالباً" مجھے میرے حسن کا احساس دلا کر مرغوب کرنا چاہتے ہو تاکہ مجھ پر قابو پاسکو لیکن احمق آدمی یہاں بھی تصور بدل چکا ہے۔"

"اُفوہ......... اب دیکھو نا یہی کمزوری ہے تمہارے اندر کہ تم ہر بات کو اس نگاہ سے دیکھ رہی ہو جس کے تحت تم مجھے یہاں تک لائی ہو حالانکہ تنہائی ہو' ایک ایسا نہ خانہ جسے اگر تصور کی آنکھ سے دیکھا جائے تو اس میں رومانویت بھی ہے ایک حسین لڑکی کا ساتھ۔ انسان کا دل چاہتا ہے کہ ان لمحات میں کسی خوفناک احساس کو بھول جائے۔"

استارا نے پھر میری جانب مسکراتی نگاہوں سے دیکھا اور کہنے لگی۔

"اگر کبھی واقعی موقع مل گیا تو میں تمہیں اپنے حسن کے دوسرے رخ سے روشناس کراؤں گی۔ میرا وعدہ ہے تم سے۔"

"کیا میں اس بات کی امید رکھوں کہ مجھے دوسرا کوئی موقع مل جائے گا؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ جو لوگ تعاون کرتے ہیں ان کے لیے بہتری رہتی ہے ویسے گارین اس وقت تک تمہیں نہیں چھوڑے گا جب تک تم اس کے سامنے حقیقت نہ اگل دو۔ ابھی اس نے یہی الفاظ کہے تھے کہ گارین مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔"

"خیریت کیا ہوا تھا؟" استارا نے پوچھا۔

"اوہ کچھ نہیں' کچھ منچلے بے قابو ہو گئے تھے اور ایک دوسرے پر گولیاں برسانے پر تل گئے تھے۔"

"کون تھے؟"

"آوارہ گرد' بدمست' شرابی۔ گارین نے جواب دیا اور پھر ایک آنکھ دبا کر بولا۔

"کیا حال ہے ہمارے دوست کا۔ کیا اس کے راہ راست پر آنے کی کوئی امید ہے؟"

"ابھی تک میں نے اس سے کوئی گفتگو نہیں کی' ویسے دلچسپ آدمی ہے' اور مجھے میری حسن کا احساس دلانے کی کوشش کرتا رہا ہے اس کے علاوہ میں نے اس سے اور کوئی بات نہیں کی۔ گارین بڑے خوشگوار موڈ میں ہنس پڑا تھا۔"

"گڈ۔ آدمی دلچسپ معلوم ہوتا ہے بہرحال دوست دیکھو اب تک ہمارے درمیان جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے مزید اس کی گنجائش نہیں ہے۔ اہرام مبرا میں تم سے ملاقات مجھے اب بھی یاد ہے' بے مقصد نہیں تھی۔ جس شخص کے پاس تم پہنچے تھے وہ یقینی طور پر وہاں تمہارا انتظار کر رہا تھا اور ہماری رپورٹ کے مطابق وہ شخص ہمارے مقصد کے لیے چابی کی حیثیت رکھتا ہے بہت مشکل سے اس کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اور اس تک پہنچنا نہ صرف ہمارے لیے بلکہ ہمارے بہت سے ان دوستوں کے لیے جو وائٹ ڈریگن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے پاگل ہو رہے ہیں ضروری تھا وہ شخص بہت بڑی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ مجھے تو یہ تعجب ہے کہ دوسروں کو اس بات کا علم کیوں ہو سکا کہ وہ اس وقت کہاں موجود ہے' البتہ جس پارٹی نے اسے بلاک کیا۔ وہ ہم نہیں تھے بلکہ کچھ اور لوگ تھے اگر وہ تم تھے' تو ہمیں اس بات پر حیرت ہے کیونکہ وہ تو تمہارا منتظر تھا یا پھر دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تم نے اس سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے قتل کر دیا۔ گارین میرے چہرے پر نگاہیں جمائے ہوئے یہ ساری بکواس کر رہا تھا اور میں پتھرائے ہوئے انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا"

"مجھے احساس ہے کہ تم اپنے چہرے سے کوئی تاثر ظاہر نہیں ہونے دے رہے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ تم بے حد خطرناک آدمی ہو' البتہ اس بات کا اعتراف کیے بغیر میں نہیں رہ سکتا کہ تمہارے بارے میں' میں کچھ نہیں جانتا۔"

"اور کچھ کہو۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں دوست اصل میں ہمارے پاس وہ لسٹ موجود ہے جس کے مطابق اس وقت دنیا کے بے شمار ملکوں کے لوگ کام کر رہے ہیں' مگر اس لسٹ میں تم شامل نہیں ہو اور یہی تمہارے خطرناک ہونے کی دلیل ہے۔"

"مسٹر گارین۔ یہی نام بتایا تھا آپ نے اپنا اور یہ میڈم استارا ہیں۔ ان حالات میں اگر مجھے اجازت ہو تو میں بھی چند سوالات کرلوں؟"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

"ہاں اجازت ہے' یہ جگہ بالکل پر اطمینان ہے اور یہاں کسی قسم کی مداخلت کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ پورٹ سعید تک تم لوگوں نے میرا پیچھا کس طرح کیا' تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی کہ میں یہاں آرہا ہوں۔"

"اصل میں تمہیں اس مطلوبہ شخص کے پاس جس عالم میں دیکھا گیا تھا اور اس کے بعد تمہاری کارکردگی کے جو نمونے ہمارے سامنے آئے تھے ان سے ہم بہت متاثر ہوگئے تھے اور یہ بات ہمارے دل میں بس گئی تھی کہ تم ہمارے لیے سب سے کارآمد آدمی ہو اور تمہیں یہ بتانے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتا میں کہ ہم تین افراد ہی اس مسئلے میں ملوث نہیں ہیں بلکہ ہماری پوری ٹیم ہی سرگرم عمل ہے اور اس ٹیم کو تمہارے بارے میں ہدایات دے دی گئیں اور وہاں سے ہمیں اطلاع ملی کہ تمہارا رخ پورٹ سعید کی جانب ہے اور تم نے اس کے لیے ایک سادہ سا ذریعہ سفر اختیار کیا ہے۔ ہم تمہارے ساتھ تو یہاں نہیں پہنچ سکے' لیکن بس یوں سمجھ لو کہ تمہارے پیچھے پیچھے ہی یہاں تک آگئے اور اسکے بعد تمہاری تلاش شروع کر دی۔"

"اتنے بڑے شہر میں تم نے آسانی سے مجھ پالیا۔"

"اب تم اس سلسلے میں ہمیں بالکل احمق قرار نہ دو ظاہر ہے ہم ایک مشن پر کام کر رہے ہیں اور وہ مشن بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ظاہر ہے اگر اتنا سا کام بھی ہم نہ کرسکے تو پھر کیا فائدہ۔"

"بہت بہت شکریہ مسٹر گارین' ایک اور سوال ہے؟"

"پہلے سوالوں کی تعداد بتا دو' کتنے سوال کرو گے' ہم بہت زیادہ شرافت کا مظاہرہ صرف اس لیے کر رہے ہیں کہ اگر ہمارے اور تمہارے درمیان مفاہمت کی کوئی شکل نظر آجائے تو پھر ہم مفاہمت بھی کرسکتے ہیں۔"

"گویا میری زندگی کے امکانات ہیں؟"

"ہاں۔ بے مقصد کسی کو قتل کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا لیکن اگر ضرورت پیش آجائے تو پھر زندہ رہنے دینا سب سے بڑی حماقت ہوتی ہے۔ یہاں ہمیں اپنی پسند کے جوابات چاہئیں اگر یہ جواب ہمیں نہ ملے تو ہم تمہیں صرف اس لیے قتل کر دیں گے کہ

کہیں تم مستقبل میں ہمارے لیے کوئی مشکل نہ بن جاؤ۔"

"اور اگر جوابات درست مل گئے تو؟"

"پہلے بتایا جاچکا ہے کہ اگر تم کام کے آدمی ثابت ہوئے تو تمہیں زندگی بھی دی جاسکتی ہے اور اپنے مقصد کا حصہ دار بھی بنایا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ جانتے ہو کیا ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"وہ صرف یہ ہے کہ تم اچھی کارکردگی کے مالک ہو اور ہم تم سے کام لینا چاہتے ہیں۔"

"ہوں اچھا۔ تو میرا دوسرا سوال۔"

"ہاں وہ باقی ہے۔"

"یہ وائٹ ڈریگن کیا ہے؟" میں نے سوال کیا اور گارین کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے خطرناک تاثرات پھیل گئے پھر اس نے کہا۔

"کیا یہ ہمیں احمق بنانے والا سوال نہیں ہے۔"

"کیوں۔ کیا مطلب؟"

"اگر تم وائٹ ڈریگن سے اپنی لاعلمی ظاہر کرنا چاہتے ہو تو ایک لاعلم آدمی کو بھی اس نام سے روشناس نہیں ہونا چاہیے۔"

"میرے سوال کا جواب دو۔ وائٹ ڈریگن کیا ہے؟"

"وائٹ ڈریگن ایک امن فارمولا ہے' ایک ایسا فارمولا جس کے تحت ایک عظیم دفاعی نظام قائم کیا جاسکتا ہے۔ اصل میں کئی ایسے لوگ جو صرف ہتھیاروں کی فروخت سے اپنا کاروبار زندگی چلاتے ہیں اس فارمولے کو پھیلنے نہیں دینا چاہتے اگر یہ فارمولا عام ہوگیا تو پھر ہتھیاروں کی فروخت رک جائے گی اور ہتھیار فروخت نہیں ہوسکیں گے۔ اس کے لیے ایک بہتر طریقہ کار یہ ہے کہ اس فارمولے کو ہر قیمت پر حاصل کرکے ضائع کر دیا جائے' یا پھر زیادہ سے زیادہ جو ملک اسے حاصل کرے وہ اپنے مقاصد کے لیے اسے استعمال کرے' بس یہ ہے وائٹ ڈریگن اور اسے حاصل کرنے کے لیے کئی ملک کوششوں میں مصروف ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

میں نے ایک گہری سانس لی اور کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک ہی ایک عجیب سی آواز تہ خانے میں ابھرنے لگی۔ ساتھ ہی ایک سمت رکھی الماری کے اوپری حصے پر ایک سرخ بلب اسپارک کرنے لگا۔ استارا فوراً ہی اس جانب متوجہ ہوگئی۔ الماری کے قریب پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا ایریل کھینچنے لگی، پھر اس نے اسے چہرے کے قریب کرکے کسی نامعلوم زبان میں گفتگو شروع کر دی۔ یا تو یہ کوئی کوڈ زبان تھی یا پھر کوئی ایسی، جو میری سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ دو تین سیکنڈ اس نے مختصر الفاظ دوہرائے اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر بند کرکے اسی زبان میں گارین سے کچھ کہنے لگی۔ گارین نے اسے جواب دیا اور استارا اور دروازے کی جانب مڑ گئی۔ گارین نے البتہ اس سے سیڑھیوں پر ہی یہ سوال پوچھا تھا۔

”تمہاری واپسی کتنی دیر میں ہوگی استارا۔“

”فائنل نہیں کہا جاسکتا لیکن دو تین گھنٹوں سے پہلے نہیں۔ البتہ میں درمیان میں تم سے رابطہ قائم کرلوں گی۔“

”اوکے۔ گارین نے جواب دیا اور استارا تیزی سے سیڑھیاں طے کرتی ہوئی اوپر چلی گئی۔ میرے ذہن میں ایک کھلبلی سی مچ گئی تھی۔ گارین پھر میری جانب متوجہ ہوگیا۔“

”ہاں بھئی تو پھر تم یہ بتانا پسند کرو گے۔“

”مسٹر گارین اگر میری زندگی لینے سے آپ کے ذہن سے کوئی بوجھ دور ہو جاتا ہے تو میں بڑی بے چارگی کا شکار ہوگیا ہوں، جینا چاہتا ہوں لیکن حالات بتا رہے ہیں کہ جی نہیں سکوں گا۔“

”کیوں آخر کیوں؟“

”اس لیے کہ یقین کرو، میں صرف ایک سیاح ہوں اور یونہی ٹہلتا ہوا اہرام میرا پہنچ گیا تھا۔ وہاں جانے کا میرا کوئی مقصد نہیں تھا بلکہ وہ صرف اتفاق تھا۔“

”مجھے یقین نہیں آتا۔ اچھا پھر یورٹ سعید تمہاری آمد کا مقصد کیا ہے؟“

”وہی سیاحت۔ میں مصر دیکھنا چاہتا تھا اور اسی سلسلے میں یہاں پہنچا تھا۔“

”لیکن تمہارا انداز، تم ایک جنگجو نوجوان ہو، بے حد ذہین اور ایک ایسی شخصیت کے مالک جس کے بارے میں یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بہت ہی تند خو، تیز اور شاطر ہے،

آخر ایسا کیوں؟“

”اگر زندگی خطرے میں پڑ جائے تو کیا کسی کو اپنے تحفظ کا حق حاصل نہیں ہے؟“

”سوری ویری سوری۔ ایک آخری بات تم سے کہہ رہا ہوں دیکھو ہم لوگ جو ہیں نا۔ ہمارا تعلق بیشک ایک ملک سے ہے اور ہم اسی کے لیے کام کر رہے لیکن اگر تمہارے ذریعے وائٹ ڈریگن ہمیں حاصل ہو جائے تو ہم تمہیں اتنا معاوضہ دیں گے کہ باقی زندگی پوری دنیا کی سیاحت کرتے رہو لیکن تمہیں کوئی مالی پریشانی نہ ہو۔“

”کاش میں اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتا۔“

”اگر نہیں اٹھا سکتے تو تمہیں جینے کا کوئی حق نہیں ہے۔“

”گارین اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ میں نے اس طرح سہم جانے کی اداکاری کی جیسے میرا خون خشک ہوگیا ہو، گارین کافی قوی آدمی تھا اسے سنبھالنا ایک مشکل کام۔ وہ میری اس کیفیت سے تھوڑے سے اعتماد کا شکار ہوگیا اور یہی اس کے لیے خطرناک بات ثابت ہوئی۔ میں سہما سمٹا ایک دیوار سے جا لگا تھا اور اس طرح ہونٹ چھیلا رہا تھا جیسے اس سے زندگی کی بھیک مانگنا چاہتا ہوں لیکن دیوار سے پشت لگا کر میں نے پوری قوت سے اس کا سہارا لیا اور پھر اچھل کر گارین کے ایک گھٹنے پر جوتے کی ایڑی ماری، یہ ایک خاص داؤ تھا۔ گارین کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار نمودار ہوئے۔ وہ ایک قدم پیچھے ہٹا تھا لیکن اس کا دوسرا گھٹنا بے کار کرنا میری ذمے داری تھی، چنانچہ میں نے اپنے بدن کو پھرکنی کی طرح گھمایا اور پوری قوت سے دوسری ٹھوکر اس کے دوسرے گھٹنے پر رسید کی۔ گارین کے گھٹنے زمین سے جا ٹکے تھے۔ میں نے محبت سے اس کی پسلی پر جوتے سے ایک زوردار ضرب لگائی یہ جو جٹو کے داؤ تھے پھر میں نے زمین پر ہاتھ ٹکائے اور اپنی پنڈلی پوری قوت سے اس کی گردن پر ماری۔ اصل میں اگر اسے سنبھلنے کا موقع مل جاتا تو پھر میرے لیے واقعی جینا محال ہو جاتا۔ میری یہی کوشش تھی کہ وہ ایک لمحے بھی سنبھلنے نہ پائے اور میں اس پر ضربیں لگاتا رہوں گردن پر لگنے والی ضرب نے اسے زمین پر لمبا کر دیا تھا لیکن میں نے اس کے الٹنے کا انتظار نہیں کیا اور جتنی برق رفتاری سے میں اس پر ضربیں لگا سکتا تھا اتنی برق رفتاری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ وہ بھی ہر ضرب پر سانپ کی طرح بل کھاتا جاتا تھا اس کی آنکھیں شدید تکلیف سے پھٹ گئی تھیں۔ دانت بھینچ گئے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ایک ٹھوکر اس کے منہ پر پڑی تو شاید اس کے کچھ دانت بھی ٹوٹ گئے اور اس کے منہ سے خون بہنے لگا لیکن ہر آدمی ایک ہی داؤ کو مسلسل برداشت کرتے ہوئے اس کا توڑ بھی دریافت کرلیتا ہے۔ اس بار اس نے میری ضرب بڑی فراخدلی سے اپنے سینے پر کھائی' لیکن اپنے لمبے ہاتھوں کا فائدہ اٹھا کر اس نے میری پنڈلی پکڑلی اور میں دھڑام سے زمین پر جاگرا۔ بازو میں شدید چوٹ لگی تھی لیکن اب ایسا بھی نہیں کہ میں اس سے مضمحل ہو جاتا۔ اب تک جس کامیابی سے اس کی مرمت کرتا رہا تھا اس کے بعد یہ ضرب کھانی ہی تھی لیکن اس کے باوجود میں نے ہار نہ مانی۔ میں جانتا تھا کہ اس وقت اس کی شدید گرفت سے نکلنا مشکل کام ہے' لیکن اپنے جسم کو پلٹی دے کر میں نے دوسرا پاؤں جو آزاد تھا پوری قوت سے اٹھایا اور اس کی پیشانی پر دے مارا۔ اس کے ہاتھوں کی گرفت فوراً" ہی میری پنڈلی پر سے ختم ہوگئی تھی۔ میں نے فضا میں اچھل کر اپنا گھٹنا اس کی گردن پر رکھا اور اس کے بعد پوری قوت سے اسے زمین سے رگڑ ڈالا اب گارین کے حلق سے چیخیں نکلنے لگی تھیں۔ اتنی ضربیں ماری تھیں میں نے اس کے اگر صحیح طور پر اس کا تجزیہ خود ہی کرلیتا تو یقینی طور پر کچھ پسلیاں ٹوٹی ہوئی دریافت ہوتیں اور کچھ ہڈیاں چٹخی ہوئیں۔ وہ بری طرح زمین پر گھسیٹ رہا تھا اور اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا لیکن مجھ پر ایک شدید جنون سوار ہوگیا تھا۔ گارین کی موت ہی میری زندگی ہے اور اس طاقتور آدمی کو زمین پر ہی مارنا اگر ممکن ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ شاید میں دوسرے کسی طریقے سے اسے ہلاک کرنے میں کامیاب نہ ہوسکوں۔ یہ بھی ایک عبرتناک منظر تھا میرے لیے کہ انسان اپنی طاقت پر گھمنڈ کرکے یہ فیصلہ کرے کہ مدمقابل اس کے سامنے کچھ نہ کرپائے گا تو یقینی طور پر چوٹ کھانا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ گارین خود اعتمادی کا ہی شکار ہوگیا تھا۔ میں اسے روئی کی طرح دھنکتا رہا اور اس کی آنکھیں چڑھ گئیں جسم کے بہت سے حصے شدید مضروب ہوگئے اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے توڑ دیا لیکن میں نے اس کے باوجود چند ایسی مضبوط ضربیں اس پر لگائیں کہ اگر کہیں تھوڑی بہت جان باقی رہ گئی ہو تو اس کا بھی سدباب ہو جائے' پھر مجھے اطمینان ہوگیا کہ میں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو چکا ہوں تو میں نے اپنے جسم کو سنبھالا' سانسیں بری طرح پھول رہی تھی پورا جسم پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ شدید جمناسٹک کا مظاہرہ کرنا پڑا تھا اس کے بعد میں برق رفتاری سے

سیڑھیاں چڑھ کر اس دروازے کے قریب آیا جس سے یہاں تک پہنچنے کا راستہ تھا۔ پہلے میں نے اندازہ لگایا کہ دروازے کے آس پاس تو کوئی موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ دیکھا کہ دروازہ اندر سے بھی بند کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ مجھے ایسا ایک میکنزم نظر آیا جس سے دروازہ اندر سے بند کیا جاسکتا تھا اصولی طور پر یہاں سے مجھے فوراً" باہر نکل جانا چاہئے تھا لیکن مجھے اپنا حلیہ سنبھالنا تھا جو خاصا بگڑ چکا تھا دوسری بات یہ کہ اس قیمتی جگہ کو اس طرح تو نہیں چھوڑنا چاہیے جس الماری میں ٹرانسمیٹر موجود ہے وہاں ممکن ہے اور بھی کوئی کام کی چیز مل جائے۔ سب سے پہلے میں نے گارین کے لباس کی تلاشی لی اور بالکل ویسا ہی ایک پستول مجھے حاصل ہوگیا جیسا میں نے ا۔ستارا کے پاس دیکھا تھا۔ گارین کے پاس میرا اپنا پستول بھی موجود تھا چنانچہ میں نے اسے بھی اپنے قبضے میں کرلیا اور گارین کا وہ انوکھا پستول بھی میں نے اپنی تحویل میں لے کر ادھر ادھر دیکھا' گارین کی جیبوں سے اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مل سکتی تھی۔ ایک آدھ پرس تھا جس میں کچھ کرنسی تھی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ لازمی امر ہے کہ یہ لوگ اپنے لباس میں ایسی کوئی چیز نہیں رکھتے جن سے ان کی نشاندہی ہوسکے۔ اس کے بعد وہ الماری ہی میرے لیے توجہ کا باعث تھی۔ الماری کو کھولنا مشکل نہیں ہوا اس میں جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا لیکن میں اسے چھونا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ خطرے کی گھنٹی بن سکتا تھا۔ البتہ الماری میں ایک اور چیز مجھے ایسی نظر آگئی جو میرے لیے انتہائی ضروری تھی۔ یہ مقام کرنسی تھی۔ مصری پاؤنڈ جنہیں میں نے فوراً" اپنے لباس میں منتقل کرلیا۔ خاصی مقدار میں تھے اور اس وقت مجھے کرنسی کی شدید ضرورت بھی تھی پھر اس کے بعد میرے لیے یہاں رکنا انتہائی خطرناک تھا۔ میں نے یہاں سے حاصل کیا ہوا پستول تو اپنے لباس میں چھپالیا اور وہ پستول جو میرا اپنا تھا ہاتھ میں لے کر ہاتھ جیب میں ڈال لیا تاکہ باہر اگر کہیں سے پھر کوئی مداخلت ہو تو اپنا دفاع کرسکوں' مجھے اچھی طرح اس بات کا اندازہ تھا کہ یہ ہوٹل گارین اور ا۔ستارا کے لیے محفوظ جگہ ہے ورنہ یہاں گارین اور ا۔ستارا کے وفادار میرے اس طرح باہر نکلنے پر چونک پڑیں گے میرا اندازہ بالکل درست نکلا کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے شخص نے مجھے دیکھا اور بری طرح اچھل پڑا لیکن اس سے قبل کہ وہ کوئی کارروائی کرے میں سیدھا اسی کی جانب چل پڑا۔ میں نے ادھر ادھر کوئی دیکھا اور سرگوشی کے انداز میں کہا۔ ''مسٹر

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
Uploaded By Muhammad Nadeem

گارین عمدہ قسم کی کافی طلب کر رہے ہیں۔ براہ کرم بھجوا دیجیے۔"

وہ آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھتا رہ گیا۔ میں بڑے پرسکون انداز میں چلتا ہوا باہر نکل آیا تھا اور اس کے لئے انتہائی ضروری امر تھا کہ مجھے فوری طور پر یہاں سے فرار کا کوئی ذریعہ ملنا چاہیے ورنہ عقب سے اگر کچھ لوگ دوڑ پڑے تو بچنا مشکل ہو جائے گا۔ یہ لوگ کتنے خطرناک ہیں اس کا مجھے اندازہ ہوگیا تھا۔ میں اس طرح سڑک عبور کر کے دوسری سمت آیا کہ کئی گاڑیوں کو اپنے اپنے بریک لگانے پڑے۔ سڑک کے اس سمت ایک ٹیکسی کھڑی ہوئی تھی۔ میں دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گیا اور میں نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

"چلو۔" ٹیکسی ڈرائیور نے کوئی خیال نہیں کیا اور ٹیکسی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ میں نے گردن گھما کر عقب میں دیکھا لیکن ہوٹل کے باہر ایسی کوئی کیفیت نظر نہیں آئی جس سے یہ احساس ہو کہ کسی کو میرے فرار کا اندازہ ہوگیا ہے پھر ہوٹل نگاہوں سے اوجھل ہوگیا اور میں نے ڈرائیور کو ایسے ہی ایک پتا بتا دیا جس کے بارے میں معلومات حاصل تھیں۔ اب ذرا صورت حال پر نگاہ رکھنا تھی۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ پورٹ سعید میں مجھ پر اتنی کڑی نگرانی رکھی جارہی ہوگی۔ محتاط ہونے کا موقع مل گیا تھا بس زندگی بچ ہی گئی تھی، اگر استارا کو وہ پیغام موصول نہ ہو جاتا تو لازمی امر تھا کہ وہ لوگ مجھ پر تشدد کرتے۔ اس سلسلے میں ان سے کسی رعایت کی کوئی توقع نہیں رکھی جاسکتی تھی بہرحال اب جو کچھ کرنا تھا وہ سوچ سمجھ کر کرنا تھا۔ میں وہاں اتر گیا جہاں کا پتا میں نے ڈرائیور کو بتایا تھا اور پھر یہ بھی میری خوش قسمتی تھی کہ وہاں بازار مجھے کھلے ہوئے ملے۔ میں یہاں سے اپنی ضرورت کا سامان خریدنا چاہتا تھا۔ میک اپ کا سامان اتنا عام نہیں ہوتا کہ ہر جگہ دستیاب ہو جائے لیکن چہرے کو تبدیل کرنے کے لیے باقاعدہ میک اپ کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ کچھ اور طریقہ کار اختیار کر لیے جائیں تب بھی کام بن جاتا ہے۔ کرنسی میرے پاس موجود تھی۔ میں نے چند اسٹورز کے چکر لگائے اور اپنے مطلب کا سامان خرید لیا جس میں کچھ لباس وغیرہ بھی شامل تھے۔ ایک سوٹ کیس بھی تھا۔ اس دوران میں اپنے آئندہ پروگرام کے ؛ ۔ میں کچھ فیصلے کر چکا تھا چنانچہ میں نے ایک بک اسٹال سے مقامی لٹریچر خریدا اور اس میں ہوٹلوں کے پتے دیکھنے لگا۔ ایک درمیانے درجے کے ہوٹل کا پتا

میں نے ذہن نشین کیا اور اس کے بعد ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے چل پڑا۔

ہوٹل پہنچ کر میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو بل ادا کیا اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا۔ مجھے ایک پبلک کال بوتھ نظر آگیا تھا۔ بوتھ میں داخل ہو کر میں نے ہوٹل کے وہ نمبر ڈائل کیے جو میں نے لٹریچر سے حاصل کیے تھے۔ کچھ دیر کے بعد میرا وہاں سے رابطہ قائم ہوگیا۔

"مجھے برابر کے دو کمرے درکار ہیں۔ براہ کرم مسٹر ہیلر اور مسٹر بڈمین کے نام سے یہ کمرے بک کر دیجیے گا۔"

کچھ دیر کے بعد میں اپنے اس کام سے فارغ ہو کر باہر نکل آیا پھر تھوڑی دیر وہاں وقت ضائع کیا اور اس کے بعد کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔ کاؤنٹر منیجر سے میں نے بڈمین کے نام سے اپنا تعارف کرایا اور اس نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب آپ کا اور مسٹر ہیلر کا کمرا بک ہے۔"

"کیا یہ دونوں کمرے بالکل برابر ہیں؟"

"جی، سکس ایٹ سیون اور سکس ڈبل ایٹ۔"

پورٹر مجھے میرے کمرے میں لے آیا۔ سکس ایٹ سیون میں داخل ہونے کے بعد میں نے پورٹر کو ٹپ دی اور اسے جانے کی ہدایت کی۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ کمرے میرے مطلب کے ہیں بھی یا نہیں۔ سب سے پہلے مجھے کمروں کے لاک دیکھنا تھے۔ پورٹر کے جانے کے بعد میں نے لاک چیک کیا اور مطمئن انداز میں گردن ہلا دی اسے باہر اور اندر سے یکساں طور پر کھولا جاسکتا تھا یعنی اگر باہر سے اسے لاک کر دیا جائے تب بھی اندر سے چابی لگا کر کھولا جاسکتا ہے۔ پھر میں نے کمرے کے دوسرے حصوں کا جائزہ لیا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، کیونکہ کمروں کے سائیڈ میں بالکونی تھی اور ایک بالکونی سے تھوڑی سی کوشش کر کے دوسری بالکونی میں اترا جاسکتا تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ بالکونی کے دوسری جانب ایسی جگہ بھی موجود تھی کہ اگر اتفاقیہ طور پر اپنی اس کوشش میں ناکامی ہو تو فوری طور پر زندگی خطرے میں نہ پڑے۔ بس ایک رسک لیا تھا اگر یہ کمرے اس کام کے نہ ہوتے تو زیادہ سے زیادہ ایک دن کا کرایہ ادا کرنا پڑتا اور پھر میں دوسرا ہوٹل تلاش کرتا۔ ویسے یہاں کے طرز تعمیر میں یہ بات میں نے کئی ہوٹلوں میں دیکھی تھی اور اسی لیے

WWW.PAKSOCIETY.COM

یہ تصور میرے ذہن میں آیا تھا اب مجھے قدرے اطمینان نصیب ہوا تھا۔ میں کچھ دیر تک وہاں ایک کرسی پر بیٹھ کر اپنے پروگرام کا جائزہ لیتا رہا۔ صورت حال بڑی دلچسپ اور سنگین ہوگئی تھی' لیکن اب ہو بھی کیا سکتا ہے۔ کوئن میکویا کے وفاداروں میں شامل ہوگیا تھا۔ تو اس کے لیے سب کچھ کرنا تھا بہرحال واقعی بڑا سنگین مسئلہ ہے وہائٹ ڈریگن نے دماغ کی چولیں ہلا دی تھیں لیکن اگر کام کی تکمیل ہو جائی تو اس کے صلے میں جو کچھ ملنے والا تھا وہ بھی میرے لیے بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ کوئن میکویا کے بارے میں میرا تجربہ کہتا تھا کہ زبان کی پکی عورت ہے جو وعدہ کیا ہے اس کی تکمیل کرے گی اور اگر کہیں کوئی گڑ بڑ نکلی تو پھر دیکھوں گا کہ آگے کیا کرنا ہے اپنے آپ کو تقریباً" بھلا چکا تھا۔ بارہا ایسے فیصلے کیے تھے اور سوچا تھا کہ اپنی زندگی کو صرف ایک مشن کا نام دوں اور اس سے زیادہ آگے کچھ نہ سوچوں۔ زندگی کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا کوئی بہترین مصرف ہو۔ بہت دیر تک انہی سوچوں میں گھرا رہا۔ استارا اور گارین ذہن میں تھے۔ دوسرے لوگ بھی وہائٹ ڈریگن کے چکر میں ہیں پتا نہیں ان کا رخ پورٹ سعید کی جانب ہوا ہے یا نہیں' بہرحال ایسی کوئی تشویش کی بات نہیں تھی۔ تجربے کے طور پر میں نے پہلے عقب کا جائزہ لیا اور اس کے بعد احتیاط سے جسم کو تول کر اس دوسری بالکونی میں پہنچ گیا ذرا بھی مشکل نہیں ہوئی تھی۔ بالکونی کا دروازہ البتہ اندر سے بند تھا' لیکن اسے بھی کھولا جاسکتا تھا کیونکہ اس میں بھی ویسا ہی لاک لگا ہوا تھا جیسے سامنے والے دروازے میں تھا اور میرے پاس چابی موجود تھی۔ میں نے تجربہ کرکے دیکھا اور خالی کمرے میں داخل ہوگیا جو باہر سے بند تھا۔ اس کے بعد میں وہاں سے واپس نکل آیا۔ اب اپنے دوسرے ساتھی یعنی مسٹر ہیلر کو بھی یہاں پہنچا دینا ضروری تھا چنانچہ میں اپنے میک اپ میں مصروف ہوگیا۔ سنہری کمانی کا مخصوص طرز کا چشمہ اوور کوٹ' ناک کے اندر ایسے اسپرنگ پھنسائے جن سے ناک اونچی ہوگئی اور ہونٹ اوپر اٹھ کر دو دانتوں کی نمائش کرنے لگا۔ آئینے میں اپنا جائزہ لیا' لطف آگیا تھا اس ریڈی میڈ میک اپ میں' خاموشی سے باہر نکلا اور دروازے کو لاک کرکے وہاں سے چل پڑا۔ ہوٹل سے باہر آجانا کوئی مشکل کام نہیں تھا یہاں سے پھر اندر واپس پہنچا اور کاؤنٹر مین کو اپنا نام بتایا اس نے رجسٹر پر ہیلر کے نام کے ساتھ دستخط کرائے اور بولا۔

"آپ کے ساتھی آچکے ہیں جناب وہ اپنے کمرے میں مقیم ہیں۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا اس بار پھر پورٹر مجھے میرے کمرے میں پہنچانے آیا تھا' لیکن میرے ساتھ کوئی سامان نہیں تھا۔ ہوٹل کے ملازمین کو بھلا اس بات سے کیا غرض ہوسکتی ہے میں اس دوسرے کمرے میں داخل ہوگیا اور پھر بڑے مزے سے بالکونی ہی کے راستے اپنے کمرے میں واپس آگیا۔ یہاں آکر میں نے تھوڑی دیر تک مزید انتظار کیا۔ کم از کم ایک ٹھکانہ حاصل ہوا تھا مجھے۔ میک اپ بھی تسلی بخش تھا اور ایک لمحے میں اس سے نجات حاصل کی جاسکتی تھی' چنانچہ میں وہاں سے باہر نکل آیا اور دروازہ لاک کرکے ہوٹل ہی سے باہر آگیا۔ میک اپ کو برقرار رکھا تھا اس سے کم از کم یہ فائدہ تھا کہ فوری طور پر شناخت نہیں ہوسکتی تھی پھر میں کافی دور تک ٹہلتا ہوا پیدل چلا گیا اور اس کے بعد میں نے سوچا کہ رات گزارنے کے لیے اپنے بہترین دوستوں یعنی فاضل انعم اور رحمانہ کے گھر کے علاوہ اور کوئی بہتر جگہ نہیں ہے۔ ہوٹل میں بھی وقت گزارا جاسکتا ہے' لیکن ان کمروں کو اس وقت کے لیے محفوظ رہنا چاہیے جب مجھے کسی مشکل وقت کا سامنا کرنا پڑے۔ اب اس سے زیادہ تگ و دو مناسب نہیں تھی چنانچہ کچھ دیر کے بعد میں فاضل انعم کے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔ یہاں میک اپ ختم کیا۔ دروازہ ناک کیا تو رحمانہ نے دروازہ کھول دیا۔ مجھے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر محبت بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہیلو آج تو کچھ مصروفیات زیادہ ہی رہیں تمہاری' کب سے گئے ہوئے تھے اور اب واپس آئے ہو۔"

"ہاں اصل میں بس میں کیا بتاؤں آپ کو' آپ لوگوں کو تکلیف دیتے ہوئے بڑی شرمندگی ہوتی ہے۔" دوسری طرف سے فاضل انعم کی آواز سنائی دی۔

"تکلف اچھی چیز ہوتی ہے' لیکن اگر یہ تکلف محبت کرنے والوں کو دلی رنج پہنچائے تو پھر اسے اچھا نہیں کہا جاسکتا۔"

"مجھے افسوس ہے مسٹر فاضل انعم' بس انسان اپنے طور پر تو سوچتا ہی ہے۔"

"کسی کو محبت کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا لیکن بہتر ہے کہ دوستی کا جواب دوستی ہی سے دیا جائے۔"

"میں ایک بار پھر معذرت خواہ ہوں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

رات کے کھانے پر میں نے فاضل النعم سے کہا۔ "ویسے تو پورٹ سعید بہت خوبصورت جگہ ہے اور میں اس میں اچھا خاصا گھوم پھر چکا ہوں اصل میں مجھے ایک خاص جگہ کی تلاش تھی' لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ خاص جگہ کونسی ہو سکتی ہے۔"

"کیوں خیریت' کونسی جگہ ہے وہ اور تمہیں اس کی تلاش کیوں ہے؟"

"میرا ایک دوست تھا جو کچھ عرصے پہلے مجھے اسپین میں ملا تھا' بہت اچھی شخصیت کا مالک' طویل عرصے تک مجھ سے جدا رہا اور اس کے بعد ملا تھا' لیکن بدقسمتی سے اس وقت جب وہ مصر آ رہا تھا ائرپورٹ پر اس سے میری ملاقات ہوئی اس نے مجھ سے کہا کہ ایٹ ڈیلش ون تلاش کر لینا پورٹ سعید میں' پھر کچھ عجیب سی افراتفری ہو گئی۔ ائرپورٹ پر کوئی حادثہ پیش آ گیا تھا جس کی بناء پر اس سے ایٹ ڈیلش ون کی تفصیل نہ معلوم کر سکا اور مجھے اس کا ہمیشہ افسوس رہے گا۔ یہاں میں اس کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ ایٹ ڈیلش ون کیا ہو سکتا ہے۔"

"ایٹ ڈیلش ون' ایٹ ڈیلش ون۔" رحمانہ زیرلب دہرانے لگی۔ فاضل النعم کی پیشانی بھی شکن آلود ہو گئی تھی' پھر اس نے کہا۔

"ممکن ہے یہ کسی علاقے میں کسی مکان کا نمبر ہو لیکن ایٹ ڈیلش ون۔"

"اوہو مائی ڈیئر کیا یہ کیا یہ' کیا یہ؟"

"کیا تمہیں جھیل ماہ نور کے پاس وہ ٹرالر یاد نہیں ہیں جو بعض جگہ دولت مندوں کے اپنے اور بعض کمپنیوں کے کرائے پر مل جانے والے ہوتے ہیں ان کے نمبر ایسے ہی ہوتے ہیں' لازمی طور پر ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ایٹ ڈیلش ون بالکل بالکل۔"

"کیا فضول باتیں کرتی ہو ہو سکتا ہے ایسی بات ہو لیکن نہیں وہاں مستقل قیام کرنے والے بھی ہوا کرتے ہیں وہ تو ایک عارضی جگہ ہے ضروری نہیں ہے کہ تمہاری سوچ درست ہی ہو۔"

"ویسے کیا وہاں اس قسم کے نمبر ہوا کرتے ہیں؟"

"ہاں ہوتے ہیں۔" فاضل النعم نے جواب دیا۔

"اور یہ جھیل ماہ نور کہاں ہے؟"

"اصل میں یہ جگہ کیمپنگ کے طور پر استعمال ہوتی ہے لیکن جھیل ماہ نور ایک

انتہائی خوبصورت جگہ ہے اور عیش پسند لوگ وہاں چھٹی کی رات پہنچ جاتے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو وہاں کافی عرصے تک قیام کر لیا کرتے ہیں وہاں کمپنیوں نے ٹرالر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ ٹرالر کیا ہیں بلکہ یوں سمجھ لو کہ ایک طرح کی ہٹس ہیں جو وہاں کرائے پر حاصل ہو جاتی ہیں لیکن وہ بری جگہ ہے کوئی شریف آدمی وہاں نہیں رہ سکتا۔"

میں پرخیال نگاہوں سے فاضل النعم کو دیکھ رہا تھا بہرحال ایک اشارہ ملا تھا۔ تلاش کر لینے میں کیا حرج ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ کام بن ہی جائے' تاہم میں نے فوراً ہی وہاں جانے کا فیصلہ نہیں کیا تھا اور دل میں سوچا تھا کہ کل دن میں یہ کاوش کروں گا۔ رات وہیں گزاری صبح ان لوگوں کے ساتھ ناشتا کیا اور اس کے بعد ان سے اجازت لے کر باہر نکل آیا۔ اب میں جھیل ماہ نور کو تلاش کر لینا چاہتا تھا' ممکن ہے وہاں تقدیر یاور ہو جائے لیکن اس سے پہلے میں نے ایک ٹیکسی لی اور اپنے ہوٹل پہنچ گیا پھر ہڈمین کی حیثیت ختم کر کے ہیلر کی حیثیت اختیار کر لی اور ہیلر ہی کے کمرے سے برآمد ہوا پھر میں برق رفتاری سے باہر نکل آیا تھا۔ اور پھر ہوٹل سے باہر نکلنا میرے لیے بالکل مشکل ثابت نہ ہوا' پھر بھی اطراف سے پوری طرح باخبر رہنا چاہتا تھا اس لیے کافی دور تک پیدل چلتا رہا اور اس کے بعد ایک ٹیکسی کو اشارہ کر کے روک لیا۔ مقامی آدمی تھا۔ نوجوان اور خوش اخلاق معلوم ہوتا تھا۔ پڑھا لکھا بھی تھا۔ میرے ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد اس نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کہاں جانا ہے سر؟"

"جھیل ماہ نور۔" میں نے جواب دیا۔

"یس سر۔" وہ بولا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ اس نے کئی بار عقب نما آئینے میں مجھ پر غور کیا ہے میرے ذہن میں سنسنی سی دوڑ گئی بالآخر میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے ڈرائیور تم مجھے حیرانی سے دیکھ رہے ہو؟"

"سوری سر ویری سوری' لیکن اصل میں جھیل ماہ نور ایسی جگہ ہے کہ لوگ وہاں تنہا نہیں جاتے۔ بہت سے لوگوں کو وہاں پہنچایا ہے' لیکن عموماً ان کے ساتھ کوئی حسین ساتھی ہوتا ہے۔ آئی ایم ویری سور سر میں ذرا بے تکلف قسم کا آدمی ہوں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں یار تم ٹھیک کہتے ہو' لیکن کیا کروں میں سیاح ہوں اور پورٹ سعید کے وہ تمام خوبصورت علاقے دیکھ لینا چاہتا ہوں جہاں کی یاد دل میں لے کر اپنے وطن جاؤ۔ اب تم خود غور کرو ایک اجنبی آدمی کو حسین ساتھی کہاں مل سکتے ہیں۔"

"سر اگر اچھا دوست مل جائے تو حسین ساتھی کا ملنا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔"

"کیا مطلب؟"

"میں آپ کو حسین ساتھی بھی مہیا کر سکتا ہوں۔ ایسا کہ آپ اس سے مل کر خوشی محسوس کریں۔"

"تو پھر میری اور تمہاری دوستی پکی۔" میں نے بھی بے تکلفی سے کہا۔

"تو پھر لے کر چلوں آپ کو؟"

"ہاں۔" ڈرائیور نے مسرور انداز میں گردن ہلا دی تھی پھر وہ ایک عمارت کے سامنے جار کا اور مجھ سے بولا۔

"آئیے صاحب اپنی پسند کا ساتھی چن لیجیے۔"

"نہیں دوست جب دوستی کی بات کی ہے تو یہ فیصلہ بھی تم پر ہی چھوڑے دیتا ہوں۔"

"او کے سر میں ابھی آیا۔" وہ انجن بند کر کے نیچے اتر آیا اور پھر اس عمارت میں داخل ہو گیا۔ میں چوکنا تھا اب تو ہر طرف سے ہی ہوشیار رہنا تھا۔ بے شک اس وقت میک اپ میں تھا' لیکن پھر بھی میرے دشمن معمولی لوگ نہیں تھے بلکہ ہم مختلف ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹ تھے جن کی کارکردگی بہر طور مجھ جیسا آدمی سمجھ سکتا تھا۔ ڈرائیور کوئی پندرہ منٹ کے بعد واپس آیا اور بلاشبہ اس کے ساتھ جو شخصیت تھی وہ بہت پرکشش تھی۔ ڈرائیور! اسے لے کر قریب پہنچ گیا۔ لڑکی نے مجھے بڑی خوش اخلاقی سے ہیلو کہا اور میں نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا۔ وہ بے تکلفی سے میرے قریب آ کر بیٹھ گئی تھی۔

"میرا نام نیلا ہے۔" اس نے کہا۔

"ہیلو مس نیلا' کیا مجھے بھی نام بتانا ضروری ہے؟"

"نہیں سر۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"ویسے میرا نام ہیلر ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"ہیلو مسٹر ہیلر۔"

"ایک منٹ سر' کیا میں ٹیکسی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھوں؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"تھینک یو سر' اس کا مطلب ہے کہ میری پسند سے آپ نے اتفاق کیا ہے؟"

"ہاں بالکل اور اگر اتفاق سے تم مس نیلا کے بجائے کسی اور کو بھی لے آتے تو دوستی کا تقاضا یہی ہے کہ میں تم سے اختلاف نہ کروں۔"

"تھینک یو تھینک یو ویری مچ سر۔" ڈرائیور نے مست انداز میں ٹیکسی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"یہ کہتا ہے کہ آپ تنہا جھیل ماہ نور جا رہے تھے۔" نیلا نے راستے میں گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی جھیل ماہ نور ایسی ہی جگہ ہے جہاں انسان تنہا نہیں جا سکتا؟"

"جا تو سکتا ہے سر' لیکن لوگ اسے بیوقوف سمجھتے ہیں۔"

"آخر کیوں؟"

"ماہ نور کی ہواؤں میں محبت بسی ہوئی ہے۔ اس جھیل کی ایک طویل کہانی ہے۔ یہ محبت کرنے والے ایک جوڑے سے منسوب ہے اور یہ روایت ہے اس کی کہ وہاں لوگ کبھی تنہا نہیں آتے۔ ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی ضرور ہوتا ہے۔"

"حیرت ہے اور دلچسپی کی بات بھی تم اکثر وہاں جاتی رہتی ہو گی؟"

"ہمارا پروفیشن ہی ایسا ہے سر' کہ ہم جاتے رہتے ہیں۔" نیلا نے بے تکلفی سے جواب دیا۔

جھیل ماہ نور بلاشبہ ایک ایسے علاقے میں تھی جسے خوبصورت کہا جا سکتا تھا۔ سرسبز و شاداب نخلستان جہاں کھجوروں کے جھنڈ اس طرح سر جوڑے کھڑے ہوئے تھے کہ بعض اوقات ان کی تعداد کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہو جائے۔

ڈرائیور نے ٹیکسی روک دی۔ میں نے اسے بل کی رقم کے علاوہ خاصی بڑی رقم ٹپ کے طور پر دی اور اس نے کئی سلام داغ دیے۔ نیلا ہنستی ہوئی میرے ساتھ آگے بڑھ گئی تھی پھر اس نے کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"سوری سر میں اپنے ساتھ دوسرے لباس نہیں لائی ذرا سی غلطی ہوگئی تھی مجھ سے کیا ہم یہاں زیادہ وقت قیام کریں گے؟"

"فرض کرو اگر ہمیں ایسا کرنا پڑے تو لباس کے مسئلے کو تم کس طرح حل کرو گی؟"

"سر بس یہی کر سکتی ہوں کہ یہ لباس اتار کر اتنی احتیاط سے رکھ دوں کہ واپسی میں پہننے میں دقت نہ ہو۔"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"مطلب یہ ہے سر' کہ یہاں ٹرالر کرائے پر مل جاتے ہیں۔ بعض اتنے ویل ڈیکوریٹڈ ہوتے ہیں کہ اپنے گھر کی آسائش بھی اتنی عمدہ نہ ہوگی اگر ہم ایسے کسی ٹرالر میں منتقل ہو جائیں تو پھر لباس کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔"

"کیا یہاں لباس بھی مل جاتے ہیں؟" میں نے حیرت سے پوچھا اور وہ ہنس پڑی۔

"آپ بہت سادہ لوح ہیں مسٹر ہیلر! اس نے کہا اور میں واقعی بجل ہوگیا۔ اب اس کا مطلب میری سمجھ میں آیا تھا۔ میں نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔"

"تو پھر کوئی اتنا ہی شاندار ٹرالر حاصل کرو۔"

"کرایہ بہت ہوتا ہے سر!"

"تم جیسی حسین ساتھی ہو تو باقی چیزیں بے مقصد ہو جاتی ہیں۔"

"تھینک یو سر۔" اس نے کہا اور مجھے ساتھ لے کر چل پڑی ایک کیبن کے پاس پہنچ کر اس نے ایک مقامی شخص سے ملاقات کی وہ اس کا شناسا معلوم ہوتا تھا۔ بلاشبہ کافی رقم ادا کرنی پڑی تھی لیکن جب ٹرالر نمبر 40۔60 میں داخل ہوئے تو میری آنکھیں کھل گئیں۔ نہایت خوبصورت جگہ تھی۔ بے حد کشادہ اور ضروریات زندگی کی تمام اشیاء سے آراستہ۔ اس کے علاوہ اس کے نمبر نے کچھ امید بندھائی تھی۔

"سر آپ بہت دولت مند معلوم ہوتے ہیں۔"

"کچھ زیادہ نہیں۔ کیوں۔"

"آپ نے بہت مہنگا ٹرالر حاصل کیا ہے۔"

"بس نیلا۔ میں ذہنی طور پر ایک غیر معتدل آدمی ہوں۔ میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔"

"میں سمجھی نہیں سر۔ وہ بولی اور میں اسے دیکھنے لگا۔ دیر تک دیکھتا رہا۔ سادہ سے نقوش کی ایک نوعمر لڑکی تھی۔ میرے اس طرح دیکھنے سے کچھ گھبرا گئی تھی۔"

"ایک سوال کروں نیلا؟"

"جی سر؟"

"تمہارا اصل نام کیا ہے۔"

"جی؟" وہ ہونق سی ہوگئی۔

"تمہارا اصل نام کیا ہے؟" میں نے پھر اپنا سوال دہرایا۔

"اصل نام یہی ہے سر' نیلا۔" اس نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔

"ٹھیک ہے نہ بتاؤ۔ میرا کوئی مقصد نہیں تھا۔ میں نے تو ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔ جانے دو۔" ویسے بہت چھوٹی سی عمر میں تم نے یہ پروفیشن اپنالیا۔ تمہیں خوف نہیں محسوس ہوتا؟"

میرے اس سوال پر اس نے گردن جھکالی۔ کچھ دیر خاموش رہی پھر سپاٹ لہجے میں بولی۔

"رسک لینا پڑتا ہے' سر بالکل اس طرح سر' جیسے ایک الیکٹریشن الیکٹرک پول پر چڑھ کر الیکٹرک کے تار درست کرتا ہے۔ اسے کرنٹ لگ سکتا ہے وہ مر بھی سکتا ہے یا جس طرح ایک مزدور بلند عمارت پر رنگ کرتا ہے۔ وہ وہاں سے گر بھی سکتا ہے اور گرنے کے بعد اسے مرنا پڑتا ہے۔ ہم بھی یہی سوچتے ہیں سر' کام تو کرنا ہی ہوتا ہے نا۔"

"اوہ!" میں نے چونک کر کہا۔ اس کے الفاظ نے مجھے چونکا دیا تھا۔ "کتنے عرصے سے اس پروفیشن میں ہو۔"

"سر! آپ کے سوالات مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ براہ کرم مجھ سے ایسے سوالات نہ کیجیے۔"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ میں ایک غیر معتدل آدمی ہوں۔" میں ہنس کر بولا اور وہ کسی قدر خوفزدہ ہوگئی۔

"نہیں نیلا۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ بے فکر رہو غیر معتدل بیشک ہوں لیکن بے ضرر بھی ہوں۔ تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم یقین کرو

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں تو بس یونہی سیاحت کی غرض سے جھیل ماہ نور آرہا تھا۔ یہاں کے مناظر دیکھنا چاہتا تھا۔ راستے میں ٹیکسی ڈرائیور نے مجھ سے کہا کہ میں پہلا آدمی ہوں جو جھیل ماہ نور جیسی جگہ تنہا جارہا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ پھر مجھے کیا کرنا چاہیے تو اس نے کہا کہ وہ میرے لیے ایک حسین ساتھی کا بندوبست کر سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ کردے اور.......
"

"آئی ایم سوری سر۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"نہیں، تمہاری بات مجھے بری نہیں لگی ہے۔ آؤ یہاں ٹرالر میں گھس کر بیٹھنے کے بجائے سیر کریں۔"

"جی سر!" اس نے کہا اور میں اسے ساتھ لے کر باہر نکل آیا پھر ہم ٹہلنے کے انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ میں گہری نگاہوں سے ٹرالروں کے نمبروں کا جائزہ لے رہا تھا۔ نیلا بہت دیر تک خاموش رہی۔ یہاں اور بھی بہت سے جوڑے نظر آرہے تھے۔ سب کے سب سرمستیوں میں ڈوبے ہوئے۔ بے چارے ڈرائیور نے غلط نہیں کہا تھا۔ اچانک میں نے نیلا سے پوچھا۔

"یہاں سے واپسی کے لیے کوئی کنوینس مل جاتی ہے۔"

"آسانی سے سر! اول تو ٹیکسیاں مل جاتی ہیں اگر ٹیکسی نہ ہو تو ٹرالر کمپنیاں ہی کار سروس کرتی ہیں۔"

"گڈ!"

"واپس جانا چاہتے ہیں سر!"

"نہیں۔"

"مجھ سے ناراض ہوگئے ہیں؟"

"ارے 'کیوں؟" میں نے اچنبھے سے کہا۔

"بس یونہی۔ مجھے لگ رہا ہے۔" وہ بولی۔

"نہیں! بلکہ میرا خیال ہے تم مجھ سے بور ہو جاؤ گی۔"

"بالکل نہیں سر! آپ یقین کریں۔ ایک ہی طرح کے لوگوں سے دل اکتا چکا ہے۔ وہ ذہنی دیوانگی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہاں آتے ہیں اور پاگل ہو جاتے ہیں۔ خالص

کاروباری۔ بس رقم ادا کرکے منافع وصول کرنے کے خواہشمند۔ آپ خود کو غیر معتدل کہتے ہیں۔ میں کہتی ہوں آپ نہایت معتدل انسان ہیں۔"

"اچھا۔" میں مسکرا کر بولا۔

"ایک بات کہوں سر!"

"ہاں۔"

"میرا نام اصل نام عشوہ ہے۔ ماں باپ مرچکے ہیں۔ بہن اور بہنوئی کے ساتھ رہتی ہوں۔ بہنوئی ایک ناکارہ اور اوباش فطرت درندہ ہے۔ بہن کے تین بچے ہیں ان سب کی کفالت کی ذمے داری میں نے قبول کرلی ہے۔"

"غمزدہ کردیا۔" میں نے کہا۔

"سوری سر!" وہ آہستہ سے بولی۔ دفعتہً میں ٹھٹک گیا۔ ایک پرانے طرز کے بہت بڑے ٹرالر پر 8-1 لکھا نظر آیا تھا۔ ٹرالر ضرورت سے زیادہ بڑا تھا۔ اس کی ساخت بھی دوسرے ٹرالروں سے مختلف تھی۔ میں نے گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا اور اس کی طرف چل پڑا۔ قریب سے گزرتے ہوئے میں نے اس کا بغور جائزہ لیا وہ جگہ جگہ سے زنگ خوردہ تھا ایک ہی جگہ شاید بہت دن سے کھڑا ہوا تھا کیونکہ اس کے پیچھے مٹی کے انبار جمع ہوگئے تھے پھر میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ جھیل ماہ نور کو قریب سے دیکھا۔ بہت خوبصورت جگہ تھی پھر میں واپس ٹرالر میں آگیا۔

"کھانے کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"آپ نے وہ ریستوران ضرور دیکھے ہوں گے۔"

"ہاں لیکن بہت دور ہیں۔"

"تھک گئے ہیں سر!"

"ہاں۔"

"میں لے آؤں؟"

"کھانا؟"

"جی سر۔"

"تمہیں زحمت ہوگی۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

”بالکل نہیں سر! آپ مجھے بتا دیجیے کیا لانا ہے۔ میں ویٹر کو ساتھ لے آؤں گی۔“

”پھر تمہاری مرضی ہے‘ یہ رکھ لو۔ میں نے اسے بہت سے نوٹ دے دیے۔“

”ارے سر! ہمیں صرف دو آدمیوں کے لیے کھانا چاہیے۔“ وہ ہنس کر بولی۔

”رکھ لو نیلا۔“ میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی پھر بولی۔

”نیلا نہیں‘ عشوہ سر!“ اور میں بھی ہنسنے لگا۔ وہ ٹرالر سے باہر نکل گئی۔ ریستوران کافی دور تھے۔ مجھے اندازہ تھا کہ وہ بہت دیر میں واپس آئے گی۔ باہر نکل آیا۔ 1-8 کے بارے میں اچھی طرح اندازہ لگالیا تھا کہ وہ اسی جگہ کھڑا ہوا ہے جہاں رش نہیں ہوتا۔ مناسب توقع تھی چنانچہ پھرتی سے نیچے اتر گیا اور پھر برق رفتاری سے ٹرالر کی طرف چل پڑا۔ اطراف سے محتاط تھا۔ کوئی مشکل نہیں پیش آئی اور بس ٹرالر کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا پھر اس کے دروازے پر دستک دی۔ دو تین بار دستک کا کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے اس کا ہینڈل پکڑ کر کھینچا اور اس کا دروازہ کھل گیا۔ میں نے آواز دی۔

”کوئی ہے۔ یہاں کوئی ہے لیکن کوئی جواب نہیں ملا تھا میں ٹرالر میں داخل ہوا لیکن یہاں آکر میں سکتے میں رہ گیا۔ ٹرالر میں ضروریات زندگی کا تمام سامان موجود تھا لیکن سب کا سب منتشر‘ بری طرح بکھرا ہوا۔ ہر چیز ادھیڑ دی گئی تھی۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کی تلاشی لی گئی ہے اور یہ واردات چند گھنٹوں پہلے سے زیادہ کی نہیں تھی۔ دماغ برق رفتاری سے چل پڑا۔ یہ ٹرالر نہ جانے کب سے یہاں کھڑا ہوا ہے اگر ڈیلش 1-8 سے شمسی کی مراد یہی ٹرالر تھا تو اس سے پہلے کسی کو اس کے بارے میں کیوں نہ معلوم ہوا۔ تو کیا۔ او میرے خدا۔ فاضل انعم اور رحمانہ نے کیا میرے سوال سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ سینکڑوں خیالات ذہن سے گزر گئے۔ وہ لوگ بس میں ملے تھے اور پھر ان کی عنایات۔ کیا کہا جاسکتا ہے دنیا کے بارے میں آخر۔ ستارا اور گارین بھی تو میرے تعاقب میں پورٹ سعید تک آگئے تھے۔ ہوسکتا ہے ان دونوں کا تعلق انہی سے ہو یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی اور کے لیے کام کر رہے ہوں۔ یہ تو مجھے معلوم تھا کہ وہائٹ ڈریگن کے سلسلے میں بہت سے ممالک کے ایجنٹ کام کر رہے تھے۔“

میں نے نہایت باریک بینی سے بکھرے ہوئے سامان کا جائزہ لیا‘ صاف پتا چل رہا تھا کہ کسی چیز کو تلاش کیا گیا لیکن کیا وہ کامیاب ہوگئے اگر ایسا ہوگیا تو یہ ایک بہت بڑا المیہ

ہوگا میرے لیے۔ میں ان دونوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ دیکھوں گا کتنے پانی میں ہیں اگر ہاتھ آگئے تو انہیں بتانا پڑے گا کہ انہوں نے 1-8 کے بارے میں کسے اطلاع دی تھی۔ پتا نہیں بے چارے صد العمران کے ساتھ انہوں نے کیا سلوک کیا ممکن ہے وہ اسے اغوا کرکے لے گئے ہوں بہرحال اب اس سامان میں کچھ تلاش کرنا بے سود تھا اور ٹرالر میں رکنا خطرناک۔ میں برق رفتاری سے باہر نکل آیا اور اپنے ٹرالر کی طرف چل پڑا۔ ٹرالر میں داخل ہوا تو اس کی کھڑکی کے دوسری طرف سے میں نے عشوہ کو ایک ویٹر کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا جو ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا لا رہا تھا۔ وہ ٹرالر میں آگئی۔ بہترین کھانا تھا۔ ویٹر نے کہا۔

”کھانے کے بعد آپ برتن ٹرالی میں رکھوا دیں‘ میں لے جاؤں گا۔“

”بل پے ہوگیا ہے۔“ میں نے پوچھا۔

”جی سر!“

”ویٹر کو ٹپ دیا!“ میں نے پوچھا۔

”نہیں۔“ عشوہ نے جھجک کر کہا اور میں نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔ وہ حیرت سے منہ کھول کر رہ گیا۔ عشو جلدی سے بولی۔ ”میرے پاس چینج ہے۔“

”ٹھیک ہے رہنے دو۔ اوکے ویٹر!“

”اوکے سر!“ ویٹر خوشی سے کانپتا ہوا واپس چلا گیا۔ یہ ٹپ غالباً اس کے لیے اس کی توقع سے کہیں زیادہ تھا۔ میں نے عشوہ کے چہرے پر نگاہ ڈالی وہ بھی متاثر نظر آرہی تھی‘ بہرطور اس کے بعد ہم کھانے میں مصروف ہوگئے اس لڑکی نے چند الفاظ میں اپنے ماضی کی کہانی سنائی تھی اور میں اس سے متاثر ہوگیا تھا۔ ایسی کہانیاں تو دنیا کے گوشوں گوشوں میں بکھری پڑی ہوئی ہیں۔ بس ان سے اتنا ہی متاثر ہوا جاسکتا تھا جتنی اپنی اوقات ہو۔ ورنہ انسان ساری دنیا کے لیے تو کچھ نہیں کرسکتا۔ کھانے کے بعد اس نے اپنے پرس سے بقایا پیسے نکالے اور میری جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔

”سر یہ رقم بچ گئی ہے۔ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ یہ بہت زیادہ ہے۔“

میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور کہا۔ ”عشوہ دوستی کی کوئی قیمت نہیں

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوتی تم جتنے وقت بھی میرے ساتھ ہو کم از کم اس رقم وغیرہ کے سلسلے میں مجھ سے کوئی بات چیت نہ کرنا انہیں براہ کرم اپنے پرس میں رکھ لو۔“

اس نے ایک نگاہ مجھے دیکھا اور پھر آہستہ سے گردن جھٹک کر رقم واپس پرس میں رکھ دی۔

”کیوں تمہارے چہرے پر کچھ عجیب سے تاثرات پیدا ہوگئے۔“

”نہیں سر‘ کوئی خاص بات نہیں۔“

”پھر بھی۔“

”بس میں سوچ رہی ہوں سر کہ کچھ لوگ اتنی رقم کے لیے نجانے کیا کیا کرتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے لیے یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ دنیا کی کہانی بڑی عجیب ہے سر۔“

”تمہاری عمر اتنی نہیں ہے کہ عشوہ کہ تم دنیا کی کہانیوں پر غور شروع کردو۔ میرا خیال ہے اپنے آپ کو ان سوچوں سے دور رکھو ورنہ خدوخال بگڑ جائیں گے۔“ وہ میرے الفاظ پر ہنس پڑی بہرطور اچھی لڑکی تھی اور اس نے ابھی تک کسی چھوٹے پن کا مظاہرہ نہیں کیا تھا جس سے میں اس کی طرف سے مدافعت ہو جاتا لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کیا میرا رکنا یہاں بے معنی نہیں ہو گیا۔ نجانے کیوں دل یہی کہہ رہا تھا کہ ایٹ ڈیش ون کا معاملہ انہیں سے متعلق تھا اور اب میں اس سے ہاتھ دھو بیٹھا ہوں شاید غلطی ہوئی مجھ سے۔ اصولی طور پر مجھے ان لوگوں سے اس کا تذکرہ نہیں کرنا چاہیے تھا‘ بلکہ اپنے طور پر ہی کوشش کرتا کہ کسی طرح ایٹ ڈیش ون کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی تصور ذہن میں نہیں تھا کہ فاضل انعم اور رحمانہ ہی میری اس ناکامی کا باعث بنے ہیں۔ میں واقعی ان سے دھوکا کھا گیا تھا اور مجھے یہ امید نہیں تھی کہ اس طرح میرے چاروں طرف ناکہ بندی کردی گئی ہے۔

بہت دیر تک انہی سوچوں میں گم رہا۔ عشوہ بھی آرام کرنے لیٹ گئی تھی۔ اس لڑکی کے بارے میں یہ اندازہ میں نے لگالیا تھا کہ تھوڑی سی قناعت پسند فطرت کی مالک ہے اول تو اس کی فطرت میں اس کے پروفیشن سے ہٹ کر شرافت کا ایک پہلو نمایاں تھا‘ بعض لمحات تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی گھریلو قسم کی لڑکی میرے ساتھ ہو اور اس سے

میرا کوئی گہرا ربط ہو۔ ابھی تک اس نے ایسے کسی چھوٹے پن کا مظاہرہ نہیں کیا جس کی توقع اس قسم کی لڑکیوں سے کی جاسکتی ہے۔ یہ اس پر توجہ دینے کا وقت نہیں تھا۔ مجھے صحیح معنوں میں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اب میں کیا کروں۔ بار بار ایک ہی سوال ذہن میں آتا تھا کہ اب اس جگہ کو چھوڑ دینا نہایت مناسب ہے۔ یہاں رکنا یا تو تفریحی مشغلے کے طور پر مناسب ہے ورنہ وقت ضائع کرنے کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ انہی سوچوں میں گم تھا کہ اچانک یوں محسوس ہوا جیسے باہر کوئی آہٹ ہوئی ہو۔ ہوسکتا ہے ویٹر برتن لینے آیا ہو اس لیے میں نے کوئی توجہ نہیں دی‘ لیکن ٹرالر کے اس باریک سے رخنے سے جو دروازے کے نیچے بنا ہوا تھا۔ سفید رنگ‘ کا ایک پرچہ اندر داخل ہوگیا۔ میری نگاہوں نے اس پرچے کو بخوبی دیکھ لیا تھا میں حیرت سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ عشوہ نے غالباً‘ میری حیرت پر کوئی توجہ نہیں کی تھی۔ اس نے وہ پرچہ دیکھا بھی نہیں تھا۔ میں البتہ پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوگیا تھا۔ میں نے پھرتی سے اٹھ کر پرچہ اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی برق رفتاری سے ٹرالر کا دروازہ کھول دیا پھر میں ٹرالر سے نیچے کود گیا تھا۔ میں یہ جائزہ لے رہا تھا کہ میرے آس پاس کون ہے۔ کچھ لوگ ادھر سے ادھر آتے جاتے رہتے تھے‘ لیکن ان کا ٹرالر سے خاصا فاصلہ تھا۔ یہ جوڑے ہی تھے جیسی کے یہاں کی ریت تھی۔ میں حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اتنی جلدی کسی کا ایک پرچہ یہاں ڈال کر غائب ہو جانا ذرا تعجب خیزبات تھی۔ میں کس پر شبہ کرتا‘ دوڑائی ہوئی نگاہوں سے دور تک دیکھتا رہا لیکن کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آئی تھی جس کے بارے میں سوچ لیتا کہ یہی ٹرالر میں پرچہ ڈالنے والا ہے۔ پرچہ میرے ہاتھ میں موجود تھا چند لمحات گومگو کے عالم میں وہیں کھڑا رہا پھر عقب سے عشوہ کی آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے مسٹر بیلر؟“

”کچھ نہیں۔“ میں نے آہستہ سے جواب دیا۔

”آپ اس طرح اچانک‘ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی خاص بات محسوس کی ہو آپ نے؟“

”نہیں عشوہ پلیز کوئی خاص بات نہیں ہے‘ تم آرام کر رہی ہو آرام کرو۔“ میں نے جواب دیا۔ اس سے یہ پرچہ چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی چنانچہ میں نے ٹرالر کا

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

دروازہ مضبوطی سے بند کرنے کے بعد پرچہ کھول لیا اتنا تو صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کسی نے خاص طور پر یہ پرچہ مجھ تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ میں نے اسے کھول کر پڑھا۔ انگریزی زبان میں ایک تحریر تھی۔

"میں رات کو دس بجے تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ وہیں انتظار کروں گا جہاں کچھ دیر قبل تم پہنچے تھے۔ براہ کرم اس تحریر کو نظرانداز نہ کرنا۔"

بس یہ سطریں تھیں اس پرچے میں' لیکن ان سطروں میں بہت کچھ تھا۔ میں شدت حیرت سے گنگ رہ گیا۔ یہ کون ہو سکتا ہے' کون ہے یہ جو میری تمام حرکات سے واقف ہے۔ سوچ کے بہت سے پہلو تھے۔ بیچاری لڑکی میرے معاملات میں مداخلت نہ کرنے کے تصور سے بالکل خاموش تھی ورنہ اس نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ میں کسی خاص کیفیت کا شکار ہو گیا ہوں وہ چند لمحات مجھے دیکھتی رہی۔ میں نے پرچے کو احتیاط سے اپنے لباس میں رکھ لیا تھا۔ اسے ضائع کرنا کسی طور مناسب نہیں تھا۔ البتہ میں نے عشوہ کو الجھے ہوئے دیکھا تھا۔ چند لمحات میں سوچتا رہا پھر کہا۔

"عشوہ ایک بات کہوں' تم سے برا تو نہیں مانو گی؟"

"نہیں سر کہیے۔"

"اگر تم جا چاہو تو واپس جا سکتی ہو۔"

"جی۔"

"ہاں عشوہ' یہاں میں ایک چھوٹی سی مشکل میں پھنس گیا ہوں تم واپس ہی چلی جاؤ تو بہتر ہے۔"

"سر جیسا آپ پسند کریں اور اگر آپ چاہیں تو میں یہاں آپ کے ساتھ رہ بھی سکتی ہوں۔"

"تمہیں کوئی الجھن نہ ہو عشوہ؟"

"سر مجھے کیا الجھن ہو سکتی ہے۔ ویسے میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہوں لیکن آپ کا مجھے یہاں لانا میرے خیال میں بے مقصد ہی رہا۔" میں مسکرا دیا اور

"نہیں عشوہ' تم جیسی لڑکی سے دوستی ہو گئی' ممکن ہے میں دوبارہ تم سے ملاقات

کروں۔"

"مگر سر' آپ میری سمجھ میں بالکل نہیں آئے۔"

"دراصل میں عشوہ' میں تمہارے ساتھ یہاں خاصا وقت گزارتا اگر مجھے کوئی الجھن نہ پیش آ جاتی' لیکن اب اتفاق سے اور سنو' میرے بارے میں کسی تجسس یا تردد کا شکار نہ ہونا۔ میں برا آدمی نہیں ہوں بس یوں سمجھ لو کہ کچھ ایسے واقعات پیش آ گئے ہیں میرے ساتھ جن کی وجہ سے میں' سوری عشوہ ویری سوری۔"

"سر جیسا آپ پسند کریں مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ میں تو بس یہ چاہتی تھی کہ آپ کے کسی کام آ سکوں تو۔"

"شکریہ عشوہ بے حد شکریہ۔"

"تو میں جاؤں سر؟"

"ہاں میرے خیال میں تمہارا چلا جانا۔ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ میں نے عشوہ کو اتنی رقم دی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ بولی۔"

"سر! بات یہ ہے کہ ہم لوگ بہت زیادہ بے ضمیر نہیں ہوتے ہمارا تو مقصد ہی رقم کمانا ہوتا ہے' لیکن سر! میں نے آپ کی کوئی خدمت نہیں کی مجھے اس کا سخت افسوس ہے۔"

"تم نے خدمت کی ہے عشوہ' تم میری دوست بن گئی ہو اور دوست بن کر تم نے بہت اچھی باتیں کی ہیں مجھ سے' براہ کرم مجھے اپنا پتا دے جاؤ تاکہ اگر میرا دل دوبارہ تم سے ملاقات کرنے کو چاہے تو میں تم سے مل لوں۔"

اس نے مجھے ایک ٹیلی فون نمبر دیا اور کہا کہ اس کے گھر کا ٹیلی فون نمبر ہے۔ میں جب بھی اسے طلب کروں گا وہ میری خدمت میں حاضر ہو جائے گی۔ میں نے شکریہ کے ساتھ عشوہ کو رخصت کر دیا تھا۔

☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں شدید ذہنی خلجان کا شکار ہو گیا تھا' بہت دیر تک ٹرالر میں رہا۔ شام جھک آئی تھی اور یہاں اچھی خاصی چہل پہل نظر آرہی تھی۔ تقریباً" تمام ہی لوگ جو یہاں قیام پذیر تھے یا نئے آئے تھے اس وقت جھیل ماہ نور کے کنارے جمع ہو گئے تھے رنگین چھتریاں لگائی گئی تھیں اور لوگ داد عیش دے رہے تھے میں بھی باہر نکل آیا اور ان کے درمیان مٹر گشت کرنے لگا۔ مجھے پہلے بھی یہ احساس تھا کہ تنہا آدمی کو یہاں لوگ عجیب نگاہوں سے دیکھتے ہیں' لیکن کوئی ایسا مسئلہ بھی نہیں تھا اگر مجھے عجیب نگاہوں سے دیکھا بھی جارہا ہے تو دیکھا جائے مجھے اس کی کیا فکر ہو سکتی ہے۔ البتہ میں اسی پرچے کے سلسلے میں سخت متجسس تھا اور ایسے چہروں کو تلاش کر رہا تھا جو مشتبہ ہوں لیکن یہ ایک احمقانہ کوشش تھی خیر کچھ بھی ہو مجھے اس دعوت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے وہ پستول خاص طور سے میں نے اپنے پاس رکھا تھا جو استارا کے ذریعے میرے پاس آیا تھا۔ اس کی کارکردگی کا ابھی تک جائزہ تو نہیں لیا تھا' لیکن ہو سکتا ہے آج کی رات اس کی کارکردگی کا جائزہ لینے کا موقع مل جائے۔ ٹرالر کے آس پاس سناٹا تھا۔ دور دور تک کسی کا وجود نظر نہیں آیا تھا۔ کیا اس وقت کوئی ٹرالر میں موجود ہے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور بھرپوری طرح اپنے آپ کو تیار کر کے ٹرالر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ کسی انسان کا نام و نشان نہیں تھا۔ میں کچھ دیر تک تاریکی میں آنکھیں پھاڑتا رہا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"اگر کوئی یہاں ہے تو مجھ سے ملاقات کرے میں تحریر کے مطابق یہاں پہنچ گیا

ہوں۔"

میری بات کا کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے دوسری بار یہی الفاظ دہرائے۔ عجیب احمقانہ سی کیفیت کا احساس ہو رہا تھا بالکل ڈرامائی کیفیت تھی۔ میں یہاں پہنچ گیا تھا' لیکن اس طرح کہ یہاں کا ماحول دیکھ بھی نہیں سکتا تھا پھر کئی منٹ انتظار کرنے کے بعد میں نے اپنے آپ پر ہزار بار لعنت بھیجی اور کہا کہ میں اتنا ذہین نہیں ہوں جتنا اپنے آپ کو تصور کرتا ہوں۔ بلاوجہ حماقت کا شکار ہوا اور یقینی طور پر مجھے اس حماقت کا شکار کرنے والوں کا کوئی نقطہ نگاہ ہو گا۔ دفعتہ" ہی میرے ذہن میں ایک اور تصور پیدا ہوا اور میرا دل چاہا کہ اپنا جوتا اتار کر دس بار سر پر ماروں۔ ہو سکتا ہے کسی نے مجھے یہاں روک کر اپنا کوئی عمل سرانجام دیا ہو اس بات کے پورے امکانات تھے کہ کسی نے مجھے یہاں خاص طور سے روک کر میرا وقت ضائع کیا ہو لیکن یہ بھی سوچنا پڑا تھا کہ وہ کون ہو سکتے ہیں۔ دل ہی دل میں لاحول پڑھ کر ٹرالر کے دروازے کی طرف واپسی کے لیے قدم بڑھائے ہی تھے کہ اچانک ٹرالر کے نیچے حصے سے کھٹ کھٹ' کھٹ کھٹ کی آواز تین بار سنائی دی۔ میں چونک کر آنکھیں پھاڑنے لگا۔ تب ایک ننھی سی روشنی نمودار ہوئی۔ یوں لگا تھا جیسے ٹرالر کے نیچے کوئی ٹارچ جلائی گئی ہو اور یہ روشنی ایک بڑے سے ڈھکن سے چھلک رہی ہو۔ میرا یہ اندازہ درست نکلا۔ ڈھکن آہستہ آہستہ اوپر اٹھ رہا تھا۔ بڑی حیران کن بات تھی یہ' لیکن بہر طور میری نگاہوں کے سامنے تھی۔ ڈھکن اٹھ گیا۔ مدھم سی روشنی میں ایک شخص کا چہرہ نمودار ہوا۔ بڑی سی ڈاڑھی' بکھرے ہوئے بال خاص قسم کا مقامی لباس پہنے ہوئے وہ اس سوراخ سے برآمد ہوا تھا بڑی حیران کن کیفیت تھی۔ اس نے ٹارچ کی روشنی مجھ پر ڈالی' لیکن چہرے کو چھوڑ دیا تھا پھر اس نے کہا۔

"کیا تم وہی ہو جسے میں نے اپنی تحریر دی تھی؟"

"ہاں لیکن تم کون ہو؟"

"براہ کرم جب تم یہاں تک آنے کا یہ خطرہ مول لے چکے ہو تو پھر اس سوراخ سے اندر آجاؤ۔"

میں اسی چکر میں تھا کہ ٹرالر اپنے پہیوں پر رکھا ہوا تھا پھر اس کے نیچے یہ جگہ کیسے پیدا ہو گئی' لیکن پھر مجھے فوراً" یاد آیا کہ ٹرالر سال خوردہ ہونے کی وجہ سے بالکل برباد

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو چکا تھا اور اس کے نیچے مٹی کے انبار لگے ہوئے تھے اس کا مقصد ہے کہ مٹی کے یہ انبار بے وجہ نہیں تھے۔ ایک لمحہ سوچنے کے بعد میں اس ڈھکن سے نیچے اتر گیا۔ بڑی تنگ سی جگہ تھی بس اتنی کہ ایک آدھ آدمی وہاں چھپ کر بیٹھ جائے جو کوئی بھی اس سے برآمد ہوا تھا اس نے ڈھکن بند کرلیا تھا اور پھر اس نے ایک مدھم سا روشنی والا لیمپ جلالیا' کیروسین کی ہلکی سی بو فضا میں پھیل گئی تھی جس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کیروسین لیمپ ہے تاہم اس نے اس چھوٹی سی جگہ کو اس حد تک روشن کر دیا تھا کہ وہاں موجود ہر چیز آسانی سے دیکھی جاسکے۔ میں نے اس شخص کو دیکھا اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا تم طفیل شمسی کو جانتے ہو؟"

"ہاں' لیکن تم کون ہو؟"

"طفیل شمسی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"طفیل شمسی نے مجھے اہرام مصر میں بلایا تھا اور وہ مجھے کچھ بتانا چاہتا تھا۔"

"اوہ ویری گڈ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نے صحیح آدمی کا انتخاب کیا ہے؟"

"لیکن تم کون ہو؟"

"میرا نام صمد العمران ہے۔ اس نے کہا اور میرے پورے بدن میں سنسنی دوڑ گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ طفیل شمسی نے مجھے صحیح گائیڈ کیا تھا اور میں صحیح وقت اور صحیح جگہ پہنچا تھا۔"

"صمد العمران میں' تمہاری ہی تلاش میں آیا تھا اور طفیل شمسی نے مجھے اہرام مصر میں بلایا تھا۔"

"تو پھر اس نے تمہیں کیا تفصیلات بتائیں؟"

"افسوس وہ تفصیلات بتانے کے لیے زندہ نہ رہ سکا۔"

"مار ڈالا گیا اسے؟"

"ہاں۔ اسے قتل کر دیا گیا۔"

"تم طفیل شمسی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"طفیل شمسی میرا بہت اچھا دوست تھا اور نجانے کتنے عرصے مشکلات کا شکار رہنے کے بعد بالآخر میں نے فیصلہ کیا کہ اس کام کو طفیل شمسی کے ذریعے سرانجام دیا جائے اس نے جس طرح بھی بن پڑا' کوشش کی اور پھر اس کا تم سے رابطہ قائم ہوا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ کچھ لوگوں سے ملاقات کرنے کی کوشش کررہا ہے لیکن یہ بتاؤ میرے دوست کہ میرے سلسلے میں تم کیا جانتے ہو؟"

"میں وائٹ ڈریگن کا حوالہ دے سکتا ہوں۔"

"بالکل ٹھیک۔ اصل میں۔ میں یہاں چھپا ہوا ہوں۔ مجھے اندازہ ہے کہ میری نشاندہی ہو چکی ہے اور بہت سے لوگ میرے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مجھے یہ بھی اندازہ ہے کہ وہ صرف وائٹ ڈریگن حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن تم خود بتاؤ میرے دوست' میں تمہیں کس نام سے پکاروں؟"

میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر آہستہ سے کہا۔ "دانش کہہ سکتے ہو تم مجھے؟"

"خوب۔ گویا مسلمان ہو؟"

"ہاں۔"

"تو میرے دوست دانش تم خود بتاؤ جس چیز کے لیے میں نے اتنی مشکلات کا سامنا کیا ہے۔ میں اسے بلا معاوضہ تو کسی کے حوالے نہیں کرسکتا۔ میں جانتا ہوں کہ براہ راست میں اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا لیکن میں اس کی صحیح قیمت وصول کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کے لیے نجانے کیا کیا جتن کیے ہیں مجھے اچھی طرح علم ہے کہ بہت سے ممالک کے سیکرٹ ایجنٹ میری تاک میں ہیں کیا تم اس بات پر یقین کرو گے کہ ایک بار میں وائٹ ڈریگن فروخت کرچکا ہوں۔"

"کیا؟"

"ہاں۔"

"کیسے؟"

"وہ لوگ اپنے آپ کو ایک بہت بڑے ملک کا نمائندہ بتاتے تھے اور انہوں نے اس طرح مجھ سے مذاکرات کیے تھے کہ مجھے ان پر پورا پورا یقین ہوگیا تھا لیکن میری

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ذہانت کام آئی میں نے وائٹ ڈریگن کا کیس ان کے حوالے کیا اور انہوں نے اسے اپنی تحویل میں لینے کے فوراً بعد مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ میں بچ گیا اور وہاں سے فرار ہوگیا لیکن وہ لوگ بھی کامیاب نہیں ہوسکے تھے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ اس کیس میں وائٹ ڈریگن تھا ہی نہیں' میں نے کوئی حماقت نہیں کی تھی اور یہ کوشش کی تھی کہ جب مجھے میری مطلوبہ رقم وصول ہو جائے گی تب میں وائٹ ڈریگن ان کے حوالے کروں گا۔"

"مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ شخص صمد العمران ہی ہے ذہین آدمی ہے' بے وقوف نہیں ہے۔ میں نے آہستہ سے کہا۔"

"مگر مسٹر صمد العمران' یہ ٹرالر کیا آپ کے پاس اور کوئی جگہ نہیں ہے؟"

"ہے۔ میرا اپنا مکان ہے جس میں میرا پورا خاندان رہتا ہے' لیکن میری بیوی بیوہ کی حیثیت سے زندگی گزار رہی ہے کیونکہ میں اپنے مکان میں کبھی دن کی روشنی میں نہیں داخل ہوتا۔"

"لیکن آپ نے مجھ پر اتنا اعتماد کیوں کرلیا؟"

"اب کیا کروں' تھک چکا ہوں۔ تم یہ جگہ دیکھ رہے ہو۔ یہ ٹرالر میں نے بہت عرصے قبل خریدا تھا پہلے اس کی اپنی الگ ہی شکل تھی لیکن بعد میں جب میں مشکلات کا شکار ہوا تو میرے ذہن میں ایک ہی ترکیب آئی۔ میں نے اس ٹرالر کے نچلے حصے میں اپنے ہاتھوں سے کھدائی کرکے یہ جگہ بنائی ہے تم اس کو غور سے دیکھو یہ صرف میری کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے اطراف میں مٹی جمع ہے۔ لوگ یہی سمجھے ہوں گے کہ سالخوردہ ٹرالر کے پاس یہ جھاڑ جھنکاڑ اور مٹی جمع ہوگئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے اسے اپنا ٹھکانہ بنایا ہے۔"

"کیا دن کی روشنی میں کچھ لوگ یہاں آئے تھے۔"

"ہاں اور اس وقت میں یہیں انڈر گراؤنڈ موجود تھا۔ ان لوگوں کو یقینی طور پر یہ پتا چل گیا تھا کہ میں ٹرالر میں موجود ہوں یا پھر وائٹ ڈریگن ان کے خیال میں' میں نے اس ٹرالر میں چھپا رکھا ہے حالانکہ ایسی بات نہیں تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے پورے

ٹرالر کو تباہ و برباد کردیا اور میں یہاں سانس روکے بیٹھا' ان کی چیرہ دستیاں دیکھتا رہا اس کے بعد وہ چلے گئے پھر تم آئے۔ میں نے تمہارے بارے میں بھی اندازہ لگایا' اور اس کے بعد ٹرالر سے باہر نکل کر تمہاری رہائش گاہ کو دیکھا۔ نجانے کیوں مجھے یہ محسوس ہوا کہ تم باقاعدہ کسی گروہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ میرے دل میں یہی خیال آیا کہ ممکن ہے تم طفیل شمسی کے وہ آدمی ہو جس سے وہ ملاقات کرکے میری اس کاوش کا سودا کرانا چاہتا تھا۔ میں گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ میں نے اس سے کہا۔"

"لیکن تمہیں اس بات کا یقین کیسے ہوگیا کہ میں وہی آدمی ہوں۔"

"بس یہ ایک کوشش تھی۔"

"تو پھر اب مجھے کیا کرنا ہے صمد العمران؟"

"یہاں کچھ بھی نہیں ہوسکتا اب چونکہ تم سے ملاقات ہوگئی ہے اور مرحوم طفیل شمسی اس دنیا میں نہیں ہے' چنانچہ میں تمہیں ایک پتا دے رہا ہوں۔ الطاہرہ نامی ایک عمارت پورٹ سعید کے مشرقی علاقے میں موجود ہے۔ قدیم طرز کی ایک پرانی عمارت ہے اور یہ میرا مسکن ہے لیکن وہاں تک آتے ہوئے تمہیں اتنی احتیاط برتنا پڑے گی جتنی تم اپنی صلاحیتوں کے مطابق برت سکتے ہو۔ میں تم سے وہیں ملاقات کروں گا اور اس کے بعد میری اور تمہاری تفصیلی گفتگو ہوگی۔"

"الطاہرہ۔ میں نے سوال کیا؟"

"ہاں۔"

"اس کے جائے وقوع کے بارے میں تھوڑی سی تفصیلات اور بتایئے۔" اور اس نے مجھے مختصر تفصیلات بتا دیں۔ میں نے اس سے پوچھا۔

"اب مجھے آپ سے کب ملاقات کرنی ہے؟"

"بہتر ہوگا کل رات بارہ بجے کے بعد۔"

"ٹھیک ہے میں الطاہرہ پہنچ جاؤں گا۔ میں نے کہا۔"

"اب دیکھو احتیاط سے باہر چلے جاؤ' اپنا بھی خیال رکھنا' وہ لوگ غافل نہیں ہوں گے جو میری تاک میں یہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ البتہ مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ انہیں اس ٹرالر کا پتا کیسے چل گیا۔ تاہم اب کسی بات پر حیرت نہیں کرنی چاہیے' کیونکہ مجھے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

اندازہ ہے کہ وہ بہت سے گروہ ہیں۔ دیکھو دوست اس وقت میں ایک تھکا ماندہ انسان ہوں، میری جسمانی قوتیں جواب دے چکی ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ وائٹ ڈریگن کا سودا کسی مناسب قیمت پر ہو ہی جائے۔ پتا نہیں میں زیادہ دیر تک اس کی حفاظت کر سکوں گا یا نہیں۔"

"میں الطاہرہ پہنچ جاؤں گا مسٹر صمد المعران۔"

"نہایت احتیاط سے باہر چلے جاؤ اور خدا کے واسطے کچھ بھی ہو جائے، کسی کو یہ مت بتانا کہ میں اس طرح زیر زمین موجود ہوں۔ ویسے میرے خیال میں میرا اب یہاں موجود رہنا مناسب بھی نہیں ہوگا، چنانچہ مجھے بھی نکل ہی جانا چاہیے۔"

"اچھا میں چلتا ہوں۔"

"خدا حافظ۔ اس نے کہا اور میں اس دروازے سے باہر آ گیا۔ کیا کرتا اس سے زیادہ اور کر بھی کیا سکتا تھا مجھے خود بھی احساس ہو رہا تھا کہ بے شمار نادیدہ نگاہیں میری نگران ہیں۔ بہر طور یہ ایک سنسنی خیز عمل تھا ٹرالر کا دروازہ کھول کر میں باہر نکل آیا اور اس کے بعد ٹرالر کے نیچے رینگ گیا۔ میں یہاں سے یہ جائزہ لینا چاہتا تھا کہ کیا واقعی کوئی میرا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہے۔ بہت دیر تک میں اپنی جگہ ساکت و جامد پڑا رہا اندر سے بھی کوئی آواز سنائی نہیں دی تھی لیکن اب میں صمد المعران کے چکر میں پڑنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس نے جو کچھ بتایا ہے وہاں بھی کوشش کر کے دیکھ لیا جائے مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہوئی تھی کہ یہاں آنا بالکل بے مقصد نہیں رہا۔ جو لوگ یہاں آ چکے ہیں۔ وہ بے شک میری وجہ سے یہاں پہنچے ہیں، لیکن انہیں وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکا جو مجھے حاصل ہوا ہے اس کا مقصد ہے کہ میرا یہاں آنا بے کار نہیں رہا۔"

بہت دیر تک میں ساکت و جامد پڑا حالات کا جائزہ لیتا رہا اور پھر چھپکلی کی طرح رینگتا ہوا ٹرالر کے دوسرے حصے کی جانب سے نکل گیا اور پھر خاموشی سے وہاں سے آگے بڑھ گیا، جو ٹرالر میں نے کرائے پر حاصل کیا تھا۔ وہاں میری کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جسے حاصل کرنے کے لیے مجھے وہاں تک جانا پڑے چنانچہ میں اس طرف گیا جہاں شہر واپسی کے لیے مجھے کنوینس مل سکتا تھا اور اس کا کہنا بالکل درست تھا وہاں چند ٹیکسیاں بھی کھڑی ہوئی تھیں۔ میں ایک ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا اس ٹیکسی کا انتخاب میں نے خود ہی

کیا تھا۔ کیونکہ ہر چیز سے محتاط رہنا چاہتا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مستعدی سے گاڑی اسٹارٹ کی اور چل پڑا۔ جب ٹیکسی شہر میں داخل ہو گئی تو ڈرائیور نے مجھ سے پوچھا۔

"سر کہاں جانا ہے؟" میں نے اپنے ہوٹل کا پتا بتا دیا۔ ٹیکسی ہوٹل کے سامنے رک گئی۔ میں نے بل ادا کیا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل کے اطراف خوب رونق تھی، رات کے رسیا تفریح کے لیے نکل کھڑے ہوئے تھے، لیکن میں شدید تھکن محسوس کر رہا تھا۔ اپنی منزل پر پہنچتے ہوئے، میں نے لفٹ ہی میں اپنی ناک سے اسپرنگ وغیرہ نکال کر اپنا حلیہ درست کر لیا اور اپنے کمرے میں جا کر سو گیا۔ نیند پوری ہو گئی تھی۔ تھکن بھی اتر گئی تھی لیکن کافی دیر تک کھولت کے عالم میں پڑا رہا۔ کوئی ساڑھے گیارہ بجے کے قریب میں نے ناشتا طلب کیا۔ فی الحال کہیں جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا چنانچہ موسیقی سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

شام کو پانچ بجے میں تیار ہو کر ہوٹل سے باہر نکل آیا۔ الطاہرہ جانے کے لیے جس وقت کا تعین کیا گیا تھا۔ اس میں تو ابھی بہت دیر تھی لیکن میں نے سوچا کہ کیوں نہ صمد المعران کے بتائے ہوئے پتے کا جائزہ لیا جائے۔ اس نے مجھے تفصیل سے اس بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ چنانچہ میں الطاہرہ کی تلاش میں نکل پڑا۔ ایک دو جگہ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد بالآخر اس علاقے کا پتا چل گیا جو علاقہ جدید ترین رہائشی عمارتوں پر مشتمل تھا۔ بہت بڑی بڑی اور خوبصورت عمارتیں یہاں بکھری ہوئی تھیں جن کے وسیع و عریض پائیں باغ دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ میں مختلف عمارتوں کے سامنے سے گزرتا ہوا بالآخر اس عمارت کے سامنے پہنچ گیا جس پر الطاہرہ لکھا ہوا تھا۔ اس کا انداز تعمیر قدیم قسم کا تھا۔ بلند فصیل نما دیوار کے بیرونی سمت بڑے بڑے اونچے درخت نظر آ رہے تھے اور کچھ عجیب سا ماحول محسوس ہوتا تھا۔ اطراف کی جگہیں سنسان پڑی ہوئی تھیں۔ کچھ فاصلے پر جا کر کھیتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا بہرحال میں نے اس کا جائزہ لیا۔ اس علاقے میں الطاہرہ نامی عمارت یہی تھی۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور سڑکوں پر روشنیاں جگمگانے لگی تھیں۔ دکانوں اور بڑے بڑے اسٹورز کے نیون سائن عجیب سا تاثر پیش کر رہے تھے۔ بہرحال میں آگے بڑھتا رہا مجھے اس دوران ایک بھی مشکوک چہرہ نظر نہیں آیا تھا پھر میں واپس اپنے ہوٹل کی جانب

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

چل پڑا۔ چونکہ اب تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد مجھے دوبارہ الطاہرہ آنے کی تیاریاں کرنی تھیں۔ ساری معلومات حاصل ہوچکی تھیں۔ چنانچہ میں اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ اور سست روی سے قالین پر چلتا ہوا اپنے کمرے کے سامنے پہنچ گیا۔ میں چابی نکال کر اپنے کمرے کا دروازہ کھولنے ہی والا تھا کہ دفعتاً ہی میرے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

مجھے ایک مدھم سی روشنی محسوس ہوئی تھی۔ بس ایک لمحے میں وہ آکر گزر گئی تھی لیکن یہی لمحہ میرے لیے کافی تھا۔ میرے حساس کانوں نے کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کرلیا۔ اور اس وقت مجھے اپنی ذہانت پر خود ہی فخر محسوس ہوا۔ چنانچہ میں پھرتی سے اپنی جگہ سے ہٹا اور بے آواز چلتا ہوا برابر کے دروازے پر آگیا۔ چابی بھی میں نے اتنی احتیاط سے کی ہول میں ڈالی تھی کہ ذرا سی بھی آہٹ محسوس نہ ہو اور اس کے بعد دروازہ بھی اتنی ہی احتیاط سے کھولا تھا۔ پھر دروازے کو بند کرکے میں برق کی سی تیزی سے پچھلی بالکنی پر اترا اور اس کے بعد اپنے اس طریقہ کے تحت جس کی مشق میں نے اس دوران اچھی طرح کرلی تھی۔ میں اپنے دوسرے کمرے کی بالکنی پر اتر گیا۔ روشنی ادھر ادھر چکرا رہی تھی اور فوراً ہی یہ اندازہ ہوگیا کہ وہ کسی ٹارچ کی روشنی ہے اور لازمی امر تھا کہ یہ ٹارچ کسی کے ہاتھ میں ہوگی۔

میں ایک لمحے بالکنی میں رکا پھر میں نے انگلی پر ہلکا سا دباؤ ڈال کر دروازے پر دیکھا اور میری مسرت کی انتہا نہ رہی۔ جو کوئی بھی میرے کمرے میں آیا تھا اس نے اتنی گہرائی سے نہیں سوچا تھا کہ بالکنی کے دروازے کی جانب بھی توجہ دے دے۔ اگر اندر سے چٹخنی لگا دی جاتی تو پھر میں آہٹ کیے بغیر اندر نہیں داخل ہو سکتا تھا۔ مدھم روشنی دھندلے شیشے سے صاف نظر آتی تھی۔ میں سانس روکے انتظار کرتا رہا اور اس کے بعد دفعتاً ہی میں نے بالکنی کے دروازے کو دھکا دیا اور اندر چھلانگ لگا دی۔

ایک ہلکی سی نسوانی آواز سنائی دی اور میں اسے لپیٹے ہوئے زمین پر جا گرا۔ "اگر کوئی حرکت کی تو یاد رکھنا گردن کی ہڈی توڑ دوں گا۔ میں اسے اسی طرح دھکیلتا ہوا بالآخر اس جگہ پہنچ گیا جہاں دیوار پر سوئچ موجود تھے چونکہ یہ کمرا میں خاصا استعمال کرچکا تھا اس لیے مجھے اندازہ تھا کہ کون سا بٹن دبانا ہے۔

کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی اور میں استارا کو دیکھ کر حیران رہ گیا وہ ایک

خوبصورت لباس میں ملبوس تھی۔

"ہیلو ڈیئر استارا!"

"گارین کی موت کا غم تمہارے ذہن سے اتر گیا ہوگا۔"

"دشش۔" وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔ "میں کسی بھی چیز کی بہت زیادہ پروا نہیں کرتی۔ ارے مجھے چھوڑو بھئی۔ کیا بدتمیزی ہے۔ انسانوں کی طرح بیٹھ کر باتیں کرو۔

"ایک منٹ ڈیئر ایک منٹ۔" میں نے کہا اور انتہائی بے تکلفی سے اس کے پورے جسم کو ٹٹول ڈالا۔ میں اس کے جسم میں ہتھیار تلاش کررہا تھا لیکن کوئی بھی ایسی چیز نہیں تھی جسے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔

"تم وہاں سے اچھی خاصی رقم بھی نکال لائے۔"

"ہاں اس کی مجھے ضرورت تھی۔"

"مگر تم کیا تلاش کررہی تھی یہاں؟"

"تمہاری شخصیت۔" وہ مسکرائی۔

"اوہو میری شخصیت میری غیر موجودگی میں میرے کمرے میں تلاش کی جارہی تھی۔"

"ہاں ایسی چیزیں جن سے تمہارے بارے میں معلومات ہوسکیں۔"

"خوب میرے بارے میں کیا معلومات حاصل کرنا چاہتی ہو تم؟"

"یہی کہ تم کون ہو۔ کس کے لیے کام کررہے ہو تمہارے ساتھ کتنے افراد ہیں۔"

"اس ہوٹل کا پتا کیسے چلا اور خاص طور سے میرے کمرے کا؟"

"تم سے کہہ چکی ہوں کہ اتنی بے وسیلہ نہیں ہوں۔ میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے ایک بار پھر گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا۔ بظاہر کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی تھی جس سے وہ مجھ پر حملہ آور ہوسکتی یا پھر اپنے ساتھیوں کو کسی ذریعے سے اطلاع دے سکتی زیور وغیرہ بھی اس نے نہیں پہنا ہوا تھا جس سے یہ احساس ہو کہ شاید کوئی ٹرانسمیٹر اس کے کسی زیور میں پوشیدہ ہو بہرحال میں اپنے طور پر مطمئن ہوگیا۔"

"ہاں اب بولو میں تمہاری کیا خدمت کروں؟"

"کیا تم یہ بتانا پسند کروگے کہ تم کس کے لیے کام کررہے ہو؟"

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں پسند کروں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"خیر نہ سہی۔ کیا تم اس بات سے انکار کرو گے کہ تم وائٹ ڈریگن کے چکر میں یہاں تک پہنچے ہو؟"

"ہاں میں اس سے انکار نہیں کروں گا۔"

"یہ بتا سکتے ہو کہ پورٹ سعید سے وائٹ ڈریگن کا کیا تعلق ہے؟"

"یہ بھی نہیں بتا سکتا۔"

"چلو اس کو بھی چھوڑو اچھا یہ بتاؤ کیا یہ ممکن ہے کہ وائٹ ڈریگن کے سلسلے میں تم ہم سے تعاون کرو۔"

"تم کس قسم کا تعاون چاہتی ہو۔"

"وائٹ ڈریگن ہمارے حوالے کردو اور اس کے عوض ہمیں بتاؤ کیا قیمت وصول کرنا چاہتے ہو۔ تم ظاہر ہے وائٹ ڈریگن حاصل کر کے کسی نہ کسی کے ہاتھ فروخت کرتے۔ جو رقم تمہیں اس کے ذریعے حاصل ہوتی اگر وہ رقم ہم تمہیں فراہم کر دیں تو؟"

میں ہنس پڑا۔ میں نے کہا۔ "مس استارا مجھے تعجب ہے آپ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہیں اور جو داؤ پیچ آپ چل رہی ہیں وہ میرے خیال میں آپ جیسی سطح کی کسی عورت کے لیے غیر مناسب ہیں۔"

وہ چند لمحات خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"دیکھو گارین میرا دست راست تھا۔ مجھے اس پر فوقیت حاصل تھی لیکن وہ ایسے تمام کام کرتا تھا جو کسی عورت کے کرنے کے نہ ہوں۔ تم نے مجھ سے میرا بہت اچھا ساتھی چھین لیا ہے اور اب میں گروہی طور پر بہت کمزور پڑ گئی ہوں۔ اور اب تمہارا سب سے خوفناک دشمن ولیم جیکال ہے۔ ولیم جیکال بھی تم پر پوری پوری نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ میں نے اچھی طرح دیکھ لیا اور غور کرلیا ہے۔ ولیم جیکال تم سے بالکل قریب ہے اور یہ شخص جس قدر خطرناک ہے اگر تم کسی باقاعدہ گروہ سے تعلق رکھتے ہو تو تمہیں اس کے بارے میں ضرور معلوم ہوگا۔ اگر تم میرے ساتھ شامل ہو کر وائٹ ڈریگن کا معاملہ طے کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ تو ہم ولیم جیکال کو شکست دے سکتے ہیں۔ ورنہ جو بھی وائٹ

ڈریگن کے حصول میں کامیاب ہو جائے گا۔ ولیم جیکال اسے شکست دے کر وائٹ ڈریگن حاصل کرے گا۔"

"اتفاق سے مجھے ولیم جیکال کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"تب پھر میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ تم باقاعدہ کسی گروہ سے تعلق نہیں رکھتے۔"

"ولیم جیکال کے بارے میں مجھے کچھ اور تفصیل بتا سکتی ہو میڈم؟"

"سینٹ لوسیا کا رہنے والا ہے۔" ایک ہزار انسانوں کا قاتل ہے اور اس چکر میں سینٹ لوسیا سے بھاگا تھا۔ آج کل یقینی طور پر کسی ملک کے لیے کرائے کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے لیکن تمہاری اطلاع کے لیے ولیم جیکال اس وقت پورٹ سعید میں موجود ہے۔

"اطلاع کا شکریہ اب فرمائیے۔"

"میری بات سنو' جو کچھ ہو چکا ہے اس میں ظاہر ہے ہم جیسے لوگ اسی انداز میں کام کرنے کے لیے مجبور ہوتے ہیں لیکن میں نہایت مخلصانہ طور پر تمہیں پیش کش کر رہی ہوں میری بات مان لو۔ میں.......... وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور آہستہ سے چلتی ہوئی میرے قریب پہنچ گئی۔ میں نے پستول سیدھا کیا تو جھلا کر بولی۔"

"گولی مارنا چاہتے ہو مجھے۔ مار دو گولی۔ کم از کم جھگڑا تو ختم ہو اور اگر یہ نہیں کرنا چاہتے تو میری بات سنو۔ اب میرے اور تمہارے درمیان مخاصمت نہیں ہے کم از کم میں یہ راستہ بند کر چکی ہوں تم بھی پلیز دیکھو پلیز۔ وہ میرے بہت قریب آگئی اور اس نے عجیب سے انداز میں اپنے دونوں ہاتھ میرے جسم کے گرد حمائل کرنے کی کوشش کی۔ میں جانتا تھا کہ عورت پن کی یہ کوشش یقینی طور پر کسی شخص کو احمق بنانے کے لیے کافی ہے۔"

میرا اندازہ بالکل درست نکلا۔ اس نے جس انداز میں میرے جسم کے گرد ہاتھ حمائل کرنے کی کوشش کی تھی اس میں بظاہر ایک محبوبیت تھی لیکن اس نے فوراً ہی اپنا سر میری ناک پر مارنے کی کوشش کی تھی۔ میں غافل نہیں تھا میں نے کہنی سے اس کے سینے پر ضرب لگائی اور یہ ضرب کافی شدید تھی وہ کراہتی ہوئی کئی قدم پیچھے ہٹ گئی اور

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس نے اپنے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ لیے لیکن یہ بھی کم بخت کی ایک چال تھی بظاہر تکلیف میں ہونے کا اظہار کر کے اس نے فوری طور پر دوسرا حملہ کر دیا تھا۔ اس نے گھوم کر ایک لات میرے ہاتھ پر ماری اور میرے ہاتھ سے پستول نکل کر کمرے کی دیوار سے ٹکرایا اس کے ساتھ ہی اس نے پلٹ کر دوسری لات میری گردن پر رسید کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔ وہ نیچے گری اور پھر کمبخت نے نجانے کہاں سے ایک لمبا پھل والا چاقو نکال لیا۔ لڑائی بھڑائی کی ماہر تھی اور مارشل آرٹس میں اسے کافی واقفیت تھی۔ چاقو کو اس نے اس انداز میں میری پنڈلی کی جانب بڑھایا کہ اگر بال برابر گنجائش ہوتی تو یقینی طور پر میری پنڈلی کا گوشت کٹ جاتا۔ میں نے بمشکل تمام پیچھے ہٹ کر اپنے آپ کو اس کے وار سے بچایا تھا لیکن ذلیل عورت مردوں کی طرح طاقتور اور لڑنے کے فن سے واقف معلوم ہوتی تھی۔ اسنے یکے بعد دیگرے کئی وار مجھ پر کیے اور اب میں نہایت احتیاط کے ساتھ اس کے یہ وار بچانے لگا۔ ایک مرتبہ مجھے موقع ملا اور میں نے اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا۔ میں نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر مروڑا ہی تھا کہ اس نے گردن گھمائی اور میری بغل کے نیچے سینے کے پاس اپنے دانت پیوست کر دیے۔ بحالت مجبوری مجھے ایک زوردار گھونسا اس کی گردن پر مارنا پڑا پھر میں نے اس کی پسلیوں پر دو تین ضربیں لگائیں وہ نیچے گری تو میں نے اپنا گھٹنا اس کے پیٹ پر رکھ دیا۔ اب میں اسے پوری طرح اپنے قابو میں کر چکا تھا۔ اس کے حلق سے عجیب عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ شدید اذیت کا شکار معلوم ہو رہی تھی۔ بالآخر اس کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ میں نے گھٹنے سے اس پر شدید دباؤ ڈالا ہوا تھا۔

چاقو اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے بہرحال میں نے چند لمحات گھٹنا اس کے پیٹ پر جمائے رکھا اور جب وہ بے جان سی ہونے لگی تو میں نے اس کی گردن پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔

”اور تم یہ کہتی ہو کہ تم میرے ساتھ مل کر کام کرنے کی خواہشمند ہو؟“

”وہ بے بسی سے مجھے دیکھنے لگی۔ میں نے اس کی گردن پوری طرح شکنجے میں کسی ہوئی تھی اور وہ دونوں ہاتھ پھیلائے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ میری کلائی پر ڈال دیے لیکن میں اسے دھکیلتا ہوا دیوار تک لے گیا

تھا۔“

”حقیقت یہ ہے کہ اب تم مجھے پسند آنے لگی ہو۔ ڈیئر استارا.......... تم نے جس قدر شدید جدوجہد کی ہے عام طور سے عورتوں میں اتنی قوت نہیں ہوتی لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم مجھ پر قابو نہیں پا سکتیں۔ میں نے اس کی گردن پر دباؤ ڈالا اور وہ مچلنے لگی۔ اس کا سانس گھٹ رہا تھا۔ چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں۔ میں نے چند لمحات اس کی گردن پر دباؤ ڈالے رکھا اور پھر یہ سوچ کر کہ کہیں میری جنونی کیفیت اس کی موت کا باعث نہ بن جائے۔ میں نے اس کی گردن چھوڑ دی۔ اس کی آنکھیں چڑھ رہی تھیں اور وہ ایسے اوپری اوپری سانس لے رہی تھیں جیسے اس کا سانس بحال نہ ہو پا رہا ہو۔ اس کے چہرے پر شدید اذیت کے آثار تھے اس نے دونوں گھٹنے موڑ کر سینے سے لگا لیے تھے اور اس طرح مڑ کر اوندھی ہو گئی تھی جیسے شدید تکلیف کے عالم میں ہو۔ میں پوری طرح مستعد تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر اس کا بہتر کیفیت میں آجانے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس وقت میری ذہنی کیفیت بھی واقعی عجیب ہو گئی تھی۔ حالانکہ کسی عورت پر اس طرح قابو پا لینا میرے نزدیک کوئی بہت بڑی بات نہیں تھی لیکن کیا عورت تھی کم بخت' میرا ستیاناس کر کے رکھ دیا تھا۔ ایسی شدید جنگ مجھے بہت عرصے سے نہیں کرنی پڑی تھی۔ وہ چار پلٹیاں کھانے کے بعد اس طرح پھڑپھڑانے لگی جیسے واقعی اس کے بدن کی جان نکل رہی ہو لیکن ایسی شاطر اور ایسی چالاک عورت میری زندگی میں کبھی نہیں آئی تھی۔ میری توجہ اس پستول کی جانب سے ہٹ گئی تھی جو اس کا تھا لیکن میرے قبضے میں رہ چکا تھا اور اس کی کوششوں سے دوبارہ میرے ہاتھ سے نکل کر گر پڑا تھا۔ میں چونکہ اب نہتا اس سے جنگ کر رہا تھا اس لیے اس کی اس کیفیت کے بعد میں نے پستول کی جانب توجہ نہیں دی تھی بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ میرے ذہن سے ایک لمحے کے لیے نکل ہی گیا تھا لیکن اس نے اسے نظر انداز نہیں کیا تھا اور اس اچھل کود کے درمیان جس میں وہ یہ اظہار کر رہی تھی کہ اس کی جان نکل رہی ہے۔ اس کی نگاہ کسی طرح اس پستول پر جا پڑی تھی۔ اس نے جس پھرتی کا مظاہرہ کیا وہ میری توقع کے بالکل خلاف تھا۔ بجلی کی سی طرح گھوم کر اس نے پستول پر جھپٹا مارا اور اس سے پہلے کہ میں اس جھپٹے کے بارے میں سوچ سکوں کہ وہ کیا کرنا چاہتی ہے اس نے پستول قبضے میں کرتے ہی مجھ فائر جھونک دیا۔ زوردار

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

آواز کے ساتھ کمرے میں شیشے کا ایک فریم ٹوٹا تھا اور بہت بڑے شیشے کے چھناکے نے کان پھاڑ دینے والا دھماکا کیا تھا اور اس کے بعد دور تک اس کی آواز پھیل گئی تھی۔ میں نے فوراً ہی ایک جانب چھلانگ لگائی لیکن اس نے دوسرا فائر کر دیا اس بار گولی دروازے پر لگی تھی اور دروازے میں سوراخ بھی ہوگیا تھا۔ وہ انتہائی وحشیانہ انداز میں مسلسل فائرنگ کیے گئی اور میں اپنے آپ کو بچانے کے لیے بڑی مشکل کا شکار ہوگیا چونکہ وہ جلد بازی اور وحشت کا شکار تھی اس لیے ایک بار میرا صحیح نشانہ نہیں لے سکی۔ مجھے یہ تو اندازہ ہوگیا تھا کہ اب صورت حال میرے ہاتھ سے نکل گئی ہے اور ابھی چند لمحات کے بعد باہر جو ہنگامہ ہوگا وہ دیکھنے کے قابل ہوگا۔ وہ یہ بھی کہہ چکی تھی کہ اس کے آدمی باہر موجود ہیں اور اس کے اشارے کے منتظر ہیں ہوسکتا ہے وہ بھی یہاں پہنچ جائیں۔ چنانچہ ایسی حالت میں میرے لیے اپنے آپ کو بچانا مشکل ہو جائے۔ پولیس کے ہاتھ لگ جاؤں گا اور پھر بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس بار جب مجھے یہ احساس ہوا کہ اس کا پستول خالی ہوچکا ہے تو میں اپنی جگہ سے اچھلا اور میں نے اتنی قوت سے اس کے ٹکر ماری کہ وہ کئی فٹ اونچی اچھل کر دیوار سے جا ٹکرائی۔ میں نے اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر بالوں سے پکڑ کر کھینچا اور ایک بار بھرپوری قوت سے ایک دوسری دیوار پر دے مارا۔ درمیان میں میز رکھی ہوئی تھی وہ میز سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ الجھ کر دیوار سے جا لگی۔ اس کی پیشانی پھٹ گئی تھی اور خون کا فوارہ دیوار پر پڑ رہا تھا۔ میں نے اس کے بعد وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا۔ باہر سے شور کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کمروں کے مکین چیخنے چلانے لگے تھے اور ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوگیا تھا چنانچہ میں نے بالکونی والے دروازے کی جانب رخ کیا اور اس بار مجھے اس بالکونی سے دوسری بالکونی تک پہنچنے میں ذرا مشکل پیش آئی تھی کیونکہ اعصاب کشیدگی کا شکار تھے۔ تاہم میں دوسری بالکونی پر پہنچ ہی گیا اور اس کے بعد کمرے میں داخل ہوکر میں نے اپنے ذہن کو قابو میں کیا۔ ہوٹل کے منتظمین جانتے تھے کہ ایک ہی آدمی نے دو کمرے بک کرائے ہیں چنانچہ میرے کمرے میں ہونے والی ہنگامہ خیزی کے اثرات فوراً ہی دوسرے کمرے کی جانب منتقل ہوسکتے تھے۔ اس لیے عقلمندی کا تقاضا یہی تھا کہ کمرا چھوڑ دیا جائے۔ میں نے اپنا مختصر سا سامان وہ جس کا لے جانا ضروری تھا سنبھالا۔ ناک میں اسپرنگ پھنسائے اور اس طرح باہر نکلا جیسے خود

بھی اس ہنگامے سے متاثر ہوکر باہر آیا ہوں۔ ادھر دروازے پر ٹکریں ماری جارہی تھیں اور پھر دروازہ کھول لیا گیا۔ ہوٹل کے منتظمین آس پاس کے لوگ اور کچھ ایسی مشکوک شخصیتیں دروازے کی جانب متوجہ تھیں جن کے بارے میں یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ ممکن ہے وہ استارا کے آدمی ہوں۔ بھیڑ بڑھتی جارہی تھی۔ میں بھی اس بھیڑ میں شامل ہوگیا۔ لوگ اندر کے حالات جاننا چاہتے تھے۔ غالباً پولیس کے افراد یہاں موجود نہیں تھے ورنہ تمام لوگوں کو کمرے میں داخل ہونے سے روکا جاتا۔ مجھے موقع مل گیا اور میں بڑی تیز رفتاری سے سیڑھیوں کی جانب چل پڑا۔ اس وقت چونکہ لفٹ اوپر آرہی تھی اس لیے لفٹ کا استعمال قطعی غیر مناسب تھا۔ میں تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے جارہا تھا۔ نیچے سے بھی کچھ لوگ اوپر آرہے تھے۔

"اوپر اوپر کمرا نمبر سکس سیون ایٹ، سکس سیون ایٹ۔" میں نے گھبرائے ہوئے انداز میں آوازیں لگائیں اور لوگ برق رفتاری سے اوپر جانے لگے ورنہ کسی کو بھی مجھ پر شبہ ہوسکتا تھا کہ سب اوپر جارہے ہیں۔ میں اتر کر نیچے کیوں بھاگ رہا ہوں لیکن میرے اس عجلت بھرے انداز نے لوگوں کو مجھ پر شبے کا موقع نہیں دیا تھا اور میں سیڑھیوں پر سیڑھیاں اترتا ہوا بالآخر نیچے پہنچ گیا۔ نیچے بھی یہ آوازیں سن لی گئی تھیں اور لوگ ایک دوسرے سے استفسار حال کر رہے تھے۔ میں ایک جانب ہوگیا اور اس انداز میں کھڑا ہوگیا جیسے لوگوں کو اوپر جانے کا راستہ دینا چاہتا ہوں لیکن درحقیقت میں آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا ہوٹل کے بیرونی حصے تک آگیا اور اس کے بعد میں نے ایک ایسا رخ اختیار کیا جس سے میں ہوٹل کے سامنے والے حصے میں جانے کے بجائے عقبی سمت پہنچ گیا۔ یہاں سے باہر نکلنے کا راستہ حالانکہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن کامن سینس سے کام لیتے ہوئے میں اس عقبی راستے سے باہر نکل آیا تھا۔ یہ ایک پتلی گلی تھی اور یہاں سے اوپر کا منظر دیکھا جاسکتا تھا۔ میرے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی اور بہت سے لوگ غالباً بالکونی میں بھی آچکے تھے۔ میں کنارے کنارے چلتا ہوا بالآخر اس بڑی اور چوڑی سڑک پر آگیا جہاں سے مجھے فرار ہونے کے لیے مناسب موقع مل سکتا تھا اور یہ موقع میں نے فوراً ہی حاصل کرلیا۔ ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا اور اس میں بیٹھ کر چل پڑا۔

پھر میں نے اپنے حواس سنبھالنے کی انتہائی کوشش کی۔ اس وقت ضروری تھا کہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہیں آرام کرنے کا موقع ملے۔ ایک چھوٹا سا ریستوران نظر آیا اور میں نے ٹیکسی وہیں رکوائی اتر کر بل ادا کیا اور ٹہلنے والے انداز میں آگے بڑھتا ہوا ریستوران میں داخل ہوگیا۔ میں نے ایک ایسا پرسکون گوشہ منتخب کیا تھا جہاں میں آتے جاتے والوں کی نگاہوں سے محفوظ بھی رہ سکوں یہاں بیٹھ کر میں نے لائٹ اسنیکس اور کافی بھی طلب کرلی پھر اسنیکس سے شغل کرتے ہوئے میں گزرے ہوئے واقعات پر نگاہ دوڑانے لگا۔ ا-ستارا جیسی عورتیں بہت کم نگاہوں سے گزری تھیں۔ کم بخت کسی ریسلر کی طرح طاقتور تھی اور لڑائی بھڑائی کی ماہر۔ صحیح معنوں میں دانتوں پسینہ آگیا تھا۔ کئی بار چوک ہوتے ہوتے بچی۔ اگر شدید محنت سے اس سے مقابلہ نہ کرتا تو یقینی طور پر اس وقت صورتحال بدلی ہوئی ہوتی لیکن بہت سے پریشان کن خیالات ذہن میں چکرا رہے تھے۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ ا-ستارا کو میرے ہوٹل کے کمرے کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ یوں لگتا تھا جیسے ان لوگوں کی ساری مشنری مجھ پر ہی مصروف عمل ہے اور مجھے ہر لحہ نگاہوں میں رکھا جارہا ہے۔ کافی دو پیالیاں پینے کے بعد ذہن کو معتدل کیا۔ رات بارہ بجے کا انتظار تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ وقت مجھے نہایت محتاط طریقے سے گزارنا ہوگا۔ بالآخر کافی دیر کے بعد ریستوران کا بل ادا کرکے اٹھ گیا اور اس کے بعد پورٹ سعید کے مختلف حصوں میں گھومتا رہا۔ پھر وقت مقررہ پر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر الطاہرہ کی جانب چل پڑا۔ میرے ذہن میں بہت سے خیالات تھے۔ ویسے میں جسمانی طور پر بھی تیار تھا حالانکہ ایک شدید قسم کی جنگ لڑ چکا تھا لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اتنی دیر آرام کرنے کے بعد میں نے پھر خود کو چاق و چوبند محسوس کیا تھا۔ الطاہرہ چونکہ پہلی بار نہیں جارہا تھا بلکہ دن میں اسے دیکھ چکا تھا اس لیے وہاں تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ البتہ ٹیکسی میں نے وہاں سے اتنے فاصلے پر رکوائی تھی کہ کسی کے تصور میں بھی نہ آسکے کہ میری منزل الطاہرہ ہے۔ رات کی تاریکیوں میں مختلف گوشوں میں چھپتا چھپاتا بالآخر میں الطاہرہ کے آہنی دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ سیاہ رنگ کا عظیم الشان دروازہ میری نگاہوں کے سامنے تھا اس کے پیچھے باوردی چوکیدار نظر آرہا تھا جس کے ہاتھوں میں رائفل موجود تھی۔ مجھے گیٹ کے سامنے دیکھ کر وہ میری جانب متوجہ ہوگیا۔ بڑی خونخوار سی شکل کا کوئی افریقی نژاد ہی تھا۔ لمبے چوڑے بدن کا مالک اپنی سفید سفید آنکھوں سے گھورتا ہوا گیٹ کے پاس

آگیا۔

رائفل اس نے اس طرح ہاتھوں میں سنبھالی ہوئی تھی کہ اگر میری طرف سے ذرا بھی کسی گڑبڑ کا احتمال ہو تو وہ بے دریغ مجھ پر فائر کردے۔ میں نے دونوں ہاتھ سیدھے کیے اور انگریزی زبان میں اس سے کہا۔

"میں صمد العمران سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"تب تم پاگل معلوم ہوتے ہو۔" اس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"کیوں؟"

"اس لیے کہ صمد العمران طویل عرصے سے گم ہیں اور اب وہ یہاں نہیں ہوتے بلکہ تمہیں شاید اس عمارت کے کسی مکین سے ان کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہوسکے کیونکہ عمارت کے مکیں انہیں رودھو کر صبر کرچکے ہیں۔"

"تم بہت زیادہ باتونی آدمی معلوم ہوتے ہو جو کوئی بھی تمہیں نظر آئے اس سے یہ کہہ دو کہ وہ آیا ہے جسے بلایا گیا ہے۔" میں نے کسی قدر کرخت لہجے میں کہا اور چوکیدار مجھے گھورنے لگا پھر بولا۔

"ٹھہرو میں تمہیں خانم سامرہ سے ملائے دیتا ہوں۔"

بہرحال کچھ دیر کے بعد ہم اندرونی عمارت میں داخل ہوگئے۔ بیرونی حصے میں مکمل طور سے نہیں دیکھ سکا تھا کیونکہ افراتفری کے عالم میں یہاں تک پہنچا تھا لیکن اندازہ یہ ہوگیا تھا کہ انتہائی حسین عمارت بنی ہوئی ہے۔ البتہ بڑے دروازے سے اندر داخل ہونے کے بعد میں نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر بڑی عجیب سی کیفیت کا احساس ہوا یہ تو کوئی شاہی محل ہی معلوم ہوتا تھا جگہ جگہ خوبصورت روشنیاں لگی ہوئی تھیں اور اس کے درمیان سنگ مرمر کا فرش نظر آرہا تھا کئی جگہ بڑے حسین قسم کے مجسمے تراشے گئے تھے۔ ان تمام چیزوں کے درمیان ایک روش سے گزر کر میں ایک دالان میں پہنچ گیا۔ وسیع و عریض دالان تھا جو خوبصورت سنگی ستونوں پر ٹکا ہوا تھا۔ اس کے بعد دروازے کے دوسری جانب پہنچا تو میں نے ایک بہت بڑا ہال نما کمرا دیکھا۔ ہال نما کمرے میں حسین قالین بچھا ہوا تھا جگہ جگہ گاؤ تکیے لگے ہوئے تھے۔ دیوہیکل چوکیدار میرے ساتھ ساتھ یہاں پہنچا اور پھر اس نے مجھ سے کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

”آپ یہاں تشریف رکھیے میں خانم سامرہ کو اطلاع دیتا ہوں۔“

”میں آگئی ہوں تم واپس جاسکتے ہو۔“

”دروازہ بند کرو اور سنو پہلے سے زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔“

”جی خانم۔“ چوکیدار نے جواب دیا۔

خانم سامرہ ایک دراز قامت عورت تھی۔ سیاہ لباس میں ملبوس تھی اور سیاہ ہی نقاب چہرے پر لگایا ہوا تھا۔ صرف اس کی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔

”مہمان براہ کرم تشریف رکھیے۔ آپ جس شخصیت سے ملنا چاہتے ہیں وہ چند لمحات میں یہاں پہنچ رہی ہے۔“

”شکریہ۔“ میں نے سنجیدگی اور متانت سے جواب دیا۔

خانم بیٹھی نہیں تھی بلکہ ایک جانب کھڑی ہوگئی تھی۔ پھر دروازے پر جھلملاہٹ سی ہوئی اور میں نے ایک شخص کو اندر آتے ہوئے دیکھا۔ سفید سلک کے لبادے میں وہی شخص تھا جس سے میری ملاقات اس ٹرالر میں ہوچکی تھی لیکن اس کے اس وقت کے اور اس وقت کے حلیئے میں بڑا فرق تھا صمد العمران تھا۔ صمد العمران میری جانب بڑھا اور آگے بڑھ کر مجھ سے ہاتھ ملایا پھر مجھے بٹھاتا ہوا بولا۔

”بیٹھو براہ کرم بیٹھ جاؤ اور خانم تم مہمان کے لیے قہوہ بھجوا دو اور تمہیں اس بات کا علم ہے کہ ہمیں کتنی محتاط گفتگو کرنی ہے۔“

”میں جانتی ہوں۔“ خانم نے جواب دیا اور اسی دروازے سے اندر واپس چلی گئی جس سے صمد العمران یہاں آیا تھا۔

”آہ' زندگی بھی کیا چیز ہے انسان' آسائشوں کے درمیان زندگی بسر کرتا ہے لیکن کچھ لمحات ایسے آجاتے ہیں جب یہی زندگی اس کے لیے عذاب جاں بن جائے مجھے دیکھو میں نے ساری زندگی قانون کے تحفظ میں گزاری ہے اور یہ بھی میرا شوق ہی تھا کیونکہ میں آبائی طور پر رئیس آدمی ہوں اپنے شوق کی تکمیل کے لیے انتظامیہ میں شامل ہوا تھا لیکن ایک لمحہ مجھ پر ایسا آگیا جب یہ زندگی میرے لیے عذاب بن گئی۔ بات اصل میں یہ ہے نوجوان تم یقینی طور پر غور کرو گے کہ میں نے تم پر اس قدر اعتماد کیوں کرلیا ہے تو اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ میں نے تم سے صحیح طور پر تمہارا نام بھی نہیں پوچھا۔ غالباً تم نے اپنا

نام دانش بتایا تھا مجھے؟“

”ہاں۔“

”بات یہ ہے کہ کچھ عرصے قبل جو واقعات میرے ساتھ پیش آئے تھے یقینی طور پر تمہیں اس کے بارے میں علم ہوچکا ہوگا۔ ماضی کی کہانی دہرانے سے کوئی فائدہ نہیں بس یوں سمجھ لو کہ وہ سفید مصیبت میرے گلے میں آپڑی۔ بخدا اس وقت میرے ذہن میں اس سے کوئی مالی فائدہ حاصل کرنے کا تصور نہیں پیدا ہوا تھا لیکن بعد میں پے درپے جس قسم کے حالات پیش آئے انہوں نے مجھے اس طرف مائل کردیا کہ میں اسے کسی شخصیت کے حوالے کردوں جس سے مجھے بھاری منافع بھی حاصل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ فارمولا محفوظ ہاتھوں میں پہنچ جائے۔ بہت سے ممالک اس حقیقت سے واقف ہوچکے تھے کہ اتفاقیہ طور پر وائٹ ڈریگن میرے ہاتھ لگ گیا ہے جب مجھے اس کا احساس ہوا کہ کئی ممالک کی توجہ میری جانب ہوگئی ہے تو بحالت مجبوری مجھے روپوش ہونا پڑا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کے بعد میرے خلاف جو سازشیں ہوں گی شاید میں ان کا مقابلہ نہ کرسکوں اور ایسا ہی ہوا۔ اگر میں وقت سے پہلے روپوش نہ ہو جاتا تو یقینی طور پر اب تک میری ہڈیاں بھی گل سڑ چکی ہوتیں۔ میں نے تمام عیش و آسائش چھوڑنے کے بعد وہاں اس ٹرالر میں رہائش اختیار کی اور اپنے آپ کو پوشیدہ کرلیا۔ الطاہرہ کے بارے میں ہر شخص کو یہ علم ہوچکا تھا کہ میں وہاں موجود نہیں ہوں اور ایک اور بھی عجیب بات ہے جس پر تم ہنسو گے۔ وہ یہ ہے کہ الطاہرہ میں میرا کوئی بھی ایسا عزیز نہیں ہے جس کے ذریعے مجھ پر وہ لوگ کوئی دباؤ ڈال سکتے۔ میں جانتا تھا کہ جو لوگ اتنا بڑا کام کرنے کے لیے نکلے ہوئے ہیں وہ اس قدر احمق نہیں ہوں گے کہ کسی کو اغوا کرنے کے بعد مجھ پر دباؤ ڈالیں۔ ظاہر ہے میں بیکار لوگوں کی وجہ سے کسی کے دباؤ میں نہیں آسکتا تھا۔ یہی چیز ان کے لیے سب سے زیادہ پریشانی کا باعث بنی ورنہ وہ الطاہرہ کو بموں سے بھی اڑا سکتے تھے لیکن یہ سب کچھ ان کے لیے بے مقصد ہوتا۔ الطاہرہ سے میں نے اپنے رابطے کاٹ لیے تھے حالانکہ یہاں میرے اتنے معتمد اور وفادار موجود ہیں کہ میرے لیے جان کی بازی لگا دیں لیکن بھلا ان کی زندگی لینے سے مجھے کیا فائدہ ہوتا۔ چنانچہ میں نے یہ بھی مشہور کرا دیا کہ اب میرا الطاہرہ میں کوئی پتا نہیں ہے۔ میرے وہ تمام قریبی دوست' عزیز اور کرم فرما جو مجھ سے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

محبت کرتے تھے یہ بات جان چکے تھے کہ میں روپوش ہوچکا ہوں اور اس کی اچھی خاصی پبلسٹی ہوگئی تھی۔ تم شاید میرے جذبات کا صحیح طور پر اندازہ نہ لگاسکو ڈیئر دانش لیکن بہر طور ایسا ہی ہوا تھا اور اس کے بعد مختلف لوگ مختلف طریقوں سے مجھ سے رابطے قائم کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ میں نے بھی اس سلسلے میں اچھا خاصا کھیل کھیلا اور اس کھیل کے دوران میری ملاقات ولیم جیکال نامی شخص سے ہوئی جو سینٹ لوسیا کا رہنے والا ہے۔"

میں نے اپنے بدن میں سنسنی محسوس کی تھی۔ "ولیم جیکال نے مجھ سے معاوضے کی بات کی اور میری پسند کے مطابق معاوضہ دینے کا فیصلہ کیا لیکن میں جانتا تھا کہ اس قسم کے لوگوں پر اعتماد کرنا موت کو دعوت دینا ہے۔ ولیم جیکال کے اور میرے درمیان معاملات طے ہوئے اس نے مجھے بیوقوف بنایا اور میں نے اسے۔ میں مختصراً تمہیں اس کے بارے میں بتاچکا ہوں چنانچہ اس گفتگو پر جانے کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد میری روپوشی مسلسل رہی اس دنیا میں صرف ایک ہی شخص ایسا تھا جس سے میں اپنی دل کی بات کہہ سکتا تھا اور جس پر میں اس طرح بھروسہ کرسکتا تھا جیسے اپنی ذات پر اور وہ تھا مرحوم طفیل شمسی۔"

"وہ میرا اتنا گہرا دوست تھا کہ مجھے ساری دنیا میں اس کے علاوہ کسی اور شخصیت سے اتنی دلچسپی نہیں تھی۔ مجھے معلوم ہوچکا ہے کہ اسے ولیم جیکال نے قتل کردیا ہے۔"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔ "اتنے فاصلے پر جھیل ماہ نور کے پاس ایک ٹرالر میں وقت گزارتے ہوئے بھی آپ کو اس قدر معلومات حاصل ہوگئیں مسٹر صمد العمران۔"

"بتا چکا ہوں کہ میرا تعلق انتظامیہ سے ہے۔ ایسے ہتھکنڈوں سے پوری طرح واقف ہوں۔"

"بات کچھ بہت عجیب سی ہوگئی ہے۔ اول تو آپ کا مجھ پر اس قدر اعتماد کہ آپ نے مجھے یہاں طلب کرلیا بلکہ سچی بات یہ ہے میں تو اس وقت بھی حیران ہوا تھا جب آپ نے ٹرالر میں مجھ سے ملاقات کی تھی۔"

"اس کی وجہ ہے؟"

"وہ کیا؟"

"مجھے تمہارے بارے میں مکمل تفصیلات حاصل ہوچکی ہیں۔ کیا تمہارا تعلق بلیک چینل سے نہیں ہے۔ کیا تمہارا پورا نام دانش منصور نہیں ہے۔ کیا قاہرہ میں نعیمہ عاکف سے تمہاری ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ کیا نعیمہ عاکف ہی کے ذریعے تمہیں طفیل شمسی تک پہنچنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ کیا تم کوئن میکویا کے وفاداروں میں سے نہیں ہوں۔ بولو جواب دو اگر میری یہ تمام معلومات غلط ہیں تو پھر ساری باتیں ہی غلط ہیں۔"

میں سناٹے کے عالم میں رہ گیا اور اسے دیکھتا رہا پھر میں نے ہنس کر کہا۔ "جب آپ کو اتنی معلومات حاصل ہیں۔ صمد العمران صاحب تو پھر تو آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ میں کن کن مراحل سے گزر رہا ہوں۔"

"نہیں بہت زیادہ تفصیلات مجھے نہیں معلوم لیکن جتنی معلومات میں نے تمہارے بارے میں حاصل کی ہیں وہ یہی ہیں اگر اس سے آگے کی کوئی بات ہے تو براہ کرم مجھے بتاؤ۔"

"گویا آپ کوئن میکویا سے وائٹ ڈریگن کا سودا کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار تھے۔"

"تیار تھا' تم تیار ہونے کی بات کرتے ہوئے اگر طفیل شمسی زندہ ہوتا تو یہ معاملہ اب تک طے بھی پاچکا ہوتا۔ تم سے مذاکرات کرنے سے پہلے ہی اسے موت نے آلیا ورنہ اب تک ہم وائٹ ڈریگن لے کر مصر سے نکل چکے ہوتے۔"

مجھے کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔ کوئن میکویا نے اس سلسلے میں مجھ پر تمام ذمے داری ڈالی تھی لیکن اب مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ جو کچھ وہ کرچکی ہے اس کے بعد میری حیثیت تو ایک وسیلے کی رہ گئی ہے۔ یعنی مجھے صرف وائٹ ڈریگن لے کر مصر سے نکل آنا تھا لیکن میرے سوال کا جواب بھی میری اس سوچ ہی میں مل گیا۔ وائٹ ڈریگن لے کر نکل جانا بھی تو ایک مسئلہ تھا اور اس کے لیے کوئن میکویا نے مجھ جیسے آدمی پر بھروسا کیا تھا۔ بہرحال یہ جگہ ان باتوں کے سوچنے کی نہیں تھی۔ میں نے صمد العمران سے کہا۔

"اب جبکہ آپ اس حد تک گفتگو کرچکے ہیں۔ مسٹر صمد العمران تو آگے کا مشورہ بھی آپ ہی مجھے دیں گے وہ یہ کہ ہمیں کیا کرنا ہے؟"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

صمد العمران کے چہرے پر گہرے غور و فکر کے آثار پھیل گئے۔ بہت دیر تک وہ خاموشی سے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"اصل مسئلہ یہی تو ہے کہ ہم وائٹ ڈریگن کو مصر سے باہر نکال دیں۔ ہمارے مغربی حصے میں لیبیا ہے اور ہمارے پاس فی الحال اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم لیبیا نکل جائیں۔ میرا مطلب ہے کہ تم وائٹ ڈریگن لے کر لیبیا چل پڑو لیکن لیبیا تک جانے کا معاملہ ہی اصل معاملہ ہے کیونکہ مصر کے ہر اس گوشے میں جہاں سے باہر نکلنے کے راستے موجود ہیں غیر ملکی ایجنٹوں کے گروہ کے گروہ موجود ہیں۔ میں تمہیں اس بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نے معمولی سطح پر اس کام کی تکمیل کے بارے میں سوچا ہے تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو ہو سکتا ہے ابھی دوسرے ممالک کے ایجنٹ تمہاری جانب متوجہ نہ ہوئے ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کون کون سے ملک یہاں مصروف عمل ہیں۔"

میں سنسنی خیز نگاہوں سے صمد العمران کو دیکھنے لگا۔ دفعتہً ہی مجھے احساس ہوا تھا کہ اس بار جو مسئلہ درپیش ہے۔ وہ معمولی نوعیت کا نہیں ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ میری تنہائی مجھے اس کام کی تکمیل میں مدد دے سکے گی یا نہیں۔ یقینی طور پر کوئن میکویا کو بھی اس بارے میں تفصیلات معلوم ہوں گی۔ اس نے بے شک مجھ پر بھروسا کر لیا تھا لیکن کیا اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ مصر میں اتنی ساری قوتیں وائٹ ڈریگن کو حاصل کرنے کے لیے مصروف عمل ہیں۔ میرے ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوئے لیکن اس وقت اصل مسئلہ صمد العمران سے مناسب گفتگو کرنے کا تھا جو حیران کن طریقے سے میرے ساتھ تعاون پر آمادہ ہو گیا تھا۔ وہ میرے بولنے سے پہلے خود ہی مسکرا کر بولا۔

"کیا انوکھے واقعات ہیں۔ بعض اوقات کوئی چیز اتنی اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے کہ ساری دنیا اس کے چکر میں پڑ جائے۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں ان مصیبتوں کا شکار ہو جاؤں گا لیکن اب یوں سمجھ لو کہ میرے ذہن میں بھی ایک جھنجلاہٹ سوار ہو گئی ہے۔ میں نے سوچا کہ میں نے جب اپنی زندگی کا اتنا بیش قیمت حصہ ان مشکلات میں گزارا ہے تو پھر مجھے اس چیز سے فائدہ حاصل ہونا چاہیے۔ میرے دوست تم نے مجھ سے پوچھا ہے کہ اسے یہاں سے باہر نکالنے کا طریقہ کار کیا ہے تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ

فیصلہ تمہیں کرنا ہے۔ میرے لیے اگر یہ سب کچھ بہت آسان ہوتا تو شاید اب تک میں اسے سرانجام دے چکا ہوتا۔ میں تو اس طرح یہاں پھنس گیا ہوں کہ بتا نہیں سکتا۔ حکومت مصر کی نگاہوں میں الگ مجرم بن چکا ہوں اور اب حکومت مصر کو بھی میری اتنی ہی ضرورت ہے جتنی میرے دشمنوں کو اگر حالات اس قدر پریشان کن نہ ہوتے تو شاید میں خود ہی کوئی قدم اٹھا بیٹھتا۔ اتنے عرصے سے وائٹ ڈریگن کی حفاظت کر رہا ہوں تو باقی کام بھی کر سکتا تھا۔ سنو میں تمہیں آخری بار یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ذہنی طور پر میں وائٹ ڈریگن کے سلسلے میں کوئن میکویا کے حق میں فیصلہ دے چکا ہوں۔ یہ اس کی تحویل میں جانا چاہیے کیونکہ اس کے مقاصد سب سے بہتر ہیں اور وہ ان برے لوگوں میں ایک اچھی عورت ہے۔ مجھے اس پر مکمل اعتماد نہ ہوتا تو اب تک میں اس مصیبت سے جان چھڑا چکا ہوتا جس نے میری زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔"

"تو گویا تمہارے خیال میں اب یہ وائٹ ڈریگن کوئن میکویا کی ملکیت ہے۔" میں نے کہا۔

"سو فیصد۔ میں اسے تمہاری تحویل میں بھی دے سکتا ہوں اگر تم اس کے مکمل تحفظ کا وعدہ کرو۔ کوئن میکویا کے نمائندے کی حیثیت سے تمہیں یہ ذمے داری قبول کرنا ہو گی کہ وائٹ ڈریگن اپنی تحویل میں آنے کے بعد تم اس کے ضائع ہونے کے ذمے دار ہو گے۔"

"لیکن اگر وہ ضائع ہو گیا تو تمہیں کیا حاصل ہو گا؟"

"کچھ نہیں کوئن میکویا کے بارے میں میری معلومات بہت وسیع ہیں۔ وہ پروقار عورت ہے۔"

"گڈ' اچھا یہ بتاؤ کہ مصر سے نکل کر ہمیں کہاں جانا ہو گا؟"

"لیبیا جیسا کہ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ لیبیا میں ہم خواہ طرابلس پہنچ جائیں یا بن غازی۔ اگر طرابلس پہنچتے ہیں تو وہاں سے ہمیں بن غازی تک کا سفر کرنا ہو گا کیونکہ وہاں میرا دوست حماد فرغی ہے اور وہ ہمیں مکمل تحفظ دے سکتا ہے۔ حماد فرغی میرے بہترین دوستوں میں سے ہے۔"

"کیا مصر کی سرحد عبور کر کے لیبیا میں داخل ہو جانا آسان ہو گا؟"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہرگز نہیں۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے پیچیدہ طریقہ کار اختیار کرنے ہوں گے۔ بدوؤں کے ایک قبیلے کے سردار سے میری دوست ہے اگر ہم کس طرح ہرانہ پہنچ جائیں تو بدوؤں کا وہ سردار ہمیں بن غازی تک پہنچانے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔"

"ہرانہ یہ جگہ میرے لیے نئی ہے۔"

"لیکن میرے لیے نہیں۔"

"وہاں تک کا ذریعہ سفر کیا ہو سکتا ہے؟"

"گاڑی' ہم وہاں گاڑی سے جا سکتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے بلکہ یہ سمجھ لو کہ ایک سرحدی قصبہ ہے۔"

میں پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

بہت سی ایسی باتیں تھیں اس شخص کی جن پر دل نہیں ٹھک رہا تھا۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا میرے سامنے بے پناہ دشمن پڑے ہوئے تھے لیکن مددگار اور دوست کوئی نہیں تھا۔ وہ دونوں شیطان بھی میرے ہاتھ سے بچ رہے تھے جن کے بارے میں میرے دل میں اس قدر نفرت گھر کر گئی تھی کہ اگر مجھے موقع ملتا تو سب سے پہلے فاضل انعم اور رحمانہ ہی سے نمٹتا پھر اچانک ہی میرے ذہن میں بجلی سی کوند گئی۔ یہ خیال تھا کہ قیامت' اچانک ہی میرے ذہن میں آیا تھا اور اس طرح آیا تھا کہ میں خود بھی حیران رہ گیا۔ یوں لگا جیسے ایک روشنی سی ہو گئی ہو دماغ میں۔ میں نے بس ایک لمحے سوچا اور پھر ضمد العمران سے کہا۔

"لیکن اس کی کیا ضمانت ہے ضمد العمران کہ جس طرح تم نے کسی اور پر بھروسا نہ لیا اسی طرح تم مجھ پر بھی بھروسا نہ کرو۔"

"کیا چاہتے ہو؟"

"وائٹ ڈریگن کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"میرے پاس میری تحویل میں۔"

"میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں؟"

"وہ اب سے چند لمحات کے بعد تمہاری تحویل میں بھی دیا جا سکتا ہے تم صرف دیکھنے کی بات کر رہے ہو لیکن شرط وہی ہے کہ تم کھلے دل سے اس کے تحفظ کی ذمے

داری قبول کر لو۔"

"ٹھیک ہے میں اس کے تحفظ کی ذمے داری قبول کرتا ہوں۔"

"اور میرے تحفظ کی بھی تم کم از کم بن غازی تک مجھے اپنے ساتھ لیے جاؤ گے۔

چاہیے وائٹ ڈریگن اس وقت تمہاری تحویل میں ہو؟"

میں ایک لمحے سوچ میں ڈوب گیا پھر میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں یہ ذمے داری بھی قبول کرتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے تمہیں حیرت ہونی چاہیے کہ میں نے تم پر مکمل بھروسا کر لیا ہے آؤ میرے ساتھ۔"

اور اس کے بعد وہ مجھے الطاہرہ ہی کے ایک پراسرار تہ خانے میں لے گیا۔ بہترین جگہ بنی ہوئی تھی۔ یہاں دیوار میں ایک خفیہ خانہ موجود تھا اور اس خفیہ خانے میں کالے رنگ کا ایک چوبی بکس جسے کھولنے کے بعد اس نے دنیا کی وہ سب سے پراسرار چیز میرے سامنے کر دی جس کے لیے اس وقت اقوام عالم میں شدید ہنگامہ برپا تھا۔ سفید رنگ کی کسی انوکھی دھات سے بنا ہوا یہ سادی سی شکل کا چینی اسٹائل کا ڈریگن اپنے اندر ایسی خوبیاں رکھتا تھا کہ اس نے ایک عالم کو دیوانہ بنا دیا تھا۔ میں سنسنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا پھر میں نے صمد العمران سے کہا۔

"اور یہ اصلی ہے؟"

"ہاں سو فیصد اصلی۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا مجھے اس کا یقین کر لینا چاہیے؟"

"تمہیں نہیں کوئن میکویا اس پر یقین رکھتی ہے اور اس کا جواب وہ میں ہوں۔"

"لیکن جس فارمولے سے اسے متعلق بتایا جاتا ہے وہ کہاں ہے؟"

"اس کے پیٹ میں۔ تم اس کا یہ ننھا سا باریک جوڑ دیکھ رہے ہو۔ یہ دو حصوں میں کھل سکتا ہے لیکن اسے کھولنے کا ایک خاص طریقہ ہے۔"

"کیا تم مجھے اسے کھول کر نہیں دکھاؤ گے؟"

"نہیں' میرے صبر کا اس سے زیادہ امتحان نہ لو۔"

اس نے کہا اور وائٹ ڈریگن کو واپس صندوقچے میں رکھ دیا پھر وہ صندوقچہ اپنے

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہاتھوں میں لے کر بولا۔

"کیا میں اسے تمہاری تحویل میں دے دوں؟"

"اب تم نے جس طرح اس کے بارے میں کہا ہے اس کے بعد میرے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ حالانکہ میں اس شے کی اصل حقیقت سے ناواقف ہوں جو تم ایک ذمے داری کے ساتھ میری تحویل میں دے رہے ہو۔"

"اسے اسی شکل میں اپنی تحویل میں قبول کرلو۔ بعد کی ذمے داریاں میں قبول کرتا ہوں۔"

میں نے ہاتھ بڑھا کر صندوقچہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں نے اپنے شانوں پر پہاڑ اٹھالیا ہو لیکن جو طریقہ اچانک ہی میرے ذہن میں آیا تھا اس نے اب بھی مجھے سنسنی کا شکار کر رکھا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"الطاہرہ سے باہر نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے؟"

"ہے لیکن یہاں سے باہر نکل کر تم کہاں جاؤ گے میرے پاس ایک ہی خفیہ ٹھکانا تھا لیکن وہ بھی اب ان لوگوں کی نظروں میں آچکا ہے۔"

"ایٹ ڈیلش ون کی بات کر رہے ہو؟"

"ہاں۔"

"نہیں وہ جگہ اب ہمارے لیے بہت خطرناک ہو گئی ہے۔"

"تو پھر ہم یہاں سے نکل کر کہاں جائیں گے؟"

"میرا خیال ہے میں تمہیں ایک محفوظ جگہ لے جاسکتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر خطرہ مول نہ لیا تو ساری زندگی چھپتے چھپتے ہی گزر جائے گی میں خود بھی اب اس زندگی سے تنگ آچکا ہوں۔"

"مگر میرے دوست ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"وہ کیا؟"

"کیا اب تم دوبارہ کبھی مصر واپس نہیں آؤ گے؟"

"ہاں کبھی نہیں۔ میرا اپنا منصوبہ کچھ اور ہی ہے۔"

"کیا مصر سے تمہارا اتنا بھی تعلق نہیں ہے کہ تم دوبارہ یہاں آنے کے بارے میں سوچو اور تمہاری یہ دولت عمارت الطاہرہ ان سب کا کیا ہوگا؟"

میرے ان الفاظ پر وہ مسکرایا اور بولا۔ "اس کے لیے تمہیں فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔ یہ میرا بالکل ذاتی معاملہ ہے۔"

"میں نے ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔" میں نے کہا۔

پھر میں اسے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے تیار ہوگیا۔ اس نے آخری بار مجھ سے کہا۔

"تم نے مکمل طور پر یہ ذمے داری قبول کرکے وائٹ ڈریگن اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ یہ اصل ہے اور یہی اس کی مکمل حیثیت ہے۔ تمہیں ہر قیمت پر اس کی حفاظت کرنی ہے۔ باقی کوئن میکویا کو جواب وہیں میں کرلوں گا۔"

"ٹھیک ہے میں بھی اس سے زیادہ نہیں چاہتا۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر آؤ۔"

اور یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ باہر جانے کا خفیہ راستہ اسی تہ خانے میں موجود تھا۔ ہمیں ایک چھوٹی سی پکی سرنگ عبور کرنا پڑی اور اس کے بعد ہم الطاہرہ سے باہر ایک ایسی جگہ نکل آئے۔ جہاں ایک کنواں جیسا بنا ہوا تھا لیکن اس میں باہر آنے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ بہت زیادہ گہرائی نہیں تھی اس کی سیڑھیاں عبور کرکے رات کی تاریکی میں ہم ایسے مقام پر آکھڑے ہوئے جہاں سے کافی پیدل راستہ طے کرنے کے بعد شہر کے کسی گوشے میں جانے کے لیے ٹیکسی وغیرہ مل سکتی تھی۔

پھر ایک ایسی ٹیکسی کو میں نے روک لیا جس سے کچھ لوگ نیچے اتر کر گئے تھے اور ٹیکسی ڈرائیور نے دوبارہ اپنا میٹران کر دیا تھا۔ ہم دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مستعدی سے میٹر کو آف کیا اور گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔ میں نے اسے اس علاقے کا پتا بتا دیا تھا جہاں فاضل النعم اور رحمانہ رہتے تھے۔ صمد العمران نے سرگوشی میں مجھ سے اس جگہ کے بارے میں پوچھا تو میں نے اس سے کہا۔

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اب تمہیں مجھ پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

وہ مسکرا کر خاموش ہوگیا اور پھر اس وقت تک نہیں بولا جب تک کہ ہماری مطلوبہ جگہ نہیں آگئی۔ میں نے اپنے ذہن میں جو منصوبہ ترتیب دیا تھا وہ بلاشبہ بے مثال

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھا۔ کچھ دیر کے بعد ہم اپنے مطلوبہ ٹھکانے پر پہنچ گئے۔ میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے آوازیں آنا شروع ہوگئیں لیکن جو کچھ میں کر چکا تھا وہ نہ صمد العران نے دیکھا تھا اور نہ کسی اور کے دیکھنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ اس جگہ کی پچویشن میرے ذہن میں تھی اور یہ اتفاقیہ بات تھی جو اتفاقیہ طور پر مجھے دستیاب ہوگئی تھی۔ یہ دیوار میں ایک ایسا خانہ تھا جو دیوار کی اینٹیں ٹوٹ جانے کی وجہ سے بن گیا تھا لیکن جب دروازہ کھلا تو یہ صندوقچہ جو میرے ہاتھ میں تھا اس خانے میں منتقل ہو چکا تھا البتہ میں نے اپنا لباس اس طرح سنبھالے رکھا تھا جیسے صندوقچہ میرے لباس میں پوشیدہ ہو۔ دروازہ کھولنے والی رحمانہ تھی اور مجھے دیکھ کر اس کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکل گئی تھی یہ آواز خوف کا اظہار کرتی تھی۔

"معزز خاتون رحمانہ کیا آپ مجھے پہچان نہیں پائیں؟" میں نے کہا۔

"نہیں نہیں۔ آؤ کہاں چلے گئے تھے تم۔" عورت نے خود پر قابو پا کر کہا۔ اس کی آواز کی لرزش بتاتی تھی کہ وہ سخت دہشت زدہ ہوگئی ہے پھر اندر سے فاضل انعم کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے؟"

"ہمارا دوست ہمارا مہمان۔" رحمانہ نے کہا اور فاضل انعم بھی باہر نکل آیا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر بھی ایک لمحے کے لیے مردنی چھا گئی تھی لیکن پھر اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا۔

"آہ میری جان میری زندگی، کہاں غائب ہوگئے تھے تم۔ یہ چند لمحات کی دوستی کتنی پائیدار بن چکی ہے۔ میں تمہیں کیا بتاؤں ہم دونوں نے تمہیں کتنا مس کیا۔ آہ یہ کون ہیں؟"

"میرے بہت ہی پیارے دوست میرے ساتھی۔"

"خوش آمدید۔ خوش آمدید آؤ اندر آؤ۔ آخر کہاں چلے گئے تھے تم، اگر اتنے وقفے کے لیے گئے تھے تو کیا بتانا ضروری نہیں تھا؟"

میں نے مسکرا کر فاضل انعم اور رحمانہ کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

"دیکھو نہیں کیوں نہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ محترم فاضل انعم براہ کرم ذرا

میرے ساتھ آئیے۔" میں نے کہا اور فاضل انعم چونکنا سا ہوگیا۔ دونوں کی حالت تو مجھے دیکھ کر ہی خراب ہوگئی تھی۔ بہرحال میں اسے لیے ہوئے کچھ فاصلے پر پہنچ گیا پھر میں نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

"فاضل انعم یا تمہارا نام جو کوئی بھی ہے۔ اب تک تم جو کچھ کرتے رہے ہو اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میں اس سے ناواقف ہوں تو یہ تمہاری حماقت ہے۔"

فاضل انعم ایک دم پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اب اس کے چہرے پر کسی قدر کرختگی کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔ "کیا کہنا چاہتے ہو تم گویا تم مجھ پر کوئی الزام عائد کرنے کے خواہشمند ہو۔ کیا یہ صلہ ہوتا ہے دوستی اور محبت کا۔ اس طرح دوستی اور محبت کا بدلہ دیا جاتا ہے۔"

"دیکھو اب بہت زیادہ چالاک بننے کی کوشش مت کرو۔ مجھے علم ہے کہ ایٹ ڈلیش ون کے بارے میں تم نے اپنے آقاؤں کو اطلاع دی تھی مجھے یہ بھی علم ہے کہ میری نشاندہی تم نے انہیں کی تھی۔ ان ساری باتوں کا مجھے علم ہے لیکن اس کے باوجود تم یہ سمجھ لو کہ تم نے نادانستہ طور پر میری مدد کی تھی اور میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔"

"اگر تم چالاکی سے کام لے رہے ہو تو یقین کرو اس سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ کیا تم مجھ سے یہ کہلوانا چاہتے ہو کہ ہاں میں نے ایسا کیا تھا؟"

"نہیں میں تم سے یہ نہیں کہلوانا چاہتا میں سب سے پہلے تم سے جو سوال کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا ذریعہ ہے کہ تم چائے، کافی یا قہوے میں بے ہوشی کی کوئی دوا ملا کر میرے حوالے کردو۔"

فاضل انعم چکرائی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ چند لمحات مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"گویا تم بے ہوش ہونا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"مگر کیوں؟"

"یہی تو دلچسپ بات ہے میری جان فاضل انعم اور اگر تم نے یہ کام کرلیا تو یوں سمجھ لو تمہارے وہ آقا تم سے بہت خوش ہوں گے۔"

"مم.......... میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں خود بے ہوش نہیں ہونا چاہتا بلکہ میں جس شخصیت کو لے کر آیا ہوں اس کا بے ہوش ہو جانا از حد ضروری ہے اور اگر تم اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھاؤ گے تو میں سمجھتا ہوں تم سے زیادہ احمق انسان اس روئے زمین پر دوسرا نہیں ہوگا۔"

"بکواس کیے جاؤ۔ کیے جاؤ میں تمہاری کوئی بات نہیں سن رہا ہوں' نہ اس پر غور کر رہا ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ میرا یہاں آنا میرے لیے بیکار ہی ہوا۔ کم از کم تمہیں میرے ان الفاظ سے یہ اندازہ تو ہو گیا ہے کہ میں تمہاری اصلیت سے واقف ہو چکا ہوں۔ اس کے باوجود میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ ایک بار پھر میں یہی کہوں گا کہ تم نادانستگی میں میرے لیے کار آمد شخصیت بن گئے ہو کیونکہ جن لوگوں سے تمہارا تعلق ہے میں خود بھی انہی لوگوں سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں لیکن اس شخص کے ہوش و حواس کے عالم میں نہیں۔"

فاضل النعم ایک لمحے کے لیے سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ "اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ کسی قسم کی چالاکی کر جاؤ گے تو اطمینان رکھو ایسا نہیں کر پاؤ گے۔"

"اس کے بعد تمہیں گالیاں دینا شروع کر دوں گا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں بتاؤ کر سکتے ہو یا نہیں۔"

"ہاں میں قہوے میں خواب آور دوا ملا سکتا ہوں۔"

"تو بس پھر تھوڑی دیر کے بعد ہمارے لیے خوش اخلاقی سے قہوہ لے کر آؤ باقی بات بھی بتا دوں گا لیکن جس قہوے میں خواب آور دوا ہو وہ اس شخص کو دیا جانا ہے میں اسے نہیں پیوں گا۔"

"ٹھیک ہے نہ جانے تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں اس پر تمہیں خوشی ہی ہوگی۔"

"جاؤ اپنی جگہ بیٹھو۔ تھوڑی دیر کے بعد رحمانہ ہمارے لیے قہوہ لائے گی۔" فاضل النعم نے کہا۔ میں واپس صدالعمران کے پاس آ بیٹھا۔ وہ کچھ نڈھال نڈھال سا نظر آ رہا تھا۔ رحمانہ کسی کام سے چلی گئی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

"کیا تم کسی قسم کی کمزوری محسوس کر رہے ہو صدالعمران؟"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

"میرا نام کچھ اور منتخب کرلو کیوں میری زندگی خطرے میں ڈال رہے ہو۔ ویسے یہ لوگ کون ہیں؟"

"مصر کے دو سادہ لوح انسان۔ ایک بوڑھا جوڑا جو ایک دوسرے کو بہت زیادہ چاہتا ہے۔ میں ان کا مہمان رہ چکا ہوں۔"

"اگر ممکن ہو تو میرے لیے چائے یا قہوہ منگواؤ۔ میں درحقیقت اس وقت اپنے آپ کو بہت زیادہ بری کیفیت کا شکار پا رہا ہوں۔"

"ابھی ایک منٹ۔" میں نے کہا اور زور سے فاضل النعم کو آواز دی۔ فاضل النعم آگیا۔ "اگر میرے معزز دوست کے لیے قہوہ یا چائے تیار ہو سکے تو ہم آپ کا شکریہ ادا کریں گے جناب۔"

"رحمانہ قہوہ تیار کر رہی ہے اور یقیناً قہوہ تمہارے دوست کو پسند آئے گا۔" فاضل النعم نے سپاٹ نگاہوں سے ہمیں دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے کے نقوش پتھرائے ہوئے تھے۔

"اور کوئی خاص بات؟"

"نہیں سب ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور فاضل النعم چلا گیا۔

ہمیں کوئی پانچ یا سات منٹ انتظار کرنا پڑا اور اس کے بعد رحمانہ قہوے کے برتن سجائے ہوئے آ گئی لیکن میں نے صاف محسوس کیا تھا کہ اس کے ہاتھوں میں لرزش ہے۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے قہوے کا ایک پیالہ بنایا اور احترام کے ساتھ صدالعمران کو پیش کر دیا۔ دوسرا پیالہ بنا کر اس نے میرے ہاتھ میں دے دیا تھا لیکن ساتھ ہی مجھے تیز نگاہوں سے گھورا بھی تھا۔ مقصد یہ تھا کہ یہ قہوہ میں نہ استعمال کروں اور میں خوب جانتا تھا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا۔ صدالعمران البتہ گرم قہوے کے بڑے بڑے گھونٹ لینے لگا تھا۔ اس نے تعریفی لہجے میں کہا۔

"واقعی یہ لذیذ ہے اور فرحت بخش بھی۔" لیکن زیادہ فرحت بخش وہ اس وقت ثابت ہوا جب پورا پیالہ پینے سے پہلے ہی صدالعمران ڈھیر ہو گیا۔ اس کے ہاتھوں سے قہوے کا پیالہ گر چکا تھا جبکہ میں نے ابھی اپنے پیالے کو ہونٹوں تک بھی لے جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں نے صدالعمران کو دیکھا اور پھر آہستہ آہستہ اسے وہیں لٹا دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کے بعد میں نے رحمانہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کہیں اس میں کوئی زہر قاتل تو نہیں تھا؟"

"نہیں صرف خواب آور دوا۔" اس نے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا اور میں مسکرانے لگا۔ بہرطور ان دونوں کی عمر جو کچھ بھی ہو لیکن نہایت شاطر لوگ تھے۔ تب میں نے رحمانہ سے پوچھا۔

"اور جناب فاضل انعم کہاں ہیں؟"

"وہ.......... وہ ان لوگوں سے رابطہ کر رہے ہیں جن کے لیے تم نے کہا ہے۔" رحمانہ نے جواب دیا اور نگاہیں جھکالیں۔ میرے ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

☆☆☆☆

فاضل انعم اور رحمانہ کے بارے میں ابھی تک کوئی صحیح اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ ویسے مقامی لوگ ہی تھے۔ میرے پیچھے کس طرح لگے اس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ میں نے تکا لگایا جو کامیاب رہا تھا۔ گو دونوں بڑی مشکل سے قابو میں آئے لیکن آگئے تھے۔

اصل میں شبہ اس وقت ہوا تھا۔ جب جھیل ماہ نور پر وہ لوگ مجھ سے پہلے پہنچ گئے تھے جو نامعلوم تھے۔ 8-1 کا مسئلہ میں نے فاضل انعم ہی سے ڈسکس کیا تھا اور فوراً ہی کام ہوگیا تھا بہرحال یہ سچی بات ہے کہ ان دونوں نے مجھے حیران کر دیا تھا۔ تاہم پتا نہیں کہ کیا سلسلہ ہے۔ اس میں دماغ کھپانے سے کچھ حاصل نہیں تھا۔ فاضل انعم کچھ ہی دیر کے بعد واپس آگیا اس کے چہرے پر اب بھی عجیب سے تاثرات تھے۔ اس نے بغور صمد العمران کو دیکھا اور تھوک نگل کر بولا۔

"یہ بے ہوش ہوگیا؟"

"ہاں۔"

"ول لیکن کیا تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے' میرا مطلب ہے یہ شخص کون ہے؟"

"میں نے تو اس بارے میں تم سے کچھ بھی نہیں کہا۔"

"دیکھو بہت زیادہ چالاک بننے کی کوشش مت کرو میں نے تمہاری خواہش پر عمل کیا ہے اب تم بھی کم از کم مجھے مطمئن کردو ورنہ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ میری زندگی

www.paksociety.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

خطرے میں پڑ جائے گی۔"

"محترم بزرگ آپ کی زندگی آسانی سے خطرے میں نہیں پڑ سکتی کیونکہ آپ جتنے چالاک آدمی ہیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن ایک سوال میرے دل میں ضرور ہے۔ آخر آپ ولیم جیکال کے چکر میں کیسے پھنس گئے؟"

ایک بار پھر فاصل انعم بری طرح اچھل پڑا۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لیے۔ آہستہ بولو۔ تم تو شیطان کا دماغ رکھتے ہو۔ آخر تمہیں ولیم جیکال کے بارے میں کیسے معلوم ہوگیا؟"

"الٹے مجھ سے سوالات کیے جا رہے ہو حالانکہ مجھ سے زیادہ خطرناک تم ہو کیونکہ تم نے اس جگہ سے میرا تعاقب کیا تھا۔ جہاں سے میں اپنے کسی تعاقب کرنے والے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔" رحمانہ نے کہا۔

"تم کیوں فضول باتیں کیے جا رہے ہو۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اس کے نتائج سے آگاہ ہو؟"

میں نے گہری سانس لے کر رحمانہ کو دیکھا اور کہا۔ "بہرحال آپ لوگوں کو شاید میں طویل عرصے تک فراموش نہ کر سکوں آپ نے بلاشبہ مجھ پر اپنا تاثر چھوڑا کہ میں آپ کی عزت کرنے لگا تھا۔"

"ہوں ہمیں کسی کی عزت افزائی کی ضرورت نہیں دنیا میں سب اپنے اپنے لیے جیتے ہیں اگر ہم بھوکے مر رہے ہوتے تو کوئی ہمیں روٹی کا ایک ٹکڑا اس طرح بھی نہ ڈالتا جیسے کتے کو ڈال دیا جاتا ہے۔ اب اس عمر میں اگر کسی کا آلہ کار نہ بنیں گے تو کیا کریں گے؟"

"ویری گڈ تو آپ نے اس عمر میں آکر یہ کاروبار شروع کیا ہے؟"

"خاموش ہو جاؤ۔ شاید وہ لوگ آگئے ہیں۔" میں خاموش ہوگیا۔ اندر آنے والے پانچ افراد تھے۔ تنومند اور توانا۔ میں ان کے چہروں سے ان کی قومیت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ بہرحال سینٹ لوسیا کبھی نہیں گیا تھا۔ کاسٹریز کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا لیکن عام یورپین سے مختلف خدوخال رکھنے والے یہ لوگ ایک ہی نگاہ میں کافی خطرناک معلوم ہوئے تھے ان میں جو شخص سب سے آگے آیا تھا وہ ایک دبلے پتلے اور سب سے زیادہ لمبے قد کا مالک تھا چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ آنکھوں کے گرد گہرے حلقے تھے۔ ہونٹ پھٹے پھٹے سے نظر آتے تھے۔ اس کی آنکھیں ایسی ہی محسوس ہوتی تھیں جیسے کہیں ویرانوں میں چراغ جل رہے ہوں۔ اس نے مجھے دیکھا اور پھر صمد العمران اور اس کے بعد وہ اپنے پھٹے پھٹے ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا۔

"ہیلو میں تمہیں کس نام سے مخاطب کروں دوست' بہتر ہے کہ اپنا اصل نام بتا دو؟"

"دانش منصور۔ میں نے جواب دیا اور اس نے میرے نام کا تلفظ بالکل اہل زبان ہی کی طرح ادا کیا۔"

"تعلق کہاں سے ہے؟"

"اس کے بعد تم میرا شجرہ نسب بھی پوچھو گے مسٹر ولیم جیکال۔" میں نے کہا اور ولیم جیکال نے چونک کر بوڑھے فاضل انعم کی جانب دیکھا۔ فاضل انعم جلدی سے بولا۔

"نو سر۔ نو سر۔ میں ہر طرح سے آپ کو یہ اطمینان دلانے کے لیے تیار ہوں کہ آپ کا یہ نام میری زبان سے بالکل نہیں نکلا' بلکہ یہ شخص بڑے اعتماد سے مجھ سے پوچھ چکا ہے کہ میں ولیم جیکال کا آلہ کار کیسے بنا؟"

"ہوں' ٹھیک۔ ظاہر ہے یہ بھی ہمارے بارے میں بڑی محنت سے معلومات حاصل کرتا رہا ہوگا مگر مسٹر دانش منصور ان ساری باتوں سے پہلے آپ مجھے یہ بتایئے کہ آپ نے یہ کیا کھیل کھیلا ہے۔ یہ شخص واقعی صمد العمران ہے' یا آپ کسی کے چہرے پر اس کا میک اپ کر کے اسے یہاں لے آئے ہیں مجھے جال میں پھانسنے کے لیے؟"

میں نے تعریفی انداز میں ولیم جیکال کو دیکھا اور کہا۔

"واقعی خوبصورت آئیڈیا ہے اور اگر مجھے تم سے رابطہ نہ قائم کرنا ہوتا تو تم تک پہنچنے کا ایک بہترین ذریعہ یہی ہو سکتا تھا' لیکن کوئی بات نہیں ہے اب اس وقت صورت حال بالکل مختلف ہے۔"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ یہ شخص اصلی صمد العمران ہے اچھا یہ بتاؤ' کیا یہ جھیل ماہ نور پر موجود تھا؟"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بالکل تھا۔"

"کیا ٹرالر نمبر 1-8 میں؟"

"ہاں' جس کی تم اچھی طرح تلاشی لے آئے تھے۔ اصل میں یہ اعتراف کرنے میں مجھے کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی کہ فاضل انعم کے ہاتھوں میں بے وقوف بن گیا تھا اور بد قسمتی سے میں اس سے 1-8 کے بارے میں پوچھ بیٹھا تھا۔ ظاہر ہے تم نے اسے میرے پیچھے لگایا تھا یہ فوراً ہی اس کی اطلاع نہ دیتا تو کیا کرتا۔ بعد میں مجھے شبہ ہو گیا کہ جو لوگ مجھ سے پہلے ٹرالر تک جا پہنچے ان کی نشاندہی فاضل انعم نے ہی کی ہے۔ اب میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ وہ لوگ کون تھے۔"

"لیکن تم نے اسے کہاں پایا؟"

"اس ٹرالر میں۔"

"کیا بکتے ہو؟"

"ہاں جیکال' ہو سکتا ہے تم نے اپنی زندگی میں بہت سے سنسنی خیز معرکے سر کیے ہوں لیکن بعض اوقات ایک معمولی سا آدمی اپنی ذہانت کا ایسا کارنامہ دکھا جاتا ہے کہ انسان سوچتا ہی رہ جائے۔"

"یہ ٹرالر میں نہیں تھا؟"

"یہ ٹرالر میں ہی تھا۔"

"کہاں؟"

"یہ ٹرالر کے نچلے حصے میں تھا۔"

"مگر اس میں تو ٹائر لگے ہوئے ہیں۔"

"ٹائروں کے درمیان مٹی کے انبار بھی ہیں اور تم نے ان پر غور نہیں کیا۔" ولیم جیکال نے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا تو ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ بات کافی حد تک درست ہے سر۔ ٹرالر کی سطح تک مٹی کے انبار لگے ہوئے تھے۔"

"تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ٹرالر کے نیچے چھپنے کی جگہ بنائی ہوئی تھی؟"

"اور اس کا راستہ ٹرالر کے اندر ہی تھا۔ نیچے سے وہ مٹی کے درمیان نہیں چھپا ہوا تھا بلکہ ایک باقاعدہ گڑھا بنا رکھا تھا اس نے اپنے پوشیدہ رہنے کے لیے۔" "او مائی گاڈ' واقعی اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو بڑی دلچسپ غلطی ہوئی تھی مجھ سے لیکن کسی عام آدمی کی توجہ اس طرف نہیں جا سکتی۔ خیر ہم کس بحث میں پڑ گئے۔ دیکھو مجھے علم ہوا ہے کہ تم نے خود ہی مجھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے اور فاضل انعم سے کہا ہے کہ ان لوگوں کو بلا لو جو صمد العمران میں دلچسپی لے رہے ہیں۔"

"ہاں' میں نے خود ہی کہا ہے۔"

"تو پھر اگر اس کے چہرے پر میک اپ نہیں ہے اور تم نے مجھے پھانسنے کے لیے کوئی جال ڈالا ہے تو میں تمہیں یہ بتا دوں کہ تم قطعی طور پر اس میں ناکام رہو گے۔ باہر میرے اتنے افراد پھیلے ہوئے ہیں کہ اگر تم مصری پولیس کو بھی یہاں طلب کر لو۔ تب بھی مجھے گرفتار نہیں کر سکو گے بلکہ وہ بے شمار لاشیں چھوڑ کر پسپا ہونے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے جیکال اگر تمہیں میرے بارے میں کچھ اندازہ ہے تو یہ بات بھی تمہارے علم میں ہو گی کہ میں تنہا کام کرنے کا عادی ہوں۔"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم نے پورے خلوص دل کے ساتھ مجھے یہاں بلایا ہے؟"

"ہاں۔"

"لیکن کیوں؟"

"کیا یہ تمام باتیں اتنی آسانی سے ہو سکتی ہیں اگر تم یہ کہتے ہو کہ باہر تمہارے اتنے افراد موجود ہیں اور پوری طرح مستعد ہی تو مجھ تنہا آدم سے تمہیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟"

"نہیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا لیکن اس بے ہوش آدمی کے لیے کیا کیا جائے؟"

"ٹھیک ہے۔" ولیم جیکال کسی حد تک مطمئن ہو گیا۔

فاضل انعم نے فوراً ہی اس کے لیے ایک کرسی لا کر ڈال دی اور وہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ میں بھی اس کے سامنے ہی کرسی پر بیٹھ گیا لیکن بقیہ لوگ مستعدی سے کھڑے رہے۔ رحمانہ اور فاضل انعم بھی ایک گوشے میں سمٹ گئے تھے اب وہ کسی قدر مطمئن نظر

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

آ رہے تھے۔ غالباً" ولیم جیکال کے اطمینان پر انہیں بھی اطمینان نصیب ہوا تھا۔ ولیم جیکال نے کہا۔

"بس باتوں سے پہلے ہمارے درمیان تعارف کی رسم پوری ہو جائے؟"

"ضرور۔"

"کیا تم یہ بتانا پسند کرو گے کہ تم وائٹ ڈریگن کے چکر میں کب سے پڑے ہو؟"

"وائٹ ڈریگن اب ایک ایسا پوشیدہ نام نہیں رہا ہے جس کے بارے میں کسی کے منہ سے سن کر حیرت ہو' ضرورت مند لوگ اس کی جانب متوجہ ہو چکے ہیں اور تم خود بھی جانتے ہو کہ اس وقت دنیا کے بے شمار ممالک وائٹ ڈریگن کے چکر میں ہیں۔"

"بالکل ٹھیک کہتے ہو تمہارا تعلق کون سے ملک سے ہے؟"

"میں اپنی ذات کے لیے کام کر رہا ہوں۔ کسی ملک سے میرا تعلق نہیں ہے۔ جب ملکوں سے سیکرٹ ایجنٹوں کو روانہ کیا جاتا ہے تو ان کے ساتھ ایک پوری ٹیم ہوتی ہے۔"

"تمہیں وائٹ ڈریگن کے بارے میں کہاں سے معلومات حاصل ہو گئیں؟"

"اس بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہ کرو تو بہتر ہے۔"

"ٹھیک ہے جب ہمارے درمیان دوستانہ فضا میں گفتگو کا آغاز ہوا ہے تو کم از کم اس وقت تک یہ دوستانہ فضا برقرار رہے گی جب تک کہ ہم ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لیے مجبور نہ ہو جائیں؟"

"بالکل۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہم صرف ضروری سوال و جواب کریں۔ غیر ضروری باتوں سے گریز کیا جائے۔"

"ٹھیک ہے' گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اگر وائٹ ڈریگن تمہیں حاصل ہو جاتا تو تم اسے کسی ملک کے ہاتھوں فروخت کر دیتے۔"

"سو فیصد۔ کیا تمہارا بھی یہی منصوبہ نہیں ہے۔"

"بالکل ہے۔ میں اس سے احتراز نہیں کروں گا' لیکن یہ بات مجھے ہضم نہیں ہو رہی کہ تم صرف معلومات حاصل کر کے یہاں تک پہنچ گئے ہو؟"

"طفیل شمسی کے ذریعے سے میرا تعلق صمد العمران سے ہوا تھا۔ جس سے میرے ذاتی روابط تھے۔ طفیل شمسی کا تعلق ایک اور عورت سے تھا جو کوئین میکویا کے نام سے

جانی جاتی ہے۔"

ولیم جیکال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر اس نے کہا۔

"اب تم نے اصل نام لیا؟"

"کوئین میکویا کا نام اگر تمہارے لیے اصل ہے تو میں نے اصل نام لیا ہے۔ مجھے کوئین میکویا کے بارے میں بھی معلومات حاصل ہو گئی تھیں یہ میرا اور طفیل شمسی کا منصوبہ تھا کہ بظاہر میں کوئین میکویا کے لیے کام کروں لیکن اگر وائٹ ڈریگن ہمارے ہاتھ آجائے تو ہم فوراً" یہاں سے نکل جائیں اور دنیا کے کسی بھی ملک میں جا کر اس کے بارے میں سودے بازی کریں۔"

"اوہو یہاں صورت حال تبدیل ہو گئی۔ ورنہ میں تمہیں کوئین میکویا ہی کا آدمی سمجھا تھا۔"

"پہلی بات تو یہ کہ کوئین میکویا سے میری براہ راست کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ شخصیت ابھی تک میری نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔"

"تمہاری ہی نگاہوں سے نہیں۔ وہ ہم سب کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ وہ صرف ایک نام ہے' ہو سکتا ہے کسی نے ایک نام تراشا ہو اور اس کے تحت اپنا کام چلا رہا ہو۔"

"شاید۔"

"یہاں تک تو صورت حال میرے علم میں آ گئی۔ اس کے بعد تم اہرام مبرا میں گئے؟"

"ہاں۔ اہرام مبرا میں طفیل شمسی نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن کیا تم اس بات سے انکار کرو گے کہ طفیل شمسی تمہارے ہاتھوں مارا گیا؟"

"نہیں' میں انکار نہیں کروں گا لیکن تمہیں اس کا یقین کیسے ہوا؟"

"اس لیے کہ وہاں میری ملاقات کچھ اور لوگوں سے بھی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک کا نام گارین اور ایک عورت ا-ستارا اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک اور مرد بھی تھا وہ لوگ مجھے وہاں ملے اور انہوں نے مجھے گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس بات سے انحراف کرتے تھے کہ طفیل شمسی کو انہوں نے قتل کیا ہے؟"

"ٹھیک کہتے تھے وہ۔ اور ان لوگوں سے بھی میں واقف ہوں۔ یہ براہ راست ایک

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"رکھتے ہیں نہیں رکھتے تھے۔ ایک آدمی تو وہیں میرے ہاتھوں سے مارا گیا۔ گارین کو میں پورٹ سعید میں قتل کر چکا ہوں۔"

"اوہ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔" ولیم جیکال نے چونک کر کہا۔

"ہاں ولیم جیکال۔"

"تو اس کا مطلب ہے کہ تم کام کے آدمی ہو۔"

"ہاں میں کام کا آدمی ہوں۔"

"اور اےستارا کا کیا ہوا؟"

"اےستارا میرے ہاتھوں شدید زخمی ہوگئی تھی اور یہ نہیں کہہ سکتا میں کہ وہ زندہ ہے یا مرگئی۔"

"اس کے نشانات کچھ عرصے سے معدوم ہوگئے ہیں کیا تم نے اس کے بارے میں معلوم نہیں کیا۔ کیا تم اس کے بارے میں مجھے کچھ تفصیل بتاؤ گے؟"

"مختصراً" ہوٹل میں اس نے مجھ پر حملہ کیا اور میں نے اسے شدید زخمی کر دیا تھا۔"

"ولیم جیکال نے چونک کر اپنی ساتھیوں کی جانب دیکھا اور اس کے ایک ساتھی نے آنکھیں بند کرکے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔"

"میرا خیال ہے یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔"

"کیا تم لوگوں کو علم ہے کہ اےستارا مرگئی یا زندہ ہے؟"

"نہیں پولیس نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا تھا اور اس کے بعد ہمیں اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہوسکا۔"

"خیر۔ اچھا دوست اب آگے کی کہانی شروع کرو۔" ولیم جیکال کا انداز بالکل ہی نرم ہوگیا تھا پھر وہ خاص طور سے میری طرف دیکھ کر بولا۔

"اگر تم برا نہ محسوس کرو تو پہلے میں اس شخص کے چہرے کا جائزہ لے لوں۔"

"تم اپنے اطمینان کے لیے وہ سب کچھ کرسکتے ہو۔ جس سے تم مطمئن ہو۔" میں نے کہا۔

اور اس نے جیب سے ایک عجیب سا آلہ نکال لیا۔ یہ آلہ غالباً" کسی بیٹری سے منسلک تھا۔ میں اسے دیکھنے لگا۔ اس نے آلے کا ایک بٹن دبا کر آن کیا اور پھر اصمد العمران کے چہرے پر جھکا۔ میں نے غور کیا کہ اس کی اس مصروفیت کے دوران اس کے آدمی اس کی جانب نہیں بلکہ میری طرف متوجہ تھے تاکہ اگر میں کوئی حرکت کردوں تو وہ فوراً" ہی اس کا نوٹس لیں۔ ولیم جیکال نے اس آلے کو صمد العمران کے چہرے پر چاروں طرف گھمایا اور اس کے بعد اس کا چہرہ ٹٹول ٹٹول کر دیکھنے لگا۔ اس نے مطمئن ہو کر اس کا سوئچ آف کر دیا اور میری جانب دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔

"تم نے بلاشبہ ایک بیش بہا کارنامہ سرانجام دیا ہے یہ صمد العمران ہی ہے اس کی تلاش کے لیے ہم نے جو کارروائیاں کی تھیں وہ ہمیں اتنی مہنگی پڑی ہیں کہ ہم بیان نہیں کرسکتے، لیکن میری جان یہ تو بتاؤ اس کے پاس جو وائٹ ڈریگن تھا وہ کہاں ہے؟"

"وائٹ ڈریگن بھی میرے علم میں ہے اور یوں سمجھ لو ہمارے ہاتھ اس تک پہنچنے سے معذور نہیں ہیں۔"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ........"

"ہاں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ شخص طفیل شمسی کی وجہ سے مجھ سے متاثر تھا اور طفیل شمسی ہی کے ذریعے مجھے اس کی یہاں موجودگی کا علم ہوا۔"

"وہ کیسے۔ اس کمبخت نے وہاں تو زبان نہیں کھولی تھی حالانکہ ہم نے اسے اتنی شدید اذیتیں دیں کہ کوئی انسان ان اذیتوں کو برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ جنون میں آکر میں نے اسے قتل کر دیا۔ لیکن وہ ہمیں کچھ بتانے پر راضی نہ ہوا تم کہتے ہو کہ تمہیں اس سے معلومات حاصل ہوئیں کیا تمہاری ملاقات اہرام مبرا سے پہلے بھی ہوچکی تھی۔"

"ہرگز نہیں۔ اس نے اہرام مبرا ہی میں مجھے صمد العمران کے بارے میں بتایا۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔ بالکل ایسی بات کہہ رہے ہو جس پر یقین بھی نہیں کیا جاسکتا۔"

"لیکن یہ سچ ہے۔"

"آخر کیسے؟ ہم اس کی موت کا یقین کرنے کے بعد ہی اہرام مبرا سے باہر نکلے تھے۔"

"لیکن یہ تمہاری حماقت تھی۔ اس نے تمہارے نکلنے کے بعد دم توڑا تھا۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"اس کی مٹھی میں ایک رومال بندھا ہوا تھا جس پر کوئی تحریر تھی، لیکن خون آلود رومال کی باقی تحریر مٹ چکی تھی بس پورٹ سعید کا حوالہ تھا اور ایٹ ڈیلش ون کا۔"

"اوہ میرے خدا اس کا مطلب ہے کہ وہ مرتے مرتے بھی ہماری نشاندہی کر گیا تھا۔"

"ہاں اور اس کے بعد میں نے پورٹ سعید ہی کا رخ کیا۔"

"بات سمجھ میں آگئی۔ یقیناً" ایسا ہی ہوا ہوگا۔ وہ زندہ تو نہیں بچ سکتا تھا اور پھر بعد میں ہم نے اس کی تصدیق بھی کرلی تھی۔"

"تو صمد العمران کا معاملہ یوں طے ہوا۔ میں نے صمد العمران سے مل کر یہ معلومات حاصل کیں کہ وائٹ ڈریگن کہاں ہے تو اس نے مجھے وائٹ ڈریگن کے بارے میں جو کہانی سنائی وہ میرے اپنے حساب سے بالکل سچی ہے، لیکن اس کے لیے ہمیں کسی قدر مایوسی کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے۔"

"وہ کیسے.........؟"

"وائٹ ڈریگن مصر میں ہے ہی نہیں.........."

"دیکھو پٹری پر چلتے چلتے اچانک اس سے اترنا مناسب نہیں ہے۔"

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم اسے اب تک تسلیم کرتے رہے ہو۔ میں اب جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔ وائٹ دریگن مصر میں نہیں ہے۔ بلکہ لیبیا کے شہر بن غازی میں ہے' کیا سمجھے؟" وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"وہاں وہ کہاں پوشیدہ ہے؟"

"میرا خیال ہے اب تم مجھے احمق سمجھ رہے ہو' تمہارے ہاتھوں اگر مارا گیا تو اس کے بعد زندگی بھر کف افسوس ہی ملتے رہو گے کیونکہ وائٹ ڈریگن بہت قیمتی چیز ہے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے اتنی قیمتی چیز ہے وہ کہ تم تصور بھی نہیں کرسکتے۔"

"جیکال کیوں نہ ہم دونوں مل کر وائٹ ڈریگن کا سودا کریں اور تم اس کے پانچ حصے کرلو' تین حصے تمہارے' دو حصے ہم دونوں میں تقسیم کر دینا یہ شخص بھی بہرحال اس کا مستحق ہے کیونکہ اس نے اس کے لیے کافی محنت کی ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے تم ہم سے تعاون کرنا چاہتے ہو؟"

"ہاں میں تم سے تعاون کرنا چاہتا ہوں اسی لیے یہ بات کر رہا ہوں۔"

وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ "اگر تم مجھ سے کوئی فراڈ نہ کرو تو میں برا آدمی ہونے کے باوجود اتنا برا آدمی نہیں ہوں۔ میں حقدار کو اس کا حصہ دینے والوں میں سے ہوں۔ تم نے وائٹ ڈریگن کے سلسلے میں مجھ سے جو کچھ کہا ہے وہ مجھے منظور ہے۔ بلاشبہ تین حصے کا حقدار مجھے ہونا چاہیے۔ دو حصے میں تم لوگوں میں تقسیم کروں گا اور اس میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"میرا خلوص تمہارے ساتھ ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں نے صمد العمران کو بھی ہوش و حواس کے عالم میں نہ رہنے دیا تاکہ تم سے جو گفتگو ہو۔ میرے اور تمہارے درمیان ہی رہے۔"

ولیم جیکال نے پر خیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ہاں مجھے تمہاری سچائی کا یقین ہوتا جارہا ہے' بہرحال یہ خاصا مشکل مرحلہ ہے تم کہتے ہو کہ وائٹ ڈریگن غازی میں ہے۔"

"صمد العمران یہی کہتا ہے۔"

"ہوسکتا ہے وہ جھوٹ بول رہا ہے۔"

"ابھی چند لمحات قبل تم نے اسی خدشے کا اظہار کیا تھا اور میں نے جواب دیا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ ہی چل رہا ہے دوسری بات یہ کہ اگر وہ کوئی چال بھی چل رہا ہے تو کیا ہم لوگ بیوقوف ہیں۔"

ولیم جیکال نے پھر چند لمحات توقف کیا اور اس کے بعد بولا۔

"تم کہتے ہو کہ وائٹ ڈریگن بن غازی میں ہے؟"

"میں کتنی بار یہ الفاظ کہوں۔"

"صمد العمران کیا کہتا ہے۔ بن غازی میں اس نے وائٹ ڈریگن کہاں چھپایا ہے؟"

"اس کا کہنا ہے کہ بن غازی میں اس کا ایک دوست حماد فروغی ہے وائٹ ڈریگن اس کے پاس محفوظ ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

”بڑے الجھے ہوئے حالات ہیں‘ تاہم میں رسک لینے کے لیے تیار ہوں‘ کیونکہ تم نے اپنے آپ کو خاصا بہتر انسان ثابت کیا ہے‘ لیکن ہم اس پر بھروسہ نہیں کرسکتے۔ اس کی ذمے داری تمہیں لینا ہوگی۔“

”بظاہر ایسے امکانات نظر نہیں آتے جن سے اس پر شبہ کیا جاسکے۔“

”ٹھیک ہے‘ اصل میں میرا ٹارگٹ بھی تم ہی تھے‘ کیونکہ اس بات کا مجھے علم ہوچکا تھا کہ صمد العمران تم پر ٹرسٹ کررہا ہے اور تم ہی اس تک پہنچنے کا ذریعہ ہو۔“

”اب کرنا کیا ہے؟“

”یہاں سے نکل کر لیبیا پہنچنا ہے۔“

”لیکن کیا تم صمد العمران کو یہ بتادو گے کہ تم نے مجھ سے گٹھ جوڑ کرلیا ہے۔“

”ابھی نہیں‘ لیکن ہوسکتا ہے بن غازی پہنچنے کے بعد ہم اس سلسلے میں اسے اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کریں۔ اس قسم کے حالات پیدا کردیئے جائیں گے کہ اسے یہ احساس ہوجائے کہ اگر اس نے آپ کا تعاون حاصل نہ کیا اور آپ سے انحراف کیا تو وائٹ ڈریگن اس کے ہاتھ سے نکل جائے پھر وہ تنہا ہوگا کیونکہ وہ محسوس کرے گا کہ میں ذہنی طور پر آپ کے ساتھ ہوں۔ ہم یہاں سے احتیاط کے ساتھ نکلنے کی کوشش کریں گے آپ ہم سے کچھ فاصلہ اختیار کرکے ہمارا تعاقب کیجئے گا اور بن غازی میں جب مجھے وائٹ ڈریگن کے بارے میں صحیح تفصیلات معلوم ہوجائیں گی تو آپ منظر عام پر آجائیے اور اس کے بعد ایک ہی ذریعہ ہوگا وہ یہ کہ وائٹ ڈریگن کے سلسلے میں آپ سے سودا کرلیا جائے۔“

”میں اس کے لیے تیار ہوں اور لیبیا تک پہنچانے کا بندوبست میری ذمے داری ہے۔“

”وہ کیسے؟“

”میں تمہیں بڑے آرام سے مصر کی سرحد پار کرالے جاؤں گا۔ میرے پاس ایسے انتظامات ہیں۔“

”لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ صمد العمران کو اس کا اندازہ نہ ہوسکے؟“

”اس کی ذمے داری بھی تم مجھ پر چھوڑ دو‘ میں تمہیں صحیح طور پر گائیڈ کردوں گا

اس کے لیے مجھے صرف چوبیس گھنٹے درکار ہیں۔“

”ٹھیک ہے جیکال‘ اصل میں ایک اور مسئلہ بھی ہے۔ بظاہر میرے سامنے گارین اور استارا کا گروہ تھا اسے میں نے تقریباً“ ختم کردیا ہے اگر کچھ اور بھی افراد ہیں تو آپ ان پر نگاہ رکھ سکیں گے دوسرا گروپ آپ کا تھا اگر میں آپ دونوں ہی سے جھگڑا مول لے لیتا تو ممکن ہے کہیں مار کھا جاتا میں یہ رسک ختم کررہا ہوں۔“

”تو پھر ہاتھ ملاؤ‘ میرا تعاون تمہارے ساتھ ہے‘ لیکن اب صمد العمران سے کیا کہو گے؟“

”نہایت آسان سی بات ہے میں خود بھی اس کے ساتھ بے ہوش ہوا جاتا ہوں کیونکہ قہوے کا پیالہ میرے ہاتھ میں بھی تھا۔ ہم دونوں ساتھ ہی ساتھ ہوش میں آئیں گے۔“

”تو پھر اب مجھے یہاں سے چلنا چاہیے۔ میرے ساتھ فاضل انعم اور مسز انعم بھی چلی جائیں گی لیکن تم بے فکر رہنا میرے بے شمار آدمی تمہارے اردگرد موجود رہیں گے اور اگر تمہیں کوئی ایسی ہی اہم ضرورت پیش آئی تو وہ تمہاری مدد کریں گے۔“ ولیم جیکال کو میں نے رخصت کردیا۔ جاتے ہوئے وہ مجھے بڑی محبت سے دھمکی دے گیا تھا کہ میں یہ نہ سمجھوں کہ میں اس کی نگاہوں سے اوجھل رہوں گا وہ مجھ پر پوری طرح نگاہ رکھے ہوئے ہے۔

بہرحال اچھی گزر رہی تھی۔ ہر طرح کے داؤ پیچ چلانا پڑ رہے تھے ذہنی اور جسمانی ورزش ہو رہی تھی۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد فاضل انعم اور رحمانہ کے چہرے پر یتیمی برسنے لگی۔ ان کی پوزیشن بہت خراب ہوگئی تھی۔ ولیم جیکال غالباً“ انہیں اسکی ہدایت کر گیا تھا کہ انہیں یہ جگہ چھوڑنی پڑے گی۔ اپنا گھر چھوڑنا ایک مشکل کام ہوتا ہے لیکن تھوڑی بہت سزا انہیں بھی ملنی چاہیے۔ دونوں میرے سامنے گردن جھکائے ہوئے
میں ان سے کافی دیر تک باتیں کرتا رہا اور ان کو اطمینان دلاتا رہا۔

فاضل انعم خود بھی دکھا ہوا انسان تھا اس نے جو تاویل پیش کی تھی میں نے اسے تسلیم نہیں کیا تھا‘ لیکن ایسی تیسی میں جائیں مجھے کیا کرنا ہے۔ سارے جہان کا درد اپنے دل میں کیوں پالوں۔ وہ دونوں بھی تیاریاں کرکے چلے گئے‘ لیکن ذہنی طور پر کافی پریشان

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

معلوم ہوتے تھے اور ان کے لیے اتنی ہی سزا کافی تھی۔ ولیم جیکال سے ان کا رابطہ تھا اور وہ انہیں کیا دے رہا تھا۔ مجھے ان تمام باتوں سے کوئی غرض نہیں تھی۔ وہ لوگ چلے گئے میں نے دروازہ بند کیا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ صمد العمران کو کب تک ہوش آئے گا' چنانچہ میں نے سوچا کہ کیوں نہ تھوڑی سی نیند ہی لے لی جائے۔ البتہ یہ نیند میں باقاعدگی سے نہیں لے سکتا تھا چنانچہ وہیں مڑتڑ کر پڑ گیا جہاں صمد العمران موجود تھا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔ کہیں کچھ بھی ہو' میرے لیے کوئی مشکل نہیں تھی' چنانچہ کچھ دیر کے بعد ہی نیند آ گئی اور ایسا سویا کہ صمد العمران ہی نے مجھے جگایا۔ باہر تیز روشنی پھیل گئی تھی اگر میرا اندازہ غلط نہیں تھا تو کوئی ساڑھے نو بجے کے قریب صمد العمران نے مجھے جھنجھوڑا تھا۔ ایک لمحے میں رات کی پچویشن ذہن میں آ گئی۔ مجھے اداکاری کرنی تھی۔ صمد العمران کا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا وہ سخت پریشان نظر آ رہا تھا۔ میں نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو وہ دانت پیس کر بولا۔

"اٹھو اٹھ جاؤ تم نے مجھے برباد کر دیا مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اس قدر احمق انسان ثابت ہو گے۔"

میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

"اوہ میرے خدا کیا ہوا تھا۔ کیا ہو گیا تھا یہ سب یہ.........؟"

"جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ وائٹ ڈریگن اس وقت تمہارے لباس میں موجود نہیں ہے۔"

میں نے بے اختیار اپنے لباس کو ٹٹولا اور گہری گہری سانسیں لینے لگا۔

"یا تو تم انتہائی احمق انسان ہو یا پھر اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہو گا کہ تم نے مجھے بیوقوف بنایا ہے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر میں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں قہوے میں کوئی خواب آور دوا دی گئی تھی۔"

"مطلب کچھ بھی ہو میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں وائٹ ڈریگن کہاں ہے۔"

"پہلے یہ بتاؤ کہ کیا وہ دونوں گھر میں موجود ہیں۔"

"وہ دونوں کون تھے اور تم یہاں کیوں آئے تھے۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ میں تو یہ

سمجھتا ہوں کہ یہ صرف تمہاری منصوبہ بندی تھی۔"

"صمد العمران احمقانہ باتیں مت کرو ان لوگوں سے میرا تعلق........"

"جہنم میں جائے ان سے تمہارا تعلق۔ میں پوچھتا ہوں جب تم نے اس بات کی ذمے داری لی تھی تو اس میں دھوکا کیسے کھا گئے؟"

میں نے صمد العمران کو دیکھا اور کہا۔ "میں تم سے یہ سوال کر رہا ہوں کیا وہ دونوں یہاں موجود ہیں؟"

"اس حالات میں کیا انہیں یہاں موجود ہونا چاہیے تھا؟"

"گویا غائب ہیں؟"

"ہاں۔"

"تعجب ہے حالانکہ وہ دونوں میرے لیے بڑے قابل اعتماد تھے صمد العمران جب میں قاہرہ سے پورٹ سعید کے لیے روانہ ہوا تھا تو یہ میرے ہم سفر تھے اور مجھے یہ محسوس ہوا تھا کہ وہ اتفاقیہ طور پر ہی مجھے ملے ہیں۔ میں انہی کے ہاں قیام پذیر تھا اور یہ بالکل غیر متعلق نظر آئے تھے۔"

"مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وائٹ ڈریگن ہمیں واپس ملنا چاہیے۔ یہ انتہائی زیادتی کی بات ہے کہ تمہاری وجہ سے وہ چیز غائب ہو گئی جس کے تحفظ کے لیے میں نے زندگی کی بازی لگا دی تھی۔ اب تم اس کا کیا جواب دو گے۔ کوئین میکویا اس کی پابند ہے کہ مجھے وائٹ ڈریگن کی قیمت ادا کرے اور میں یہ وصول کر کے رہوں گا چاہے اس سلسلے میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔" میں مسکرایا اور میں نے کہا۔

"وہ لوگ ہمارے ساتھ جو بھی جعلسازی کر کے گئے ہیں لیکن وائٹ ڈریگن نہیں لے جا سکے وہ لوگ۔"

"کیا؟" صمد العمران اچھل پڑا۔

"کوئین میکویا نہ تو احمق ہے اور نہ تمہیں جرمانہ ادا کرنے کی پابند اس نے میرا انتخاب کیا ہے اور یہ ذمے داری مجھ پر عائد ہوتی ہے مسٹر صمد العمران کہ وائٹ ڈریگن اس تک پہنچایا جائے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا کہہ رہے ہو میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا؟"

"صبر کرو تو کچھ بتایا جائے تم نے تو مجھ پر بہتانوں کے طومار باندھ دیے ہیں۔"

صمد نڈھال سا ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور گہری سانسیں لینے لگا' کچھ دیر کے بعد میں نے اس سے کہا۔

"وائٹ ڈریگن میرے پاس ہے اور بالکل محفوظ ہے وہ لوگ کسی قیمت پر اسے حاصل نہیں کرسکتے۔"

"کہاں ہے وہ آخر کہاں ہے' تم مجھے بتاتے کیوں نہیں؟"

"فاضل النعم اور رحمانہ کے بارے میں تو میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ وہ کس طرح مجھے ملے تھے' لیکن اس وقت میں واقعی چوٹ کھا گیا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ غلط لوگ ہوسکتے ہیں لیکن وائٹ ڈریگن کے سلسلے میں وہ کامیاب نہیں ہوسکے اور غالباً اسی لیے فرار ہوگئے کہ انہیں امید تھی کہ ہوش میں آنے کے بعد میں انہیں نہیں چھوڑوں گا۔"

"خیر وائٹ ڈریگن اگر کسی کے پاس پہنچ بھی گیا تو اسے سرا ہی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ وہ اس میں سے کچھ نہیں پاسکے گا مجھے علم ہے کہ وائٹ ڈریگن کیا ہے اور اسے کیسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ وہ فارمولا میرے ساتھ ہی فنا ہو جائے گا یہ میرا دعویٰ ہے کوئی اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔"

اب میرے چونکنے کی باری تھی' صمد العمران کے الفاظ نے مجھے چونکا دیا تھا لیکن اس سلسلے میں کوئی تجسس اسے ہوشیار کر سکتا تھا۔ میں نے کسی قدر سرد لہجے میں کہا۔

"اب تم ان فضول باتوں سے گریز نہیں کر رہے۔ جن کے لیے میں تم سے درخواست کر رہا ہوں۔"

"مجھے صرف اس بات کا اطمینان دلا دو کہ وائٹ ڈریگن محفوظ ہے؟"

"ہاں وائٹ ڈریگن محفوظ ہے کیونکہ میں نے اس گھر میں داخل ہوتے ہوئے اسے ایک ایسی جگہ محفوظ کر دیا تھا جہاں کسی کا خیال بھی نہیں جاسکتا۔"

"کون سی ہے وہ جگہ؟"

"آؤ میرے یار میرے ساتھ آؤ' تم واقعی بہت ضدی انسان ہو۔" میں صمد العمران

کو اس جگہ لے گیا جہاں وائٹ ڈریگن محفوظ تھا۔ میں نے اسے اس جگہ ہاتھ ڈال کر وائٹ ڈیگن نکال کر دکھایا اور صمد العمران کے چہرے کی رنگت بدلنے لگی۔ اس نے حیرت سے اس دیوار کو دیکھا پھر دروازے کو اور اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے۔

"لیکن کس وقت.........؟"

"جب ہم اس گھر میں داخل ہوئے تھے تو میں نے پہلا کام یہی کیا تھا۔"

"یہ جگہ تمہارے ذہن میں تھی؟"

"ہرگز نہیں۔ بس اچانک ہی میں نے اسے تلاش کرلیا تھا۔ تم خود بھی اسے دیکھ کر یہ فیصلہ کرسکتے ہو کہ وائٹ ڈریگن جیسی چیز یہاں چھپائی جاسکتی ہے۔"

"اوہ میں تو واقعی مر گیا تھا۔ میں"

"لیکن صمد تمہارا رویہ مجھ سے بہتر نہیں رہا۔ ایک لمحے میں تم نے مجھ پر الزامات لگا ڈالے۔ تم خود غور کرو اگر میرے ذہن میں کوئی کھوٹ ہوتا تو کیا میرا یہاں موجود ہونا ضروری ہوتا۔"

"میں نے کسی کھوٹ کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ تم یہ بات غلط کہہ رہے ہو۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ تم مار کھا گئے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں کہ دھوکا کھایا ہے میں نے لیکن مجھے دھوکا دینے والے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے بلکہ الٹا اپنے جال میں پھنس گئے۔"

"اب صورت حال مزید سنگین ہوگئی ہے وہ لوگ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے آسانی سے۔"

"ہاں اور میرا خیال ہے اب ہمیں یہ جگہ بھی چھوڑ دینی چاہیے۔ کیا کوئی اور ایسی جگہ ہے جہاں ہم اپنے آپ کو پوشیدہ کرسکیں؟"

"جگہ تو بہت سی ہیں لیکن وہی خطرات قائم رہیں گے۔ B-1 بھی ان کے علم میں آچکا ہے۔"

"ایک کام کرتے ہیں کیوں نہ جھیل ماہ نور کے کنارے ایک اور ٹرالر حاصل کریں۔ کچھ وقت گزارا جاسکتا ہے وہاں پھر ہم مبرا الجمہ چلیں گے۔"

"مبرا الجمہ؟"

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

Uploaded By Muhammad Nadeem

"ہاں میں کچھ ایسے راستے جانتا ہوں جہاں سے ہم مصری سرحد چھوڑ سکتے ہیں اور لیبیا میں داخل ہو سکتے ہیں۔"

"خیر اس کے انتظامات تو میں بھی کر سکتا ہوں صمد العمران لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو بھی آسانی سے یہ انتظامات کرے۔"

"چلو کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اور یہاں آجائے بہرحال ہمیں اپنے تحفظ کا بندوبست کرنا ہے۔"

وہ نادر روزگار چیز پھر اپنے پاس محفوظ کر لی گئی۔ صمد العمران نے یہ کوشش نہیں کی تھی کہ اسے اپنی تحویل میں لے لے بلکہ جھیل ماہ نور پہنچ کر اس نے کہا تھا۔

"میں اسے تمہاری تحویل میں دے چکا ہوں اور اب تم اس کے مکمل ذمہ دار ہو۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر کوئین میکویا سے ملاقات ہوئی تو تم یہی کہو گے کہ اس کی ڈلیوری ابتدا میں ہی تمہیں دے دی گئی تھی۔" میں ہنس پڑا۔ میں نے کہا۔

"صمد العمران ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ایسا ہو چکا ہے۔"

جھیل ماہ نور پر ٹرالر حاصل کرنے میں کوئی وقت نہیں پیش آئی تھی۔ صمد العمران نے کہا۔

"کیا خیال ہے اسے کہیں زمین میں دفن کر دیا جائے؟"

"نہیں یہ ضروری نہیں ہے۔"

"تم کہہ رہے تھے کہ میرا الخیمہ تک پہنچنے کی ذمے داری تم بھی قبول کر سکتے ہو؟"

"ہاں انتظام تو کرنا ہی ہو گا۔"

"تو پھر مجھے یہ بتاؤ کہ کیا یہ انتظام تم کر رہے ہو؟ اصل میں مجھے باہر نکلتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے۔ تم جانتے ہو میری شخصیت کم از کم میرے اہل وطن کے لیے اجنبی نہیں ہے اور لوگ مجھے اچھی طرح جانتے تھے۔ میرے لیے زیادہ مشکلات پیش آسکتی ہیں پھر بھی اگر تم اس سلسلے میں کامیاب نہ ہو سکو تو مجبوری ہے۔"

"نہیں تم اطمینان رکھو۔ میں پوری پوری کوشش کروں گا۔"

"اور اس کا کیا کرو گے؟"

"اب جب کہ ساری باتیں مکمل کر چکے ہو اسے میری تحویل میں دے چکے ہو تو پھر

اس کے سلسلے میں مجھے ہی ذمے دار رہنے دو۔"

میں باہر نکل آیا بہرحال یہ نادر روزگار چیز اپنی ایک الگ اہمیت رکھتی تھی اور میں نے اس کے سلسلے میں ایک اہم منصوبہ بنا لیا تھا۔

ٹرالر نمبر 1-8 میں، میں اس طرح داخل ہوا کہ کسی کے فرشتوں کو بھی نہ پتا چل سکے۔ ولیم جیکال اور اس کے ساتھی یہاں کا اچھی طرح جائزہ لے چکے تھے اور اب یہ جگہ ان کے لیے بے مقصد تھی خاص طور سے اس انکشاف کے بعد جس میں، میں نے اسے بتا دیا تھا کہ وہاں صمد العمران کے چھپنے کی جگہ کہاں بنی ہوئی تھی۔ کوئی احمق ہی ہو گا جو ہر چیز کو منظر عام پر لانے کے بعد دوبارہ اسے کسی خفیہ کام کے لیے استعمال کرے چنانچہ میں نے وائٹ ڈریگن کا وہ صندوقچہ ٹرالر میں ایک ایسی عام جگہ چھپا دیا جہاں کسی کی توجہ بھی نہ جا سکے۔ یہ رسک تو بہرحال لینا تھا چونکہ ولیم جیکال بھی کوئی شریف آدمی نہیں تھا۔ صمد العمران کو مجھ سے خطرہ تھا اور مجھے ولیم جیکال سے۔

میں اب ولیم جیکال سے مل کر آئندہ کا پروگرام طے کرنا چاہتا تھا، چنانچہ ٹہلتا ہوا اس جگہ تک آ نکلا جہاں ہوٹل وغیرہ تھے۔ یہیں سے ٹیکسیاں بھی مل جایا کرتی تھیں۔ چند لمحات میں یونہی آوارہ گردی کرتا رہا اور اس کے بعد ٹیکسی کی تلاش میں ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں۔ فوراً ہی ایک ٹیکسی میرے نزدیک آکر رک گئی اور ڈرائیور نے عقبی دروازہ کھول دیا۔

میں نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ معنی خیز انداز میں بولا۔

"مجھے یقین ہے سر کہ آپ کہیں جانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے اس سے بہتر ٹیکسی اور کوئی نہ ہو گی۔ نجانے کیوں مجھے ڈرائیور کی صورت جانی پہچانی محسوس ہوئی تھی۔ میں نے ایک لمحے کے لیے اسے غور سے دیکھا تو وہ بولا۔"

"بے دھڑک تشریف رکھیے، میں آپ کا اپنا ہی آدمی ہوں۔" میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا اور ٹیکسی اسٹارٹ ہو کر چل پڑی۔

"تمہاری صورت مجھے جانی پہچانی کیوں لگ رہی ہے؟"

"اس لیے کہ سر آپ میرے ہی ساتھ جھیل ماہ نور پہنچے ہیں۔"

"کیا؟" میں حیرت سے اچھل پڑا۔

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں اس وقت آپ نے شاید میری صورت پر توجہ نہیں دی تھی ویسے اس وقت میرے چہرے پر داڑھی بھی تھی وہ اس وقت نہیں ہے دیکھیے نا دوسروں کا خیال بھی تو رکھنا پڑتا ہے۔"

"تم کیا کہہ رہے ہو میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا؟"

"حالانکہ چیف آپ کو بتا چکے ہیں کہ آپ کی ہر جگہ نگرانی کی جائے گی آپ کے قریب موجود ہوں گے۔ میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر ٹیکسی کی پشت سے ٹک گیا۔ ولیم جیکال واقعی بہت چالاک آدمی تھا۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا۔"

"یہ تو بہت اچھا ہوا کیونکہ میں اس وقت جیکال سے ہی ملنا چاہتا ہوں۔"

"آپ کی کال بھی ہے جناب۔"

"کیا مطلب؟"

"چیف کا حکم تھا کہ جیسے ہی موقع ملے آپ کو ان کا پیغام دے دیا جائے کہ چیف آپ سے ملنا چاہتے۔"

"گڈ۔ تب پھر چلو۔"

بعد میں۔ میں نے ٹیکسی ڈرائیور سے اور کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ ہم سفر کرتے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد ایک شاندار ہوٹل کے سامنے ٹیکسی رک گئی۔ ڈرائیور نے ہاتھ اٹھا کر کسی کو اشارہ کیا اور فوراً ہی ایک آدمی ہمارے قریب آگیا۔

"چیف کے مہمان۔"

"تشریف لائیے۔" اس شخص نے کہا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا بہرحال تھوڑی سنسنی تو محسوس ہوئی تھی لیکن پھر بھی ہوشیار رہنا تھا۔

ہوٹل کے ایک خوبصورت کمرے میں ولیم جیکال نے میرا استقبال کیا۔ ایک خوبصورت عورت اس کے ساتھ تھی عمر تیس بتیس سال سے کم نہیں ہوگی لیکن ولیم جیکال نے میرا اس سے تعارف نہیں کرایا۔ عورت نے البتہ مجھے دیکھ کر گردن خم کی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ ولیم جیکال نے کہا۔

"کہئے مسٹر دانش منصور کیسے مزاج ہیں آپ کے؟"

"بالکل ٹھیک ہوں اور یہ کہنا بے کار ہے کہ میری اب تک کی کارروائی سے آپ

لاعلم ہوں گے؟"

"نہیں اب اتنی زیادہ معلومات بھی نہیں ہمیں کیونکہ ہمارے پاس کوئی جادو نہیں ہے۔"

"سارا کام پروگرام کے مطابق ہو رہا ہے۔ میں اسے یہ یقین دلانے میں کامیاب ہوگیا ہوں کہ میں اس سے مخلص ہوں باقی تمام معاملات کے لیے میں نے اسے اطمینان دلا دیا ہے۔"

"ویری گڈ بہرحال کام خوش اسلوبی سے انجام پا رہے ہیں اور میں خلوص دل سے تم سے ایک بات کہہ رہا ہوں وہ یہ کہ اب مجھے تمہارے اوپر مکمل اعتماد ہے اور ہمارے درمیان بے اعتمادی کی فضا بالکل ختم ہوگئی ہے۔"

"شکریہ مسٹر جیکال۔"

"میں نے نئے پروگرام ترتیب دے لیے ہیں اور میں یہ چاہتا تھا کہ وہ تم تک پہنچا دیئے جائیں تاکہ کوئی مشکل نہ ہو۔ یہاں سے نکلنے کے لیے تم نے اپنے طور پر اسے کیا بتایا ہے؟"

"میں نے یہی کہا ہے کہ یہ انتظامات میں کرلوں گا وہ اصل میں اپنے ہم نسلوں سے چھپنا چاہتا ہے۔"

"میں جانتا ہوں اس کے لئے ایسے ہی مشکل لمحات ہیں۔ خیر اب میں تمہیں بتاؤں۔ ہمیں یہاں سے میرا الجیمہ پہنچنا ہے' میرا لجیمہ کے ایک مخصوص علاقے سے تم لوگ سرحد عبور کرو گے اور سرحد عبور کرنے کے لیے میں نے مکمل انتظامات کرلیے ہیں دو مختلف ناموں سے تمہارے کاغذات تیار کرائے گئے ہیں اور تمہیں سرحد عبور کرنے میں زیادہ مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ یہ کاغذات تمہیں کل شام تک فراہم کر دیے جائیں گے۔ میرے خیال میں کاغذات کے حصول کے لیے تمہیں ٹرالروں کے درمیاں تھوڑی سی مٹرگشت کرنی ہوگی اور کاغذات تمہیں مل جائیں گے۔"

"ضروری نہیں ہے میں کل یہاں واپس آسکتا ہوں اور یہ ضروری بھی ہے تاکہ اسے شبہ نہ ہو۔"

"واہ یہ اور اچھی بات ہے چلو ٹھیک ہے پروگرام میں یہ تبدیلی میں نے نوٹ کرلی

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے بہرحال تم اپنے طور پر وہاں سے سرحد عبور کرو گے لیکن ہمارا تم سے زیادہ فاصلہ نہیں ہوگا۔ ہم بھی وہیں سے سرحد عبور کریں گے اور ہمارا دوسرا پیغام تمہیں سرحد کے دوسری جانب ہی ملے گا۔ ویسے میں تمہیں ایک بار پھر آگاہ کردوں کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ وائٹ ڈریگن کے حصول کے لیے اب صرف ہم ہی لوگ یہاں رہ گئے ہیں تو یہ تمہاری بھول ہے۔ مجھے کچھ ایسے ثبوت ملے ہیں کہ دوسری کچھ پارٹیاں بھی سرگرم عمل ہیں میں ان کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا' لیکن تمہیں ہوشیار رہنا ہوگا خاص طور سے صمد العمران کے سلسلے میں۔"

"آپ مطمئن رہیں۔ ایک آدمی' ایک آدمی کی حفاظت بخوبی کر سکتا ہے۔"

"ویری گڈ۔" اس کے بعد ولیم جیکال مجھ سے مزید کچھ دیر گفتگو کرتا رہا اور میں مطمئن ہوگیا۔ میرا کام بخیروخوبی چل رہا تھا۔ پھر وہاں سے جھیل ماہ تور تک پہنچانے کے لیے بھی وہی ٹیکسی ڈرائیور میرے ساتھ آیا لیکن اس نے ٹیکسی تبدیل کرلی تھی اس کا اندازہ میں نے ٹیکسی کے نمبر سے لگایا تھا۔ بعد میں راستے میں اس نے مجھے بتایا۔

"سر یہ ضروری ہے تاکہ اور دوسرے لوگوں کو شبہ نہ ہونے پائے۔"

صمد العمران بے چینی سے میرا منتظر تھا بہرحال انسان ہی تھا اس کے دل میں جو خدشات ہوں گے وہ کسی طرح دور نہیں ہو سکتے تھے حالانکہ وائٹ ڈریگن کے سلسلے میں اس نے یہ بتایا تھا کہ وہ اس کے بغیر نامکمل رہتا ہے لیکن یہ سب بعد کی باتیں تھیں۔ میں نے اسے خوش خبری سنائی کہ میرا الجمہ جانے کے لیے تیاریاں بالکل مکمل ہیں لیکن ہمیں سرحد پار کرنے کے لیے جو کاغذات درکار ہوں گے ان کی تیاری کے لیے کل کا دن بھی یہیں صرف کرنا ہوگا۔

"میں تمہارے وسائل پر حیران ہوں۔ یہاں پورٹ سعید میں تم نے ایسے تعلقات کہاں سے حاصل کرلیے؟"

"میرا خیال ہے کہ پیسے ہر کام کرا دیتے ہیں اور یہاں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو لوگوں کے کام آجاتے ہیں۔"

بعد میں کوئی ایسی صورت حال پیش نہ آئی جو قابل ذکر ہو ہمیں میرا الجمہ روانہ ہونا تھا۔ دوسرے دن میں نے ولیم جیکال کے آدمیوں سے کاغذات حاصل کیے اور یہ کاغذات

میں نے صمد العمران کو دکھا دیے۔ وہ انہیں دیکھ کر خوش ہوا تھا۔

میرا الجمہ تک کا سفر جس طرح بھی کٹا۔ وہ ایک الگ کہانی ہے' لیکن کوئی ایسی مشکل پیش نہیں آئی جس کا تذکرہ خاص طور سے کیا جاسکے۔ ہمیں وہ نقشے بھی حاصل ہوچکے تھے جن کے تحت ہمیں ایک مخصوص علاقے میں سفر کرنا تھا۔ یہ علاقہ خالص ریگستانی علاقہ نہیں تھا بلکہ اسے ایک پہاڑی علاقہ کہا جاسکتا ہے اور اس کے لیے ہمیں ایک چھوٹے سے قصبے تک کا سفر کرنا تھا جس کا کچھ غیر معروف سا نام تھا۔ یہاں صمد العمران کافی چاق و چوبند نظر آیا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے یہاں آنے کے بعد اس کے اندر ایک اعتماد بیدار ہوا ہے اس نے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے مجھے کہا۔

"مجھے علم ہے کہ یہاں اس قسم کے آٹو گیراج موجود ہیں جو پرانی گاڑیاں فروخت کرتے ہیں۔ ہمیں سرحد عبور کرنے کے لیے ایسی ہی ایک گاڑی کی ضرورت ہے جو ہمارے کام آسکے اور میں سمجھتا ہوں اس کے لیے ہمیں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ تم وہ گاڑی خرید و گے؟"

"ہاں۔"

میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر صمد العمران سے اتفاق کرلیا۔ صمد العمران نے اپنی واقفیت کی بنیاد پر یہاں ایک گیراج سے جو وین خریدی وہ بلاشبہ اپنی مثال آپ تھی۔ دیکھنے میں اس کا حلیہ بہت خراب نظر آتا تھا لیکن اس کا انجن بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔ صمد العمران نے اس کو اچھی طرح ٹھوک بجاکر دیکھا تھا پھر باقی انتظامات بھی خوش اسلوبی سے کرلیے گئے تھے۔ وائٹ ڈریگن کو وین میں ایک ایسی جگہ چھپایا گیا جو کسی کے تصور میں بھی نہ آسکے۔ گیئر بکس کے پاس ایک چھوٹا سا ڈبہ ویلڈ کرایا گیا تھا جو اوپر سے دیکھنے سے محسوس بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ میں نے صمد العمران کی اس بات سے مکمل طور پر اتفاق کرلیا تھا

ادھر میں یہ بھی محسوس کرتا رہا تھا کہ ولیم جیکال میری جانب سے بے خبر نہیں ہے آخر کار ہم نے مناسب وقت کو مدنگاہ رکھ کر ایک دن سفر کا آغاز کر دیا۔

اس کے بعد کے حالات جاننے کے لئے

نامور سیریز کا شاہکار

"قاتل ویرانے" پڑھیں

Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com